بسم الله الرحمن الرحيم

درسِ ابوداؤد

یعنی

(السنن لأبي داؤد المترجم)

مع الترقیم،والتشکیل،والتشریح، والتعیین، والتعریف المختصر للرجال

الجزء الثالث (بقیة کتاب الصلاۃ)

(الحدیث من ٥٤٧ إِلی ٧٢٠)

قدعنی بإِعداده ونشره بمساعدةشركةٍ من العلماء مدیرُمجمع الحدیث بمرادآباد

محمّدیامین منیر أحمدالقاسمیؒ

بمشورةفضیلةالشیخ **محمدیونس المؤقر** حفظه الله

شیخ الحدیث بالجامعة الإسلامیة مظاهر العلوم بسهارنفور

تحت إِشراف فضیلةشیخ الحدیث بجامعةقاسمیة مدرسه شاهی بمرادآباد

عبدالسلام القاسمیؒ

مجمع الحدیث بمرادآباد(الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

درسِ ابوداؤد یعنی السنن لأبي داوٗد المترجم الجزء الثالث (كتاب الصلاة) من الحديث (٥٤٧) إلى الحديث (٧٢٠)

مؤلف:- محمد يامين منير أحمد القاسمی

بسم الله الرحمن الرحيم

درسِ ابوداؤد

یعنی

(السنن لأبي داؤد المترجم)

مع الترقيم،والتشكيل،والتشريح، والتعيين، والتعريف المختصر للرجال

الجزء الثالث (بقية كتاب الصلاة)

(الحديث من ٥٤٧ إلى ٧٢٠)

قدعنى بإعداده و نشره بمساعدة شركةٍ من العلماء مديرُمجمع الحديث بمرادآباد

محمّديامين منير أحمدالقاسمیؒ

بمشورةفضيلةالشيخ **محمديونس المؤقر** حفظه الله

شيخ الحديث بالجامعة الإسلامية مظاهر العلوم بسهارنفور

تحت إِشراف فضيلةشيخ الحديث بجامعةقاسمية مدرسه شاهى بمرادآباد

عبدالسلام القاسمیؒ

مجمع الحديث بمرادآباد(الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

نام کتاب	درسِ ابوداؤد (جلدِ ثالث)
صفحات	۵۶۰
مؤلف	محمدیامین منیرأحمدالقاسمی
ترتیب وتحقیق	باہتمام مجمع الحدیث مرادآباد
سنِ طباعت	۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء
ہدیہ	190 روپیہ

ملنے کے پتے

المکتبۃالمسلمۃبمرادآباد. تلفون: 0591-2416559

مکتبۃطیبیۃدیوبند. تلفون: 01336-224017

کتبخانۃذکریادیوبند. تلفون: 01336-223223

مکتبۃ حسینیۃ دیوبند — فرید بکڈپو دلّی

جامعۃعربیۃقاسمیۃدارالعلوم کھروڈ 02646-276104

مکتبۃ فیضِ أبرار انکلیشور گجرات

فون:02646-245143

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العٰلمین و العاقبۃ للمتقین و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم أما بعد.

ابوداؤد شریف کی تدریس کے دوران مختلف شروحات کے ساتھ ساتھ مترجم ابوداؤد شریف کا مطالعہ کرنے کی بھی توفیق ہوئی جس کو دیکھ کر دل میں یہ رجحان پیدا ہوا کہ اگر ابوداؤد اور دیگر تمام صحاحِ ستہ کا ترجمہ کچھ اس طرح سے کیا جائے کہ موقع بموقع بین القوسین احادیثِ شریفہ کے مطلب ومفہوم کو بھی واضح کر دیا جائے تو شاید موجودہ صحاحِ ستہ مترجمہ کے مقابلہ زیادہ افادیت ہوگی۔۔۔ نیز لڑکیوں کے مدارس میں جب یہ بات دیکھنے میں آئی کہ وہاں کی اساتذہ اور طالبات تو صرف مترجم صحاحِ ستہ ہی کو پڑھتی اور پڑھاتی ہیں اور عام طور پر انکے علاوہ کسی اور شرح کا مطالعہ نہیں کرتیں تو میرا یہ خیال ورجحان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا لہٰذا میں نے بہت سے علماء اور اساتذۂ حدیث سے اسکی درخواست کی تو انہوں نے مجھ ہی سے کہا کہ یہ کام تم ہی کر لو نیز سب ہی نے اسکی افادیت کو تسلیم کیا۔ اسکے بعد میں نے مختلف شیوخ الحدیث سے اس بارے میں مشورہ کیا تو سب ہی نے میری حوصلہ افزائی کی اور فوراً کام شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ اخیر میں جب مَیں نے اپنے مشفق استاذ ومربی جناب حضرت مولانا محمد یونس صاحب حفظہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے اس سلسلہ میں رائے ومشورہ لیا تو حضرتِ والا نے نہایت مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ اثبات میں مشورہ دیا اور بڑے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے۔ حضرتِ والا کی تائید ومشورہ کے بعد تو میرے خیال ورجحان نے عزمِ مصمم کی شکل اختیار کر لی اور میں نے اپنی کم علمی وکم مائیگی کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کی شروعات کردی۔

اور کام کی ترتیب یہ رکھی کہ سب سے پہلے مؤطا لما لک اور مشکاۃ المصابیح سمیت تمام صحاحِ ستہ کی احادیث اور ابواب وکُتب کو انٹرنیٹ اور مصری نسخوں کے مطابق مرقّم کیا نیز مذکورہ بالا کتبِ متون کی جتنی بھی شروحات عربی، اردو اور فارسی میں مجھے دستیاب ہوسکیں ان کو بھی مرقّم کیا تا کہ ترجمہ وتشریح کرتے وقت مراجعت ومطالعہ میں سہولت رہے۔ اور پھر ترجمہ وتشریح کے ساتھ ساتھ مکمل متن وسند کو بااعراب لکھنے اور ہر حدیث کے تحت اس کے رجال کی تعیین اور ان کے مختصر تعارف کو بھی ضروری رکھا اور اس تعارف کے دوران عام طور پر حافظ ابنِ حجرؒ کے قول کو راجح رکھا ہے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر وادنی سی کوشش کو قبول فرما کر ذریعۂ آخرت بنائے۔ آمین.

اخیر میں مَیں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسکام کے دوران جن جن حضرات نے جس جسطرح سے بھی تعاون کیا ہے انکا شکریہ ادا کرلوں۔ تو مَیں اپنے ہر طرح کے تمام معاونین کا شکر گذار ہوں اور بطورِ خاص شکر گذار ہوں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ حضرت مولانا زین العابدین صاحب ناظم شعبۂ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور۔ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم ہانسوڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم کھروڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مہتمم دارالعلوم کھروڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب استاذ دارالعلوم کھروڈ گجرات۔ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن الحافظ صاحب۔ مولانا حشمت اللہ ومولانا خورشید احمد صاحبان اور الحاج محمد اکرم شمسی صاحب کا جنکے مختلف قسم کے تعاون کے نتیجہ میں یہ کام ہوا اور ہو رہا ہے۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکی تکمیل کو آسان کردے اور قبول فرما کر ذریعۂ آخرت بنادے۔ آمین.

محمد یامین منیر احمد القاسمی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین و العاقبۃ للمتقین و الصلاۃو السلام

علی رسو لہ الکریم أمّابعد.

(٤٧)بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ

ترکِ جماعت پرسختی اوروعیدکابیان (یعنی اس باب میں وہ احادیث بیان ہوں گی جن میں باجماعت نماز نہ پڑھنے اور جماعت کوترک کرنے پرسختی اور وعیدکابیان ہے)(۴۷)

الحدیث/٥٤٧-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ حُبَيْشٍ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ عَنْ أَبِيْ الدَّرْدَاءِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ)).

قَالَ زَائِدَةُقَالَ السَّائِبُ: يَعْنِيْ بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ فِيْ الْجَمَاعَةِ.

ترجمہ حدیث نمبر/٥٤٧:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیااحمد بن یونس نے انہوں نے کہاہم سے بیان کیازائدہ نے انہوں نے کہاہم سے بیان کیاسائب بن حُبیش نے انہوں نے روایت کیامعدان بن ابی طلحہ یَعْمُری سے انہوں نے حضرتِ ابودرداءؓ سے (یہ کہ انہوں نے)

بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہیں ہوتے تین (آدمی) کسی بستی میں اور نہ کسی جنگل میں (اور) نہ قائم کیا جائے انمیں نماز کو مگر یقیناً مسلط ہو جاتا ہے اُن پر شیطان (یعنی جب بھی کسی بستی میں یا جنگل میں صرف تین آدمی بھی اکٹھے ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو گویا وہ شیطان کے حوالے ہو جاتے ہیں اور وہ اُن پر اپنا غلبہ اور تسلط قائم کر کے ان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔ واضح رہے کہ جب صرف تین آدمیوں کا یہ حکم وحال ہے تو تین سے زیادہ کا تو بطریقِ اولی یہی حال ہوگا) اس لئے لازم کرلو (اور ضروری سمجھو) تم اپنے اوپر جماعت کو (کیونکہ شیطان جماعت سے دور رہتا ہے جبکہ جماعت سے جدا اور الگ ہونے والوں پر اپنا غلبہ اور تسلط قائم کرنے میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو جاتا ہے چنانچہ اسی بات کو ایک مثال دیکر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب تمہیں یہ بات معلوم ہوگئی کہ تین آدمی ہوتے ہوئے اگر وہ لوگ جماعت سے نماز نہ ادا کریں گے تو شیطان کو ان پر غلبہٗ وتسلط ہو جائے گا تو اس کو مدلّل انداز میں ایک مثال سے اس طرح سمجھلو کہ) کیونکہ یقیناً بھیڑیا کھا جاتا ہے (ریوڑ سے) دور رہنے والی (بکری) کو (یعنی جس طریقہ سے ریوڑ سے دور ہو جانے والی بکری چرواہے اور نگران کی حفاظت سے خارج ومحروم ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں بھیڑیا اس کو پکڑ لے جانے اور کھانے میں کامیاب ہو جاتا ہے ایسے ہی تارکِ جماعت لوگ بھی گویا کہ ذمۃ اللہ اور حفاظتِ خداوندی سے نکل جاتے ہیں اور شیطان کے غلبہٗ وتسلط میں چلے جاتے ہیں اس لئے جب بھی کسی بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں تو ان کو جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھنی چاہیئے)۔

(امام ابوداؤدؒ کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ احمد بن یونس نے اپنے شیخ زائدہ کے بارے میں ہمیں یہ بتایا کہ اس حدیث کا مطلب واضح کرتے ہوئے ہمارے شیخ) زائدہ نے فرمایا (کہ ہمارے شیخ) سائب نے (اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا تھا (کہ اس حدیث میں جو **فعلیک**

بالجماعة کے الفاظ ہیں ان میں)لفظِ **الجماعة** سے مراد جماعت کے ساتھ نماز (پڑھنا ہے۔ واضح رہے کہ مصنفؒ یا کہئے کہ حضرتِ سائبؒ نے ان الفاظ سے یہ بتانا چاہا ہے کہ حدیث شریف میں جو **لا تقام فيهم الصلاة** کے الفاظ ہیں یہ قرینہ ہیں اس بات کا کہ آپ ﷺ کی مراد **فعليک بالجماعة** میں لفظِ جماعت سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہے۔ نیز صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر لفظِ **الجماعة** کو عام بھی رکھا جائے اور اس سے مطلق جماعتِ عامہ اور **جماعة المسلمين** کو مراد لیا جائے تو بھی مطلب صحیح ہوسکتا ہے یعنی گویا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمام احوال واعمال اور اعتقادات میں جماعتِ عامہ اور **جماعة المسلمين** کو اپنے اوپر لازم اور ضروری سمجھو۔ اور ظاہر ہے اس میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی داخل ہے اس لئے آپ ﷺ نے ان الفاظ یعنی **فعليک بالجماعة** کے ذریعہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم بھی بطریقِ اولی دیا ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ جن روایات میں **فعليكم بالجماعة** کے الفاظ مروی ہیں وہ تو بالکل واضح ہیں لیکن یہ جو ابوداؤدؒ کی زیرِ تشریح روایت میں **فعليک** کا لفظ ہے یعنی ضمیرِ خطاب واحد کے ساتھ اس کو شراح حضرات نے اس طرح سمجھایا ہے کہ یہ خطابِ عام ہے اور تمام لوگ اس کے اندر داخل ہیں)۔

نوٹس:۔ "**مامن ثلاثة الخ**" شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں ثلاثة تین سے مراد تین مرد ہیں کیونکہ صرف عورتوں کی جماعت اور انہی میں سے کسی کا امام ہونا مکروہ اور مختلف فیہ ہے۔ نیز اس جملہ کی نحوی ترکیب کو بتاتے ہوئے صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس میں مِن زائدہ ہے اور **ثلاثة الخ** مبتدا ہے اور آگے جو جملہ **قد استحوذ الخ** ہے وہ اس کی خبر ہے اور مَا نافیہ غیر عاملہ ہے اور مَا کو نافیہ عاملہ بھی کہا جاسکتا ہے اور اس شکل میں مبتدا وخبر کو اس کا اسم وخبر کہیں گے۔ اور اس میں جو لفظِ **القرية** ہے یہ قاف کے فتحہ کے ساتھ ہے اگرچہ اس میں ایک یمنی لغت قاف کے کسرہ کی بھی ہے اور اس کی جمع خلافِ قیاس قُریٰ آتی ہے کیونکہ قیاس تو یہ ہے کہ **فَعْلَةٌ** کے وزن پر آنے والے کسی بھی معتل کی جمع

فِعَالٌ کے وزن پر آنی چاہئے جیسے کہ ظَبْیَۃٌ کی جمع ظِبَاء آتی ہے۔اوربستی وگاؤں کوقریۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں اور یہ قریت الماء في الحوض یعنی جمعت الماء في الحوض سے مشتق ہے۔

"قد استحوذ" یہ جولفظِ اسْتَحْوَذَ ہے یہ واؤ کے ساتھ خلافِ قیاس ہے اس لئے کسی کو یہ اشکال نہیں ہونا چاہئے کہ اس میں واؤ کو الف سے بدل کر مثل اِسْتَقَامَ اور اِسْتَعَاذَ وغیرہ کے اِسْتَحَاذَ کیوں نہیں کہا گیا۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے مندرجہ ذیل باتیں سمجھ میں آرہی ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ نے اس حدیث کے ذریعہ اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ بستی اور جنگل میں رہنے والوں کو جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھنی چاہئے (۲) جماعت نہ کرکے تنہا تنہا نماز پڑھنے والوں کو آپ ﷺ نے ڈرایا اور متنبہ کیا ہے (۳) یہ بھی بتایا ہے کہ جولوگ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھیں گے اور تنہا تنہا منفرداً نماز پڑھیں گے تو ان پر شیطان کا غلبہ وتسلط ہو جائے گا اور پھر وہ ان کے لئے تہاون وسستی کا باب ودروازہ وا کردے اور کھول دے گا (۴) اس حدیث شریف سے یہ بات بھی سمجھ میں آرہی ہے کہ کسی بات کو واضح کرنے اور قریب الی الفہم کرنے کے لئے کوئی مثال دینا اور بیان کرنا جائز اور شرعی بلکہ کہئے مسنون عمل ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۴۷)

۱۔أحمد بن یونس:۔یہ أحمد بن عبداللّٰہ بن یونس التمیميّ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۔زائدۃ:۔یہ زائدۃ بن قدامۃ الثقفي أبو الصلت الکوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۶۹).

۳۔السائب بن حُبيش :۔یہ السائب بن حُبيش الكَلاعيّ (بفتح الكاف) الحمصيّ ہیں۔انہوں نے صرف معدان بن أبي طلحة اورأبو الشماخ الأزديّ سے روایت کیا ہے اوران سے صرف زائدة بن قدامة اور حفص بن عمر نے۔عجلی اورابن حبان نے ان کوثقہ کہا ہے، دارقطنی نے صالح الحدیث اورامام احمدؒ سے جب ان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ ثقہ ہیں توانہوں نے کہالا أدري مجھے نہیں معلوم۔اور حافظؒ نے ان کومقبول راوی لکھااور چھٹے طبقہ میں سے قراردیا ہے۔

۴۔معدان بن أبي طلحة:۔یہ معدان بن أبي طلحة(ویقال معدان بن طلحة) الكنانيّ اليَعْمَريّ ہیں۔اورانکوجو اليَعْمَريّ کہا جاتا ہے وہ قبیلۂ کنانہ کی ایک شاخ اليَعْمَر کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اليَعْمُر بروزن يَشْكُر ہے یعنی میم کے ضمہ کے ساتھ لیکن صاحبِ الأنساب اور حافظؒ وغیرہ نے میم اور یاء دونوں کافتحہ بتایا ہے۔عجلی،ابنِ حبّان اورابنِ سعد نے انکوثقہ لکھا ہے اورحافظؒ نے ثقہ لکھکر دوسرے طبقہ میں سے قراردیا ہے۔

۵۔أبو الدّرداءؓ:۔آپؓ مشہورصحابیِ رسول ﷺ ہیں۔صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ آپؓ اپنی کنیت اورنام عُوَیمر دونوں ہی سے مشہور ہیں۔اوران کے نام کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام عامر ہے اورعُویمر لقب ہے۔اسی طرح ان کے والد کے نام کے بارے میں بھی کئی قول ہیں۔(۱)عامر (۲)مالک(۳)ثعلبة(۴)عبدالله(۵)زید۔بہرحال یہ عویمربن عامر(أو مالک أو ثعلبة أو عبدالله أو زيد) بن قيس بن أمية بن عامر بن عدي بن كعب بن الخزرج الأنصاريّ الخزرجيّ ہیں۔ان کوجنگِ بدرمیں شرکت کا شرف حاصل ہے،اُحد کے دن نبیِ کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھانعم الفارس عويمر عویمر کیا ہی عمدہ گھوڑسوار ہے نیز ان کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے هو حكيم أمتي ۔حضرتِ عمرؓ کے

دورِ خلافت میں حضرتِ معاویہؓ نے ان کو قاضیِ دمشق مقرر فرمایا تھا۔اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کی سب سے پہلی جنگ۔جنگِ اُحد ہے اور ان کی وفات حضرتِ عثمانؓ کی خلافت کے آخری ایام میں ہوئی ہے نیز لکھا ہے وقيل عاش بعد ذٰلک یعنی یہ حضرتِ عثمانؓ کے بعد بھی کچھ دن زندہ رہے ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۰)۔

٦۔زائدة:۔یہ زائدةبن قدامةالثقفي أبو الصلت الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٦٩).

٧۔السائب:۔یہ السائب بن حُبَيش الكَلاعيّ الحمصيّ ہیں۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

الحديث/٥٤٨-حَدَّثَنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنا أَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامُ ثُمَّ آمُرُ رَجُلاً فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْطَلِقُ مَعِيْ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٤٨:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابومعاویہ نے انہوں نے نقل کیا اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ حکم دوں نماز کا کہ اس کو قائم کیا جائے (یعنی نماز کی تکبیر کہنے اور اس کو شروع کرنے کا حکم دوں اور) پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے (یعنی اپنی بجائے کسی اور کو امامت کی ذمہ داری دوں) پھر جاؤں میں اپنے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو لیکر جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں اُن

لوگوں کے پاس جو (بغیر عذر کے جماعت کی) نماز میں نہیں آتے (یعنی بلا عذر ترکِ جماعت کر کے اپنے گھروں وغیرہ میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان کے پاس جاؤں) اور جلا دوں اُن پر ان کے گھروں کو آگ سے (یعنی ان کے گھروں میں آگ لگا کر اُن کو اُس آگ میں جلا دوں)۔

نوٹس:۔ایک مسئلہ تو یہاں پر یہ ہے کہ جماعت فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ یا واجب یا سنت، اس سلسلہ میں بہت اختلاف ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کے لئے تو مطولات کا ہی مطالعہ فرمالیں۔

اور ایک بات یہاں پر سمجھنے کی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جو یہ ارادہ فرمایا تھا اس کی وجہ کیا تھی۔تو صاحبِ المنہل نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے جو یہ ارادہ فرمایا تھا اور یہ بات ارشاد فرمائی تھی اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے بعض لوگوں کو نماز میں غیر حاضر پایا تھا چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں یہ ہے **أن رسول الله ﷺ فقد ناساً في بعض الصلوات فقال لقد هممت الخ** ۔۔۔اَب ایک مسئلہ یہ بھی اٹھتا ہے کہ وہ کونسی نماز تھی اور یہ جو تہدید آپ ﷺ سے منقول ہے وہ مطلق نماز کے بارے میں ہے یا کسی خاص نماز کے بارے میں تو اس سلسلہ میں ایک رائے تو یہ ہے کہ حدیث شریف میں **لا يشهدون الصلاة** کے اندر لفظِ **الصلاة** مطلق اور عام ہے اس لئے ظاہر و واضح تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تہدید و وعید ہر ایک نماز کے بارے میں ہے۔لیکن شراح حضرات نے اس کے علاوہ درجِ ذیل احتمالات بھی لکھے ہیں۔

(۱) یہ وعید و تہدید خاص ہے عشاء کی نماز کے ساتھ اور اس احتمال کی تائید ہوتی ہے مسندِ احمد کی اس روایت "**عن أبي هريرة عن النبيّ ﷺ قال لولا مافي البيوت من النساء والذرية أقمت لصلاة العشاء وأمرت فتياني يحرّقون ما في البيوت بالنار**" نیز ابنِ خزیمہ، حاکم اور احمد کی اس روایت "**عن ابن أم مكتوم أن رسول الله ﷺ استقبل الناس في صلاة العشاء فقال لقد هممت أن آتي هؤلاء الذين يتخلفون عن الصلاة فأحرق عليهم**

بيوتهم" اور بخاری شریف کی اس روایت "عن أبي هريرة أنه ﷺ قال والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب ثم آمر بالصلاة فيؤذن لها ثم آمر رجلاً فيؤم الناس ثم أخالف إلٰى رجالٍ فأحرّق عليهم بيوتهم والذي نفسي بيده لو يعلم أحدهم أنه يجد عَرْقاً سمينا أوْمِر ماتين حسنتَينِ لشهد العشاء" سے بھی۔

(۲) اس وعید وتہدید کا تعلق عشاء اور فجر دونمازوں سے ہے اور اس احتمال کی تائید مسلم، نسائی اور احمد کی اس روایت "عن أبي هريرةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ أثقل الصلاة على المنافقين صلاة العشاء وصلاة الفجر ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبواً ولقد هممت الخ" سے ہوتی ہے۔

(۳) تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس وعید وتہدید کا تعلق جمعہ کی نماز سے ہو اور اس احتمال کی تائید مسلم کی اس روایت "عن ابن مسعود أن النبيّ ﷺ قال لقومٍ يتخلفون عن الجمعة لقد هممت أن آمر رجلاً يصلي بالناس ثم أحرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم" سے ہوتی ہے۔

بہرحال اس حدیث شریف سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بڑی تاکید معلوم ہورہی ہے نیز یہ مسئلہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کو نماز پڑھانے کے لئے اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کر کے جانا چاہیئے۔۔۔اور اس حدیث شریف میں جو لفظِ حُزَمٌ ہے یہ بروزن فُعَلٌ حُزْمَةٌ کی جمع ہے جیسے کہ غُرَفٌ بروزن فُعَلٌ غُرْفَةٌ کی جمع ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۴۸)

۱۔عثمان بن أبي شيبة:۔ یہ عثمان بن أبي محمد بن أبي شيبة إبراهيم بن عثمان العبسى أبو الحسن الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

٢۔أبومُعاوية:۔یہ محمد بن خازم الضرير التميميّ السعديّ أبومُعاوية الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٧)۔

٣۔الأعمش:۔یہ سليمان بن مهران الأسديّ الكاهليّ أبومحمد الكوفيّ الأعمش ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٧)۔

٤۔أبو صالح:۔یہ ذكوان السمان الزيات أبوصالح المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٨)۔

٥۔أبوهريرةؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ ابوہریرہؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٨)اور(٢٥)۔

الحديث/٥٤٩-حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْمَلِيْحِ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْأَصَمّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِيْ فَيَجْمَعُوْا لِيْ حُزَماً مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آتِيْ قَوْماً يُصَلُّوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَأُحَرِّقُهَا عَلَيْهِمْ)). قُلْتُ لِيَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمّ: ((يَا أَبَاعَوْفٍ الْجُمُعَةَ عَنٰى أَوْغَيْرَهَا؟ فَقَالَ: صُمَّتَا أُذُنَايَ إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَأْثُرُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا ذَكَرَ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٤٩:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا(عبداللہ بن محمد)نفیلی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوالملیح نے انہوں نے کہا مجھ سے یزید بن یزید نے

بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے یزید بن اَصم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضرتِ ابوہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے (جب کچھ لوگوں کو نماز میں غیر حاضر پایا تو) فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے جمع کریں (واضح رہے کہ یہ جو لفظِ فِتْيَةٌ ہے یہ فَتًى کی جمع ہے اور اس کی یعنی فِتْيَتِي کی وضاحت کرتے ہوئے صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے أي جماعةً من شبان أصحابي أو خدمي وغلماني یعنی اپنے نوجوان صحابہ کی ایک جماعت کو یا اپنے خُدام اور غلاموں کو یہ حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے جمع کریں اور) پھر میں جاؤں اُن لوگوں کے پاس جو (جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے بلکہ) اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرتے ہیں (حالانکہ بیماری یا خوف وڈر وغیرہ کا) ان کو کوئی عذر (بھی) نہیں ہوتا (یعنی بلا عذر وسبب ایسا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل کی رائے تو یہ ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ یہ واقعہ اور قصہ مؤمنین سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ منافقین سے کیونکہ منافقین گھروں میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ وہ تو ریا اور دکھلاوے کی غرض سے مسجدوں ہی میں نماز پڑھتے تھے۔ لیکن صاحبِ بذل وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ اس میں جو لفظِ قَوماً ہے یہ عام ہے مومنین اور منافقین دونوں کو۔ پہلی رائے زیادہ واضح اور ظاہر معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث میں قوماً کے بعد يصلون في بيوتهم بھی ہے اور منافقین یا تو ریاء ودکھلاوے کے لئے مسجد میں نماز پڑھتے تھے یا پڑھتے ہی نہ تھے کیونکہ گھروں میں نماز پڑھنے سے ان کو کوئی فائدہ نہ تھا۔ بہرحال جو بھی مراد ہوں ایسے لوگوں کے لئے آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اپنے جوانوں سے لکڑیاں جمع کراؤں اور پھر ان کے پاس جاکر) ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں (یعنی ان کے گھروں میں آگ لگادوں جس میں وہ مع اپنے اسباب وسامان کے جل کر راکھ ہو جائیں۔ واضح رہے کہ یہ فرمان علی سبیل التشدید والتغلیظ ہے اس لئے یہ اشکال نہیں ہونا چاہئے کہ اس فرمان کے باوجود جمہور علماء تحریقِ متاع کے عدمِ جواز کے کیوں قائل ہیں۔ نیز نوویؒ کی رائے یہ بھی

ہے کہ یہ شروع اسلام کی بات ہے اور اس وقت یہ عقوبت وسزا جائز تھی۔لیکن زیادہ حضرات کی رائے پہلے والی ہی ہے چنانچہ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا صرف ارادہ فرمایا تھا اس کو عملی شکل نہ دی تھی اس لئے زیادہ واضح بات یہی ہے کہ یہ فرمان تغلیظ وتشدید اور تہدید کے قبیل سے ہے اور ایسے فرامین شریعت وقانون نہیں ہوا کرتے اس لئے علماء کا اس سلسلہ میں عدمِ جواز کا قائل ہونا اِس اور اس طرح کے دیگر فرامین کے خلاف بالکل نہیں ہے)۔

(امام ابوداؤدؒ نے اپنی سند سے اس حدیث میں آگے یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ) حضرتِ یزید بن یزید نے فرمایا کہ (میں نے وضاحت کی خاطر سوال کرتے ہوئے اپنے شیخ) یزید بن اَصم سے پوچھا کہ اے ابوعوف کیا آپ ﷺ نے جمعہ کو مراد لیا ہے یا اس کے علاوہ کو (یعنی آپ ﷺ نے جو یہ بات فرمائی ہے تو کیا جمعہ کی نماز میں نہ حاضر ہونے والوں کے لئے فرمائی ہے یا مطلق کسی بھی وقت کی نماز میں نہ حاضر ہونے اور اس کو بغیر جماعت کے گھروں میں ادا کرنے والوں کے بارے میں فرمائی ہے) تو انہوں نے (یعنی میرے شیخ یزید بن اَصم نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے نہ سنا ہو حضرتِ ابو ہریرہؓ کو آپ ﷺ سے اس حدیث کو (اس طرح) نقل کرتے ہوئے کہ نہیں ذکر کیا انہوں نے اس میں نہ جمعہ کو اور نہ اس کے علاوہ کو (یعنی حضرتِ ابو ہریرہؓ نے آپ ﷺ سے اس حدیث کو مطلق ذکر کیا ہے یعنی نہ اس میں جمعہ کا ذکر کیا اور نہ ہی جمعہ کے علاوہ کسی اور نماز کا بلکہ مطلق نماز کا ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے جب آپ ﷺ نے کسی مخصوص نماز کا ذکر نہیں کیا تو اس وعید کو کسی خاص نماز کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ابنِ رسلانؒ نے لکھا ہے کہ جن حضرات نے اس روایت کو لفظِ **الجمعة** کے ساتھ نقل کیا ہے وہ شاذ ہے اور تمام رُوات کے خلاف ہے۔اور عینیؒ نے یہ کہا ہے کہ جن روایات میں لفظِ **الجمعة** مروی ہے اس میں جمعہ کی نماز مراد نہیں ہے بلکہ **الجمعة** سے جماعت مراد ہے۔(**واللہ تعالٰی أعلم بالصواب**).

نوٹس:۔"صمتاأذناي الخ"اس جملہ کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ خبر بمعنی انشاء ہے اوراس سے حضرتِ یزید بن اَصم کا مقصود یہ ہے کہ مجھے حضرتِ ابو ہریرہؓ سے سنی ہوئی حدیث بالکل لفظ بہ لفظ اور خوب اچھی طرح یاد ہے۔

شراح حضرات نے ایک بات یہاں پر یہ بھی سمجھائی ہے کہ اگر اس کو یعنی "صمتاأذناي"کو دیکھ کر کسی کے ذہن میں یہ اشکال آئے کہ جب فاعل اسمِ ظاہر ہے تو فعل کو واحد کی بجائے تثنیہ کیوں استعمال کیا گیا جبکہ قاعدہ ہے کہ إذاکان الفاعل اسماظاهراًفوُحّد الفعل أبداً؟ تو اس کے کئی جواب ہوسکتے ہیں مثلا (۱) یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول﴿وَاَسَرُّوْا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا﴾ اور آپ ﷺ کا ایک حدیث میں یہ فرمان "یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائکۃٌ باللیل" ہے(۲)اس کا ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ أکلوني البراغیثُ کی لغت کے مطابق ہے جس کے بارے میں الخفاجی کا کہنا ہے کہ یہ بعض عربوں کی لغت ہے نیز یہ لغت نہ شاذ ہے اور نہ ہی ردی۔ بہرحال مذکورہ بالا تفصیل کے بعد انشاء اللہ جس کے بھی ذہن میں حضرتِ یزید بن اَصم کے قول "صمتا أذناي" کے بارے میں اشکال ہوا ہو وہ نکل جانا چاہئے۔

اخیر میں خلاصہ کے طور پر ذہن نشین کرلیں کہ اس حدیث سے بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بڑی شدید تاکید معلوم ہورہی ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو جماعت کی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۴۹)

۱۔النُفَیْلِيُّ:۔یہ عبداللہ بن محمد بن علی بن نُفَیل النفیلي أبوجعفر الحرانيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۱)۔

۲۔أبو المليح:۔ یہ الحسن بن عمر أو بن عَمرو بن يحي الفزاريّ أبو المليح الرّقي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۴۵)۔

۳۔يزيد بن يزيد:۔ یہ يزيد بن يزيد بن جابر الرّقي الدمشقي ہیں۔ ابنِ معین، نسائی اور ابوداؤدؒ نے ان کی توثیق کی ہے، امام احمدؒ نے ان کے بارے میں لا بأس به کہا ہے اور ابنِ عیینہ کا ان کے بارے میں یہ قول ہے کان حافظاً ثقةً عاقلاً۔ حافظؒ نے تقریب میں ان کو مجہول لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ اور المیز ان میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ يزيد بن يزيد الرقيّ عن يزيد بن الأصم لا يعرف تفرد عنه أبو المليح۔ لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ يزيد بن يزيد بن جابر الأزدي الدمشقي ہی ہیں اور ان کے بارے میں حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ اور فقیہ راوی ہیں، ان کی روایات مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ میں منقول ہیں۔ یہ چھٹے طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات ۱۳۴ھ یا ۱۳۳ھ میں ہوئی ہے۔

۴۔يزيد بن الأصمّ:۔ یہ يزيد بن الأصمّ بن عبيد بن مُعاوية البكّائي أبو عوف الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۴۴۸)۔

۵۔أبو هريرةؓ:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ ابو ہریرہؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۸) اور(۲۵)۔

الحديث/ ۵۵۰ -حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: ((حَافِظُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا

يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ بَيِّنُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامُ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَلَهُ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ لَكَفَرْتُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۵۰:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ہارون بن عباد اَزدی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے انہوں نے نقل کیا مسعودی سے انہوں نے علی بن اَقمر سے انہوں نے ابوالاحوص سے انہوں نے حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ سے (یہ کہ) انہوں نے (یعنی حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ نے) فرمایا کہ محافظت کرو تم ان پانچوں نمازوں کی (یعنی ان کی حدود وحقوق، شروط وارکان اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے ان کو ادا کرو) جہاں ان کے لئے پکارا (یعنی اذان) دی جائے (واضح رہے کہ یہ جو حیث ینادیٰ بھن کے الفاظ ہیں ان کے بارے میں بعض شراح حضرات نے تو یہ لکھا ہے کہ اگرچہ جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کی بات اس سے پہلے کے جملے یعنی حافظوا الخ میں بھی آ گئی تھی مگر اسی کو مؤکد کرنے کے لئے صراحۃً یہ الفاظ "حیث ینادیٰ بھن" فرمائے۔خلاصہ یہ کہ حیث ظرفِ مکان کے طور پر مستعمل ہے۔۔۔لیکن صاحبِ المنہل وغیرہ کچھ شراح حضرات کا خیال یہ ہے کہ اس میں جو لفظِ حیث ہے یہ ظرفِ زمان ہے اور اس جملہ کا مطلب ہے حین یؤذن لھن یعنی تم ان پانچوں نمازوں کو شروط وارکان اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے اذان کے بعد اول وقت میں ان کو جماعت کے ساتھ ادا کرو۔اور آگے اپنے اس قول کی دلیل کے طور پر فرمایا) کیونکہ یہ (یعنی نمازیں) ہدایت (وحق) کی راہیں ہیں (واضح رہے کہ یہ جو لفظِ الھدی ہے یہ ہاء کے ضمہ یعنی الهُدیٰ اور ہاء کے فتحہ یعنی الهَدْيِ دونوں طرح روایت وضبط کیا گیا

ہے اور معنی دونوں کے تقریباً ملتے جلتے اور ایک ہی ہیں) اور بے شک اللہ عزوجل نے مشروع کیا ہے (یعنی ظاہر وواضح کرکے بیان کردیا ہے) اپنے نبی ﷺ کے لئے ہدایت (وحق) کی راہوں (اور راستوں) کو۔اور (آگے راویِ حدیث حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ) مَیں نے تو یقیناً دیکھا ہے ہم کو (یعنی اپنے آپ کو اور صحابہ کی جماعت یا مسلمانوں کی جماعت کو کہ ہم جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے) اس حال میں (اور اس کیفیت کے ساتھ کہ) نہیں پیچھے رہتا تھا اُن سے مگر وہ منافق جس کا نفاق کھلّم کھلاّ تھا (یعنی ان نمازوں کو سب ہی لوگ جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے سوائے ظاہر النفاق اور معلوم النفاق منافقوں کے۔واضح رہے کہ صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ جملہ یعنی ولقد رأیتنا الخ اس بات کی دلیل ہے کہ جن احادیث میں آپ ﷺ کے احراقِ بیوت کا قصد وارادہ اور وعید وشدت مذکور ہے وہ منافقین کے بارے میں ہے۔آگے حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں) اور یقیناً میں نے دیکھا ہے ہم کو (یعنی اپنے آپ کو اور صحابہؓ کی جماعت۔یا مسلمانوں کی جماعت کو) اس حال میں (بھی) کہ (بعضے) آدمی کو دو آدمیوں کے درمیان پکڑ کر اور سہارا دیکر لایا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کردیا جاتا تھا (یعنی ہم نے اپنے معاشرہ میں جماعت کا اتنا اہتمام دیکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیماری اور کمزوری کی وجہ سے خود چل کر جماعت میں شامل نہ ہوسکتا تو اس کو دو آدمی پکڑ کر اور سہارا دیکر لاتے اور جماعت میں شریک کردیتے۔واضح رہے کہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ کے اس پورے کلام کے اندر جماعت میں حاضر ہونے اور اس کے لئے تعب ومشقت اٹھانے کی تاکید موجود ہے چنانچہ اگر کسی بیمار مریض کے لئے مسجد تک پہونچنا اور جماعت کی نماز میں شریک ہونا ممکن ہوتو اس کو پہونچنا اور جماعت میں شریک ہونا چاہئے) اور نہیں ہے تم میں سے کوئی بھی ایسا کہ نہ ہو اس کی ایک نماز پڑھنے کی جگہ اس کے گھر میں (یعنی مجھے معلوم ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے گھر میں ایک ایسی مسجد اور نماز پڑھنے کی جگہ ہے جس میں وہ نفل نمازیں پڑھتا

ہے) لیکن (سنو) اگر تم اپنے گھروں (یعنی گھروں کی مساجد) میں (فرض) نمازیں پڑھو گے اور اپنی (یعنی محلے کی) مساجد کو (یعنی اُن میں فرض نمازیں پڑھنے کو) چھوڑ دو (اور ترک کردو) گے (تو سمجھ لو کہ) تم اپنے نبی ﷺ کے طریقے (اور سنت) کے تارک ہو جاؤ گے (کیونکہ نبیِ کریم ﷺ کی سنت اور طریقہ تو یہی تھا کہ آپ ﷺ فرض نمازوں کو گھر میں نہیں پڑھتے تھے بلکہ مسجدِ عام میں پڑھا کرتے تھے الا یہ کہ آپ ﷺ کو کوئی عذر درپیش رہا ہو) اور (یہ بھی مسلّمہ حقیقت ہے کہ) اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت (اور طریقے) کو چھوڑو گے تو یقیناً تم کافر (وگمراہ) ہو جاؤ گے۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں جو آخر میں یہ جملہ "**لکفرتم**" ہے اس سے اُن حضرات نے استدلال کیا ہے جو جماعت کو فرضِ عین کہتے ہیں۔ لیکن صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس جملہ میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ یہ جملہ تغلیظ وتہدید کے قبیل سے ہے نہ کہ تشریع کے قبیل سے، یا اس جملہ کا تعلق اُن لوگوں سے ہے جو جماعت کو تہاوناً چھوڑتے ہیں اور اس میں قصداً لا پرواہی برتتے ہیں۔۔۔۔ اور خطابیؒ نے اس جملہ کا مطلب یہ بتایا ہے کہ ترکِ جماعت تمہیں کفر تک پہونچا سکتا ہے یعنی تم رفتہ رفتہ اسلام کی بنیادی اشیاء اور اعمال کو چھوڑتے جاؤ گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ آخر کار تم ملت ودین سے بالکل خارج ہو جاؤ گے۔۔۔۔ اور کچھ دوسرے حضرات نے اس جملے یعنی "لکفرتم" کا مطلب بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارا حال بھی کافروں کے حال کے جیسا ہو جائے گا یعنی جس طرح ان کو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے کوئی کام اور مطلب نہیں ہے تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے۔

بہرحال اس حدیث شریف سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ پنج وقتہ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے الا یہ کہ کوئی عذرِ معقول ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مریض وبیمار شخص کے لئے بھی مناسب یہی ہے کہ وہ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے چاہے اس کے لئے اُسے کسی کی اعانت

ومدد ہی کیوں نہ لینی پڑے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۰)

۱۔هارون بن عبّاد :۔ یہ هارون بن عباد الأزدي أبوموسیٰ المصيصيّ الأنطاكيّ ہیں۔انہوں نے صرف جریر۔مروان بن معاوية۔وكيع بن الجراح اورابن علية سے روایت کیا ہے اوران سے صرف ابوداؤ د،محمد بن وضاح اورالقرطبي نے۔اورحافظؒ نے ان کی کنیت أبو محمد لکھی ہے نیز ان کومقبول راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔وكيع:۔یہ وكيع بن الجراح الرؤاسيّ أبوسفيان الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵)اور(۲۰)۔

۳۔المسعوديّ:۔یہ عبدالرحمٰن بن عبدالله بن عتبة الكوفيّ المسعوديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۰۷)۔

۴۔على بن الأقمر :۔یہ على بن الأقمر بن عمرو بن الحارث الهمدانيّ الوادِعيّ أبوالوازِع الكوفيّ ہیں۔ابنِ معین،عجلی،یعقوب بن سفیان،نسائی،ابن خراش اور دارقطنی نے ان کوثقہ کہا ہے اورابنِ معین کاایک قول ان کے بارے میں ثقة حجة کا بھی منقول ہے اورابوحاتم نے ان کوثقہ صدوق کہا ہے۔اورحافظؒ نے ان کوثقہ لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔أبو الأحوص :۔یہ أبو الأحوص عوف بن مالك بن نَضْلَة الجُشَميّ الكوفيّ ہیں۔انہوں نے صرف اپنے والد۔ابنِ مسعود،علی،ابوہریرہ اورمسروق بن اجدع سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف ابو اِسحاق سبیعی ، مالک بن حارث،حمید بن ہلال اورعلی بن اَقمر نے۔ابنِ معین،ابنِ حبان،نسائی اورابنِ سعد نے ان کوثقہ کہا ہے اورنسائی نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ

ان کو حجاج بن یوسف کے زمانہ میں خوارج نے قتل کیا تھا۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ جب حجاج والیِ عراق تھا اس وقت ان کی شہادت ہوئی ہے۔

٦۔عبداللّٰه بن مسعودؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **عبداللّٰه بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبدالرحمٰن الهُذَلِيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث/ ۵۵۱-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ أَبِيْ جَنَابٍ عَنْ مَغْرَاءَ الْعَبْدِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ. قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ: خَوْفٌ أَوْمَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلّٰى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۵۱:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جریر نے انہوں نے روایت کیا ابوجَناب سے انہوں نے مغراء عبدی سے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے سعید بن جُبیر سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے کہ) جو شخص سنے منادی کو (یعنی فرض نماز کے لئے اذان دینے والے کی نداء واذان کو سنے) اور نہ مانع ہو اس کے لئے اس کا اتباع کرنے سے کوئی عذر (یعنی اذان سننے والے کو مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کوئی عذرِ شرعی لاحق نہ ہو اور وہ پھر بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد نہ جائے۔ یہ سنتے ہی حاضرین نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے۔ اور یہ بھی احتمال وامکان ہے کہ یہ سوال صحابہؓ نے آپ ﷺ سے ہی پوچھا ہو۔ پہلی شکل میں سوال وجواب مُدرج فی الحدیث کہلائیں گے اور دوسری شکل میں جزءِ حدیث ہی ہوں گے۔ بہر حال حاضرین نے یہ پوچھا کہ اے ابنِ عباسؓ جماعت کے لئے نہ جانے کو مباح وجائز

کرنے والے) عذر (سے آپ ﷺ کی مراد) کیا ہے (یا صحابہؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ **تخلف عن الجماعة** کو مباح وجائز کرنے والا عذر کیا ہے۔ تو حضرتِ ابن عباسؓ یا آپ ﷺ نے حاضرین وسائلین کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ (اس کو مباح وجائز کرنے والا عذر اپنی جان ومال یا آبرو کا) خوف ہے یا (ایسا) مرض ہے (جس کے ہوتے ہوئے مسجد تک جانا مشکل ودشوار ہو۔ بہر حال آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ) نہیں قبول کی جاتی اس کی وہ نماز جو اُس نے پڑھی (یعنی اذان سن کر بلا کسی عذر کے مسجد میں نہ جا کر گھر میں نماز پڑھنے والے کی وہ نماز قبولیتِ کاملہ کی مستحق نہیں ہوتی)۔

نوٹس:۔ "**من سمع المناديَ**" حافظؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ آگے ذکر ہونے والے عدمِ قبولیت کے حکم کے لئے جو یہ سماعِ نداء واذان اور اسی جماعت کی قید مذکور ہے جس کے لئے مؤذن کی آواز سنے یہ قیدِ احترازی نہیں ہے بلکہ قیدِ اتفاقی ہے کیونکہ لوگ اکثر اذان سن کر ہی مسجد جاتے ہیں اور اسی نماز کے لئے جاتے ہیں جس کی اذان سنتے ہیں چنانچہ جو شخص اذان سنے بغیر مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے گا وہ بھی مطلوب وفرض کو ادا کرنے والا ہی ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص مؤذن کی نداء واذان کو نہ سنے تو اس سے بھی فرض ساقط نہیں ہوگا یعنی شرعاً اس کا عدمِ سماعِ اذان عذر شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کو بھی جماعت کے ساتھ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنی ضروری ہوگی الا یہ کہ اس کے علاوہ کوئی عذر خوف ومرض وغیرہ اس کو لاحق ہو۔

اور یہ جو اس حدیث شریف میں عذر صرف خوف اور مرض کو بتایا گیا ہے تو صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ مسجد میں نہ جا کر گھر میں بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو مباح وجائز کرنے والے اعذار میں سے بارش، سخت سردی، بھوک واشتہاء کے ہوتے ہوئے کھانے کا موجود وحاضر ہونا اور پیشاب وپاخانہ کی حاجت وتقاضہ ہونا بھی ہیں اور ان کے عذر ہونے کی دلیل مندرجہ ذیل احادیث ہیں۔

(۱) عن ابن عمرؓ أن رسول الله ﷺ كان يأمر مؤذناً يؤذن ثم يقول على إثره

ألا صلوا في الرحال في الليلة الباردة أو المطيرة في السفر (رواه البخارى ومسلم) وفي روايةلمسلم"يأمرالمؤذن إذاكانت ليلة باردةذات مطريقول ألاصلوافي الرحال".

(۲)عن عائشةؓ قالت سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول لا صلاة بحضرة الطعام ولا وهو يدافعه الأخبثان (رواه مسلم)۔

(۳)عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ إذا كان أحدكم على الطعام فلا يعجل حتى يقضى حاجته منه وإن أقيمت الصلاة۔

"**لم تقبل منه صلاة التى صلى**"، جوحضرات جماعت کوفرضِ عین مانتے ہیں وہ اس جملہ سے بھی استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے **لم تصح** ۔لیکن صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھاہے کہ اس کا مطلب ہے **لم تقبل قبولا کاملاً** ۔اورعینیؒ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث شریف زجر وتہدید کے قبیل سے ہےاور بالکل ایسی ہے جیسے کہ یہ حدیث ہے **لاصلاةلجار المسجد إلا في المسجد** ۔خلاصہ یہ کہ جیسے اِس حدیث میں نفی سے نفیِ فضیلت وکمال مراد ہے ویسے ہی اس زیرِتشریح حدیث میں بھی **لم تقبل** سے مراد **لم تقبل قبولاً کاملاً** ہے۔

اورنوویؒ کا کہنا ہے کہ عدمِ قبول سے مراداوراس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یعنی بلا عذر بغیر جماعت سے پڑھی جانے والی نماز پراس کوکوئی ثواب واجرنہیں ملے گا اگر چہ فرض اس کے ذمّہ سے ساقط ہو جائے گا جیسے کہ ارضِ مغصوبہ میں اوردارِ مغصوبہ میں پڑھی جانے والی نماز پرکوئی ثواب نہیں ملتا ہے لیکن اس کے ذمّہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔خلاصہ یہ کہ اس بلاعذر بغیر جماعت کے نماز پڑھنے والے سے عنداللّٰہ سوال تو نہ ہوگا مگراس نماز پراس کوکوئی اجروثواب بھی نہیں ملے گا۔

بہرکیف اخیر میں یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اس حدیث سے تین باتیں بالکل واضح طور پر معلوم ہورہی

ہیں (۱) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا شریعت کا نہایت مؤکد اور ضروری حکم ہے (۲) بغیر عذر کے بلا جماعت نماز پڑھنے کی شکل میں انسان بہت بڑے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے (۳) کسی شرعی اور قابلِ قبول عذر کی وجہ سے مسجد میں نہ جا کر بلا جماعت گھر میں نماز پڑھ لینا جائز ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۱)

۱۔قتيبة:۔ یہ قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفيّ أبو رجاء البغلانيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔جَرير:۔ یہ جَرير بن عبدالحميد الضبيّ الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۱)۔

۳۔أبو جَناب:۔ یہ أبو جَناب يحيٰ بن أبي حَيّة الكلبيّ الكوفيّ ہیں۔ان کے بارے میں ابنِ سعد کا کہنا ہے کہ یہ ضعیف فی الحدیث تھے،علی بن مدینی کا کہنا ہے کہ یحی بن سعید ان کو اور ان کے والد دونوں کو متکلّم فیہ قرار دیتے تھے۔بخاری اور ابوحاتم کا کہنا ہے کہ یحی قطان ان کو ضعیف قرار دیتے تھے، یزید بن ہارون کا کہنا ہے کہ یہ صدوق تھے مگر تدلیس کیا کرتے تھے۔ابونعیم کا کہنا ہے کہ ان میں کوئی بأس وحرج نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ تدلیس کیا کرتے تھے۔ابنِ معین کا کہنا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں ليس به بأس ،عمرو بن علی نے ان کو متروک الحدیث کہا ہے،نسائی نے ليس بالقويّ اور ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور وفات ۱۴۷ھ میں بتائی ہے۔حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں اور لوگوں نے ان کو کثرتِ تدلیس کی بناء پر ضعیف قرار دیا ہے، نیز چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۵۰ھ میں بتائی ہے اور اس سے پہلے کے قول کو بھی أو قبلها کہہ کر لکھا ہے۔

۴۔مَغْراء العبديّ:۔ یہ مَغْراء العبديّ أبو المُخارق الكوفي ہیں۔سب سے پہلے تو

یہ سمجھ لیں کہ العبْديّ یا تو جبلِ بنواسد العبْدکی طرف نسبت ہے یا بلادِطیٔ کے ایک مقام العبْد کی طرف نسبت ہے۔ ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، ترمذی نے ان کی حدیث کے بارے میں لیس بالمعروف کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔عديّ بن ثابت :۔ یہ عديّ بن ثابت الأنصاريّ الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲۸۱)۔

۶۔سعيد بن جُبَير :۔ یہ سعيد بن جُبير بن هشام الأسديّ الوالِبيّ أبومحمد أو أبو عبدالله الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۳)۔

۷۔ابــن عبـــاسؓ :۔ آپؓ مشہور مفسرِ قرآن اور جلیل القدر صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

الحديث/۵۵۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، ((أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ شَاسِعُ الدَّارِ وَلِيَ قَائِدٌ لا يُلائِمُنِيْ، فَهَلْ لِيْ رُخْصَةٌ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ؟ قَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النَّدَاءَ؟ قَالَ: نَعَمْ: قَالَ: لا أَجِدُ لَکَ رُخْصَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر/۵۵۲ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے انہوں نے روایت کیا عاصم بن بَہدلہ سے انہوں نے ابورزین سے انہوں نے (حضرتِ عبداللہ) ابن امّ مکتومؓ سے یہ کہ انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اندھا (آدمی) ہوں (اور) دور گھر والا ہوں

(یعنی میرا گھر مسجد سے دور ہے) اور میرا ایسا قائد ہے جو میری موافقت (بھی) نہیں کرتا ہے (یعنی مجھے جو شخص ادھر اُدھر لیکر جاتا ہے وہ میرا بالکل ایسا تابع نہیں ہے کہ ہر طرح میری مساعدۃ وموافقت کرے اور میں جب جہاں کو کہوں وہ مجھے لیکر جائے) تو کیا (ایسی حالت میں) میرے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت (وسہولت اور اجازت) ہے (یعنی کیا اس وجہ سے میرے لئے مسجد میں نہ جا کر اپنے گھر میں نماز پڑھ لینا جائز ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کیا تم (مؤذن کی) نداء (واذان) کو سنتے ہو؟ ابنِ امّ مکتومؓ نے عرض کیا جی ہاں (میں اذان سنتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا (پھر تو) میں تمہارے لئے رخصت (وسہولت) نہیں پاتا ہوں (یعنی میں تم کو مسجد میں نہ جا کر اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتا)۔

نوٹس:۔ "لا یلائمني" صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ لفظ اکثر نسخوں میں واؤ کے ساتھ ہے یعنی "لا یلاومنی" اور بعض نسخوں میں ہمزہ کے ساتھ ہے یعنی "لا یلائمني"۔ اور خطابیؒ کا کہنا ہے کہ اس لفظ کو حدیث میں تو واؤ کے ساتھ ہی روایت ونقل کیا گیا ہے لیکن یہ صواب ودرست ہمزہ کے ساتھ ہے کیونکہ اگر یہ واؤ کے ساتھ ہو تو یہ اللّوْم سے بابِ مفاعلہ کے مصدر الملاومۃ سے ہوگا جس کے یہاں پر کوئی معنی نہیں بیٹھتے جبکہ ہمزہ کے ساتھ معنی بالکل درست بیٹھتے ہیں یعنی "لا یلائمني" بمعنی لا یساعدني ولا یوافقني ہے۔

اس حدیث شریف کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ سوال واشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ﴾ اور ﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ کے مخالف ومعارض ہے۔ نیز اجماعِ امت کے بھی خلاف ہے کیونکہ نابینا شخص کو مسجد میں نہ جا کر گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت واجازت متفق علیہ اور مجمع علیہ ہے اور یہ ناممکن ہے کہ فرامینِ رسول ﷺ اور کلامِ الٰہی میں تضاد وتعارض ہو تو پھر یہ تضاد وتعارض کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس اشکال واعتراض کا

جواب دیتے ہوئے علمائے کرام اور شراحِ عظام نے درجِ ذیل کئی باتیں لکھی ہیں۔

(۱) کوئی تضاد وتعارض نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کے فرمان "**لا أجد لک رخصة**" کا وہ مطلب نہیں ہے جو آپ نے سمجھا یعنی نابینا شخص کو باوجود عذر کے مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے اور اس کو اپنے گھر میں بغیر جماعت کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نابینا شخص کو بغیر جماعت کے نماز پڑھنے میں جماعت کی فضیلت وثواب حاصل ہونے کی کوئی سہولت وشکل نہیں ہے۔

(۲) ابنِ رسلان نے اس کا ایک جواب یہ بھی لکھا ہے کہ ابنِ امِّ مکتوم کو یہ رخصت واجازت اس وجہ سے نہیں دی گئی تھی کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ ان کو قائد کی ضرورت نہیں ہے اور یہ آنے جانے کے نہایت ماہر اور مسجد تک پہونچنے کے عادی تھے نہ کہ اس لئے کہ نابینا ہونے اور عذر کے باوجود مطلقاً مسجد نہ جا کر گھر میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو تضاد وتعارض کا اشکال وشبہ اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔

(۳) یہ حکم شروع اسلام میں تھا جب نزولِ آیت ہو گیا تو یہ حکم بھی ختم ہو گیا اس لئے تضاد وتعارض کا اشکال نہیں ہوسکتا کیونکہ تضاد وتعارض کے لئے اتحادِ زمان ہونا اور دونوں حکموں کا بیک وقت موجود رہنا لازمی ہے اور اس کے بغیر تضاد وتعارض نہیں مانا جاسکتا۔

(۴) یہ معین ومخصوص حکم ہے جس کا تعلق صرف ابنِ امِّ مکتوم سے ہے اس لئے تضاد وتعارض کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ معین ومخصوص اور عام حکم کے اندر تضاد وتعارض نہیں ہوا کرتا۔

(۵) عذر کے ہوتے ہوئے جو آپ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے یہ ندباً واستحباباً ہے نہ کہ وجوباً اور مندوب ومستحب حکم اور اجازت ورخصت والے حکم میں بھی تضاد وتعارض نہیں ہوا کرتا اس لئے آپ کو اس تضاد وتعارض والے اشکال کو اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔

اس مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بھی صاف ہوجاتی ہے کہ یہ حدیث اُن حضرات کی دلیل نہیں بن سکتی جو جماعت کو فرضِ عین کہتے ہیں۔

اخیر میں خلاصہ کے طور پر یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث سے یہ تین باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) اگر مسائلِ دینیہ اور امورِ دینیہ میں سے کوئی مسئلہ مشتبہ ہوجائے یا معلوم نہ ہو تو اس کے بارے میں اہلِ علم اور علمائے قرآن وسنت سے معلوم کرنا چاہیئے (۲) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا شرعاً نہایت مؤکد اور ضروری امر ہے (۳) اندھا پن اور نابینا ہونا اگرچہ عذر ہے اور اس کی وجہ سے ترکِ جماعت جائز ہے مگر کچھ مخصوص حالات میں اور کچھ مخصوص لوگوں کے لئے یہ عذر۔عذر نہیں رہتا اور ان کے لئے ضروری یا کہئے کہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ وہ ترکِ جماعت نہ کریں بلکہ جماعت کے ساتھ ہی مسجد میں جا کر نماز کی ادائیگی کریں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۲)

۱۔سلیمان بن حرب :۔ یہ سلیمان بن حرب بن بجیل الأسديّ الأزديّ الوَاشِحيّ أبو أيوب البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۲۔حماد بن زید :۔ یہ حماد بن زيد بن درهم الأسديّ أبو إسماعيل البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔عاصمُ بن بَهْدَلَةَ :۔ یہ عاصم بن بَهْدَلَة الأسديّ الكوفيّ أحد السبعة القرّاء ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۳۲)۔

۴۔أبو رزين :۔ یہ مسعود بن مالک الأسديّ أبو رزين الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۳)۔

۵۔ابن أم مكتوم رضؓ:۔آپؓ عمرو یاالحصین یاعبداللّٰہ ابن أمّ مکتوم (ابن قیس بن زائدة بن الأصم) القرشيّ العامريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۵)۔

الحديث/٥٥٣-حَدَّثَنَا هَارُوْنَ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، قَالَ: ((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيَّ هَلَا)).

قَالَ: أَبُوْدَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْقَاسِمُ الْجِرْمِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِ حَيَّ هَلَا.

ترجمہ حدیث نمبر/٥٥٣:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیاہارون بن زید بن ابی زرقاء نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیاعبدالرحمٰن بن عابس سے نقل کرتے ہوئے (عبدالرحمٰن نے روایت کیا) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرتِ ابنِ امِّ مکتومؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا (کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا) یارسول اللہ ﷺ! بے شک مدینہ بہت زیادہ کیڑے اور درندں والا (شہر) ہے (یعنی اس میں کیڑے اور درندے بہت ہیں اور میرے گھر سے مسجد کافی دور ہے اس لئے میں ان کی ایذاء رسانی اور کاٹنے وغیرہ سے ڈرتا ہوں تو کیا اس شکل میں میرے لئے مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے میں گھر میں بھی نماز پڑھ سکتا ہوں اور میرے لئے گھر میں نماز پڑھنے سے پورا ثواب اور جماعت کی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے؟) تو نبیِ کریم ﷺ نے (ان کی بات سن کر) فرمایا (کیا) تم حيّ على الصلاة، حيّ على الفلاح (یعنی اذان) کو سنتے ہو؟ (ظاہر ہے

حضرتِ ابن امِ مکتوم نے فرمایا ہوگا کہ ہاں میں سنتا ہوں اور اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) پھر تو تم ضرور آیا کرو (یعنی مسجد میں آیا کرو اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کرو)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور ایسے ہی روایت کیا ہے اس کو (یعنی اس مذکورہ بالا حدیث کو) قاسم جرمیؒ نے (بھی) سفیان سے (لیکن) ان کی (یعنی قاسم کی حدیث میں) حَيَّ هَلا (کا لفظ) نہیں ہے (یعنی جس طرح زید بن ابی زرقاء نے سفیان سے روایت کیا ہے بالکل اسی طرح سفیان کے ایک اور شاگرد قاسم جرمی نے بھی روایت کیا ہے بس اتنا سا فرق ہے کہ قاسم نے اپنی حدیث میں حَيَّ هَلا کے لفظ کو نہیں نقل کیا ہے۔۔۔

واضح رہے کہ یہاں پر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ نسائی نے قاسم کی اس روایت کی تخریج کی ہے اور اس میں یہ لفظِ حَيَّ هَلا بھی مذکور ہے تو پھر امام ابوداؤدؒ کے "لیس في حدیثہٖ" کہنے کا کیا مطلب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قاسم نے اس روایت کو سفیان سے دو مرتبہ بیان و نقل کیا ہے ایک مرتبہ اِس لفظ کے ساتھ اور ان کی اس مرتبہ کی نقل و بیان کردہ حدیث کو نسائیؒ نے اپنی سنن میں روایت کیا۔ اور ایک مرتبہ قاسم نے اس لفظ کے بغیر اور اسی مرتبہ کی نقل و بیان کردہ روایت کو ابوداؤدؒ نے نقل و روایت کیا جس کی طرف مصنفؒ نے وکذا رواہ القاسم الخ کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو الھوام اور السباع دو لفظ ہیں ان کی تشریح کرتے ہوئے صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ الھَوَامّ میمِ مشدد کے ساتھ جمع ہے الھامّۃ کی جیسے کہ الدابّۃ کی جمع الدوابُّ آتی ہے اور الھامّۃ کے معنی ہیں زہریلا اور مار ڈالنے والا کیڑا جیسے کہ سانپ وغیرہ۔ اور اس کے مقابل سامّۃ کہتے ہیں زہریلے غیر قاتل کیڑے کو جیسے کہ بچھو اور بھڑ وغیرہ۔ اور کبھی کبھی الھامّۃ کا اطلاق مطلق حشراتِ ارض اور زمین پر رینگنے والے

جانوروں پر بھی ہوتا ہے چاہے وہ قاتل ہوں یا غیر قاتل مگر یہاں پر حدیث شریف میں **الھوامّ** سے زہریلے اور قاتل کیڑے یعنی سانپ وغیرہ ہی مراد ہیں۔اور یہ جو دوسرا لفظ ہے یعنی **السِباع** یہ سین کے کسرہ کے ساتھ ہے اور یہ جمع ہے **السبُع** (بفتح الباء وجزم الباء وضمہا) بمعنی درندے کی یعنی السبع کہتے ہیں حملہ کر کے اور پھاڑ کر کھانے والے جانور کو جیسے کہ بھیڑیا اور چیتا وغیرہ۔

"**تسمع حيّ علی الصلاۃ، حيّ علی الفلاح**" پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ بعض نسخوں میں یہ **أتسمع** ہے اور بعض میں **ھل تسمع** اور بعض میں **تسمع** ہے یعنی استفہام مقدّر رہے۔اور اس میں اذان کے ان دولفظوں سے آپ ﷺ نے پوری اذان کو مراد لیا ہے جس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے۔اَب اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال آئے کہ آپ ﷺ نے الفاظِ اذان میں سے خاص طور پر انہیں دولفظوں کو بول کر پوری اذان کو کیوں مراد لیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ الفاظِ اذان میں سے صرف انہیں دولفظوں کے اندر طلب وامر اور حکم کے معنی موجود ہیں اس لئے آپ ﷺ نے خاص طور پر ان ہی دولفظوں کو ذکر کر کے پوری اذان کو مراد لیا ہے لہٰذا آپ کو اس پر کوئی اشکال وشبہ نہیں ہونا چاہئے۔

"**فحيّ ھلا**" یہ یعنی **حيّ ھَلا** کلمۂ حث واستعجال ہے جس کو بمعنی أَجِبْ استعمال کیا گیا ہے یعنی اذان کا جواب دے اور مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کر۔اور یہ اصل میں دو کلمے ہیں یعنی **حَيَّ بمعنی أقْبِل** ایک کلمہ ہے اور **ھَلا** بمعنی **أَسْرِع وعجل** ایک کلمہ ہے۔اور صاحبِ **مرقاۃ الصعود** اور صاحبِ شرح المفصّل نے لکھا ہے کہ یہ اسمائے افعال میں سے ایک ہے اور یہ حقیقۃً **حيّ** اور **ھَلا** سے مرکب ہے یعنی مرکبِ امتزاجی ہے اور اس معنی کر اس کو **حضر موت** اور **بعلبک** کی طرح ہونا تو غیر منصرف چاہئے لیکن چونکہ اس کا استعمال فعلِ امر کی جگہ اور اس کے معنی میں ہوتا ہے اس لئے یہ **صه** اور **مه** کی طرح مبنی ہوتا ہے۔اور یہ بھی واضح رہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو تنہا تنہا اور

اکیلے بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن تنہا ہو کر حيّ کا استعمال زیادہ ہے بمقابلہ هَلا کے چنانچہ کہا جاتا ہے حيّ على الصلاة اور حيَّ على الفلاح وغیرہ۔اوراس حدیث شریف کو پڑھ کر بھی اگر کسی کے ذہن میں وہی قرآن وحدیث میں تضاد وتعارض کا اشکال ہوتو اسکے لئے پچھلی یعنی حدیث نمبر (۵۵۲) کے تحت مذکورہ تفصیلات کو دیکھ لیا جائے۔(جزاک الله).

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۳)

۱۔هارون بن زيد :۔یہ هارون بن زيد بن أبي الزرقاء الثعلبيّ أبو موسٰى الموصليّ نزيل الرملة ہیں۔ابنِ حبّان اور مسلمہ بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے،ابوحاتم نے ان کوصدوق راوی لکھا ہے اورنسائی نے ان کے بارے میں لا بأس به کہا ہے۔اور حافظؒ کی تقریب میں ان کا نام ونسب اس طرح لکھا ہے هارون بن زيد بن أبي الزرقاء التغلبيّ أبو محمد الموصليّ نزيل الرملة ۔لیکن التغلبيّ لکھا جانا شاید خطاء ہے کیونکہ تقریب ہی میں ان کے والدکو الثعلبيّ لکھا گیا ہے۔بہرحال حافظؒ نے ان کوصدوق راوی لکھا ہے نیز دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۰ھ کے بعد لکھی ہے لیکن صاحبِ المنہل نے ان کی وفات بالتعیین ۲۵۰ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔أبي :۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ ہارون کے والد ہیں یعنی زيد بن أبي الزرقاء يزيد الثعلَبيّ أبو محمد الموصليّ نزيل الرملة ۔ابنِ معین کے ان کے بارے میں دوقول منقول ہیں (۱) یہ ثقہ ہیں (۲) ليس به بأس ۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے،ابوحاتم نے بھی ثقہ کہا ہے اور احمدؒ کا قول ان کے بارے میں صالح لا بأس به کا ہے۔ابنِ عمار الموصلی کا قول ہے کہ میں نے المعافى بن عمران، زيد بن أبي الزرقاء اور القاسم الجرميّ جیسے فضائل

ومناقب والے دوسرے لوگ نہیں دیکھے۔حافظؒ نے ان کوثقہ لکھا ہے نیز نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۴ھ میں بتائی ہے۔

۳۔**سفيان**:۔یہ **سفيان بن سعيد بن مسروق الثوريّ أبوعبدالله الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔**عبدالرحمٰن بن عابس** :۔یہ **عبدالرحمٰن بن عابس بن ربيعة النخعيّ الكوفيّ** ہیں۔ابنِ معین، ابوزرعہ، نسائی، عجلی، ابن نمیر اور ابن وضاح نے ان کوثقہ کہا ہے، ابنِ حبّان نے بھی ان کوثقات میں ذکر کیا ہے۔حافظؒ نے ان کوثقہ لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز ان کی وفات ۱۱۹ھ میں بتائی ہے۔

۵۔**عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى** :۔یہ **عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى الأنصاريّ المدنيّ أبوعيسٰى الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۶۔**ابنِ أمّ مكتومؓ**:۔آپؓ **عمرو يا الحصين يا عبدالله بن قيس بن زائدة بن الأصم القرشيّ العامريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۵)۔

۷۔**أبو داوٗد**:۔یہ مصنفِ کتاب **الإمام سليمان بن الأشعث أبو داوٗد السجستانيّ**ؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔**القاسم الجِرْمِيّ** :۔یہ **القاسم بن يزيد الجِرْمِيّ أبويزيد الموصليّ الزاهد** ہیں۔ابوحاتم نے ان کوثقہ، صالح کہا ہے، ابنِ حبّان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے اور امام احمدؒ کا ان کے بارے میں قول ہے **ما علمت فيه إلا خيراً**۔اور ابوزکریا ازدی نے تاریخِ موصل میں لکھا ہے کہ یہ فاضل، حافظِ حدیث، نہایت متقی و پرہیز گار شخص تھے طلبِ علم کے لئے انہوں نے بہت سے سفر

کئے اور یہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ اَبدال میں سے تھے۔ حافظؒ نے الجرمي کو بفتح الجیم لکھا ہے جبکہ صاحبِ المنہل نے بکسر المیم لکھا ہے نیز حافظؒ نے ان کو ثقہ، عابد لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بالتعیین ۱۹۴ھ میں نقل کی ہے جبکہ صاحبِ المنہل نے بدونِ تعیین ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ میں لکھی ہے۔

۹۔سفیان:۔ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبوعبداللّٰہ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

(۴۸) بَابٌ فِيْ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

(۴۸) یہ باب ہے جماعت (کے ساتھ پڑھی جانے والی) نماز کی (یا کہئے جماعت کی) فضیلت کے بیان میں (یعنی اس باب میں اُن احادیث کو بیان کیا جائے گا جن سے جماعت کی فضیلت معلوم ہوگی)

نوٹ:۔ جماعت کے حکم کے بارے میں تفصیلات کے لئے تو مطوّلات ہی کا مطالعہ کرلیں ہاں اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھ لیں کہ ابنِ عربی نے لکھا ہے کہ علماء کے اس سلسلہ میں چار قول ہیں (۱) جماعت مستحب ہے اور یہی زیادہ تر حضرات کا قول ہے (۲) جماعت فرضِ عین ہے اور اسی کے اوزاعیؒ وغیرہ قائل ہیں (۳) مسنون یعنی جماعت سنتِ مؤکدہ ہے (۴) جماعت فرضِ کفایہ ہے۔

الحديث/٥٥٤ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَصِيْرٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: ((صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً الصُّبْحَ فَقَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟ قَالُوْا: لَا. قَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟

قَالُوا: لَا. قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَلَوْ حَبْواً عَلَى الرُّكَبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتَهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٥٤: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے (شعبہ) نے ابواسحاق سے روایت کیا انہوں نے عبداللہ بن ابی بصیر سے انہوں نے حضرتِ اُبی بن کعبؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح (یعنی فجر) کی نماز پڑھائی (اور نماز سے فراغت کے بعد) فرمایا کیا فلاں (شخص) حاضر ہے (یعنی کیا فلاں شخص نے ہمارے ساتھ یہ فجر کی نماز پڑھی ہے۔ یہ سن کر موجود (وحاضرین صحابہؓ نے) کہا نہیں (پھر آپ ﷺ نے) فرمایا کیا فلاں (شخص) حاضر ہے (یعنی کیا فلاں شخص ہماری اس نماز میں حاضر اور موجود تھا۔تو موجود وحاضرین صحابہؓ نے اس مرتبہ بھی جواب دیتے ہوئے) کہا کہ نہیں (واضح رہے کہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ جو فلاں فلاں کر کے نقل کیا گیا ہے یہاں پر آپ ﷺ نے تو نام لیکر پوچھا تھا مگر حضرت اُبی بن کعبؓ نے یہ کنایہ استعمال کیا اور مبہم انداز اختیار کیا ہے اور اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں (۱) حضرتِ اُبی بن کعبؓ کو ان کے نام معلوم و یاد نہیں رہے تھے۔ (۲) یا انہوں نے ان کے ناموں کو چھپانے کے لئے قصداً یہ اندازِ ابہام و کنایہ اختیار کیا ہے۔ بہر حال صحابہؓ کا یہ جواب سننے کے بعد آپ ﷺ نے) فرمایا کہ بے شک یہ دونوں نمازیں نمازوں میں سب سے زیادہ بھاری ہیں منافقوں پر (واضح رہے کہ ان دونوں نمازوں سے مراد ہیں عشاء اور فجر کی

نمازیں جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں صراحت ہے إنَّ أثقل صلاۃ علی المنافقین صلاۃ العشاء وصلاۃ الفجر ۔اگر چہ قاریؒ وغیرہ کچھ حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ ھاتین الصلاتین سے فجر کی نماز کے دوفرض یا دوسنت اور دوفرضوں کومراد لینا بھی بعید از امکان نہیں ہے۔اور شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے خاص طور پر فجر وعشاء اور عصر کو جو احادیث میں ذکر فرمایا ہے اس کی وجہ ہے نہایت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ان نمازوں کے سلسلہ میں ترغیب وترہیب فرمانا کیونکہ انہیں تین نمازوں میں تکاسل وتہاون اور سستی کا زیادہ امکان ہے اس لئے کہ فجر وعشاء تو ایسے نیند کے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں کہ اس وقت اپنے بستر سے اٹھ کر اور نیند کے مزے کو چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے آنا ظاہر ہے ایک بہت بڑا کام ہے جس کو مومن ومتقی لوگ ہی کر سکتے ہیں۔اور عصر کی نماز ایسے وقت ہوتی ہے جس میں لوگ اپنے کاروبار وبزنس اور کھیتی وغیرہ کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عصر کی نماز میں آنا ان کے لئے مشکل وپریشانی کا باعث ہوتا ہے۔۔۔اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے صرف فجر وعشاء کی تخصیص کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی یہ دو وجہیں ہوسکتی ہیں (۱) تہاون وتکاسل کا امکان کیونکہ ان دونوں نمازوں کا وقت نیند اور سونے کا وقت ہے (۲) اور دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ دونوں نمازیں اندھیرے اور تاریکی میں ادا کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے منافقوں کا مقصد یعنی ریاکاری حاصل نہیں ہوتا اس لئے ان کو یہ نمازیں زیادہ بھاری معلوم ہوتی ہیں بمقابلے اور نمازوں کے یعنی بھاری اور شاق تو ان کو سبھی نمازیں معلوم ہوتی ہیں لیکن بدونِ تحصیلِ مقصدِ ریاء یہ دونمازیں بہت ہی بھاری معلوم ہوتی ہیں۔نیز أثقل الصلوات میں جو اسمِ تفضیل ہے وہ بھی اسی کی طرف مشیر ہے کہ منافقوں کو تمام ہی نمازیں بھاری معلوم ہوتی ہیں مگر زیادہ بھاری اور مشکل یہ دونمازیں معلوم ہوتی ہیں۔اور منافقوں کے اوپر تمام نمازیں بھاری وشاق ہوتی ہیں اس کا ثبوت قرآنِ کریم کی اس آیت ﴿وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلَاۃَ إِلَّا وَھُمْ

کُسَــالٰی﴾ سے بھی ہوتا ہے۔ بہر حال آگے آپ ﷺ فرماتے ہیں) اور اگر تمہیں پتہ لگ جائے اُس (مزید اجر وثواب کا جو مشقت وتعب کی وجہ سے) اِن (دونوں نمازوں) میں (تمہیں ملتا ہے) تو آؤ تم اِن (دونوں یعنی فجر وعشاء کی نمازوں) میں اگر چہ (تمہیں) گھٹنوں کے بل (اور گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔ یعنی اگر تمہیں اُس مزید اجر وثواب کی خبر لگ جائے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان نمازوں پر دیا جاتا ہے تو تم ان دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر ہی ادا کروگے اگر چہ تمہیں اس کے لئے کتنی ہی مشقت وتعب کیوں نہ اٹھانی پڑے۔۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے جو یہ غائب سے خطاب کی طرف عدول کیا ہے یعنی بجائے **لو یعلمون** کے **لو تعلمون** فرمایا ہے تو یہ یا تو تغلیباً فرمایا ہے تا کہ منافق اور غیر منافق سب کو عام ہو جائے اور یا اس اندازِ عدول **من الغیبۃ الی الخطاب** سے آپ ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس بشارت کے مستحق اے مومنوں صرف تم ہی ہو اور منافقین نہ اس کے مستحق ہیں اور نہ ہی اس بشارت کے باوجود وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔ آگے آپ ﷺ اس فضیلتِ جماعت کو نہایت مؤکد و واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اور یقیناً (جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کی صفوں میں سے سب سے اگلی اور) پہلی صف (اللہ تعالیٰ سے قرب، شیطان مردود سے بعد و دوری)، اور اجر وثواب میں مثل فرشتوں کی صف کے ہے (طیبیؒ کا کہنا ہے کہ یہ جو پہلی صف کو ملائکہ کی صف کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی صف کا امام کے قریب ہونا یہ گویا کہ ایسا قرب ہے جو قرب اللہ کی رحمت کے ساتھ فرشتوں کو حاصل ہے اور ان کی خصوصیت ہے۔ نیز جماعت کی مزید فضیلت بتاتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ) اور اگر تم جان لو اس کو جو اس کی فضیلت ہے تو تم دوڑو اس کے لئے (یعنی اگر جماعت کی پہلی صف کی فضیلت وثواب کا تمہیں پتہ لگ جائے تو تم اس میں شامل ہونے کے لئے جلدی کرو اور دوڑ کر پہلے سے پہلے مسجد پہونچو۔ دیکھئے آپ ﷺ نے کتنا بلیغ انداز اختیار فرمایا ہے کہ پہلے تو فضیلتِ

جماعت کو ذکر فرمایا پھر صفِ اول کی فضیلت کو بیان کیا اور اَب آگے کثرتِ جماعت کی فضیلت کو بیان فرماتے ہوئے فرمارہے ہیں) اور یقیناً (ایک) آدمی کی نماز (دوسرے ایک) آدمی کے ساتھ بہتر ہے اس کی تنہا (اکیلے رہتے ہوئے پڑھی جانے والی) نماز سے (یعنی ایک شخص تنہا نماز پڑھے اور ایک شخص صرف ایک شخص کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو جس نے ایک شخص کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھی ہے اس کو زیادہ ثواب ملے گا بمقابلے اُس شخص کے جس نے اکیلے بغیر جماعت کے نماز پڑھی ہو، نیز ان دو شخصوں کی جماعت کر کے پڑھی جانے والی نماز ان کے صغیرہ گناہوں کو زیادہ مٹانے اور ختم کرنے والی ہوگی بمقابلہ اکیلے اکیلے پڑھی جانے والی نماز کے۔) اور اس کی (یعنی کسی ایک شخص کی) دو آدمیوں کے ساتھ (جماعت کر کے پڑھی جانے والی) نماز افضل (وبہتر اور زیادہ اجر وثواب والی) ہے اس کی ایک شخص کے ساتھ (جماعت کر کے پڑھی جانے والی) نماز سے۔ اور وہ (نماز جس میں نمازی) زیادہ (شریک) ہوں اللہ عزوجل کو بہت زیادہ محبوب (وپسند) ہے۔

نوٹس :۔ اس حدیث شریف میں جو یہ لفظ ہے "لَأتیتموھما" تو سمجھ لیں کہ اس میں جو ضمیرِ منصوب ھُمَا ہے یہ ماقبل میں مذکور لفظِ الصلاتین کی طرف راجع ہے اور لَأَتَیْتُمْ لام تاکید یا کہئے لامِ جوابِ لَوْ کے ساتھ صیغۂ جمع مذکر حاضر ہے اور اس صیغۂ جمع مذکر حاضر اور ضمیرِ ھُمَا کے درمیان جو واؤ ہے یہ واوِ اشباع ہے۔

"ولو حبواً علی الرکب" اس میں جو لفظِ الرکب ہے یہ بضم الراء جمع ہے الرُّکْبَۃُ بمعنی گھٹنا وزانو کی، اور اس میں جو لفظِ حَبْواً ہے یہ مصدر ہے حَبَا از نصر کا اور اس کے معنی ہوتے ہیں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا۔ چوتڑوں کے بل گھسٹنا چنانچہ حَبا الصَّبی کہا جاتا ہے جب بچہ چوتڑوں کے بل گھسٹ کر چلتا ہے۔ بہر حال یہ لفظِ حَبْواً یہاں پر حدیث شریف میں جو منصوب ہے اس کے بارے میں طیبیؒ نے لکھا ہے کہ یہ کَانَ محذوف کی خبر ہے اس لئے منصوب ہے أي ولو کان الإتیان

حَبْواً ۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہو یعنی مصدر بمعنی اسمِ فاعل حابِیْن ہوکر فعلِ محذوف أَتَيْتُمْ کی ضمیرِ فاعل سے حال ہو اور تقدیری عبارت اس طرح ہو "ولو أتيتموهما حبْواً أی حابِیْن ۔اب اگر یہ اشکال ہو کہ سیدھا سیدھا اسم فاعل ہی کیوں نہیں استعمال کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مبالغہ مقصود ہے اور مبالغہ اسمِ فاعل کی بجائے مصدر کے استعمال ہونے میں تھا اس لئے اسمِ فاعل حابِیْنَ کی بجائے مصدر یعنی حَبْواً استعمال کیا گیا۔

"لابتدرتموه" اس میں جو ضمیرِ منصوب ہٗ ہے یہ ماقبل میں مذکور الصف الأوّل کی طرف راجع ہے، اور اس میں جو لام ہے یہ لامِ تاکید مفتوح یا کہئے لامِ جوابِ لَوْ مفتوح ہے اور صیغۂ جمع مذکر حاضر ابتدرتم اور ہٗ ضمیر کے درمیان جو واؤ ہے یہ واوِ اشباع ہے اور ابتدرہ بدونِ صلہ استعمال ہوتا ہے معنی ہوتے ہیں سبق و أسرع إليه یعنی کسی کام میں یا کسی کام کیلئے سبقت وسرعت اور جلدی کرنا۔

"وما كثر فهو أحب إلى الله عزوجل" اس میں جو کلمۂ مَا ہے اس کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ مَا شرطیہ ہے اور مطلب یہ ہے أی وكُلَّما كثرت الجماعة فهو أحب إلى الله عزوجل (۲) اور دوسری بات یہ لکھی ہے کہ یہ مَا موصولہ مبتدا ہے اور مطلب یہ ہے أی والصلاة التی كثر المصلون فيها أحب إلى الله عزوجل۔ اور اس شکل میں اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ فھو میں ضمیر مذکر کیوں استعمال کی گئی نیز کثُر بھی مذکر کیوں استعمال کیا گیا اور خبر پر فاء کیوں داخل کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَا کی لفظی حیثیت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے جو مذکر ہے فعلِ مذکر اور ضمیرِ مذکر کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور خبر پر جو فاء داخل کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمِ موصول يشبه الشرط فی العموم ۔۔۔ اور واضح رہے کہ فھو أحب میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی رحمت اور اس کے احسان سے کنایہ ہے۔

فقه الحديث:۔ صاحبِ المنہل نے اس حدیث کی شرح کرنے کے بعد فقه الحديث

کے عنوان سے مندرجہ ذیل چند باتیں لکھی ہیں۔

(۱)اس حدیث سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ امام کو اپنے مقتدیوں کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا اوران کی خبر رکھنی چاہیئے اوراس کے لئے غائبین اورنماز میں حاضر نہ ہونے والوں کے بارے میں حاضرین سے معلومات کرتے رہنا چاہیئے (۲)اس حدیث شریف سے عشاء اور فجر کی جماعت کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہورہی ہے (۳)اس حدیث شریف میں عشاء اور فجر کی جماعتوں میں حاضر ہونے کی خاص ترغیب دی گئی ہے کیونکہ اس میں بہت اور بڑی خیر ہے (۴)اس حدیث شریف سے صفِ اوّل کی فضیلت اوراس میں شرکت کے لئے مبادرت وسبقت کی ترغیب بھی معلوم ہورہی ہے (۵)اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت بھی ہوسکتی ہے جن میں سے ایک امام ہو جائے اور دوسرا مقتدی (٦) نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگ رہا ہے کہ جماعت کی فضیلت وثواب حاضرینِ جماعت کی قلت وکثرت سے متفرق ہوتی رہتی ہے یعنی گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔(والله أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۴)

۱۔حفص بن عمر:۔یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزديّ النمريّ أبوعمرو الحوضي البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔أبو إسحاق:۔یہ عمرو بن عبدالله السبيعيّ أبوإسحاق الهمداني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱٦)۔

۴۔عبداللّٰه بن أبي بَصير :۔یہ عبداللّٰہ بن أبي بَصير العبديّ الكوفيّ ہیں انہوں نے صرف اپنے والد اور حضرتِ اُبی بن کعبؓ سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف أبو إسحاق السبيعيّ نے۔عجلی نے ان کو کوفی ثقہ تابعی کہا ہے اور ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔حافظؒ نے اِنکے بارے میں صرف وثقة العجلی لکھا ہے اور اِن کو تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔أُبَيّ بن كعبؓ :۔آپؓ سید القرّاء مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبيّ بن كعب بن قيس بن عبيد الأنصاريّ الخزرجيّ أبو المنذر وأبو الطفيل المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۴)۔

الحديث/٥٥٥-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سَهْلٍ _ يَعْنِي عُثْمَانَ بْنَ حَكِيمٍ _ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۵۵ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسحاق بن یوسف نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے روایت کیا ابوسہل۔یعنی عثمان بن حکیم۔سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے انہوں نے روایت کیا حضرتِ عثمان بن عفانؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے کہ) جو شخص جماعت کے ساتھ عشاء (کی نماز) پڑھے گا تو ہوگا (اس کا اجر وثواب)

آدھی رات کی عبادت (وقیام) کی طرح (یعنی اس کو اتنا اجر وثواب ملے گا جتنا کہ آدھی رات تک عبادت میں مشغول رہنے والے کو ملے گا) اور جو شخص عشاء اور فجر (دونوں نمازوں کو) جماعت کے ساتھ پڑھے گا تو ہوگا (اس کا اجر وثواب) پوری رات کے قیام (وعبادت کی طرح) (یعنی اس کو اتنا اجر وثواب ملے گا جتنا کہ پوری رات عبادت وقیام میں مشغول رہنے والے کو ملے گا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ عشاء کی نماز کو جماعت سے پڑھنے والے کو آدھی رات کی عبادت کا ثواب اور عشاء اور فجر دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے والے کو پوری رات عبادت کا ثواب ملنے کا مطلب ہے اُس شخص کی آدھی رات اور پوری رات کی عبادت کا ثواب ملنا جس نے عشاء کی یا عشاء اور فجر کی دونوں نمازیں جماعت سے نہ پڑھی ہوں۔ یا کہئے کہ اس کا مطلب ہے اُس آدھی رات یا پوری رات کے قیام کا ثواب ملے گا جس میں عشاء یا عشاء وفجر دونوں جماعت سے نہ پڑھی گئی ہوں یعنی یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر اُن ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص عشاء کی نماز یا عشاء اور فجر دونوں نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کرے اور پھر آدھی رات یا پوری رات بھی عبادت وقیام میں گزارے تو اِس شخص کو اُس سے دوگنا ثواب ملے گا جو صرف عشاء کی نماز کو یا عشاء اور فجر دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرے اور باقی رات قیام وعبادت میں مشغول نہ رہے۔

اور ابوداؤد شریف کی اس زیرِ تشریح روایت کو پڑھ کر اگر کسی کو یہ شبہ واشکال ہو کہ یہ روایت مسلم شریف کی اس روایت ”من صلی العشاء فی جماعۃ فکأنما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح في جماعة فكأنما قام الليل كله“ نیز مؤطا مالک کی اس روایت ”من شهد العشاء فكأنما قام نصف ليلة ومن شهد الصبح فكأنما قام ليلة“ کے مخالف ومعارض ہے کیونکہ

مسلم شریف اور مؤطا کی اِن روایتوں سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ صرف فجر ہی کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے پوری رات قیام وعبادت کا ثواب مل جاتا ہے جبکہ ابوداؤد شریف کی اس روایت سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ عشاء اور فجر دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے یہ اجروثواب ملتا ہے۔ یعنی خلاصہ یہ کہ فرامین واحادیثِ رسول ﷺ میں تضاد وتعارض نہیں ہونا چاہئے تو اِن احادیث میں یہ تضاد وتعارض کیوں ہورہا ہے؟۔ تو سنئے اس کے دو جواب ہیں (۱) کوئی تضاد وتعارض نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے کیونکہ مسلم شریف اور مؤطا کی روایت کا مطلب بھی وہی ہے جو ابوداؤد شریف کی روایت کا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم شریف اور مؤطا کی روایت میں ایک لفظ محذوف ہے اور تقدیری عبارت اس طرح أی من صلی الصبح فی جماعة وقد صلی العشاء قبل ذٰلک فی جماعة کیونکہ مومن سے یہ بعید ہے کہ اُس نے عشاء کی نماز نہ پڑھی ہو (۲) اور دوسرا اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی تضاد وتعارض نہیں ہے کیونکہ مسلم شریف اور مؤطا کی روایت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ صبح کی نماز عشاء کی نماز سے افضل ہے کیونکہ اس کی ادائیگی کی وجہ سے جو آدھی رات کی عبادت کا ثواب ملا تھا وہ پوری رات کی عبادت کا ثواب بن جاتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ پہلا جواب ہی زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔

بہرحال خلاصہ کے طور پر یہ ذہن میں رکھلیں کہ اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کو کچھ خاص خصوصیات ومزیات حاصل ہیں جو ان کے علاوہ دیگر نمازوں کو حاصل نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۵)

۱۔ أحمد بن حنبل :۔ یہ مشہور امامِ فقہ أحمد بن محمد بن حنبل ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر(۲۷)اور(۲۳۸)۔

۲۔**إسحاق بن یوسف**:۔یہ **إسحاق بن یوسف بن مِرداس المخزوميّ الواسطي المعروف بالأزرق** ہیں۔ابن معین،احمد،براء اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے،ابوحاتم نے ان کے بارے میں **صحیح الحدیث صدوق لا بأس به** کہا ہے اور ابنِ سعد نے **وکان ثقة وربما غلط** کہا ہے،خطیب نے ان کو ثقاتِ مامونین میں سے بتایا ہے اور ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بعمر اٹھتر (۷۸) سال ۱۹۵ھ میں بتائی ہے۔

۳۔**سفیان**:۔یہ **سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبوعبدالله الکوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۶)۔

۴۔**أبوسهل**:۔یہ **أبوسهل عثمان بن حکیم بن عبّاد بن حُنیف الأنصاريّ الأوسيّ المدنيّ ثم الکوفيّ** ہیں۔ابنِ معین،ابوداؤد،ابوحاتم،نسائی،عجلی،ابن نمیر،یعقوب بن شیبہ اور ابنِ سعد وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور امام احمد سے ان کے بارے میں ثقہ ثبت کا قول منقول ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۱۴۰ھ سے پہلے بتائی ہے لیکن صاحبِ المنہل وغیرہ نے بالتعیین ان کی وفات ۱۳۸ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔**عبدالرحمٰن بن أبي عَمرة**:۔یہ **عبدالرحمٰن بن أبي عَمرة عمرو بن محصن بن عتیک بن عمرو بن مبذول الأنصاريّ النجاريّ** ہیں۔ابنِ سعد نے ان کا ذکر اُن لوگوں میں کیا ہے جن کی پیدائش آپ ﷺ کے زمانہ میں ہو چکی تھی نیز ان کو ثقہ کثیر الحدیث راوی

لکھا ہےاور ابنِ ابی حاتم نے المراسیل میں کہا ہے لیس لہ صحبة۔اور ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔(واضح رہے کہ میں نے حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب سے ابنِ سعد کے قول وُلد فی عهد النبيّ ﷺ اور ابن ابی حاتم کے قول لیس له صحبة کے بارے میں معلوم کیا تو حضرت نے بتایا کہ دونوں کے قول میں کوئی اختلاف نہیں ہے ابن سعد کے قول کا مطلب یہ ہے کہ له إدراک عهد النبيّ ﷺ اور ابن ابی حاتم کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ادراکِ عہدِ نبی ﷺ صحابیت کو مستلزم نہیں ہے)۔

٦۔عثمان بن عفانؓ :۔آپؓ أمیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١٠٦)۔

(٤٩)بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ

اُن احادیث کا بیان جو آئی ہیں نماز کے لئے پیدل چل کر جانے کی فضیلت کے بیان میں (یعنی اس باب میں نماز کے لئے پیدل چل کر جانے کی فضیلت کا بیان ہوگا)(۴۹)

الحديث/٥٥٦-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحيٰ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْأَبْعَدُ فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْراً)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٥٦ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰی نے انہوں نے روایت کیا ابنِ ابی ذئب سے انہوں نے عبدالرحمٰن

بن مہران سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن سعد سے انہوں نے حضرتِ ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا (ہے) مسجد سے دور والا پھر دور والا زیادہ اجر وثواب والا ہے (یعنی جو شخص اور جس کا گھر مسجد سے جتنا دور ہوگا اس کو اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملے گا کیونکہ جس کے گھر کی جتنی زیادہ دوری ہوتی ہے مسجد میں آتے ہوئے اس کے اتنے ہی قدم زیادہ ہوتے اور اتنی ہی نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں)۔

نوٹس:۔ ''**الأبعد فالأبعد الخ**'' کرمانیؒ نے لکھا ہے کہ اس میں جو فآء ہے یہ استمرار کے لئے ہے اور اس کا مفہوم ومطلب بالکل ''**الأمثل فالأمثل**'' کی طرح ہے۔ لیکن عینیؒ کا کہنا ہے کہ کرمانیؒ کا یہ قول تمام نُحات کے خلاف ہے کیونکہ کسی بھی نحوی نے یہ نہیں کہا ہے کہ فآء کبھی استمرار کے لئے بھی آتا ہے۔ اس لئے بجائے فآء کو استمرار کے لئے ماننے کے یہ کہا جائے تو بہتر ہے کہ یہ فآء ترتیب مع التفاوت کے لئے ہے۔ یا صرف ترتیب کے لئے ہے جیسے کہ **رحم اللّٰہ المحلقین فالمقصّرین** میں ہے۔ اور کچھ حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ **الأبعد فالأبعد الخ** میں جو فآء ہے یہ بمعنی **ثم للتراخی** ہے یعنی جس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿**ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا**﴾ میں جتنے بھی فاء ہیں وہ سب بمعنی ثمّ للتر اخی ہیں ایسے ہی اس حدیث کے جملہ **الأبعد فالأبعد** میں بھی جو فآء ہے وہ بمعنی ثم للتر اخی ہے اور مطلب یہ ہے **أي أبعدهم ثم أبعدهم مسافةً من المسجد أعظم أجراً** یعنی مسجد سے جس کا گھر سب سے زیادہ دور ہے، جس کو جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سب سے زیادہ چلنا پڑتا ہے اس کو سب سے زیادہ اجر وثواب ملتا ہے پھر اس کو جس کا گھر اس کے علاوہ دیگر لوگوں کے مقابلے مسجد سے زیادہ دور ہے۔

لیکن سب سے زیادہ واضح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس جملہ میں فآء کو ترتیب کے لئے مانا

جائے جیسا کہ صاحبِ المنہل نے کہا ہے کہ یہ فاء ترتیب کے لئے ہے اور مطلب بالکل صاف صاف یہ ہے کہ جس کا گھر سب سے زیادہ دوری پر ہے اس کو سب سے زیادہ ثواب ملے گا اور جس کا اُس سے کم دوری پر ہے اس کو اس سے تو کم لیکن جن کا گھر اس کے مقابلہ میں مسجد سے قریب ہے اُن سب سے زیادہ اس کو ملے گا۔ الی آخرہ۔

نیز یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ یہ حدیث مسجد سے دور گھر والوں کے لئے تسلّی دینے اور مطمئن کرنے کے قبیل سے ہے کیونکہ فی الواقع حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ مسجد کے قریب رہتے ہیں ان کا مسجد میں آنا جانا، ٹھیرنا رہنا، ذکر واشغال کی مجالس میں شرکت کرنا اور تحیۃ المسجد وغیرہ کی نماز پڑھنا کثیر اور زیادہ ہوتا ہے بمقابلے اُن لوگوں کے جن کے گھر مسجد سے دور ہوتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کا ثواب بھی دور رہنے والوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے اور دور رہنے والے اِن اعمال کی کثرت اور ان کے ثواب سے محروم ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی تسلّی اور تطییبِ خاطر کی غرض سے آپ ﷺ نے ان کو یہ بشارت دی کہ تمہیں اس سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسجد سے دور ہونے کی وجہ سے جب تم نماز کے لئے آتے ہو تو مشقت وتعب ان قریب والوں سے زیادہ برداشت کرتے ہو اور تمہارے نماز کے لئے اٹھنے والے قدم زیادہ ہوتے ہیں بمقابلہ ان قریب والوں کے اور تمہارے ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی کی وضاحت کر رہی ہے مسلم، ترمذی اور نسائی کی یہ روایت بھی ''عن أبي هريرةؓ أن رسول اللّٰه ﷺ قال: ألا أدلكم على ما يمحو اللّٰه به الخطايا ويرفع به الدرجات قالوا: بلٰى يا رسول اللّٰه، قال: إسباغ الوضوء على المكاره وكثرة الخطا إلى المساجد وانتظار الصلاة بعد الصلاة فذٰلكم الرباط فذٰلكم الرباط فذٰلكم الرباط'' خلاصہ یہ کہ ابوداؤد شریف کی اس زیرِ تشریح حدیث کی مراد اور مطلب ومقصود یہ نہیں ہے کہ مسجد سے دور گھر بنائے جائیں اور مسجد

کے قریب نہ رہا جائے کیونکہ آپ ﷺ کا مبارک گھر مسجد کے بالکل قریب تھا بلکہ اس حدیث کا مقصد اورغرض مسجد سے دور رہنے والوں کو تسلّی اور بشارت دینا ہے جیسے کہ اس حدیث "لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من رائحة المسک" کا مطلب ومقصود مسواک وغیرہ نہ کر کے منہ میں بدبو پیدا کرنے کا نہیں ہے بلکہ روزے دار کو کثیر اجر وثواب کی بشارت دینا اور معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے منہ کی بو کے متغیر ہو جانے پر تسلّی دینا ہے۔

بہرحال اس زیرِ تشریح حدیث سے یہ بات بالکل صاف صاف سمجھ میں آرہی ہے کہ مسجدوں کو جانے کے لئے قدموں کی کثرت بہت بڑی عبادت اور کثرتِ اجر وثواب کا ذریعہ ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ سوار ہو کر نماز کے لئے مسجد کو جانے کے مقابلے میں پیدل چل کر جانا زیادہ افضل وبہتر اور زیادہ اجر وثواب کا سبب وذریعہ ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٥٥٦)

١۔مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢)۔

٢۔يحيٰ:۔ یہ يحيٰ بن سعيد بن فروخ التميميّ أبوسعيد القطّان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٧٠)۔

٣۔ابن أبي ذئب:۔ یہ محمد بن عبدالرحمٰن بن المغيرة بن الحارث بن أبي ذئب القرشيّ العامريّ أبو الحارث المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٩) اور (١٤١)۔

٤۔عبدالرحمٰن بن مِهران:۔ یہ عبدالرحمٰن بن مِهران المدنيّ مولٰى بني هاشم ہیں۔ انہوں نے صرف عبدالرحمٰن بن سعد اور عمیر مولی ابنِ عباس سے اور ان سے صرف ابن أبي ذئب نے روایت کیا ہے۔ ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ازدی نے کہا ہے کہ فيه

وفي شيخه عبدالرحمٰن بن سعد نظرٌ ۔اور حافظؒ نے ان کو مجہول لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔عبدالرحمٰن بن سعد:۔ یہ عبدالرحمٰن بن سعد المدنيّ مولی الأسود بن سفیان (ویقال مولٰی آل أبي سفیان) ہیں انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ، ابوہریرہؓ، ابوسعید خدریؓ اور اُبی بن کعبؓ سے روایت کیا ہے اور ان سے عبدالرحمٰن بن مِهران، هشام بن عروه، أبو الأسود اور كلثوم بن عمار نے۔ عجلی نے ان کو ثقہ تابعی کہا ہے، نسائی اور ابنِ حبّان نے بھی ان کی توثیق کی ہے لیکن ابوالفتح ازدی نے ان کے بارے میں فیه نظر لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو مولٰی ابنِ سفیان لکھا ہے نیز ثقہ لکھکر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٦۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ ابوہریرہؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٨) اور (٢٥)۔

الحديث/٥٥٧-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَبَا عُثْمَانَ حَدَّثَهُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ أَحداً مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّيُ الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلاً مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ، وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ فِيْ الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَاراً تَرْكَبُهُ فِيْ الرَّمْضَاءِ وَالظُّلْمَةِ، فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ مَنْزِلِيْ إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيْثُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: أَرَدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ يُكْتَبَ لِيْ إِقْبَالِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ إِلٰى أَهْلِيْ إِذَا رَجَعْتُ. فَقَالَ: أَعْطَاكَ اللّٰهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ، أَنْطَاكَ اللّٰهُ مَا احْتَسَبْتَ

كُلَّهُ أَجْمَعَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/۵۵۷: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد نُفیلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سلیمان تَیمی نے یہ کہ ابوعثمان نے حضرتِ اُبی بن کعب سے نقل کرتے ہوئے اُن سے یہ حدیث بیان کی (اور دورانِ بیانِ حدیث) فرمایا: کہ ایک شخص تھا نہیں جانتا ہوں میں لوگوں میں سے (یعنی) مدینہ منورہ کے رہنے والے اُن لوگوں میں سے جو قبلہ کی (طرف کورخ کر کے) نماز پڑھتے تھے مسجدِ (نبوی ﷺ) سے زیادہ دور گھر والا اُس شخص کے مقابلہ میں (یعنی میرے علم کے مطابق مدینہ کے تمام مسلمانوں میں مسجدِ نبوی ﷺ سے سب سے زیادہ فاصلہ پر اور دور اس کا گھر تھا لیکن اس کا حال یہ تھا کہ) کہ نہیں خطاء کرتی (اور فوت ہوتی تھی) اُس سے کوئی نماز (بھی) مسجدِ نبوی ﷺ میں (یعنی وہ شخص تمام فرض نمازیں اپنے گھر سے پیدل چل کر آ کر مسجدِ نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے ساتھ ادا کیا کرتا تھا۔ حضرتِ اُبی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اُس سے) کہا کہ اگر تم ایک گدھا خرید لو (اور) سخت گرمی اور تاریکی میں تم اُس پر سوار ہو کر (مسجدِ نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کے لئے آیا کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہوگا کیونکہ جب تم اُس پر سوار ہو کر آؤ گے تو دن میں گرمی کی شدت سے بھی محفوظ رہو گے اور رات کو کیڑے مکوڑوں کی ایذاء رسانی وغیرہ سے بھی بحفاظت آ جا سکو گے)۔ تو (میری یہ ہمدردانہ بات سن کر اُس شخص نے جواب دیتے ہوئے) کہا کہ میں نہیں پسند کرتا کہ میرا گھر مسجد کے قریب ہو (چونکہ اُس شخص کے اس جملے اور کلام میں ایک طرح کا یہ شک موجود تھا کہ وہ مسجدِ نبوی ﷺ کا قرب پسند نہیں کرتا ہے اور ظاہر ہے یہ بات ایک مومن کی شایانِ شان نہیں ہوسکتی کہ وہ مسجدِ نبوی ﷺ کا قرب بلکہ کہئے کہ آپ ﷺ کا قرب ناپسند کرے کیونکہ مسلم کی روایت میں جو الفاظ ہیں اُن میں یہ بات بالکل مصرح ہے کہ

گویا اُس نے آپ ﷺ کے قرب کو ناپسند فرمایا تھا اور وہ الفاظ یہ ہیں "أَمَ واللّٰه ما أحب أن بيتي مطنب ببيت محمد ﷺ" بہرحال اس واہمے اور شک کی بناء پر) رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ (اور اُس شخص کے ان الفاظ) کی خبر پہونچائی گئی (واضح رہے کہ یہ لفظ یعنی فنمي مجہول ومعروف دونوں طرح پر ضبط کیا گیا ہے مجہول کا ترجمہ تو اوپر کر ہی دیا گیا یعنی کسی نے اس شخص کے یہ کلمات آپ ﷺ کو پہونچا دئے۔ اور معروف کی شکل میں ترجمہ یہ ہوگا کہ انہوں نے یعنی حضرتِ اُبی بن کعبؓ نے اس کے اس جملہ کی خبر آپ ﷺ کو پہونچائی۔ یہ بھی واضح رہے کہ مسلم کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خبر آپ ﷺ تک حضرتِ اُبی بن کعبؓ نے بھی پہونچائی تھی کیونکہ اُس روایت میں حضرتِ اُبی بن کعبؓ کے یہ الفاظ بھی ہیں "**فحملت به حملا حتى أتيت النبيَّ ﷺ فأخبرته**" اَب یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر ابوداؤدؒ کی روایت کے اس لفظ کو فنُمِي مجہول پڑھیں تو یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ پھر تو دونوں روایتوں میں تضاد وتعارض ہے ابوداؤد کی روایت بتا رہی ہے کہ اس شخص کی یہ خبر حضرتِ اُبی بن کعبؓ کے علاوہ کسی اور شخص نے آپ ﷺ کو پہونچائی تھی اور مسلم کی روایت یہ بتا رہی ہے کہ اس کی یہ خبر خود حضرتِ اُبی بن کعبؓ نے ہی آپ ﷺ کو پہونچائی تھی۔ تو سنئے کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پہلے یہ خبر کسی اَور نے آپ ﷺ کو پہونچائی ہو اور اس کا بیان ابوداؤد کی اس روایت میں ہو اور پھر بعد میں خود حضرتِ اُبی بن کعبؓ نے بھی اس کی یہ خبر آپ ﷺ کو پہونچائی ہو اور مسلم کی روایت میں اس کا بیان ہو لہٰذا دونوں روایتوں میں کوئی تضاد وتعارض نہیں ہے۔۔۔ بہرحال جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہونچی تو آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا) اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا (یعنی اُس سے بلا کر یہ معلوم کیا کہ تیرے اس جملے کا مطلب کیا ہے اور تو نے اس جملہ کو کہکر کیا مفہوم مراد لیا ہے) تو اس شخص نے (آپ ﷺ کی بات کا جواب دیتے ہوئے) عرض کیا کہ میں نے (اس جملہ سے) یہ ارادہ کیا (اور اس جملہ کو اس مفہوم کے لئے استعمال کیا ہے) کہ میرے لئے میرا مسجد کو آنا اور پھر مسجد سے

اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جانا لکھا جائے (یعنی میں نے جو یہ کہا ہے کہ مجھے مسجدِ نبوی ﷺ یا بیتِ محمد ﷺ کا قرب پسند نہیں ہے تو میری مراد اس کہنے سے اور میرے اس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں مسجد سے دور رہوں گا اور پھر اپنے دور کے گھر سے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آؤں گا تو مجھے آنے پر تمام قدموں کے بقدر اور اسی طرح واپس ہونے پر تمام قدموں کے بقدر اجر وثواب ملے گا جو مسجد کے قریب رہتے ہوئے نہیں مل سکتا نہ کہ یہ کہ میں فی نفسہ مسجدِ نبوی ﷺ یا بیتِ محمد ﷺ کے قرب کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس شخص کی طرف سے اپنے مبہم استعمال کردہ جملے کی وضاحت وصراحت سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ دے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ عطاء کرے گا جو سب کچھ تو بہ امیدِ ثواب (اللہ کے لئے) کرے گا۔

نوٹس: ۔ أنطاک اللّٰہ الخ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جملہ پہلے جملے یعنی أعطاک اللّٰہ الخ کی تاکید کے طور پر آپ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس تاکیدی جملہ کو استعمال فرمانے کی وجہ اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ تجھے مسجد تک آنے کے قدموں کے برابر بھی ثواب ملے گا اور جب تو واپس اپنے گھر کو لوٹے گا تو واپس ہونے کے قدموں کے برابر بھی ثواب ملے گا۔ بشرطیکہ تو اس میں مخلص ہو اور ریاء وشہرت کا بالکل طالب نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ اگر تو یہ کام اخلاص کے ساتھ للّٰہ کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو اپنے اس عمل پر اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ اَب یہ بھی سمجھ لیں کہ یہ جو لفظِ أَنطاک ہے اس میں جو أَنطَا ہے یہ الإنطاء سے صیغۂ ماضی ہے اور یہ حقیقت میں الإعطاء ہی میں ایک لغت ہے چنانچہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ سورۂ کوثر میں کچھ حضرات نے ''اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ'' کی بجائے ''اِنَّا اَنْطَیْنَا'' بھی پڑھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو معنی الإعطاء کے ہیں وہی معنی الإنطاء کے بھی ہیں۔ اور کچھ حضرات کی رائے یہ ہے کہ الإنطاء اہلِ یمن کی لغت ہے اور وہ اس کو الإعطاء ہی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔ اور ''ما احتسبت'' کی تشریح

کچھ حضرات نے یہ کی ہے **ما طلبت الثواب والأجر** یعنی جتنا ثواب تو نے چاہا اور یہ کام جتنے بھی اجر وثواب کی غرض سے تو نے کیا اللہ تعالیٰ وہ سب تجھے عطاء کرے گا۔ اور صاحبِ المنہل نے اس کی تشریح اس طرح کی ہے **أی الذی ادّخرته وابتغيت به وجه الله تعالیٰ وثوابه** یعنی تو نے جو کچھ اللہ کی رضاء اور ثواب کے لئے کیا اور اس سب کا دنیا میں بدلہ چاہے بغیر اللہ تعالیٰ کے پاس ذخیرہ جمع کیا تو اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ یعنی اُس سب کچھ کا اجر وثواب عطاء کرے گا۔۔۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کی شرح کے بعد **فقه الحديث** کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) یہ حدیث بتا رہی ہے کہ صحابہؓ آپس میں ایک دوسرے کے لئے کتنا جذبۂ شفقت ورحمت رکھتے تھے (۲) یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ اگر کسی کی طرف سے کوئی غلط یا مشتبہ بات پیش آئے تو اس کے حل کے لئے اپنے بڑے کسی عالم وغیرہ سے رجوع کرنا چاہئے اور اس شخص کو اُس بڑے عالم کی خدمت میں لیکر جانا چاہئے (۳) اگر سردارِ قوم، خلیفہ کے پاس رعایا میں سے کسی کے بارے میں یا عالم کے پاس عوام میں سے کسی کے بارے میں کوئی شکایت پہونچے تو اس کو پہلے اُس بات کی تحقیق کرنی چاہئے اور بلا تحقیق کے عقوبت وسزا اور کوئی فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے (۴) اس حدیث سے یہ بھی پتہ چل رہا ہے کہ مسجد کے لئے آنے میں جتنے زیادہ قدم اُٹھیں گے اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملے گا لہٰذا معلوم ہوا کہ پیدل چل کر نماز کے لئے مسجد میں جانا اور جماعت میں شریک ہونا بمقابلہ سوار ہو کر آنے کے افضل وبہتر ہے (۵) یہ حدیث شریف لوگوں کو عمل کے اندر اخلاص کی ترغیب دے رہی ہے نیز ریاء وشہرت سے اجتناب وپرہیز کا حکم بھی دے رہی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۷)

۱۔عبداللّٰہ بن محمد :۔ یہ **عبداللّٰہ بن محمد بن علی بن نُفیل النُفیلي**

أبو جعفر الحرّانيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔زهير:۔یہ زُهير بن معاوية بن حُديج أبو خيثمة الجعفي الكوفيّ نزيل الجزيرة ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔سليمان التيميّ:۔یہ سليمان بن طِرخان التيميّ أبو محمد البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۰)۔

۴۔أبو عثمان:۔یہ أبو عثمان عبدالرحمٰن بن مُلّ (بتثليث الميم) بن عمرو بن عدي بن وهب النهديّ ہیں۔یہ مخضرم تابعی ہیں انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا ہے۔یہ نبیِ کریم ﷺ کے زمانہ ہی میں مسلمان ہو چکے تھے مگر آپ ﷺ سے ان کی ملاقات نہیں ہے۔ابوداؤد کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ یہ اہلِ کوفہ کے کبارِ تابعین میں سے ہیں۔ابوزرعہ، نسائی، ابن خراش اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔حافظؒ نے ان کو ثقہ، ثبت، عابد لکھا ہے اور دوسرے طبقہ کے کبار میں سے قرار دیا ہے اور ان کا سنِ وفات ۹۵ھ یا اس کے بعد لکھا ہے نیز ان کی عمر کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ایکسوتیس (۱۳۰) سال بلکہ ایک قول کے مطابق اس سے بھی زیادہ ہوئی ہے۔واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے ان کی وفات بالتعیین ۹۵ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔أبي بن كعبؓ:۔آپؓ أبي بن كعب بن قيس الأنصاريّ الخزرجيّ المدنيّ أبو المنذر وأبو الطفيل سيد القرّاء ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۴)۔

٦۔كان رجلٌ:۔اس رجلِ مبہم کی تعیین کرتے ہوئے ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ ایک انصاری صحابیؓ تھے۔(اس سے زیادہ اگر اس رجلِ مبہم کے بارے میں آپ کے پاس کچھ معلومات ہوں تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔جزاک اللہ۔محمد یامین قاسمی ۲۴۱۶۵۵۹۔۰۵۹۱)۔

الحديث/٥٥٨-حَدَّثَنَا أَبُوتَوْبَةَ أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَحْيَ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّراً إِلٰى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيْحِ الضُّحٰى لَا يُنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٥٨: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوتوبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہثیم بن حُمید نے انہوں نے روایت کیا یحیٰ بن حارث سے انہوں نے القاسم ابوعبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرتِ ابواُمامہؓ سے یہ کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جو شخص نکلے گا اپنے گھر سے تطہر کی حالت میں (یعنی باوضو ہوکر) کسی فرض نماز (کو ادا کرنے کے) لئے (یعنی فرض نماز کو ادا کرنے کے ارادہ سے گھر سے وضوء کرکے چلے گا) تو اس کا اجر (وثواب بڑھکر) اُس حاجی کے اجر (وثواب) کی طرح (یعنی اس کی برابر ہوجائے گا) جو احرام باندھے ہوئے ہو (واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں جو یہ گھر کی قید ہے یہ قید اتفاقی ہے یعنی یہ جو فرمایا گیا کہ جو اپنے گھر سے وضوء کرکے نکلے یہ قیدِ اتفاقی کے طور پر فرمایا گیا ہے کیونکہ اکثر آدمی گھر ہی سے نماز کے لئے جاتا ہے۔لہٰذا اگر کوئی شخص گھر کے علاوہ اپنے آفس یا کسی اور مقام سے بھی فرض نماز کو ادا کرنے کے لئے جائے گا تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ جو تطھر کی قید ہے یعنی یہ جو فرمایا گیا ہے کہ جو باوضوء ہوکر نکلے گا اس کو یہ ثواب ملے گا تو یہ قید کامل ومکمل اور زیادہ اجر وثواب حاصل ہونے کے لئے ہے کیونکہ جو آدمی بغیر وضوء کے بھی فرض نماز کے لئے جائے گا تو فی نفسہ ثواب کا مستحق تو وہ بھی ہوگا یعنی ایسا نہیں کہ اس کو بالکل ثواب نہ ملے ہاں وضوء کرکے جانے والے کے مقابلہ میں کم ملے گا) اور جو شخص

چاشت کی نماز کے لئے نکلے اس حال میں کہ نہ تکلیف میں ڈالے اس کومگر وہی (یعنی اس کا مقصد نکلے اور جانے سے صرف یہی چاشت کی نماز ہو نہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور کام) تو اس کا اجر (وثواب بڑھکر) عمرہ کرنے والے کے اجر (وثواب کی طرح) ہو جائے گا (اور ملے گا۔ اور سنو ہر وہ) نماز جو ایک نماز کے بعد ہو (اور) ان دونوں (نمازوں) کے درمیان کوئی لغو (کلام یا فعل نہ ہوا ہو تو یہ ایک ایسا عمل ہے جو) لکھا ہوا ہے (یعنی لکھا جائے گا) علیین میں۔

نوٹس:۔"فأجره كأجر الحاج المحرم" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جو باوضوء ہو کر نماز کے کے لئے جانے کو احرام باندھے ہوئے حاجی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یہ اس وجہ سے اور اس طرف اشارہ کرنے کے لئے دی گئی ہے کہ نماز کے لئے تطہر اور باوضوء ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ حج کیلئے احرام یعنی جیسے حج بغیر احرام کے نہیں ہوسکتا ویسے ہی نماز بھی بغیر پاکی اور وضو کے نہیں ہوسکتی۔

اور یہ جو باوضوء ہو کر نماز کے لئے جانے والے شخص کے ثواب کو احرام باندھے ہوئے حاجی کے اجر کے مانند اور مثل قرار دیا گیا ہے تو اس کی وضاحت میں زین العربؒ کا قول تو یہ ہے أی كأصل أجره یعنی اِس نمازی کو حاجی کے برابر ہی ثواب ملے گا۔ نیز اس سلسلہ میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے دو قول اور بھی لکھے ہیں (۱) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نمازی کو حاجی کے برابر ثواب ملے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نمازی اور حاجی کا اجر ایک دوسرے کے مانند و مشابہ ہے اس معنی کر کہ جیسے حاجی کو ہر ایک قدم پر اجر وثواب ملتا ہے ویسے ہی اس نمازی کو بھی ہر ایک قدم پر اجر وثواب ملے گا اگر چہ فی الواقع قلت وکثرت اور کمیت وکیفیت کے اعتبار سے ان دونوں کا ثواب واجر ایک دوسرے سے مختلف اور متغایر ہوگا۔ (۲) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نمازی کو بھی نماز کے لئے نکلنے کے وقت سے لیکر واپس آنے اور لوٹنے تک ثواب ملتا رہے گا اگر چہ یہ نماز کی ادائیگی تھوڑے سے وقت میں کرے گا بالکل اُسی طرح جیسے حاجی کو نکلنے کے وقت سے لیکر واپس آنے تک ثواب ملتا رہتا ہے جبکہ حج تو وہ

صرف عرفہ میں قیام کے دوران ہی کرتا ہے۔خلاصہ یہ کہ اس نمازی اور حاجی کا ثواب قلت وکثرت اور کمیت وکیفیت میں تو ایک دوسرے کے مخالف اور مغائر ہی ہوگا لیکن وقتِ خروج سے لیکر وقتِ رجوع تک ثواب ملتا رہنے میں یہ دونوں ایک دوسرے کے مثل اور مساوی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ صاحبِ بذلؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث نیز اسی طرح کی دیگر احادیث تسویۃ وبرابری کو بتانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ اس طرح کی احادیث کا مقصد مبالغۃً ترغیب دینا ہے تاکہ لوگ جماعت کی نماز میں سستی نہ برتیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کریں۔

"ومن خرج إلی تسبیح الضحٰی الخ" یہ جو صلاۃ الضحٰی کی بجائے تسبیح الضحٰی فرمایا گیا ہے اس کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاشت کی نماز بھی نفل ہے اور تسبیح بھی نفل ہے اس وجہ سے صلاۃ الضحٰی کی بجائے تسبیح الضحٰی فرمایا گیا ہے خلاصہ یہ کہ ہر نفل نماز کو تسبیح اور سبحۃ کہا جاتا ہے اس لئے چاشت کی نماز کو یہاں پر تسبیح الضحٰی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ابنِ حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف کی وجہ سے ہمارے علماء کا یہ کہنا ہے کہ چاشت کی نماز کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور یہ یعنی چاشت کی نماز اِس حدیث "أفضل الصلاۃ صلاۃ المرءِ في بیتہ إلا المکتوبۃ" سے مستثنیٰ اور خارج ہے۔لیکن صاحبِ مرقاۃ ملاعلی قاریؒ کا کہنا یہ ہے کہ اول تو اس حدیث کے متن میں کلام ہے لیکن اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو تب بھی اس سے صرف چاشت کی نماز مسجد میں پڑھنے کا جواز ثابت ہوگا نہ کہ افضلیت کیونکہ حدیث شریف میں مسجد کا صراحۃً بالکل ذکر نہیں ہے۔کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ جو شخص اپنے گھر یا بازار یا کارخانے اور کام کی جگہ سے چاشت کی نماز ادا کرنے کی طرف توجہ کرے اور ان دنیوی کاموں کو چھوڑ کر اِن سے باہر نکلے تو اس کو ایسا ایسا ثواب ملے گا۔نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کو اُس آدمی پر محمول کرلیا جائے جس کا سِرے سے گھر ہی نہ ہو یا گھر تو ہو مگر بہت چھوٹا اور ایسا ہو

کہ اس میں نماز پڑھنے کی کسی وجہ سے گنجائش نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث سے چاشت کی نماز مسجد میں پڑھنے کا جواز تو معلوم ہو رہا ہے لیکن افضلیت ثابت نہیں ہو رہی۔۔۔۔ اور واضح رہے کہ اس جملہ کا جو یہ ٹکڑا ہے "لا ینصبه إلا إياه" اس میں جو لا ینصب ہے اس کے بارے میں زین العربؒ کا کہنا یہ ہے کہ یہ دونوں طرح مروی ہے یآء کے ضمہ کے ساتھ یعنی الإنصاب از افعال بمعنی الإتعاب سے بھی اور یآء کے فتحہ کے ساتھ از نَصَبَهٗ بمعنی أقامه سے بھی لیکن تورپشتیؒ کا کہنا یہ ہے کہ اس کی روایت تو یاء کے ضمہ کے ساتھ ہی ہے ہاں یآء کے فتحہ کے ساتھ احتمالِ لغوی ضرور موجود ہے۔ اور إلا إيـاه کی تشریح میں ابنِ مالک نے لکھا ہے کہ اس میں ضمیرِ منصوب یعنی إیاہ کو ضمیرِ مرفوع یعنی ھو کی جگہ استعمال کیا گیا ہے اور یہ مستثنیٰ مفرغ ہو کر فاعل ہے لاینصب کا أی لا ينصبه إلا الخروج إلى تسبيح الضحٰى۔

"فأجر كأجر المعتمر" یہ جواب ہے من خرج الخ کا اور اس میں بھی وہی ساری تاویلات کرنی ہوں گی جو فأجره كأجر الحاج المحرم میں بتائی گئی ہیں۔ اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ حدیث شریف کے اس جملے "من خرج -إلى- كأجر المعتمر" میں یہ اشارہ ہے کہ عمرہ سنت ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ اس کو یعنی عمرے کو واجب کہتے ہیں امام مالکؒ سنت اور احناف کا مشہور قول بھی سنیت ہی کا ہے۔

"و صلاة على إثر صلاة الخ" اس میں جو لفظِ إثر ہے اس میں دو لغتیں ہیں (۱) ہمزہ اور ثاء دونوں کا فتحہ یعنی أَثَر (۲) ہمزہ کا کسرہ اور ثاء کا سکون یعنی إِثْر اور معنی دونوں شکلوں میں ایک ہی ہوتے ہیں یعنی عقیب اور بعد کے۔ اور نحوی ترکیب کے لحاظ سے یہ پوری عبارت مبتدا و خبر ہے یعنی صلاة على إثر صلاة لا لغو بينهما مبتدا ہے اور كتاب في عليين خبر ہے۔ اَب اگر کوئی کہے کہ صلاةٌ نکرہ ہے اسکو مبتدا کیسے کہہ سکتے ہیں؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ نکرہ محضہ نہیں ہے بلکہ نکرہ موصوفہ بالجار ہے اور نکرہ موصوفہ کو مبتدا بنانا اور کہنا جائز و درست ہے۔ اور اس میں جو یہ "لا لغو بينهما" ہے

اس میں جو لَا ہے اس کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ لَا نافیہ للجنس ہے اور لفظِ لغو اس کا اسم مبنی علی الفتحہ ہے (۲) یہ لَا بمعنی لَیس ہے اور لفظِ لغو اس کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے أی لا لَغْوٌ بينهما ۔ بہر دو شکل یہ جملہ یعنی "لا لغو بينهما" محلِّ رفع میں ہے کیونکہ یہ صفتِ ثانیہ ہے لفظِ صلاة مبتداء کی ۔ اور مطلب وخلاصہ یہ ہے کہ علیین میں وہ نماز لکھی جاتی ہے جو ان دو صفتوں کے ساتھ متصف ہو (۱) کسی نماز کے بعد ہو یعنی اُس سے پہلے بھی کوئی نماز پڑھی گئی ہو اور یہ اس کے بعد دوسری نماز ہو (۲) اس پہلی اور دوسری نماز کے درمیانی وقفہ میں نمازی نے کوئی لغو عمل مثلاً غیبت، چغلی، جھوٹ اور کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس میں نمازی کا کوئی اخروی فائدہ نہ ہو۔

"كتاب في عليين" أي عملٌ مكتوب أو عمل يكتب في عليين ۔ اور اس میں جو لفظِ علیین ہے یہ بحالتِ جر جمع ہے عِلِّيٌّ کی جو العلوّ بمعنی بلند ہونا سے مشتق ہے۔ اَب یہ علیین ہے کیا تو صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ عَلَم ہے اُس دفتر کا جس میں ابرار و نیک لوگوں کے اعمالِ صالح لکھے اور درج کئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم کی اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ ﴿كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ وَمَاۤ اَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کو تکریماً اور اعزازاً ساتویں آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے۔ یا یہ ہے کہ یہ اعلیٰ درجات تک کے ارتفاع کا سبب ہے۔

اور ایک قول علیین کے بارے میں یہ بھی ہے کہ یہ حفظہ فرشتوں کے اُس دیوان و دفتر کا نام ہے جس کی طرف یہ حفظہ فرشتے صالح اور نیک لوگوں کے اعمال اٹھا کر لیجاتے ہیں۔ نیز کچھ حضرات کا خیال ہے کہ علیین عرش کے داہنے پائے کا نام ہے اور ضحاک کا کہنا ہے کہ علیین۔ سدرة المنتھی ہے۔ (والله تعالىٰ أعلم بالصواب)

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اس سے یہ

چند باتیں معلوم ہورہی ہیں (۱) نماز کے لئے جانا اور خاص طور پر وضوء کر کے جانا بہت بڑی فضیلت والاعمل ہے کیونکہ اس جانے کو مُحرم حاجی کے جانے سے تشبیہ دی گئی ہے (۲) اس حدیث سے چاشت کی نماز کی مشروعیت ثابت ہورہی ہے (۳) چاشت کی نماز کے لئے جانا اور نکلنا بھی بہت افضل اور خیرِ کثیر والاعمل ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے کہ یہ ایسا ہے جیسے عمرہ کے لئے جانا (۴) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ ایسی دونمازوں کو جن کے درمیان لغو اور غیر مفید فی الآخرہ کلام وعمل نہ کیا گیا ہو دیگر نمازوں پر مزید اور خاص فضیلت حاصل ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۵۸)

۱۔أبو توبة:۔ یہ أبو توبة الربیع بن نافع الحلبيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔الهَیْثَم بن حُمید:۔ یہ الهیثم بن حُمید الغساني أبو أحمد أو أبو الحارث الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۲)۔

۳۔یحيٰ بن الحارث:۔ یہ یحيٰ بن الحارث الذِماريّ، الغسّانيّ أبو عمرو أو أبو عمر الشاميّ القارئ ہیں۔ ابنِ معین، دحیم، ابوداؤد اور ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ سعد نے ان کو قلیل الحدیث اور عالم بالقراءۃ لکھا ہے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ عمر ستر (۷۰) سال ۱۴۵ھ میں بتائی ہے۔

۴۔القاسم أبو عبدالرحمٰن:۔ یہ القاسم بن عبدالرحمٰن أبو عبدالرحمٰن الدمشقيّ مولٰی آل ابی بن حرب الأمويّ ہیں۔ (اور ایک نسخہ میں عن القاسم بن عبدالرحمٰن أبي عبدالرحمٰن مکتوب ہے) بہرحال یہ حضرتِ ابوامامہؓ کے خاص شاگرد ہیں۔ ابنِ معین سے منقول ہے کہ دنیائے حدیث میں قاسم بن عبدالرحمٰن شامی ان کے علاوہ کوئی اور نہیں

ہے۔امام بخاریؒ کا قول ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ اور حضرتِ ابوامامہؓ سے احادیث سنی ہیں لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا سماع حضرتِ ابوامامہؓ کے علاوہ کسی اور صحابیؓ سے نہیں ہے۔ترمذی، یعقوب بن سفیان اور یعقوب بن شیبہ نے ان کی توثیق کی ہے۔عجلی نے ان کے بارے میں "ثقة يكتب حديثه وليس بالقويّ" لکھا ہے۔الجوزجانی کا کہنا ہے کہ یہ خیار وفاضل شخص تھے انہوں نے مہاجر وانصار صحابہؓ میں سے چالیس حضرات کا زمانہ پایا ہے۔ابوحاتم کا کہنا ہے کہ "حديث الثقات عنه لا بأس به وإنما ينكر عنه الضعفاء"۔الحربی کا قول ہے كان من ثقات المسلمين اور الغلابی کا قول ہے کہ یہ منكر الحديث ہیں ابنِ معین نے ان کو ثقہ کہا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے لیکن لکھا ہے کہ یہ ارسال بہت زیادہ کیا کرتے تھے نیز تیسرے طبقہ میں سے قرار دیکر ان کی وفات ۱۱۲ھ میں لکھی ہے۔واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے ان کی وفات کے بارے میں ایک قول ۱۱۸ھ کا بھی نقل کیا ہے۔

۵۔أبو أمامةؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ صُديّ بن عجلان (ويقال ابن عمرو) أبو أمامة الباهليّؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

الحديث/٥٥٩-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً، وَذٰلِكَ بِأَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَا الصَّلَاةَ وَلَا يَنْهَزُهُ - يَعْنِيْ إِلَّا الصَّلَاةَ - لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ

صَلاةٍمَا كَانَتِ الصَّلاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ، يَقُوْلُوْنَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ أَوْ يُحْدِثْ فِيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/۵۵۹: ۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابومعاویہ نے انہوں نے نقل کیا اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ بڑھجاتی ہے اس کی نماز پر اس کے گھر میں اور اس کی نماز پر اس کے بازار میں پچیس درجے (یعنی جوشخص مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ فرض نماز ادا کرتا ہے تو اجر وثواب کے اعتبار سے اس کی یہ نماز پچیس گنا بڑھی ہوئی اور بہتر ہوتی ہے بمقابلہ اس کی اُس فرض نماز کے جس کو وہ اپنے گھر یا اپنی دکان وکارخانہ وغیرہ میں بغیر جماعت کے ادا کرتا ہے) اور یہ (یعنی جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کیجانے والی نماز کا پچیس درجے افضل وبہتر ہونا) اس وجہ سے ہے کہ تم میں سے جب کوئی وضوء کرے اور وضوء کرنے کو اچھی طرح کرے (یعنی فرائض وسنن کی رعایت کرتے ہوئے وضوء کرے) اور (پھر اپنے گھر سے) مسجد کو جائے (اور اس جانے سے) اس کا ارادہ صرف نماز ہو اور نہ نکالے اس کو (اس کے گھر سے مسجد کے لئے) مگر (جماعت کے ساتھ) نماز (ادا کرنا۔یعنی اس کے گھر سے وضوء کر کے نکلنے کا سبب صرف مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ارادہ ہی ہو نہ کہ اس کے علاوہ کسی اور کام کا ارادہ) تو نہیں اٹھاتا وہ کوئی بھی قدم مگر بلند کر دیا جاتا ہے اس قدم کی وجہ سے (اس کا) ایک درجہ اور مٹا دیا جاتا ہے اس (قدم) کی وجہ سے (اس کا) ایک گناہ (یعنی اگر اس کے نامۂ اعمال میں گناہ اور برائیاں ہوتی ہیں تو ہر قدم پر اس کے ان گناہوں میں سے ایک گناہ بھی مٹایا جاتا رہتا ہے۔

اور یہ ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہونے اور ایک گناہ مٹنے کا سلسلہ برابر اسی طرح چلتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے (یعنی گھر سے لیکر مسجد میں داخل ہونے تک ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ مٹتا رہتا ہے۔) نیز (اس کی ایک نماز کے پچیس درجہ افضل و بہتر ہونے کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ) جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو رہتا ہے نماز ہی میں جب تک کہ نماز ہی اس کو روکے رہے (یعنی جب تک وہ صرف نماز ہی کی وجہ سے یعنی اس کے انتظار میں مسجد میں موجود رہتا ہے تو اجر وثواب کے اعتبار سے عند اللہ وہ مشغول فی الصلاۃ ہی سمجھا جاتا ہے چاہے بالفعل نماز نہ پڑھ رہا ہو بلکہ محض ویسے ہی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو) اور (اس کی اس نماز کے پچیس گنا بہتر وافضل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ) فرشتے تم میں سے ہر ایک کے لئے دعاء (واستغفار) کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی اسی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو (یعنی وہ فرشتے اس کے لئے برابر دعاء واستغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز سے فارغ ہو کر اُسی جگہ بیٹھا رہتا ہے اور اپنی دعاء میں یہ) کہتے رہتے ہیں **اللّٰھم اغفر له، اللّٰھم ارحمه، اللّٰھم تب علیه** (یعنی اے اللہ اس کو بخش دے اس کی مغفرت کر دے، اس پر رحم فرما اور اے اللہ اس کی توبہ کو قبول کر، اور فرشتوں کی طرف سے کیجانے والی اس دعاء کا سلسلہ جب تک جاری رہتا ہے) جب تک کہ یہ (اپنی اُس جگہ بیٹھنے کے دوران کسی مسلمان کو اپنی زبان یا ہاتھ یعنی قول یا فعل سے) ایذاء (وتکلیف) نہ پہونچا دے یا حدث نہ کر دے (یعنی بے وضوء نہ ہو جائے)۔

نوٹس: ۔اس حدیث شریف میں جو جماعت کی نماز کو تنہا پڑھی جانے والی نماز سے پچیس گنا بہتر وافضل بتایا گیا ہے اگر اس کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ بہت سی روایات میں جماعت کی نماز کو تنہاء پڑھی جانے والی نماز سے ستائیس درجے بڑھی ہوئی اور بہتر نقل کیا گیا ہے تو یہ احادیث کے درمیان تعارض کیوں ہو رہا ہے؟ تو سنئے اس کے بہت سارے جوابات ہیں اور احادیث

میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ان جوابات میں سے چند پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) ابن الملک کا کہنا ہے کہ تعارض کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ ان روایات کا مقصد حصر اور متعین طریقہ پر کوئی بات بتانا نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد جماعت سے پڑھی جانے والی نماز کے ثواب واجر کی کثرت کو بتانا ہے لہٰذا کسی روایت میں اس کثرتِ ثواب کو پچیس گنا افضل کہکر بتادیا گیا اور کسی میں ستائیس گنا افضل وبہتر کہکر بتادیا گیا۔

(۲) امام ترمذیؒ نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا ہے کہ عام روات بلکہ کہئے کہ ابنِ عمرؓ کے علاوہ تمام رواتِ حدیث نے جماعت کی نماز کے بارے میں پچیس گنا افضل وبہتر ہونے والی بات ہی نقل کی ہے لہٰذا ابنِ عمرؓ کی روایت کے مقابلے دیگر حضرات کی روایت کو ترجیح رہے گی۔

(۳) اور صاحبِ اوجزؒ نے اس اشکال کو ختم کرنے اور جمع بین الاحادیث کرنے کے لئے تقریباً گیارہ بارہ طریقے لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ستائیس والی روایت کا تعلق فجر وعصر کی نماز سے ہے کیونکہ ان میں فرشتوں کی ڈیوٹی بدلنے کی وجہ سے تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔اور پچیس والی روایت کا تعلق فجر وعصر کے علاوہ دوسری نمازوں سے ہے لہٰذا تعارض کی کوئی بات نہیں ہے۔

(۴) اور حافظؒ نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ ان روایتوں میں سے کونسی ارجح اور کونسی مرجوح ہے چنانچہ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ کثرتِ روات کی بناء پر پچیس والی روایت راجح ہے جبکہ بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ ستائیس والی راجح ہے کیونکہ وہ زیادتی پر مشتمل ہے اور اس زیادتی کو بیان کرنے والے عادل ومضبوط روات ہیں۔۔۔ نیز اس تعارض ومنافات والے اشکال کا جواب دیتے ہوئے اور **جمع بین الاحادیث** کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان احادیث کے درمیان کوئی تعارض ومنافات نہیں ہے اور اس کی بہت سی وجوہ ہیں (۱) ذکرِ قلیل نفیِ کثیر کو مستلزم نہیں ہوا کرتا (۲) اصل میں ہوا یہ کہ آپ ﷺ کو پہلے جماعت کی نماز کے بارے میں پچیس گنا

افضلیت بتائی گئی تو آپ ﷺ نے وہ لوگوں کے سامنے بیان کردی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے مزید دو درجے بڑھا دئے تو آپ ﷺ نے بھی لوگوں کو اَب ستائیس درجے افضل ہونے کی خبر دیدی اس لئے تضاد وتعارض کی کوئی بات نہیں (۳) ان دونوں طرح کی احادیث کا تعلق دو طرح کے نمازیوں کی نماز سے ہے یعنی پچیس والی کا تعلق تو اُن لوگوں کی نماز سے ہے جو جماعت سے نماز تو پڑھتے ہیں مگر ان کی نماز میں خشوع وخضوع کم ہوتا ہے نیز جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھنے والوں کی تعداد بھی کم ہوتی ہے۔ اور ستائیس والی کا تعلق اُن لوگوں کی نماز سے ہے جنکی نماز میں خشوع وخضوع بمقابلے پہلے ذکر کردہ لوگوں کے زیادہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہونے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے لہٰذا کوئی تضاد وتعارض کی بات نہیں ہے (۴) ان احادیث میں کوئی تضاد وتعارض نہیں ہے کیونکہ ستائیس والی کا تعلق جہری نمازوں سے ہے اور پچیس والی کا تعلق سری نمازوں سے۔ اور اخیر میں حافظؒ نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک جمع وتوفیق بین الاحادیث اور تضاد وتعارض کو رفع کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اور جواب یہ آخر والا ہی ہے۔

اور واضح رہے کہ ابنِ حجر مکیؒ نے یہاں پر اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز پچیس اور ستائیس درجہ افضل وبہتر ہے بدونِ جماعت گھر یا بازار میں پڑھی جانے والی نماز سے یہ بات تو اِن روایات سے معلوم ہو ہی گئی۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں ہو اور وہاں پر خوب اچھی طرح سے وضوء کرکے نماز کو اس کے ارکان وآداب کی رعایت اور رکوع وسجود کو مکمل وپورا پورا کرنے کے ساتھ ادا کرے تو اس کی نماز پچاس درجہ تک افضل وبہتر ہو جاتی ہے بمقابلہ اس کی اُس نماز کے جس کو وہ اپنے گھر یا بازار ودکان میں بغیر جماعت کے ادا کرتا ہے۔

"وذٰلک بأن أحدکم الخ" یہ جو ذٰلک ہے اس کا مشار الیہ ماقبل میں مذکور زیادتی

وافضلیت اور بہتری ہے اور بـأن میں جو باء ہے یہ سببیہ ہے اور اس کا مابعد اس تفاضل وزیادتی اور بہتری کے اسباب ووجوہ ہیں یعنی گویا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اس تفاضل وزیادتی اور بہتری کی وجوہ واسباب چار ہیں (۱) إحسان الوضوء (۲) إتیان المسجد (۳) انتظار الصلاۃ (۴) استغفار الملائکۃ ۔۔۔ اور ابنِ منیرؒ نے اس تفاضل وزیادتی اور بہتری کے اسباب سری نمازوں میں پچیس اور جہری میں ستائیس لکھے ہیں (جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی سری نماز گھر یا بازار میں پڑھی جانے والی نماز سے پچیس درجے بہتر وافضل ہے جس کو پچیس والی روایت نے بیان کیا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی جہری نماز گھر یا بازار میں بغیر جماعت کے پڑھی جانے والی نماز سے ستائیس درجے افضل وبہتر ہے اور اس کا بیان ستائیس درجے افضل بتانے والی روایت میں ہے) بہر حال ابنِ منیرؒ نے جو پچیس یا ستائیس اسبابِ تفاضل وزیادتی لکھے ہیں ان کو حافظؒ نے اپنی کتاب فتح الباری میں نیز صاحبِ المنہل نے بھی اُن سب کو بحوالۂ حافظؒ نقل کیا ہے وہاں پر دیکھ لیا جائے۔

"لا ینهزه -یعنی إلا الصلاۃ-" واضح رہے کہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں لفظِ یعنی نہیں ہے یعنی صرف لا ینهزه إلا الصلاۃ ہے اور مسلم شریف کی روایت میں بھی لفظِ "یعنی" نہیں ہے۔ اور یہ یعنی لا یَنْهَزُ ھاء کے فتحہ کے ساتھ بابِ فتح سے ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں دفع کرنا اور مارنا۔ یہاں پر معنی ہیں گھر سے نکالنا اور نکلنے پر آمادہ ومجبور کرنا یعنی اس کو گھر کے اندر سے مسجد کے لئے جانے کو نکالنے والی شے صرف نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہی ہو نہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور شے۔۔ اور اس کے بعد جو "لم یخط خطوۃ" ہے اس میں جو لفظِ خطوۃ ہے اس کے بارے میں الیعمری نے تو بالجزم لکھا ہے کہ یہ خاء کے فتحہ کے ساتھ ہے اور یہ الخطا کا واحد ہے لیکن کچھ دوسرے حضرات مثلاً قرطبیؒ نے اس کو خاء کے ضمہ کے ساتھ یعنی خُطوۃ ضبط کیا ہے بہر حال معنی دونوں کے تقریباً ایک

ہی ہوتے ہیں پہلے کے معنی ہیں اسمِ مرّہ یعنی ایک مرتبہ قدم اٹھانا۔ اور دوسرے کے معنی ہیں **ما بین القدمين**۔

"**إلا رفع لـه بها درجة وحطّ الخ**" اکثر نسخوں میں تو وحط واؤ کے ساتھ ہی ہے لیکن بعض نسخوں میں أو کے ساتھ بھی ہے۔ اس لئے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جن میں واؤ کے ساتھ ہے وہ واؤ بمعنی أو ہے۔ لیکن زیادہ تر شراح حضرات کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وسعتِ فضل اور وسعتِ رحمت کی شایانِ شان اور مناسب یہی ہے کہ واؤ والے نسخہ کو ہی راجح قرار دیتے ہوئے أو والے نسخہ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ أو بمعنی واؤ ہے یعنی ہر قدم پر ایک درجہ بھی بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ بھی مٹتا اور معاف ہوتا ہے۔

"**ما كانت الصلاة هي تحبسه**" اس میں جو مَا ہے یہ بمعنی مادام ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس نمازی کو خالی نماز کے انتظار میں بیٹھنے پر بھی نماز پڑھنے کے جیسا ثواب ملتا رہتا ہے جب تک کہ مسجد میں بیٹھے اور رُکے رہنے کا سبب اور مسجد سے نہ نکلنے کی وجہ صرف نماز ہی ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور شے نہ ہو۔

"**مادام في مجلسه الذى صلى فيه**" بخاری کی روایت میں ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ ہیں **مادام في مصلاه**۔ بہرحال مطلب دونوں کا ایک ہی ہے یعنی جتنی دیر بھی مسجد کے اندر اس جگہ بیٹھا رہے گا جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لئے دعاء واستغفار کرتے رہیں گے۔ یہاں پر صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ یہ جو **في مجلسه الذي صلى فيه**۔ یا **في مصلاه** کے الفاظ اور قید ہے یہ محض اتفاقی ہے چونکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ نمازی نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں یا کسی اور ذکر واذکار وغیرہ کے لئے اُسی جگہ بیٹھا رہتا ہے جہاں اُس نے نماز پڑھی اور ادا کی ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایسا کرے کہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کے علاوہ کسی

اورجگہ جاکر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ جائے یا ذکر وغیرہ میں مشغول ہو جائے تو اس کو بھی یہ بات حاصل رہے گی یعنی فرشتوں کی دعاء واستغفار میں یہ بھی شریک رہے گا۔

"**مالم یؤذ فیه أو یحدث فیه**" واضح رہے کہ کسی مسلمان کو ایذاء دینے کے اندر کسی سے لڑنا، جھگڑنا، مارنا پیٹنا وغیرہ سب کچھ داخل ہے۔ اور اس میں جو **یحدث** ہے یہ **الإحداث** سے ہے نہ کہ **تحدیث** سے اور **حدث** سے مراد حدثِ حقیقی یعنی وضوء توڑ دینا اور بے وضوء ہو جانا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر یہ نمازی کسی کو قولی یا فعلی تکلیف پہونچا دے یا بے وضوء ہو جائے تو فرشتوں کی وہ دعاء واستغفار اس کے حق میں موقوف و بند ہو جائے گی۔

ابنِ مہلب نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسجد میں حدث کرنا یعنی ریح خارج کرنا ایسا جرم ہے کہ انسان اس کی وجہ سے فرشتوں کی دعاء واستغفار سے محروم ہو جاتا ہے اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ مسجد میں حدث کرنے اور ریح خارج کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ اس کی وجہ سے ایک تو یہ نقصان ہوتا ہے جو اوپر ذکر ہوا نیز فرشتوں کو تکلیف وایذاء دینے کے جرم کا بھی ارتکاب ہوتا ہے اس لئے کہ جس طرح حدث سے انسانوں کو ایذاء وتکلیف ہوتی ہے ویسے ہی فرشتوں کو بھی ہوتی ہے اس لئے بہر حال مسجد میں حدث۔ ریح خارج کرنے سے پرہیز ہی کرنا چاہئے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت **فقه الحدیث** کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) جماعت کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز تنہا پڑھی جانے والی نماز سے افضل وبہتر ہے (۲) فرض نماز کو گھروں اور بازاروں میں پڑھنا بھی جائز ہے۔ (۳) دیگر تمام اعمال کے مقابلے میں نماز افضل وبہتر عمل ہے کیونکہ اس میں فرشتوں کی طرف سے نمازی کے لئے دعائے رحمت ومغفرت اور دعائے قبولیتِ توبہ کا حصول بھی ہوتا ہے (۴) نماز کا انتظار کرنے والے کو نماز پڑھنے والے کے جیسا ہی ثواب واجر ملتا ہے (۵) اس حدیث سے نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنے

اور بیٹھنے کی ترغیب بھی معلوم ہورہی ہے(٦) یہ حدیث اس بات کا مطالبہ کررہی ہے کہ مسجد میں بیٹھنے والے کوکسی کوایذاءوتکلیف دینے سے بچنااوردوررہنا چاہئے اورمسجدمیں باوضوءاورپاکی کی حالت میں بیٹھنا چاہئے (٧) حدثِ اصغرکی وجہ سے اگرچہ فرشتوں کی دعاءواستغفار سے محرومی ہوجاتی ہےلیکن فی نفسہ مسجدمیں بیٹھے رہنے کے جوازکا بھی اس حدیث میں اشارہ ہے.(واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث(٥٥٩)

١۔مسدد:۔یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٢)۔

٢۔أبو معاوية:۔یہ محمد بن خازم التميميّ السعديّ أبو معاوية الضرير الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٧)۔

٣۔الأعمش:۔یہ سليمان بن مهران الأسديّ الكاهليّ أبو محمد الكوفيّ الأعمش ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٧)۔

٤۔أبو صالح:۔یہ ذكوان السمان الزيّات أبو صالح المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٨)۔

٥۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ کثیرالروایہ مشہورصحابیِ رسول ﷺ حضرتِ ابوہریرہؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٨)اور(٢٥)۔

الحديث/ ٥٦٠-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ فِيْ جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ صَلَاةً، فَإِذَا صَلَّاهَا فِيْ فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا بَلَغَتْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: قَالَ عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ الْفَلَاةِ تُضَاعَفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِيْ الْجَمَاعَةِ)) وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٦٠: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابومعاویہ نے انہوں نے روایت کیا ہلال بن میمون سے انہوں نے عطاء بن یزید سے انہوں نے حضرتِ ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) جماعت کے ساتھ (فرض) نماز (ادا کرنا بغیر جماعت کے گھر یا بازار میں ادا کی ہوئی) پچیس نمازوں کے برابر ہے (یعنی منفرداً گھر یا بازار میں جتنا ثواب پچیس نمازوں کو ادا کرنے سے ملتا ہے اتنا ہی ثواب جماعت کے ساتھ صرف ایک نماز کو ادا کرنے پر ملجاتا ہے) اور جب کوئی ادا کرے اس کو (یعنی فرض نماز کو) جنگل میں اور اُس (نماز کے) رکوع وسجود (نیز بقیہ تمام ارکان کو بھی) مکمل طور پر کرے (یعنی خشوع وخضوع اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے تمام اعمال وارکانِ صلاۃ کو ادا کرے) تو پہونچ جاتی ہے وہ (مذکورہ بالا صفات کے ساتھ جنگل میں ادا کی جانے والی نماز) پچاس نمازوں کو (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس نماز کے ثواب کی مقدار کو جنگل کے علاوہ آبادی میں پڑھی جانے والی پچاس نمازوں کے ثواب کی بقدر کردیا جاتا ہے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ عبدالواحد بن زیاد نے اس حدیث میں (یعنی اسی سابقہ حدیث نمبر (٥٦٠) میں یہ الفاظ) بیان کئے ہیں "**صلاة الرجل في الفلاة الخ**" یعنی آدمی کی وہ نماز جس کو وہ جنگل میں ادا کرے اجر وثواب کے اعتبار سے اس کو کئی گنا کردیا جاتا ہے اس کی جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے اور آگے بیان کیا انہوں نے (یعنی عبدالواحد نے پوری) حدیث کو (بالکل ویسے ہی جیسے ہلال بن میمون کی روایت میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس روایت کو دولوگوں نے

بیان کیا ہے ایک تو ہلال بن میمون نے اور دوسرے عبدالواحد بن زیاد نے اور ان دونوں کی روایتوں میں فرق یہ ہے کہ ہلال بن میمون کی روایت میں **فإذا صلاها في فلاة** مطلق ومبہم ہے اور عبدالواحد کی روایت میں بجائے اس کے **صلاة الرجل في الفلاة** ہے جس سے اس سابقہ اور اصل حدیث کا ابہام بھی ختم ہوجاتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس میں بھی صلاۃ سے **صلاة المنفرد** ہی مراد ہے)۔

(واضح رہے کہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ کا مقصد اور غرض اس روایت وتعلیق کو لانے سے اس طرف اشارہ کرنا اور یہ بتانا ہے کہ سابقہ اصل حدیث نمبر (۵۶۰) میں جو **فإذا صلاها في فلاة** کے الفاظ ہیں وہ اگرچہ مبہم ہیں مگر اس تعلیق سے وہ ابہام دور ہوجاتا ہے اور یہ بات متعین ہوجاتی ہے کہ اُس اصل حدیث میں صلاۃ سے مراد **صلاة المنفرد في الفلاة** ہے یعنی جنگل میں بغیر جماعت کے منفرداً ادا کیجانے والی نماز۔ واضح رہے کہ صاحبِ بذل والمنہل وغیرہ شراح حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیں یہ تعلیق موصولاً کہیں بھی نہیں مل سکی ہے۔ اور ابنِ رسلان نے تو اس کو تعلیق ماناہی نہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ سابقہ حدیث کی تشریح وتوضیح اور شرح ہے۔

نوٹس:۔ "**تعدل خمسا وعشرين الخ**" اس میں جو لفظ **تعدِل** ہے اس کی شرح میں صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ دال کے کسرہ کے ساتھ مضارع کا صیغۂ واحد مؤنث غائب ہے بروزن **تَضْرِبُ** اور یہ **عِدْل** بکسر العین سے ہے نہ کہ **عَدْل** بفتح العین سے اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ **عِدْل** بکسر العین کے معنی ہوتے ہیں **مثل الشئ من جنسه أو مقدار الشئ من جنسه** اور **عَدْل** بفتح العین کے معنی ہوتے ہیں **ما يقوم مقام الشئ من غير جنسه**۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿**اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِيَاماً**﴾ میں ہے۔ خلاصہ یہ کہ **عَدَل** از ضرب کے معنی اگرچہ برابر کرنے کے ہوتے ہیں لیکن یہ یعنی **تعدِل** یہاں **عَدْل** بمعنی برابر کرنا مصدر سے مشتق

نہیں ہے بلکہ العِدْل ماخذ سے مشتق ہے اس لئے صاحبِ ماخذ ہونا کے قاعدہ سے معنی ہوں گے برابر ومثل ہونا۔

"إذا صلاها في فلاة الخ" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں جو لفظِ فَلَاۃ ہے اس کے معنی ہوتے ہیں وسیع بیابان جس میں پانی وغیرہ بھی نہ مل سکے اور اس کی جمع فَلاً بھی استعمال ہوتی ہے مثل حَصاۃ کی جمع حَصاً کے اور جمع الجمع أَفْلاء آتی ہے مثل سَبَبٌ کی جمع أَسْبابٌ کے۔ اور اس جملہ کا مطلب بتاتے ہوئے ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اسمیں صلاۃ سے جنگل وبیابان میں باجماعت ادا کی جانے والی فرض نماز مراد ہے کیونکہ حدیث کا سیاق یعنی ماقبل میں مذکور الصلاۃ في جماعۃ الخ اسی کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ یہاں پر بھی صلاۃ سے جنگل میں باجماعت ادا کیجانے والی نماز مراد ہے اور پچاس نمازوں کے برابر اسی نماز کا ثواب ہوتا ہے جو جنگل میں باجماعت ادا کی جائے لیکن صاحبِ النیل وغیرہ کا کہنا یہ ہے کہ اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ اسمیں صلاۃ سے جنگل وبیابان میں منفرداً بلا جماعت ادا کی جانے والی نماز کو مراد لیا جائے اور الفاظِ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صلاھامیں ضمیر مفعول ھا کا مرجع مطلق صلاۃ ونماز کو قرار دینا ارجح وانسب ہے بمقابلے الصلاۃ في جماعۃ کو مرجع قرار دینے سے۔ نیز اسی کی طرف مشیر ہے اور اسی کی ایک دلیل ہے عبدالواحد بن زیاد کی وہ روایت بھی جس کو ابوداؤدؒ نے بطورِ تعلیق اس حدیث نمبر (۵٦۰) کے بعد ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں صلاۃ الرجل في الفلاۃ کو صلاۃ الرجل في جماعۃ کے مقابلے اور بدلے میں ذکر کیا گیا ہے۔

"فأتم ركوعها وسجودها" واضح رہے کہ ان الفاظ سے خشوع وخضوع اور تواضع للہ مراد ہے یعنی جو شخص جنگل میں خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی جانے والی نماز کے مقابلہ میں پچاس درجے ثواب کا باعث ہوگی۔ اَب اگر کوئی کہنے لگے کہ جب خشوع وخضوع ہی بیان کرنا مقصود ہے تو اعمالِ نماز میں سے صرف رکوع وسجود ہی کا ذکر کیوں کیا؟ تو اس

کا جواب یہ ہے کہ رکوع وسجود میں خشوع وخضوع اور تواضع کا اظہار زیادہ بلکہ کہئے کہ ظاہری طور پر بھی ہوتا ہے اس لئے تمام اعمالِ صلاۃ کی بجائے صرف رکوع وسجود کے اتمام کو ذکر کر کے تمام اعمالِ صلاۃ میں خشوع وخضوع کو مراد لے لیا ہے۔

''**بلغت خمسين صلاةً**''، یعنی جنگل میں پڑھی جانے والی نماز کا ثواب جنگل کے علاوہ مسجد میں باجماعت پڑھی جانے والی پچاس نمازوں کے بقدر ہو جاتا ہے۔۔۔اَب ابنِ رسلان کے کہنے کے مطابق تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جنگل میں باجماعت پڑھی جانے والی نماز کا ثواب غیرِ جنگل میں باجماعت پڑھی جانے والی پچاس نمازوں کے بقدر ہوگا۔لیکن ان کے علاوہ صاحبِ النیل وغیرہ شراح حضرات کے اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جنگل میں منفرداً بلا جماعت ادا کی جانے والی نماز از روئے اجر وثواب غیرِ جنگل میں باجماعت ادا کی جانے والی پچاس نمازوں کے مثل وبرابر ہوگی۔۔۔ اور پھر اس کی مزید وضاحت وتفصیل کرتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس قول یعنی ابنِ رسلان کے علاوہ دیگر حضرات کے قول وخیال کے مطابق جنگل میں باجماعت پڑھی جانے والی نماز کا ثواب غیرِ جنگل میں منفرداً بلا جماعت پڑھی جانے والی ایک ہزار دوسو پچاس (۱۲۵۰) نمازوں کے بقدر ہوگا اور یہ تو جب ہے جب جماعت کی نماز کو منفرد کی نماز سے پچیس درجے بڑھا ہوا مانا جائے۔اور اگر جماعت کی نماز کو منفرد کی نماز سے ستائیس درجے بڑھا ہوا اور بہتر مانا جائے تو جنگل میں باجماعت پڑھی جانے والی ایک نماز کا ثواب غیرِ جنگل میں منفرداً اور بلا جماعت پڑھی جانے والی ایک ہزار تین سو پچاس (۱۳۵۰) نمازوں کے بقدر بیٹھے گا۔

اور جنگل میں پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت کے سلسلہ میں صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے مندرجہ ذیل کچھ دیگر احادیث بھی نقل فرمائی ہیں۔

(۱) أبویعلیٰ کی روایت ہے۔**عن أنس قال قال رسول الله ﷺ: ما من بقعة يذكر**

اللّٰه تعالیٰ علیها بصلاة أو بذكر إلّا استشرفت بذٰلک إلٰی منتهاها إلی سبع أرضین وفخرت علٰی ما حولها من البقاع وما من عبد یقوم بفلاة من الأرض یرید الصلاة إلا تزخرفت له الأرض۔

(۲) مسند عبدالرزاق میں روایت ہے۔"عن سلمان الفارسيّ قال قال رسول اللّٰه ﷺ: إذا كان الرجل بأرض قِيٍّ، بكسر القاف أی في فلاة" فخافت الصلاة فلیتوضأ فإن لم یجدها فَلیَتَیَمَّمُ فإن أقام صلّٰی معه ملكاه، وإن أذن وأقام صلی خلفه من جنود اللّٰه مالا یریٰ طرفاه۔

(۳) نسائی کی روایت ہے۔عن عقبة بن عامر عن النبيّ ﷺ قال یعجب ربک من راعی غنم فی رأس شظیة یؤذن بالصلاة ویصلی فیقول اللّٰه عزوجل انظروا إلی عبدی هذا یؤذن ویقیم الصلاة یخاف مني قد غفرت لعبدي وأدخلته الجنة۔

اور یہ جو جنگل میں پڑھی جانے والی نماز کی اتنی فضیلت ہے اس کی حکمت ومصلحت کو بتاتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے۔ کہ اس کی بہت سی وجوہات ہیں (۱) اس کے ساتھ رہنے والے فرشتے اس کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور اگر اذان واقامت کے ساتھ ادا کرے تو لا تعداد فرشتے اور بے شمار مخلوق اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے (۲) عام طور پر جنگل میں نماز پڑھنے والا مسافر ہوتا ہے اور مسافر کو سفر میں اکثر تعب ومشقت کا سامنا ہوتا ہے تو گویا جنگل میں پڑھی جانے والی نماز تعب ومشقت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس لئے اللہ کے فضل وکرم اور رحمت سے اس کا ثواب اتنا کر دیا اور بڑھا دیا جاتا ہے (۳) جنگل عام طور پر خوف وڈر کی جگہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں توحش وتنہائی اور نوعِ انسانی سے دوری ہوتی ہے اَب جو شخص جنگل میں نماز پڑھتا ہے تو گویا خوف وڈر اور یکسوئی وتنہائی کے مقام میں نماز پڑھتا ہے اور یہ ایسا عمل اور کام ہے جس کو اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار بندے ہی

انجام دے سکتے ہیں اس لئے جنگل میں پڑھی جانے والی نماز اتنی فضیلت وثواب والی ہے (۴) جنگل خوف ودہشت اور مقامِ تنہائی ہوتا ہے اس لئے یہاں پر پڑھی جانے والی نماز وساوس سے خالی ریاء ودکھاوے سے پاک وصاف یعنی نہایت اعلیٰ درجے کے اہلِ اخلاص بندوں کی سی نماز ہوتی ہے اس لئے اس کو یہ فضیلت واہمیت حاصل ہے (۵) اور جب اندھیری رات میں کسی ایسی اندھیری کوٹھری میں نماز پڑھنا جہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور دیکھنے والا نہ ہو بہتر وافضل ہے مطلق نماز پڑھنے سے اوراس کی وجہ یہی ہے کہ ایسی نماز میں ریاء ودکھاوا اور شیطانی وساوس وخیالات سے حفاظت ہوتی ہے۔ تو جنگل میں پڑھی جانے والی نماز میں تو اس بات یعنی ریاء ودکھاوے اور شیطانی خیالات ووساوس سے حفاظت کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا دیگر بہت سی خوبیاں بھی ہیں اس لئے جنگل میں پڑھی جانے والی نماز کو یہ فضیلت واہمیت حاصل ہے کہ جنگل میں پڑھی گئی ایک نماز کا ثواب غیرِ جنگل میں باجماعت پڑھی جانے والی پچاس نمازوں کے بقدر ہے۔

اوراس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے جہاں بہت سی باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہیں خاص طور پر یہ تین باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) باجماعت ادا کی جانے والی نماز منفرداً بلا جماعت پڑھی جانے والی نماز سے افضل وبہتر ہے (۲) اور جنگل میں پڑھی جانے والی نماز غیرِ جنگل میں باجماعت پڑھی جانے والی نماز سے بہت زیادہ افضل وبہتر ہے (۳) نماز کا ثواب چاہے وہ جنگل میں پڑھی جائے اور چاہے غیرِ جنگل میں، چاہے منفرداً پڑھی جائے اور چاہے باجماعت بہر شکل جب ہی ملے گا جب اس کے ارکان واعمال کو اچھی طرح اتمام واکمال کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔(واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۶۰)

۱۔محمد بن عیسیٰ:۔ یہ محمد بن عیسیٰ بن نجیح أبو جعفر ابن الطبّاع

البغداديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۲۔أبو معاوية:۔یہ محمد بن خازم الضرير التميميّ السعديّ الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۳۔هِلال بن ميمون :۔یہ هِلال بن مَيمون الجهني (ويقال الهذليّ) أبو المغيرة أو أبو معبد الفلسطينيّ الرمليّ نزيل الكوفة ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۴۔عطاء بن يزيد :۔یہ عطاء بن يزيد الليثيّ ثم الجندُعيّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔أبو سعيد الخُدريّ رضی اللہ عنہ :۔آپ رضی اللہ عنہ مشہور صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ سعد بن مالک بن سِنان بن عبيد الأنصاريّ أبو سعيد الخدريّ رضی اللہ عنہ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور ()۔

٦۔أبو داؤد:۔یہ مصنفِ کتاب سليمان بن الأشعث الإمام أبو داؤد السجستانيّ رحمہ اللہ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۷۔عبدالواحد بن زياد :۔یہ عبدالواحد بن زياد أبو بشر أو أبو عبيدة العبديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

(۵۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظُّلَمِ

(۵۰) یہ باب اُن (احادیث کے بارے میں ہے) جو اندھیری (راتوں) میں نماز کے لئے (مسجد کی طرف) جانے کی (فضیلت کے بارے) میں (وارد ہوئی) ہیں (یعنی اس باب میں تاریک راتوں میں مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے کی فضیلت و بشارت کا بیان ہوگا)۔

الحديث/ ٥٦١ -حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ مَعِيْنَ أَخْبَرَنَا أَبُوْعُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ

أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُوسُلَيْمَانَ الْكَحَّالُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِيْ الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٥٦١ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ بن معین نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعُبید ہ حدّاد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل ابوسلیمان کحّال نے (انہوں نے روایت کیا) عبداللہ بن اوس سے انہوں نے حضرتِ بریدہؓ سے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا کہ اندھیروں (اور تاریکیوں) میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو بشارت (وخوشخبری) دے دو قیامت کے دن پوری روشنی (اور مکمل وتمام نور) کی۔

نوٹس :۔ (بشر المشّائین) صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں جو لفظِ المشّائین ہے یہ لفظِ المشّاء فعلِ مبالغہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بہت زیادہ چلنے اور جانے والا لہٰذا حدیث شریف میں جو بشارت وخوشخبری مذکور ہے اس کا تعلق اُن لوگوں سے ہوگا جو اکثر، بارہا بلکہ کہئے کہ حتی الوسع اور حتی الامکان نمازوں کی ادائیگی کے لئے تاریکیوں اور اندھیروں میں مسجدوں کو جاتے اور وہاں جا کر نماز ادا کرتے ہیں چنانچہ اس نورِ تام، نورِ دائم، مکمل اور نہ ختم ہونے والی روشنی کی بشارت میں وہ لوگ داخل نہیں ہیں جو ایک یا دو مرتبہ اور کبھی کبھار اندھیرے اور تاریکی میں چل کر مسجد کو جاتے ہیں اور اکثر نہیں جاتے۔۔۔۔ اور یہ جو حدیث شریف میں نورِ تام مذکور ہے اس سے وہی نور مراد ہے جو قیامت کے دن مومنوں کو حاصل ہوگا اور اسی کی روشنی میں چلتے چلتے وہ جنت میں پہونچ جائیں گے۔ اور جس کا تذکرہ قرآنِ کریم کی اس آیت ﴿نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ۔الخ﴾ میں ہے۔

ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں مذکور نور سے یا تو وہ نور مراد ہے جو مومنوں کو پل صراط

پر حاصل ہوگا یا وہ نور ہے جوان کونور کے منبروں کی شکل میں حاصل ہوگا۔ بہرکیف اس حدیث شریف میں جس نور کا تذکرہ ہے اس میں وہ نور بالکل داخل نہیں ہے جومنافقین کو بظاہر کلمۂ توحید پڑھنے کی وجہ سے قیامت کے دن ابتداء اور شروع میں تو حاصل ہوگا مگر بعد میں ختم ہوجائے گا اور وہ بالکل اندھیرے میں رہ جائیں گے اور مومنوں سے کہیں گے ﴿اُنۡظُرُوۡنَا نَقۡتَبِسۡ مِنۡ نُوۡرِکُمۡ﴾ اوران کواستہزاءً جواب ملے گا ﴿اِرۡجِعُوۡا وَرَائَکُمۡ فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا﴾

(فی الظلم) اس میں جولفظِ الظلَم ہے یہ بفتح اللام جمع ہے الظلْمَۃکی جسکے معنی ہیں اندھیرا اور تاریکی۔ اور صاحبِ بذل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں مذکورظلمت وتاریکی سے رات کے اندھیرے اور تاریکی کے ساتھ ساتھ ابر وبادل وغیرہ کے نتیجہ میں ہونے والا اندھیرا اورتاریکی بھی مراد ہے۔ نیز اگرکوئی شخص اس اندھیرے اورتاریکی میں ٹارچ وغیرہ کی روشنی میں چل کر بھی نماز کے لئے مسجد جاتا ہے تو وہ بھی اس بشارت سے خارج نہیں ہے بلکہ اس کوبھی یہی بشارت اوراجر وجزاء حاصل ہوگی۔

اوراس حدیث شریف میں جو بشارت مذکور ہے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ بشارت اور بھی بہت سی احادیث میں مذکور ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) طبرانی نے اپنی سند سے حضرتِ ابودرداءؓ سے روایت کیا ہے ''أن رسول اللّٰہ ﷺ قال من مشی في ظلمة الليل إلى المساجد لقی اللّٰه عزوجل بنور يوم القيامة''۔

(۲) روی ابن حبان بسنده عن أبي هريرةؓ ''أن رسول اللّٰه ﷺ قال من مشى فی ظلمة الليل إلى المساجد آتاه اللّٰه نوراً يوم القيامة''۔

(۳) روی الطبرانی عن أبي هريرةؓ ''أن رسول اللّٰه ﷺ قال إن اللّٰه ليضئ إلى الذين يتخللون إلى المساجد في الظلَم بنور ساطع يوم القيامة''۔

(۴)روی الطبرانی عن أبي أمامةؓ ''أن رسول الله ﷺ قال بشر المدلجين إلى المساجد في الظلَم بمنابر من النور يوم القيامة يفزع الناس يوم القيامة ولا يفزعون''۔

(۵)ابن ماجہ، حاکم اورابنِ خزیمہ نے حضرتِ سہل بن سعد الساعدیؓ سے اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے ان میں سے ابنِ خزیمہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ''قال قال رسول الله ﷺ ليبشر المشاؤون في الظلَم إلى المساجد بالنور التام يوم القيامة''۔

اورصاحبِ المنہل نے اس حدیث نمبر ۵۶۰ کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ان چند باتوں کا پتہ لگ رہا ہے (۱) کسی بھی کارِ خیر اور عملِ خیر کرنے والے کو بشارت وخوشخبری دینا جائز ومشروع ہے (۲) اندھیروں اور تاریکیوں میں کثرت کے ساتھ مسجدوں میں جانا اور وہاں جاکر نماز ادا کرنا اخروی سعادت وکامیابی کا اہم سبب ہے (۳) اس حدیث شریف میں عشاء اور فجر کی نماز کو مداومت کے ساتھ مسجد میں جاکر باجماعت ادا کرنے کی ترغیب ہے کیونکہ یہی دونوں وہ نمازیں ہیں جن کے لئے اندھیرے اور تاریکیوں میں مساجد جایا جاتا ہے (۴) اس حدیث شریف میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جو شخص کثرت کے ساتھ اندھیرے اور تاریکی میں مسجد جائے گا یا کہئے کہ مداومت کے ساتھ فجر وعشاء کی کی نماز کو باجماعت مسجد میں جاکر ادا کرے گا تو انشاء اللہ اس کو حسنِ خاتمہ کی عظیم دولت نصیب اور حاصل ہوگی کیونکہ قیامت کے دن کا نور انہیں لوگوں کو حاصل ہوگا جن کو حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۶۱)

۱۔يحي بن مَعينٍ:۔ یہ مشہور امامِ جرح وتعدیل يحي بن مَعين بن عون بن زياد

الغطفانيّ أبو زكرياء البغداديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۲)۔

۲۔أبو عبيدَةَ الحدّاد:۔یہ أبو عبيدة عبدالواحد بن واصل السدوسيّ البصريّ نزيل بغداد ہیں۔صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ ہیں اور ازدی کا ان کے بارے میں کلام کرنا بلا حجت ودلیل ہے۔اور صاحبِ المنہل نے ان کے بارے میں یہ تفصیل لکھی ہے قال أحمد لم يكن صاحب حفظٍ وكان كتابه صحيحاً ۔ووثقة ابن معين وقال كان من المثبتين لا أعلم أنا أخذنا عليه خطأ ألبتة ۔نیز عجلی، یعقوب بن شیبہ، یعقوب بن سفیان، ابوداؤد، دارقطنی اور خطیب سب ہی نے ان کی توثیق کی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۰ھ میں بتائی ہے۔

۳۔إسماعيل أبو سليمان:۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ بعض نسخوں میں أبو سليمان کی بجائے ابن سليمان مکتوب ہے اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ أبو سليمان اور ابن سليمان دونوں ہی صحیح ہیں۔بہرحال یہ إسماعيل بن سليمان الكحّال الضبيّ أو اليشكريّ أبو سليمان البصريّ ہیں۔انہوں نے صرف ثابت البناني اور عبدالله بن أوس سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف النضر بن شميل اور أبو عبيدة الحدّاد نے۔ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث کہا ہے۔ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور يخطئ کہا ہے نیز ضعفاء میں بھی ذکر کیا ہے اور ينفرد عن المشاهير بمناكير کا نوٹ لگایا ہے۔حافظؒ نے ان کے بارے میں صدوق يخطئ لکھا اور ان کو ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔عبدالله بن أوس:۔یہ عبدالله بن أوس الخزاعيّ ہیں۔انہوں نے صرف ایک یہی حدیث روایت کی ہے۔اور اِن سے صرف أبو سليمان الكحّال ہی روایت کرتے ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ابنِ قطّان نے ان کو مجہول الحال کہکر ولا نعرف له رواية إلا

هٰذا الحديث من هذا الوجه بھی لکھا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو لین الحدیث لکھا اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔بریدۃؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرت بُریدة بن الحصيب بن عبدالله بن الحارث أبو عبدالله الأسلميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۵۵)۔

(۵۱)بَابُ مَاجَاءَ فِيُ الُهَدُيِ فِيُ الُمَشُيِ إِلَى الصَّلاةِ

(۵۱)اُن احادیث کا بیان جو نماز کے لئے جانے کی کیفیت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں(یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جب وضوء کر کے نماز کے لئے مسجد کو جائے تو کس طرح اور کیسے جائے۔واضح رہے کہ صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں جو لفظ الھدئ ہے یہ بالہمزہ ہے یعنی یہ الھدی بمعنی ہیئت وکیفیت نہیں ہے بلکہ الھدئ بمعنی سکون ووقار ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس باب میں مسجد کو جاتے وقت اطمئنان وسکون اور وقار کو اختیار کرنے کا بیان ہوگا)۔

الحديث/٥٦٢-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بُنُ سُلَيُمَانَ الُأَنُبَارِيُّ أَنَّ عَبُدَ الُمَلِكِ بُنَ عَمُرٍو حَدَّثَهُمُ عَنُ دَاوُدَ بُنِ قَيُسٍ حَدَّثَنِيُ سَعُدُ بُنُ إِسُحَاقَ حَدَّثَنِيُ أَبُوُثُمَامَةَ الُحَنَّاطُ أَنَّ كَعُبَ بُنَ عُجُرَةَ، أَدُرَكَهُ وَهُوَ يُرِيُدُ الُمَسُجِدَ، أَدُرَكَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، قَالَ فَوَجَدَنِيُ وَأَنَا مُشَبِّكٌ بِيَدَيَّ، فَنَهَانِيُ عَنُ ذٰلِكَ وَقَالَ: إِنَّ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمُ فَأَحُسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِداً إِلَى الُمَسُجِدِ فَلا يُشَبِّكَنَّ يَدَيُهِ فَإِنَّهُ فِيُ صَلاةٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٥٦٢ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے یہ کہ عبدالملک بن عمرو نے داؤد بن قیس سے نقل کرتے ہوئے اُن سے (یہ) بیان کیا (کہ داؤد بن قیس نے کہا) مجھ سے سعید بن قیس نے بیان کیا (انہوں نے کہا کہ) مجھ سے ابوثمامہ حنّاط نے یہ بیان کیا (کہ ایک مرتبہ حضرتِ) کعب بن عجرہؓ نے ان کو مسجد کو جاتے ہوئے پایا (یعنی) ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو پایا (بہرحال حضرتِ ابوثمامہ) نے بیان کیا کہ انہوں نے مجھے اس حال میں (مسجد کو جاتے ہوئے پایا کہ) میں اپنے دونوں ہاتھوں کی تشبیک کئے ہوئے تھا (یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کئے ہوئے تھا) تو انہوں نے (یعنی حضرتِ کعب بن عجرہؓ نے) مجھے اس سے (یعنی تشبیک سے) منع کیا اور (اس کی دلیل وجہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی اچھی طرح (یعنی فرائض وسنن اور مستحبات کی رعایت کے ساتھ) وضوء کر کے مسجد کا ارادہ کر کے نکلے (یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے چلے) تو (اثنائے ذہاب اور راستہ میں) تشبیک نہ کرے (یعنی اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل نہ کرے) کیونکہ وہ (یعنی اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے ارادہ سے مسجد کو جانے والا شخص گویا کہ) نماز ہی میں ہوتا ہے۔

نوٹس :۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ مسئلہ یعنی مسئلۂ تشبیک علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اس اختلاف کو بڑی تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے علامہ عینیؒ نے شرحِ بخاری میں لہٰذا تفصیلات کے لئے تو علامہ عینیؒ ہی کو پڑھلیں۔ تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھلیں کہ تشبیک یا تو ایسے ہی عبث وکھیل کے مقصد سے ہوتی ہے یا انگلیاں چٹخانے کے لئے یا سستی کو دور کرنے اور استراحت حاصل کرنے کے لئے اور یہ ساری ہی باتیں ظاہر ہے خشوع وخضوع کے خلاف ہیں اور اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے

ارادہ سے مسجد کو جانے والا شخص کیونکہ جانے کے دوران بھی ثواب پاتا ہے اور گویا کہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس لئے اس کو بھی یہ عملِ تشبیک جو خشوع وخضوع کے خلاف ومنافی ہے نہیں کرنا چاہئے۔ اور استاذ الاساتذہ علامہ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے اس کی مصلحت ووجہ بتاتے ہوئے کچھ یوں لکھا ہے کہ تشبیک عربوں کے یہاں علامتِ خصومت ہے اور حالتِ خصومت حالتِ صلاۃ کے منافی ہے اور اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے ارادہ سے مسجد کو جانے والا شخص گویا کہ حالتِ صلاۃ میں ہوتا ہے اس لئے اس کو اس عملِ تشبیک سے اجتناب وپرہیز کرنا چاہئے۔

"أدرک أحدهما صاحبه" صاحبِ المنہل نے اس جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حضرتِ ابوثمامہ کا قول ہے اور انہوں نے وضاحت کے مقصد سے اسمِ ظاہر کو اسمِ مضمر کی جگہ رکھکر بیان کر دیا ہے۔

"فأحسن وضوءه" اس کا مطلب تو دورانِ ترجمہ بیان کیا ہی جا چکا ہے لیکن اتنا اور سمجھ لیں کہ یہ قید محض اتفاقی ہے واقعی نہیں ہے کیونکہ جو شخص اچھی طرح سنن وفرائض اور مستحبات کی رعایت کے بغیر وضوء کر کے مسجد کو چلے تو اس کو تو بطریقِ اولی اس عملِ عبث یعنی تشبیک سے اجتناب وپرہیز کرنا چاہئے تاکہ کراہتِ ترکِ احسان فی الوضوء کے ساتھ ایک اور کراہت یعنی کراہتِ تشبیک کا ارتکاب ہو کر سونے پر سہاگہ نہ ہو جائے اور خشوع وخضوع کی دولت سے محرومی ہو جائے۔۔۔اور واضح رہے کہ اس عملِ تشبیک کی کراہت پر مشتمل احادیث کی تخریج ابنِ حبان، حاکم اور ابنِ ابی شیبہ وغیرہ نے بھی کی ہے جن کو وہاں پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے یہ چند باتیں بھی لکھی ہیں (ا) اس حدیث سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ حالتِ صلاۃ نیز نماز کے لئے جاتے ہوئے دورانِ راہ تشبیک کرنا شرعاً ممنوع ومنہی عنہ ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ ممانعت ونہی کراہت پر محمول ہے کیونکہ حضرتِ

ابوہریرہؓ کی روایت سے اسی کا اشارہ ملتا ہے چنانچہ حنابلہ اسی کے یعنی عملِ تشبیک کی کراہت ہی کے قائل ہیں ہاں نماز کے اندر اشد کراہت کے قائل ہیں۔اور حنفیہ کی طرف سے صاحبِ المنہل نے اس بارے میں کراہتِ تحریمی کا قول نقل کیا ہے۔اور لکھا ہے کہ ابنِ عباسؓ،عطاء،نخعی،مجاہد اور سعید بن جبیر کا یہ کہنا ہے کہ تشبیک حالتِ صلاۃ میں تو مکروہ ہے لیکن خارجِ صلاۃ مکروہ بھی نہیں ہے اور مالکیہ وشافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(۲)اس حدیث شریف سے یہ بھی اشارہ مل رہا ہے کہ قاصد وعامدِ صلاۃ کو گھر سے نکلنے کے وقت ہی سے ایک مصلی اور نماز پڑھنے والے کا سا اجر وثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ کہئے کہ گھر واپس آنے تک یہ اجر وثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے کیونکہ بہت سی احادیث میں ”ذاهباً وراجعا“اور”كان في الصلاة حتى يرجع“کے الفاظ بھی منقول ومروی ہیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۶۲)

ا۔محمد بن سليمان الأنباريّ:۔یہ **محمد بن سليمان بن أبي داوٗد أبوهارون الأنباريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦٦)۔

۲۔عبدالملک بن عمرو:۔یہ **عبدالملک بن عمرو العقديّ أبوعامر القيسيّ البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۸۷)۔

۳۔داوٗد بن قيس:۔یہ **داوٗد بن قيس القرشيّ أبوسليمان الفرّاء الدبّاغ المدنيّ** ہیں۔نسائی،ابوزرعہ،ابوحاتم،شافعی،اوراحمد نے انکی توثیق کی ہے۔اورابن معین نے ان کو صالح الحدیث کہا ہے۔حافظؒ نے ان کو فاضل ثقہ لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ابوجعفر کے دورِخلافت میں بتائی ہے۔

۴۔سعد بن إسحاق:۔یہ **سعد بن إسحاق بن كعب بن عجرة البلويّ المدنيّ**

الأنصاريّ حليف بنی سالم ہیں۔ابنِ معین،نسائی،دارقطنی اورابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے اورابنِ عبدالبر نے تو لکھا ہے کہ یہ متفق علیہ ثقہ ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ اور پانچویں طبقہ میں سے لکھ کر وفات ۱۴۰ھ کے بعد بتائی ہے۔

۵۔أبوثمامة الحناط :۔یہ أبوثمامة الحنّاط القمّاح (بائع الحنطة) ہیں۔انہوں نے صرف حضرتِ کعب بن عجرۃؓ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف سعد بن اسحاق اور سعید مقبری نے۔ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ان کی یہی حدیث اپنی صحیح میں بھی نقل کی ہے دارقطنی نے ان کے بارے میں لا يعرف يترك لکھا ہے اور ترمذی نے ان کی یہی حدیث ذکر کی ہے مگر نام کی بجائے عن رجل کہہکر ذکر کیا ہے۔حافظؒ نے ان کے بارے میں حجازي مجهول الحال لکھا ہے اور ان کو تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٦۔كعب بن عجرةؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ کعب بن عجرة الأنصاريّ أبومحمد (أو أبوعبدالله أو أبو إسحاق) المدنيّ ہیں۔صاحبِ المنہل نے بحوالۂ واقدی لکھا ہے کہ یہ وہی صحابیؓ ہیں جن کے بارے میں حدیبیہ کے موقعہ پر مُحرم کے لئے حلقِ رأس کی رخصت اور فدیہ کا حکم نازل ہوا تھا اور ان کی وفات ۵۲ھ یا ۵۱ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے ان کی وفات ۵۰ھ کے بعد بعمر کچھ اوپر ستر سال لکھی ہے۔

الحديث/٥٦٣-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيّ أَخْبَرَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: ((حَضَرَ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ الْمَوْتُ فَقَالَ: إِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثاً مَا أُحَدِّثُكُمُوْهُ إِلَّا احْتِسَاباً، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى إِلَّا

حَطَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً، فَلْيُقَرِّبْ أَحَدُكُمْ أَوْ لِيُبَعِّدْ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى فِيْ جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضاً وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلّٰى مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ، كَانَ كَذٰلِكَ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ، كَانَ كَذٰلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٦٣: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن معاذ بن عبّادعنبری نے (انہوں نے کہا) ہمیں خبری دی ابوعوانہ نے انہوں نے روایت کیا یعلٰی بن عطاء سے انہوں نے معبد بن ہُرمز سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک انصاری شخص کو موت آئی (یعنی ان کی موت کا وقت قریب ہوگیا اور وہ مرنے لگے) تو انہوں نے کہا: بے شک میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور نہیں بیان کرر ہاہوں میں تم سے یہ حدیث مگر اللہ کے واسطے (یعنی میرا مقصد اس حدیث کو بیان کرنے سے صرف رضائے الٰہی اور حصولِ اجر وثواب ہے کیونکہ حدیث بیان کرنا ظاہر ہے نشرِ علم ہے اور نشرِ علم پر اللہ کی طرف سے اجر وثواب ملتا ہی ہے۔ بہر حال اس تمہید کے بعد اُس انصاری شخص نے یہ حدیث بیان کی کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب (بھی) تم میں سے کوئی اچھی طرح (یعنی فرائض وسنن اور مستحبات کی رعایت کے ساتھ) وضوء کرکے (جماعت سے نماز پڑھنے کے ارادہ سے) مسجد کے لئے نکلے گا تو نہیں اٹھائے گا اپنا داہنا قدم مگر اللہ تعالٰی لکھدے گا اس کے لئے ایک نیکی اور نہیں رکھے گا اپنا بایاں قدم مگر اللہ تعالٰی مٹادے گا اس سے ایک گناہ و برائی پس چاہئے کہ تم میں سے کوئی قریب کرے یا بعید کرے۔ پھر اگر (مذکورہ بالا شخص) مسجد میں پہونچ کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلے تو بخش دئے جائیں گے اس کے (تمام صغیرہ گناہ) اور اگر مسجد میں پہونچے اُس وقت جب کہ (لوگ) بعض (نماز) پڑھ چکے ہوں اور بعض (نماز) باقی ہو (اور) پڑھ لے (یہ آنے والا شخص امام و جماعت کے ساتھ) باقی ماندہ (نماز) کو اور (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پوری کرلے باقی ماندہ (یعنی فوت شدہ نماز) کو تو ہوگا

یہ بھی ایسے ہی (یعنی اس کے بھی تمام گناہ معاف کردئے جائیں گے) اور اگر (مذکورہ بالا شخص مسجد میں) اس وقت پہونچے جبکہ وہ (یعنی امام ومقتدی) نماز پڑھ چکے ہوں (یعنی سلام پھر چکا ہو اور اس کو امام وجماعت کے ساتھ بالکل نماز نہ ملی ہو) اور پوری کرے (یہ آنے والا شخص) نماز کو (یعنی منفرداً پوری نماز ادا کرے) تو ہوگا یہ بھی ایسا ہی (یعنی اس کے بھی تمام صغیرہ گناہ بخش دئے اور معاف کر دئے جائیں گے)۔

نوٹس:۔ ''**لم یرفع قدمه الیمنیٰ الخ**'' صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ حدیث شریف کے اس جملہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ نمازی جب نماز کے لئے گھر سے نکلے تو مناسب ومستحب یہ ہے کہ پہلے اپنا داہنا قدم اٹھائے۔۔۔اور صاحبِ المنہل نے اس جملہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس میں حذف ہے اور اصل عبارت یہ ہے ''**لم یرفع قدمه الیمنیٰ ولم یضعها ولم یضع قدمه االیسریٰ ولم یرفعها**'' اور اس کی دلیل یہ بتائی ہے کہ بہت سی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک خطوۃ پر نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے اور خطوۃ قدم اٹھانے اور رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہو کہ داہنے قدم کو اٹھانے پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور رکھنے پر ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے اور اسی طرح بائیں قدم پر بھی۔

''**فلیقرب أحدکم أو لیبعد**'' سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں یہ جو امر ہے یہ وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ اباحت وجواز کے لئے ہے نیز اس میں جو لفظِ أوْ ہے یہ اگرچہ تخییر کے لئے آتا ہے لیکن یہاں پر تخییر کے لئے نہیں ہے بلکہ ابہام کے لئے ہے بالکل اسی طرح جیسے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاِنَّـا اَوْ اِيَّـاكُـمْ لَـعَلٰى هُدًى اَوْفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ میں ہے۔اور اس جملہ کے شراح حضرات نے دو مطلب لکھے ہیں (۱) اپنے مکان کو مسجد کے قریب کرلے یا اپنی رہائش کو مسجد سے دور کرلے (۲) مسجد کو جاتے ہوئے اپنے قدموں کو قریب قریب رکھے یا دور دور رکھے۔لیکن اس دوسرے والے

مطلب کو لینے میں امام ابوداؤدؒ نے جو باب قائم کیا ہے "باب ماجاء في الهدئ في المشي إلى الصلاة" اُس سے زیادہ موافقت ومطابقت ہوتی ہے کیونکہ چلنے میں سکون ووقار جب ہی زیادہ ہوگا جب قریب قریب قدم، رکھے جائیں گے۔۔۔اور صاحبِ المنہل نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اس میں جو دوسرا لفظ ہے یعنی لیُبعّد یہ اگر چہ بظاہر امر ہے لیکن بمعنی نہی ہے۔اور کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ ازقبیلِ مبالغہ ہے بالکل ایسے ہی جیسے کوئی باپ اپنے نافرمان بیٹے سے کہتا ہے **لاتسمع كلامي** اوراس کی مراد ہوتی ہے **اسمع كلامي وامتثل** ایسے ہی یہاں پر اگر چہ کہا تو **ليبعد** گیا ہے مگر مراد **لاتُبعّد بل قرّب** لیا گیا ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے بہ ارادۂ صلاۃ مسجد کو جانے کی مزید فضیلت معلوم ہورہی ہے نیز اس میں اس بات کی بھی ترغیب ہے کہ مسجد کو جاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ قدم اٹھنے چاہئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں ملیں اور زیادہ سے زیادہ گناہ معاف ہوں۔اوراس حدیث سے یہ بھی صاف صاف معلوم ہورہا ہے کہ اعمال کا مدار وثواب نیتوں پر ہے چنانچہ جو آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے ارادہ سے مسجد کے لئے نکلے اَب چاہے اس کو پوری نماز جماعت سے ملے یا کچھ ملے یا بالکل نہ ملے بلکہ یہ تنہا ہی اپنی نماز ادا کرے لیکن اس کو ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا کہ پوری نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر ملتا کیونکہ اس کی نیت پوری نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے ہی کی تھی۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۶۳)

۱۔**محمد بن معاذ** :۔یہ **محمد بن معاذ بن عبّاد بن معاذ العنبريّ** ہیں حافظؒ نے ان کے بارے میں "**صدوق يهم**" وہم کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا ہے اوران کو دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۲۳ھ میں بتائی ہے۔

۲۔أبو عَوانة:۔یہ الوضّاح بن عبداللّٰہ الیشکريّ أبو عَوانة الواسطيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۳۔یعلٰی بن عطاء :۔یہ یعلٰی بن عطاء العامريّ (ویقال اللیثي) الطائفيّ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۲۰ھ یا ۱۲۱ھ میں لکھی ہے۔

۴۔معبد بن ھُرمز :۔یہ معبد بن ھُرمز المدنيّ الحجازيّ ہیں۔انہوں نے صرف سعید بن مسیّب سے اور اِن سے صرف یعلٰی بن عطاء نے روایت کیا ہے۔ابنِ قطان نے ان کو مجہول لکھا ہے اور ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔حافظؒ نے ان کو مجہول لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔سعید بن المسیَّب :۔یہ سعید بن المسیّب بن حزن بن أبي وھب القرشيّ المخزوميّ الإمام ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

(۵۲)بَابٌ فِيْ مَنْ خَرَجَ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ فَسُبِقَ بِهَا

(۵۲) یہ باب ہے اس شخص کے بارے میں جو نماز کے ارادہ سے نکلے اور نماز کو پہلے ہی پڑھا جا چکے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے ارادہ سے مسجد کے لئے نکلے مگر اس کے مسجد پہونچنے سے پہلے ہی امام نماز پڑھا کر فارغ ہو چکا ہو اور اس کو اس جماعت کی نماز نہ ملی ہو تو کیا اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟)

الحديث/٥٦٤ -حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ_ يَعْنِيْ ابْنَ مُحَمَّدٍ_ عَنْ مُحَمَّدٍ _ يَعْنِيْ ابْنَ طَحْلَاءَ _ عَنْ مُحْصِنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ

وضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئاً)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٦٤:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالعزیز۔ یعنی عبدالعزیز بن محمد۔ نے (عبدالعزیز) نے روایت کیا محمد۔ یعنی محمد بن طحلاء۔ سے انہوں نے مُحصن بن علی سے انہوں نے عوف بن حارث سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اچھی طرح (یعنی فرائض وسنن اور مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے) وضوء کرے (اور) پھر (جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے ارادہ سے) مسجد کے لئے چلے (لیکن جب مسجد میں پہونچے) تو لوگوں کو پائے کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں (یعنی یہ اس وقت مسجد پہونچے جب لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھکر فارغ ہوچکے ہوں تو) اللہ عزوجل عطاء کرے گا اِس (نماز کے ارادہ سے آنے والے اور اُس وقت مسجد پہونچنے والے شخص) کو (جب لوگ جماعت کی نماز پڑھ کر فارغ ہوچکے ہوں) اُس (ایک شخص) کے اجر کے جیسا (اجر) جس نے اُس (نماز) کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہو اور جو اُس (جماعت کی نماز میں شروع سے) حاضر رہا ہو (یعنی اِس کو بھی جماعت کی نماز کا پورا اجر وثواب ملے گا اور) نہیں کم کرے گا وہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی برابر ثواب دیا جانا) ان کے ثواب میں سے کچھ بھی (یعنی اس کو جو ثواب ملے گا یہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ثواب میں سے نکال کر اور کم کر کے نہیں دیا جائے گا بلکہ جماعت سے نماز پڑھنے والے ہر شخص کو اس کا پورا پورا ثواب ملے گا اور اِس کو الگ سے مستقلاً اللہ کے فضلِ عظیم اور اس کی وسیع رحمت کے صلہ میں یہ کامل اجر وثواب ملے گا)۔

نوٹس:۔"ثم راح" واضح رہے کہ راح۔ یروح کے معنی اگر چہ آخرِ نہار اور شام کے وقت جانے کے ہیں لیکن ایک معنی مطلق جانے کے بھی ہیں اور یہاں پر یہ لفظِ راح اسی مطلق جانے کے معنی میں ہے کیونکہ حدیث شریف کا تعلق کسی بھی نماز کے لئے جانے سے ہے نہ کہ آخرِ نہار اور شام کے وقت کی نماز کے لئے جانے سے۔۔اور یہ جو الفاظ ہیں "لاینقص ذٰلک من أجرهم شيئاً" ان کا ایک مطلب تو دورانِ ترجمہ بیان ہو ہی چکا ہے لیکن صاحبِ المنہل نے ان الفاظ کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ "من أجرهم" میں جو کلمۂ مِن ہے یہ بمعنی عَنْ ہے اور ذٰلک کا مشارالیہ ہے اس شخص کا اجر "والمعنى أن أجر ذلک الرجل لا ينقص عن أجر واحدٍ ممن حضرها شيئاً" یعنی اس شخص کا ثواب بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے لوگوں میں سے کسی ایک کے برابر ہی ہوگا اور کم بالکل نہ ہوگا۔

اس حدیث شریف سے بالکل صاف صاف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ گھر سے اچھی طرح وضوء کر کے جماعت کی نماز کے ارادہ سے مسجد کو جانے والا شخص اگر مسجد میں پہونچ کر جماعت نہ پا سکے تو بھی اس کو جماعت کا پورا پورا ثواب ملے گا نیز یہ ثواب مستقلاً ملے گا نہ کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ثواب میں سے تھوڑا تھوڑا کم کر کے یا کسی ایک کے ثواب میں سے کچھ کم کر کے۔۔۔لیکن اَب یہ بات ذہن میں آسکتی ہے کہ اس کو یہ ثواب کیوں ملے گا؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شراح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور اپنی رحمت سے کسی کے لئے کتنے بھی ثواب کا فیصلہ فرمائے اور اپنے نبی ﷺ کی زبانی اس کا اعلان کرائے کسی کو اس میں کیوں اور کس وجہ سے کا سوال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(۲) اصلِ نیت کی بناء پر تو اس کو اصلِ صلاۃ کا ثواب ملا اور اس نے جو سعی کی اور نماز کے لئے آیا اس کی وجہ سے مافات یعنی جماعت کا ثواب ملا۔(واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵٦۴)

۱۔**عبداللّٰه بن مسلمة** :۔یہ **عبداللّٰه بن مسلمة بن قعنب القعنبي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

۲۔**عبدالعزيز** :۔یہ **عبدالعزيز بن محمد بن عبيد الدراوردي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

۳۔**محمد** :۔یہ **محمد بن طَحلاء المدني مولٰى غطفان** ہیں(**ويقال مولٰى بني ليث**) ۔ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس میں جو طَحلاء ہے یہ بفتح الطاء وسکون الحاء اور مد کے ساتھ ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ابوداؤ د اور نسائی میں ان کی صرف ایک یہی روایت ہے۔اور صاحبِ المنہل نے بتایا ہے کہ انہوں نے صرف اَعرج، ابوسلمہ، سالم بن عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف اِن کے دو بیٹے یعقوب و یحیٰ اور محمد بن جعفر و عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے روایت کیا ہے۔ابوحاتم نے ان کے بارے میں **لا بأس به** کہا ہے۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔**مُحصن بن عليّ** :۔یہ **مُحْصِنُ بن عليّ الفهريّ المدنيّ** ہیں انہوں نے صرف عوف بن حارث اور عون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے نیز لکھا ہے **يروى المراسيل**۔ابنِ قطان نے ان کو **مجحول الحال** کہا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو **مستور الحال** لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔**عوف بن الحارث** :۔یہ **عوف بن الحارث بن الطفيل بن سخبرة الأزديّ** ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں

سے قرار دیا ہے۔

٦۔أبو هريرة رضی اللہ عنہ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ ابو ہریرہؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٨) اور (٢٥)۔

(٥٣) بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ

(٥٣) اُن احادیث کا بیان جو عورتوں کے (نماز کے لئے) مسجد کو جانے کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ عورتوں کا نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جانا کیسا ہے؟)

الحديث/٥٦٥-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٦٥:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عمرو سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرتِ ابو ہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مت روکو تم اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو اللہ کی مساجد (میں نماز پڑھنے کے لئے آنے) سے، اور (سنو یہ مت سمجھ لینا کہ میرے اس فرمانے کا مطلب عورتوں کے لئے مطلقاً کسی بھی حال میں گھروں سے مسجد کے لئے نکلنے کی اجازت ہے) بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گھروں سے) تفلات (یعنی میلی

کچیلی بغیر کسی خوشبو وزینت کی چیز کے استعمال کئے ہوئے) نکلیں۔

نوٹس:۔ مذکورہ بالا حدیث شریف میں جو مسئلہ مذکور ہے اس کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ مطوّلات کی طرف رجوع فرمالیں۔تاہم مندرجہ ذیل چند باتیں یہاں بھی ذہن میں رکھ لیں۔

(۱) سب سے پہلے تو ذہن میں یہ رکھ لیں کہ جن حضرات نے اِس حدیث شریف کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے وہ غلط ہے کہ جب شوہر کو اس بات سے روکدیا گیا کہ وہ اپنی بیوی کو کسی بھی مسجد میں جانے سے روکے تو اس سے یہ بات اور یہ مسئلہ تو بطریقِ اولی ثابت ہوگیا کہ شوہر کے لئے اپنی بیوی کو تنِ تنہا حج کے لئے جانے سے روکنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حج کے لئے جانا مسجدِ حرام کے لئے نکلنا اور جانا ہے جو تمام مساجد سے مشہور اور سب سے محترم و معظم مسجد ہے۔اور اس استدلال کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِس زیرِ تشریح حدیث سے مساجد کے لئے نکلنے سے روکنے کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے نہ کہ مطلق نکلنے اور سفرِ شرعی کرنے سے روکنے کی اور حج کے لئے نکلنا سفرِ شرعی کو مستلزم ہے اور اس کی یعنی مسافتِ سفر کو عبور کرنے کی ممانعت اُس دوسری حدیث سے ثابت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے"**لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر ۔الحديث**۔ہاں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اگر مسجدِ حرام مسافتِ سفر سے کم میں واقع ہو تو جیسے دیگر مساجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا حلال ہے اور اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے ویسے ہی مسجدِ حرام کے لئے نکلنا اور جانا بھی اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

(۲) اس حدیث شریف میں جو لفظِ "**إماء الله**" استعمال کیا گیا ہے اس سے مطلق عورتیں مراد ہیں یعنی "**أمة**" سے باندی اور لونڈی نہیں بلکہ **امرأة** مراد ہے یعنی اللہ کی بندیاں جیسے "**عبد**" سے کبھی غلام کی بجائے مطلق بندہ یعنی اللہ کا بندہ مراد ہوتا ہے۔خلاصہ یہ کہ اس حدیث کا تعلق دنیوی باندیوں سے نہیں ہے بلکہ مطلق عورتوں سے ہے۔اور بعض شراح نے لکھا ہے کہ بجائے **النساء** کے **الإماءُ** کا

استعمال اس طرف اشارہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے کہ عورتوں کو نماز کے لئے مساجد جانے کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ أمة اللّٰه ہوں نہ کہ أمة الدنیا والشھوة ہوں۔ اور صاحبِ المنہل نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ آگے حدیث میں چونکہ مساجد اللّٰه کا لفظ ہے اس لئے اس کی مناسبت کی وجہ سے إماء اللّٰه کہا گیا ہے کیونکہ نساء اللّٰه نہیں کہا جاسکتا تھا۔ اور اس حدیث شریف میں جو لفظِ تفلاتٌ ہے یہ تَفِلَةٌ صیغۂ صفت کی جمع ہے اور تَفِلَة عورت کو جب کہا جاتا ہے جب وہ خوشبو وغیرہ کے استعمال کو ترک کردے اور چھوڑ دے اور اس کی وجہ سے اس میں بدبو آنے لگے کیونکہ تَفِلَتِ المرأة من بابِ سمع کے معنی ہوتے ہیں أنتن ریح المرأة لترک الطیب والادھان ۔۔۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ مردوں کی شہوت کو بھڑکانے والی ہر چیز مثلاً اچھے کپڑے اور زیورات وغیرہ بھی طیب اور خوشبو ہی میں داخل ہیں یعنی اس حدیث میں جو وھن تفلات کہا گیا ہے اس کا مطلب صرف بغیر خوشبو وتیل لگائے ہوئے ہونے کی حالت میں ہونے کے ساتھ ساتھ میلے کچیلے کپڑوں اور بغیر زیور پہنے ہوئے ہونے کی حالت میں ہونا بھی ہے۔

(۳) یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ اس حدیث شریف سے نماز کے لئے عورتوں کے مسجد میں جانے کا جواز کچھ شرطوں کے ساتھ معلوم ہو رہا ہے جسکا بہت جامع تذکرہ حدیث کے اس جملے "وھن تفلات" میں موجود ہے اور جس کی تفصیلات علماء کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ بہر حال یہ مسئلہ یعنی نماز کے لئے عورتوں کے مسجد میں جانے کا مسئلہ یا کہئے ان کو مساجد میں جانے سے روکنے کی نہی وممانعت کا مسئلہ علماء وائمۂ کرام کے درمیان مختلف فیہ ہے جس کی قدرے تفصیل تو درجِ ذیل ہے لیکن مفصل تفصیل کے لئے کتبِ مطوّلہ ہی کو دیکھ لیں۔

شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کا یہ قول ہے کہ اگر عورت شوہر والی یا سید وآقاء والی ہو یعنی کسی کی بیوی یا کسی کی باندی ہو اور شروطِ مذکورہ کے ساتھ وہ مسجد جانا چاہے تو اس کے لئے جانا جائز ہے نیز اس کے

آقاء اور شوہر کے لئے اس کو مسجد جانے سے منع کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور بغیر شوہر والی اور بغیر آقاء والی عورت کے لئے بھی شروطِ مذکورہ کے ساتھ مسجد جانا جائز ہے اور اس کو کسی کا مسجد جانے سے روکنا حرام وناجائز ہے۔۔۔اور احناف میں سے امامِ ابوحنیفہؒ کا کہنا یہ ہے کہ جوان عورت کے لئے تو کسی بھی حال میں اور کسی بھی نماز میں مسجد جانا جائز نہیں ہے کیونکہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ ہاں عجوز اور بوڑھی عورتیں مغرب، عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد جاسکتی ہیں اور ظہر وعصر میں ان کے لئے بھی مسجد جانا جائز نہیں ہے کیونکہ ظہر وعصر کی نماز کا وقت ایسا وقت ہے جس میں فساق وفجار اور فتنہ انگیز وشریر لوگ راستوں میں اِدھر اُدھر خوب گھومتے پھرتے ہیں اور بوڑھی عورتیں بھی فتنۂ وشر سے یقینی محفوظ نہیں ہوتیں بلکہ بسا اوقات لوگ ان سے بھی ناشائستۂ وناجائز اعمال وحرکات کرتے ہیں۔لیکن مغرب کا وقت چونکہ طعام وکھانے کا وقت ہوتا ہے اور عشاء وفجر کی نماز ایسے وقت ہوتی ہیں جب یہ فساق وفجار سوئے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے مغرب، عشاء اور فجر میں یہ بوڑھی عورتیں مسجد میں جاسکتی ہیں۔۔۔
اور صاحبین کا یہ کہنا ہے کہ بوڑھی عورتیں ہر نماز میں مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرسکتی ہیں۔۔۔احناف میں سے عینیؒ نے لکھا ہے کہ آج کل اور اس زمانہ میں فتوی اس پر ہے کہ عورتوں کے لئے مطلقاً کسی بھی نماز کے لئے مسجد جانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس زمانہ میں فتنۂ وفساد کا اتنا عموم وشیوع ہے کہ کسی بھی وقت فتنۂ ومصیبت سے حفاظت ومحفوظ رہنے کی بات نہیں کہی جاسکتی۔۔۔اور صاحبِ بذل نے مزید یہ بھی نقل کیا ہے کہ جب نماز کے لئے عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ وناجائز ہے تو پھر علماء وواعظین کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہونا اور وعظ سننے کے لئے جانا تو بطریقِ اولی مکروہ وناجائز ہی ہوگا۔اور ہمارے زمانہ کے مشائخ کا کہنا ہے کہ اگر پرانے مشائخ وہ سب کچھ دیکھ لیتے جو ہم دیکھ رہے ہیں یعنی عورتوں کا خوب بَن سنور کر حضرت کا وعظ سننے کے لئے جانا۔تو بڑی شدت کے ساتھ ان مجالسِ وعظ میں جانے کی مخالفت فرماتے اور حرمت کا فتویٰ دیتے۔

بہرحال اس زیرِ تشریح حدیث سے اگرچہ شروطِ مذکورہ کے ساتھ نماز کے لئے عورتوں کے مسجد میں جانے کا جواز اوران کو مسجد جانے سے روکنے کی کراہت وممانعت معلوم ہورہی ہے لیکن صحیح اور مناسب بات یہی ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں جانا بھی فتنہ سے خالی نہیں اور مجالسِ وعظ میں جانا تو یقیناً باعثِ فتنہ ہے ہی اس لئے نہ تو عورتوں کو مسجد میں جانا صحیح ہے اور نہ ہی مجالسِ وعظ میں۔ ہاں اگر کہیں اور کسی جگہ فتنہ سے حفاظت ممکن ہو تو پھر اس حدیث شریف پر بھی عمل کرنا چاہئے یعنی عورتوں کو شروطِ مذکورہ کے ساتھ مسجد جا کر نماز ادا کرنی چاہئے اور شوہر وآقاء وغیرہ کو انہیں مسجد جانے سے نہیں روکنا چاہئے۔(واللّٰه أعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (٥٦٥)

١۔موسٰی بن إسماعیل:۔یہ موسٰی بن إسماعیل المنقريّ أبوسلمة التَبوذَكيّ البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٣)۔

٢۔حمّاد:۔یہ حمّاد بن سلمة بن دینار أبوسلمة البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٣)۔

٣۔محمد بن عمرو :۔یہ محمد بن عمرو بن علقة بن وقاص اللیثيّ أبوعبداللّٰه المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١)۔

٤۔أبوسلمة:۔یہ أبوسلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشيّ الزهريّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١)۔

٥۔أبوهریرةؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبوهریرةؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٨)اور(٢٥)۔

الحديث/٥٦٦-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٦٦: ۔فرمایا امام ابوداوٗدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے (یہ کہکر کہ) ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے (یہ کہ حضرتِ ابنِ عمرؓ نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مت روکو تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں (میں نماز پڑھنے کے لئے جانے) سے'' (واضح رہے کہ اس حدیث کی تفصیلی شرح پچھلی حدیث یعنی حدیث نمبر (٥٦٥) کے تحت گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (٥٦٦)

١۔سليمان بن حرب: ۔یہ سليمان بن حرب بن بُجيل الأسديّ الأزديّ الواشحيّ أبوأيوب البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٣٤)۔

٢۔حمّاد: ۔یہ حمّاد بن سلمة بن دينار أبوسلمة البصري بھی ہو سکتے ہیں اور حمّاد بن زيد بن درهم الأسديّ أبوإسماعيل البصريّ بھی کیونکہ سليمان بن حرب الواشحي نے دونوں ہی حمّادوں سے روایت کیا ہے نیز آگے جو سند میں أيوب بن أبي تميمة السختياني ہیں اُن سے بھی دونوں ہی حمّادوں نے روایت کیا ہے۔اور صاحبِ بذل و منہل وغیرہ شراح حضرات نے بھی اس حمّاد کی کوئی تعیین نہیں کی ہے۔۔میں نے اس سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد یونس حفظہ اللہ سے دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا سلیمان بن حرب علامت ہیں حماد بن زید بن درہم ہونے کی اور فرمایا کہ مجھے تو بس اتنا ہی معلوم ہے باقی اور تحقیق کرلو۔تو میں نے کچھ کوشش کی اور مجھے **تحفة الأشراف للمزي** میں سند کے اندر صراحۃً حماد بن زید لکھا ہوا مل گیا۔**فالحمد لله رب العالمين** ۔بہرحال **حماد بن سلمة بن دينار** کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۳)اور **حمّاد بن زيد بن درهم** کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۴)۔

۳۔أيوب:۔یہ **أيوب بن أبي تميمة كيسان السختيانيّ أبوبكر البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۷۱)۔

۴۔نافع:۔یہ **نافع أبو عبدالله المدنيّ مولٰى ابن عمر**ؓ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۶)۔

۵۔ابن عمرؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **عبدالله بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ**ؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۱)اور(۱۲)۔

الحديث/٥٦٧-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ)).**

ترجمہ حدیث نمبر/٥٦٧:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یزید بن ہارون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عوّام بن حوشب نے انہوں نے کہا مجھ سے حبیب بن ابی ثابت نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے نقل کرتے

ہوئے بیان کیا (اور دورانِ بیان) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مت منع کرو تم اپنی عورتوں کو (نماز پڑھنے کیلئے) مساجد (میں جانے) سے، اور انکے گھر ان کے لئے بہتر ہیں (یعنی عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا زیادہ اچھا ہے بمقابلہ مساجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیونکہ عورتوں کیلئے ستر وحجاب نہایت اہم وضروری شے ہے اور اس کا اہتمام گھروں میں نماز پڑھنے ہی میں زیادہ ہوتا ہے)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ کچھ حضرات نے اس حدیث شریف کا مطلب اس طرح بتایا ہے کہ اس کے پہلے ٹکڑے یعنی **لا تمنعوا نساء کم المساجد** کا تعلق ہے مسجدِ حرام سے اور نہی محمول ہے تحریم پر کیونکہ طواف، حج اور عمرہ کے لئے عورتوں کو مسجدِ حرام جانے سے روکنا حرام ہے۔ اور دوسرے جملے یعنی **و بیوتھن الخ** کا تعلق ہے نماز سے، لیکن یہ مطلب کچھ زیادہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ **المساجد** حدیث کے اندر جمع استعمال ہوا ہے اور مسجدِ حرام ایک ہے۔

اور زیادہ تر شراح حضرات نے اس حدیث شریف کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اس میں دو جملے ہیں جن میں سے پہلے جملے کے اندر مردوں کو اس بات سے روکا اور منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کو مساجد میں جا کر نماز پڑھنے سے روکیں۔ اور دوسرے جملے میں عورتوں کو اس بات پر ابھارا اور ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھیں کیونکہ یہی ان کے لئے بہتر وافضل ہے۔۔۔۔ اور صاحبِ المنہل نے مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کا سیاق وسباق اور دونوں جملوں کا ایک ساتھ فرمایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عورتوں کو مساجد میں جا کر نماز پڑھنے سے روکنے کی نہی وممانعت کراہت پر محمول ہے نہ کہ حرمت پر اور اس کراہت کی وجوہات وہی ہیں جو پچھلی حدیث میں بتائی جا چکی ہیں یعنی شر وفتنہ سے حفاظت وبچاؤ وغیرہ۔

اورعورتوں کے مساجد کی بجائے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی افضلیت وبہتری پر دال بہت سی احادیث میں سے صاحبِ المنہل نے مندرجہ ذیل احادیث بھی ذکر کی ہیں۔

(۱)رواه الطبراني في الأوسط عن ابن عمر عن النبيّ ﷺ قال المرأة عورة وإنها إذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان وإنها لا تكون أقرب إلى اللّٰه منها في قعربيتها۔

(۲)رواه الطبرانيّ في الكبير عن ابن عمر أيضًا قال "ماصلت امرأة من صلاة أحب إلى اللّٰه من أشد مكان في بيتها ظلمةً"۔

(۳)وفي رواية له أيضًا "النساء عورة وإن المرأة لتخرج من بيتها ومابها بأس فيستشرفها الشيطان فيقول إنک لا تمرّين بأحد إلا أعجبتيه، وإن المرأة لتلبس ثيابها فيقال أين تريدين فتقول أعود مريضًا أو أشهد جنازةً أو أصلى في مسجد، وما عبدت امرأةٌ ربها مثل أن تعبده في بيتها"۔

اوراخیر میں صاحبِ المنہل نے بہ عنوانِ فقہ الحدیث لکھا ہے کہ ابوداؤد شریف کی اس زیرِتشریح حدیث سے صاف صاف معلوم ہورہا ہے کہ عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا مساجد میں جاکرنماز پڑھنے سے افضل وبہتر ہے اس لئے ان کو بجائے مساجد کے اپنے گھروں ہی میں نمازادا کرنی چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵٦۷)

۱۔عثمان بن أبي شيبة :۔ یہ **عثمان بن أبي شيبة إبراهيم العبسيّ أبو الحسن الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱٦)۔

۲۔يزيد بن هارون :۔ یہ **يزيد بن هارون السلميّ أبوخالد الواسطيّ** ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۳۔العوّام بن حَوْشب :۔یہ العوّام بن حَوْشَب بن یزید بن الحارث الشیبانيّ الربعيّ أبوعیسیٰ الواسطيّ ہیں۔ابنِ معین،احمد اور ابوزرعہ نے ان کی توثیق کی ہے،ابوحاتم نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس کہا ہے اور عجلی نے ان کو"ثقة ثبت صالح صاحب سنة"کہا ہے۔حافظؒ نے ان کو ثقہ،ثبت،فاضل محدث وراوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی وفات ۱۴۸ھ میں بتائی ہے۔

۴۔حبیب بن أبي ثابت :۔یہ حَبیب بن أبي ثابت قیس بن دینار الأسديّ أبویحي الکوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۵۔ابن عمرؓ :۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰہ بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/٥٦٨-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ ابْنٌ لَهُ، وَاللّٰهِ لا نَأْذَنُ لَهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلاً، وَاللّٰهِ لا نَأْذَنُ لَهُنَّ. قَالَ: فَسَبَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ائْذَنُوا لَهُنَّ، وَتَقُوْلُ: لا نَأْذَنُ لَهُنَّ)).

ترجمہ حدیث نمبر/۵۶۸ :۔فرمایا امام ابوداوٗدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے جریر اور ابومعاویہ نے بیان کیا (ان دونوں نے) اعمش سے نقل کیا انہوں نے مجاہد سے (یہ کہ مجاہد نے یہ واقعہ) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ حضرتِ) عبداللہ بن عمرؓ نے (یہ)

بیان کیا کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے (کہ جب تمہاری عورتیں تم سے مساجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت مانگا کریں) تو تم (ان) عورتوں کو رات میں مساجد (میں جا کر نماز پڑھنے) کی اجازت دیدیا کرو (حضرتِ ابنِ عمرؓ کی بیان کردہ یہ حدیث سن کر) اُن کے ایک بیٹے نے اُن سے کہا خدا کی قسم ہم ان (عورتوں) کو (مساجد میں جانے کی) اجازت نہیں دیں گے (کیونکہ فتنۂ وفساد اور شرور کا اس زمانہ میں بول بالا ہے اَب اگر ہم ان کو مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت دیں گے) تو یہ (عورتیں) اس کو (یعنی ہمارے مساجد جانے کی اجازت دینے یا کہیئے کہ اپنے گھروں سے نکل کر مساجد جانے کو) ذریعۂ مکر (وفساد) بنالیں گی (اس لئے) بخدا ہم ان کو (مساجد میں جا کر نماز پڑھنے کی) اجازت نہیں دیں گے۔ ان کا (یعنی حضرتِ مجاہد کا) بیان ہے (کہ اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر حضرتِ عبداللہ بن عمرؓ نے) اس کو بہت سخت وسست کہا اور اُس پر (بہت) غصہ (وناراض) ہوئے اور فرمایا میں تو بیان کر رہا ہوں کہ قال رسول اللہ ﷺ ائذنوا لھن (یعنی میں تو تم سے یہ فرمانِ رسول ﷺ بیان کر رہا ہوں کہ ان عورتوں کو اجازت دیدیا کرو) اور تم کہہ رہے ہو کہ ہم ان کو (کبھی) اجازت نہ دیں گے (یعنی تم فرمانِ رسول ﷺ کے سامنے اس سلسلہ میں اپنی رائے کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنی رائے کا فرمانِ رسول ﷺ سے مقابلہ ہی نہیں کر رہے ہو بلکہ اپنی رائے کو راجح اور فرمانِ رسول ﷺ کو مرجوح ٹھیرا رہے ہو)۔

نوٹس :۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو بالـلّیل کی قید ہے یعنی "**ائذنوا للنساء إلى المساجد**" کے ساتھ آپ ﷺ نے جو باللیل اور رات کی قید لگائی ہے اس کا مطلب کچھ حضرات نے جن میں سے احناف بھی ہیں یہ بتایا ہے کہ یہ قید احترازی ہے اور یہ حدیث شریف اپنے ظاہر پر محمول ہے یعنی یہ جو اجازت دینے کا حکم ہے یہ صرف رات یعنی مغرب، عشاء اور فجر کی نماز سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ مطلق تمام نمازوں سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے گھروں سے

نکل کر مسجد جانے میں فتنۂ وفساد کا اندیشہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن رات میں چونکہ راستے خالی ہوتے ہیں اور تاریکی واندھیرا ہوتا ہے اس لئے یہ اندیشہ رات میں کم ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ عورتوں کو رات میں تو مساجد جانے کی اجازت دیدیا کرو مگر دن میں چونکہ اس فتنۂ وفساد کا اندیشہ تقریباً یقینی ہوتا ہے لہٰذا دن میں اجازت نہ دیا کرو۔۔۔۔لیکن صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں جو یہ رات کی قید ہے یہ واقعی اور احترازی نہیں ہے بلکہ اتفاقی ہے کیونکہ بہت سی احادیث سے یہی پتہ لگ رہا ہے۔یعنی یہ رات کی قید دن کو خارج کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اس طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے کہ عورتوں کا رات میں گھر سے نکلنا فتنۂ وفساد کا باعث ہے اس لئے ان کو رات میں گھروں سے باہر نہیں نکلنا چاہئے لیکن اگر وہ نماز کے لئے مساجد جانے کی اجازت مانگیں تو گھر سے نکلنے کی اجازت دیدیا کرو اور جب رات میں اجازت دینے کی بات آپ ﷺ نے فرمائی ہے تو یہ فرمان دن کے لئے تو بطریقِ اولیٰ اجازت دئے جانے کی بات بتا رہا ہے۔۔۔۔

اور احناف وغیرہ نے جو اس قید کو واقعی بتایا اور دن و رات میں اس مسئلہ میں فرق کیا ہے حافظؒ نے اس کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ لوگوں کا بتایا ہوا مطلب بھی اگرچہ ممکن ہے لیکن سنئے رات میں فتنۂ وفساد کا اندیشہ بمقابلہ دن کے زیادہ ہے کیونکہ ہر شریر و فاسق اور فاجر شخص رات میں مشغول اور راستوں سے غائب نہیں ہوتا بلکہ بہت سے تو رات ہی میں مقاصدِ فاسدہ کی غرض سے راستوں کا رخ کرتے اور راستوں پر رہتے ہیں جبکہ دن کا معاملہ یہ ہے کہ دن میں راستوں میں بہت سے لوگ چلتے پھرتے اور موجود ہوتے ہیں جن میں سے بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان شرّی اور فسادی لوگوں کو ان کی حرکتوں سے روکتے اور باز رکھتے ہیں اس لئے دن میں ان خبیثوں کو اپنے ارادوں میں کامیابی رات کے مقابلے میں بہت کم ہوتی ہے لہٰذا آپ لوگوں نے اس حدیث کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ حقیقت کے خلاف ہے اور اس کا صحیح مطلب یہی ہے کہ رات کی قید محض اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے

اوراس حدیث شریف سے مطلقاً عورتوں کومساجد جانے کی اجازت دینے کاحکم معلوم ہورہا ہے نہ کہ صرف رات میں۔

”**فقال ابن له**“ اس میں جو ابن مذکور ہے اس کے بارے میں زیادہ تر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ حضرتِ ابنِ عمرؓ کے بیٹے بلال بھی ہوسکتے ہیں اور واقد بھی ہوسکتے ہیں کیونکہ مسلم کی روایت میں اسی طرح **بلال أو واقد** کی صراحت ہے۔لیکن حافظؒ نے اس بات کوترجیح دی ہے کہ ابن سے ابنِ عمرؓ کے بیٹے بلالؔ مراد ہیں۔اورابنِ عبدالبر نے ایک بات تو بلالؔ کے راجح ہونے ہی کی کہی ہے لیکن یہ بھی کہا ہے کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ دو واقعے ہوں ایک میں یہ بات حضرتِ ابن عمرؓ کے بیٹے بلال نے کہی ہو اور ایک میں واقــــدؔ نے کیونکہ حضرتِ ابنِ عمرؓ کے جواب کامختلف ہونا اسی کی طرف مشیر ہے(اور اختلافِ جواب کی تفصیل ابھی آرہی ہے)۔

”**فیتخذنه دَغلا**“ اس میں فاءؔ تعلیلیہ ہے اوراس کا مابعد علت ودلیل ہے ماقبل میں مذکور ”**لا نأذن لهن**“ کی۔اوراس میں جولفظِ **دَغَلاً** ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ دال اور غین کے فتحہ کے ساتھ ہے اوراس کے معنی ہوتے ہیں فساد، خداع ودھوکہ اور مکروفریب۔اور اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ **الـدَغَل** کے اصل معنی تو ہیں سایہ دار گھنا اور ایسا درخت یا درختوں کا جُھنڈ جس میں فسادی لوگ چھپ جائیں اور بعد میں اس کا استعمال مخادعت وخداع اور مکروفریب کے معنی میں ہونے لگا کیونکہ مُخادع اور مکار فریبی اپنے دل میں تو کچھ رکھے اور چھپائے ہوتا ہے اور ظاہر کچھ اور کرتا ہے۔یعنی گویا اس حدیث شریف کے جملہ کا مطلب ہے کہ یہ عورتیں اپنے دل میں تو کہیں اور جانے کا ارادہ رکھا کریں گی اور ظاہر میں ہم سے مساجد جانے کی اجازت مانگیں گی اس لئے ہم ان کو سِرے سے اجازت ہی نہیں دیں گے۔

”**فسبــه وغـضـب علیـه**“ حضرتِ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو کیا سخت وست کہا اس کی

تفصیل ان روایتوں سے معلوم ہوتی ہے۔مسلم کی روایت میں ہے "**فأقبل عليه عبدالله فسبه سبًّا سيئًا ماسمعته سبه مثله قط**" اورعبداللہ بن ہبیرہ نے اس سبِّ مذکور کی تفسیر جوطبرانی کی روایت میں مذکور ہے **باللعن ثلاث مرّات** سے کی ہے یعنی حضرتِ ابنِ عمرؓ نے اپنے بیٹے کو تین مرتبہ لعنت کی۔اورزائد کی روایت میں **عن الأعمش** اس کی تفسیر **فانتهره** کے الفاظ سے مذکور ہے۔اور امام احمد کی روایت میں اس کی تفسیر ان الفاظ میں ہے "**فقال عبدالله أحدثك عن رسول الله** ﷺ **وتقول هذا ـ أي آتيك بالنص القاطع وأنت تتلقاه بالرأى**" ۔اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "**فرفع يده فلطمهٔ وقال أحدثك عن رسول الله** ﷺ **وتقول هذا**" دیکھئے حضرتِ ابنِ عمرؓ کے ان مختلف اقوال سے ابنِ عبدالبر کے اس قول کی تائید ہورہی ہے کہ یہ واقعے دو ہوں جن میں سے ایک بلال کے ساتھ پیش آیا ہو اور ایک واقد کے ساتھ۔

بہرحال اس حدیث شریف سے جہاں یہ معلوم ہورہا ہے کہ اگر عورتیں مساجد جاکر نماز پڑھنے کی اجازت مانگیں تو ان کو اس کی اجازت دیدینی چاہئے وہیں مندرجہ ذیل باتیں بھی معلوم ہورہی ہیں.

(ا) فرمانِ رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی بھی حال میں اپنی رائے اور خیال کو ترجیح نہیں دی جاسکتی نیز کسی بھی سنتِ رسول ﷺ کو معمولی و ناپسندیدہ سمجھنا بہت ہی خطرے کی بات ہے حتی کہ سلبِ ایمان تک کا اندیشہ ہے چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ یہ روایت بیان کی گئی "**أن النبيّ** ﷺ **كان يحب الدبّاء**"، تو ایک شخص نے کہا **أنا ماأحبه** یعنی میں تو اُسے پسند نہیں کرتا۔تو امام ابویوسفؒ وہاں پر موجود تھے انہوں نے اپنی تلوار سونت لی اور فرمایا اپنے ایمان کی تجدید کرلو ورنہ میں تمہیں قتل کرڈالوں گا۔لیکن یہاں پر یہ بھی واضح رہے کہ طیبیؒ وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ حضرتِ ابنِ عمرؓ کا اپنے بیٹے کو اتنی لعنت وملامت کرنا یا امام ابویوسفؒ کا اُس شخص کے ساتھ اتنی سختی سے پیش آنا یہ غالبًا صریح مخالفتِ حدیث اور اپنی رائے کو حدیث کے مقابلے میں راجح کرنے کی وجہ سے تھا کیونکہ اگر صریح

مخالفت نہ ہو بلکہ وضاحت کی جائے اور کچھ وجوہات واسباب کا ذکر کرکے کوئی رائے پیش کی جائے تو یہ مخالفتِ حدیث نہ ہوگی جیسا کہ حضرتِ عائشہؓ سے منقول ہے "**لو أدرك رسول الله ﷺ ما أحدث النساء لمنعهن المسجد الخ** ۔یعنی اگر حضرتِ ابنِ عمرؓ کے بیٹے بھی مثلاً اس طرح کہتے "**إن الزمان قد تغير وإن بعضهن ربما ظهر منها قصد المسجد وإضمار غيره فلذا لا نأذن لهن**"، تو غالباً حضرتِ ابنِ عمرؓ اتنی شدت سے پیش نہ آتے کیونکہ اس طرح سے کہنا حدیث کی صریح مخالفت نہ ہوتا۔

اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ حضرتِ ابنِ عمرؓ کے اس انکارِ شدید اور عمل سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص بھی اپنی رائے کے ذریعہ حدیث پر اعتراض کرے اس کی تادیب وسرزنش کی جانی چاہئے اسی طرح جو عالم بھی اپنی مرضی اور خواہشات کے اتباع کو حدیث کے سامنے لائے گا اس کی بھی سخت سے سخت تادیب وسرزنش ضروری ہوگی چاہے وہ کتنا ہی بڑا حضرت کیوں نہ ہو۔اور یہ حدیث یہ سبق بھی دے رہی ہے کہ اگر کسی کا بیٹا ناجائز ونامناسب کلام وگفتگو کرے تو باپ کو اسے ڈانٹنا ڈپٹنا چاہئے اور اس کی خوب سرزنش کرنی چاہئے چاہے وہ عمر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہوگیا ہو۔نیز اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگ رہا ہے کہ تادیب وسرزنش کے لئے ہجران اور ترکِ تعلق کرنا بھی جائز ہے کیونکہ مسندِ احمد کی روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ پھر یعنی اس واقعہ کے بعد حضرتِ ابنِ عمرؓ نے تاحیات اپنے اس بیٹے سے گفتگو تک نہ کی تھی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اس حدیث میں بڑا خاص درسِ عبرت ہے آج کل کے دانشوران اور اُن نام نہاد علماء کے لئے جو اپنی رائے اور خواہش کو سنتِ رسول ﷺ پر ترجیح دیتے اور اچھا سمجھتے ہیں بلکہ کچھ تو یہاں تک حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ سنتِ رسول ﷺ کو عیب لگاتے ہیں اور عاملینِ سنت کو بڑا ذلیل وحقیر سمجھتے ہیں۔(**اللّٰهم احفظنا ۔ ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم**)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵٦۸)

۱۔عثمان بن أبي شيبة :۔یہ عثمان بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم العبسيّ أبوالحسن الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱٦)۔

۲۔جرير :۔یہ جرير بن عبدالحميد الضبيّ الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۳۔أبومعاوية:۔یہ أبومعاوية الضرير محمد بن خازم التميميّ السعديّ الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔الأعمش:۔یہ سليمان بن مهران الأسديّ الكاهليّ أبومحمد الكوفيّ الأعمش ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۵۔مجاهد:۔یہ الإمام مجاهد بن جَبُر المخزوميّ أبوالحجاج المكّي المقرئ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

٦۔عبداللّٰه بن عمر رضی اللہ عنہ:۔آپ رضی اللہ عنہ کثیر الروایہ مشہور صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ عبداللّٰه بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

(٥٤) بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْ ذٰلِکَ

(۵۴) اس میں (یعنی عورتوں کے مساجد جانے میں) سختی کا بیان (یعنی اس باب میں وہ احادیث بیان ہوں گی جن سے عورتوں کے مساجد جانے کی ممانعت اور اس پر سختی معلوم ہو رہی ہے)۔

الحديث/٥٦٩ -حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ،قَالَ يَحْيٰ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ:أَمُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٦٩: ۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عَمرہ بنت عبدالرحمٰن سے یہ کہ انہوں نے (یعنی عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن نے) ان کو یہ خبردی کہ ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ نے (ایک مرتبہ حالاتِ زمانہ کومدِّ نظر رکھتے ہوئے) فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ پالیتے (اور جانتے) اس کو جو عورتوں نے اب پیدا کرلیا ہے (یعنی اگر آپ ﷺ اب تک زندہ ہوتے اور آج کا یہ حال دیکھتے کہ عورتیں زیب وزینت کرکے،خوشبو لگاکر،معطر ہوکر اور اچھے اچھے کپڑے پہن کر گھروں سے باہر نکلتی ہیں یا مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے جاتی ہیں) تو آپ ﷺ ضرور بالضرور (صراحۃً اور واضح انداز میں) ان (عورتوں) کومسجد (میں جاکر نماز پڑھنے) سے منع فرمادیتے (کیونکہ ضمناً اور کنایۃً تو ایسی حالت میں مساجد کے لئے نکلنے کی بہت سی احادیث سے معلوم ہوہی رہی ہے مثلا وھن تفلات کی قید بھی اسی طرف اشارہ کررہی ہے۔اورمزید وضاحت کے لئے حضرتِ عائشہؓ نے فرمایا) جیسا کہ منع کردیا گیا تھا اُس سے (یعنی مساجد میں جانے سے) بنواسرائیل کی عورتوں کو۔۔۔۔(اس حدیث کی سند میں جو ایک راوی ہیں یحییٰ بن سعید) ان کا کہنا ہے کہ میں نے حضرتِ عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن سے (وضاحت کراتے ہوئے دریافت کیا کہ) کیا بنواسرائیل کی عورتوں کواس سے (یعنی مساجد جانے سے) روکدیا گیا تھا؟ توانہوں نے (جواب میں) فرمایاہاں (ان کوروک دیا گیا تھا)۔

نوٹس:۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ آپ ﷺ نے تو عورتوں کو مساجد جانے کی اجازت دی ہے اور لوگوں کو اس بات سے روکا ہے کہ وہ ان کو مساجد جانے سے منع کریں تو پھر حضرتِ عائشہؓ نے آپ ﷺ کے فرامین کی مخالفت کیسے کردی اور یہ بات کیسے فرمائی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتِ عائشہؓ نے آپ ﷺ کے فرامین کی کوئی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ یہ بات تو حضرتِ عائشہؓ نے آپ ﷺ کے فرامین ہی سے اخذ کر کے فرمائی ہے کیونکہ آپ ﷺ کا وہ فرمان جس میں ''ليخرجنّ وهن تفلات'' کے الفاظ ہیں۔اور اسی طرح وہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے عورتوں کو خوشبو لگا کر مساجد جانے سے منع کیا ہے نیز یہ حدیث إن المرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا يعني زانية صاف صاف یہ بتا رہی ہے کہ اس زمانہ میں (یعنی حضرتِ عائشہؓ کے زمانہ میں) عورتوں کو مساجد نہیں جانا چاہئے کیونکہ مذکورہ بالا اشیاء کو حضرتِ عائشہؓ نے عام واکثر عورتوں میں موجود پایا تھا۔اس لئے آپ کو حضرتِ عائشہؓ کے اس فرمان ورائے پر کوئی اشکالِ مخالفتِ فرمانِ رسول ﷺ نہیں ہونا چاہئے۔

''كما منعه نساء بني إسرائيل'' بعض نسخوں میں اس کی بجائے كما منعت نساء بنى إسرائيل ہے۔اور ہمارے سامنے موجودہ نسخہ میں جو كما منعه ہے اسمیں جو ضمیرِ منصوب ہے اس کا مرجع ہے المسجد۔۔۔۔اَب رہا یہ مسئلہ کہ بنواسرائیل کی عورتوں کے لئے سِرے ہی سے مساجد جانا منع تھا یا بعد میں روکا گیا تھا تو اس سلسلہ میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے دونوں ہی باتیں لکھی ہیں یعنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی شریعت میں اصلاً اور شروع ہی سے عورتوں کیلئے مساجد میں جانے کی ممانعت ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شروع میں تو اجازت ہو اور بعد میں جب انہوں نے تزین وتحسن اور دواعیِ فتنہ کو اختیار کر کے مساجد جانا شروع کر دیا ہو تو ان کو مساجد جانے سے روکا گیا ہو۔نیز لکھا ہے کہ یہ دوسری والی بات اقرب الی الصحت اور راجح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کی تائید مصنفِ عبدالرزاق کی

اس روایت سے بھی ہوتی ہے "**عن عائشةؓ قالت کن نساء بني إسرائيل يتخذن أرجلا من خشب يتشرفن للرجال في المساجد فحرم الله عليهن المساجد و سُلّطت عليهن الحيضة**"۔

"**قال يحيٰ قلت لعمرة الخ**" اس جملہ کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ بات یعنی بنو اسرائیل کی عورتوں کو مساجد سے روکا جانا تو حضرتِ عائشہؓ کی روایت میں صراحۃً موجود تھا پھر یحیٰ نے بے فائدہ حضرتِ عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن سے یہ سوال کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب کبھی کبھی سوال مزید تحقیق و تسلّی کے لئے بھی کیا جاتا ہے اور اُس سوال کو بے فائدہ اور بلا وجہ نہیں کہا جاتا اور حضرتِ یحیٰ نے بھی یہ سوال اسی غرض سے کیا تھا اس لئے آپ کو بلا وجہ اور بے فائدہ سوال کرنے کا اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

اس حدیث کی تشریح میں صاحبِ المنہل نے بحوالہ عینیؒ نقل کیا ہے کہ حضرتِ عائشہؓ کے اس قول اور آپ ﷺ کی وفات کے درمیان بہت تھوڑا سا وقفہ ہے اور حضرتِ عائشہؓ کے زمانہ کی عورتوں نے جو تطیب و تزین اور نئے نئے انداز اختیار کئے تھے وہ تو ہمارے زمانہ کی عورتوں کے اختیار کردہ افعال کے مقابلہ میں عشرِ عشیر کی حیثیت رکھتے تھے اور جب وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کے لئے ایسا فرما رہی ہیں تو ہمارے زمانہ کی عورتوں کے لئے تو پتہ نہیں کیا فرماتیں شاید ان کو تو حیاۃ و زیست کے حق سے بھی محروم کرنے کی رائے دیتیں۔۔۔ کیونکہ ہمارے زمانہ کی عورتوں کا حال تو یہ ہے کہ سروں کے بال **کأسنمة البخت** ہیں۔ بازار میں عمدہ عمدہ خوشبوئیں لگا کر۔ بھڑ کیلے کپڑے پہن کر، چہرے کھول کر اتراتی ہوئیں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہوئی جاتی ہیں، دریائے نیل وغیرہ میں مردوں کے ساتھ خلط ملط ہو کر کشتیوں میں بیٹھ کر سیر و تفریح کرتی ہیں اور بعض تو اس دوران بڑی طرب آمیز آوازوں میں گانے بھی گاتی ہیں اور اس کے علاوہ بغیر ذکر کئے ہی سمجھ لیا جائے کہ آج کل عورتیں کیا کیا کرتی ہیں۔

اورصاحبِ المنہل ہی نے بحوالۂ حافظؒ اس حدیث کی تشریح میں کچھ یوں بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے حضرتِ عائشہؓ کے اس قول کومدِّ نظر رکھتے ہوئے اوراس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ عورتوں کو مطلقاً مساجد نہیں جانے دینا چاہیۓ اوران کے لئے مساجد میں جا کرنماز پڑھنا ممنوع ہے۔مگر ہمیں اس میں اشکال ونظر ہے کیونکہ حضرتِ عائشہؓ کے کلام سے اگر چہ اشارہ تو یہی مل رہا ہے کہ وہ عورتوں کومساجد جانے سے روکنے کی رائے دینا چاہتیں اورروکنا چاہتی تھیں لیکن روکا نہیں اسلئے اس حدیث سے یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔اور پھر اللہ تعالیٰ کے علم میں تو وہ سب کچھ تھا جو عورتوں میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد وجود پذیر ہونے والا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ وحی کیوں نہیں کی کہ آپ ﷺ عورتوں کیلئے مساجد جانے کی ممانعت کا حکم صادر فرمادیں۔اوراگر یہ مان بھی لیا جائے کہ عورتوں کی یہ خرافات عورتوں کومساجد سے روکنے کی دلیل ہیں اوراسکا اشارہ آپ ﷺ کی احادیث سے ملتا ہے تو زیادہ سے زیادہ صرف اُن عورتوں ہی کومساجد جانے سے روکا جا سکتا اورممانعت کی جاسکتی ہے جوان خرافات کی مرتکب ہوں نہ کہ مطلقاً تمام عورتوں کو۔اسلئے عورتوں کومساجد جانے سے روکنے کا حکم دینے اور فیصلہ کرنے کی بجائے انکوتطیب وتزین اوراِن خرافات سے روکنےاور باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیۓ اوراس کیلئے ہر ممکن شکل کواختیار کرنا چاہیۓ تاکہ ان خرافات کا وجودکم سے کم ہو اور یہ صنف بھی مساجد جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اجر وثواب حاصل کرتی رہے اور فرامینِ رسول ﷺ پر "وهن تفلات" جیسی شرطوں کے ساتھ عمل درآمد ہوتا رہے.(واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (٥٦٩)

١۔القعنبيّ:۔یہ عبداللّٰہ بن مسلمة بن قعنب القعنبيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١)۔

٢۔مالک:۔یہ مشہور امامِ فقہ مالک بن أنس الأصبحيّ الحميريّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١٢)۔

۳۔يحيٰ بن سعيد :۔ يہ يحيٰ بن سعيد بن قيس بن عمرو بن سهل بن ثعلبة الأنصاريّ النجاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۲)۔

۴۔عمرة بنت عبدالرحمٰن :۔ يہ عمرة بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارة الأنصارية المدنية ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۸۱)۔

۵۔عائشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۸)اور(۳۳).

الحديث/ ۵۷۰-حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((صَلاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهَا فِي بَيْتِهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۷۰ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ مثنّٰیؒ نے یہ کہ عمرو بن عاصم نے اُن سے بیان کیا یہ کہتے ہوئے کہ ہم سے ہمام نے قتادہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا(قتادہ)نے مورّق سے روایت کیا انہوں نے ابوالاحوص سے انہوں نے حضرتِ عبداللہ(بن مسعودؓ) سے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا (ہے) عورت کی نماز اپنی کوٹھری میں افضل ہے اس کی نماز سے اپنے (گھر کے) صحن میں (یعنی عورت جس نماز کو اپنے رہنے اور سونے کی جگہ میں پڑھے گی اس کا ثواب اس نماز سے بہت زیادہ ہوگا جس کو وہ گھر کے صحن و آنگن میں یا برامدے میں پڑھے گی) نیز (اس سے بھی بڑھ کر) اس کی (وہ) نماز (جس کو وہ) اپنے مخدع (یعنی اُس داخلی کوٹھری اور چورخانہ) میں (پڑھے گی جس میں قیمتی اشیاء وغیرہ رکھی اور محفوظ کی جاتی

ہیں) اس کی (اس) نماز سے افضل وبہتر (یعنی زیادہ اجر وثواب والی) ہوگی جس کو وہ اپنے کمرے (یعنی مسکن ورہائش وبیڈروم) میں پڑھے گی۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف میں جو ''في بيتها'' ہے اس میں بیت سے مراد مسکن وماوی یعنی بیڈروم ورہائش گاہ ہے نہ کہ مطلق گھر وحویلی۔اور آگے جو ''في حجرتها'' میں لفظِ حجرة ہے اُس سے گھر کا صحن مراد ہے کیونکہ ابنِ ملک نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جس کی طرف کمروں کے دروازے کھولے جائیں اَب ظاہر ہے وہ صحن ہوگا یا برامدہ ودالان وغیرہ اور حقیقت میں برامدہ، دالان اور آنگن بھی گھر کا صحن ہی کہلاتے ہیں اَب ظاہر ہے صحن کے مقابلے کمرہ میں زیادہ چھپاؤ اور پردہ ہوتا ہے اور عورت کے لئے ستر وچھپاؤ بہت اہم شے ہے اس لئے اس کا کمرہ کے اندر نماز پڑھنا زیادہ افضل وبہتر ہوگا بمقابلے آنگن وصحن اور برامدے میں نماز پڑھنے کے۔اور آگے جو ''في مخدعها'' میں لفظِ مخدع ہے اس میں دال تو مفتوح ہی ہے لیکن میم کے اندر مضموم ومفتوح اور مکسور تینوں لغتیں ہیں اور اس کے معنی شراح حضرات نے لکھے ہیں ''بڑے گھر کے اندر کی ایک چھوٹی سی کوٹھری جس میں قیمتی اشیاء کو محفوظ کیا جائے اور رکھا جائے جس کو اردو میں چورخانہ بھی کہا جاتا ہے'' اصل میں یہ یعنی مخدع ماخوذ ہے أخدعت الشيئ سے جس کے معنی ہوتے ہیں أخفيته یعنی میں نے اس کو چھپایا لہٰذا مخدع کے معنی ہوں گے چھپائی ہوئی شے، چھپانا یا چھپانے کی جگہ اور ظاہر ہے اسی کو چورخانہ بھی کہتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ شرعاً عورتوں کے لئے تستر وتحجب اور حجاب وپردہ کی بہت اہمیت ہے اس لئے جو مکان بھی زیادہ ستر وحجاب والا ہوگا اسی میں عورت کا نماز پڑھنا بہتر وافضل ہوگا بمقابلے اُس مکان کے جس میں اس سے کم حجاب وستر اور پردہ ہوگا۔۔۔چنانچہ اسی کی وضاحت وتائید ہورہی ہے اس روایت سے بھی۔

(ا)رواه أحمد وابن حبّان عن أم حميد امرأة أبي حميد الساعديّ أنها جاءت إلى رسول اللّه ﷺ فقالت يا رسول الله ﷺ: إني أحب الصلاة معک قال قد علمت أنک تحبين الصلاة معي، وصلاتک في بيتک خير من صلاتک في حجرتک، وصلاتک في حجرتک خير من صلاتک في دارک، وصلاتک في دارک خير من صلاتک في مسجد قومک وصلاتک في مسجد قومک خير من صلاتک في مسجدي ـ فأمرت فبني لها مسجد في أقصي شيئ من بيتها وأظلمه وكانت تصلي فيه حتى لقيت اللّه عز وجل۔

ورواه ابن خزيمة ايضاً وبوّب عليه فقال: باب اختيار المرأة الصلاة في حجرتها على صلاتها في دارها وصلاتها في مسجد قومها على صلاتها في مسجد النبيّ ﷺ ـ وقال وماورد من قول النبيّ ﷺ "صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد" هو محمول على صلاة الرجال دون النساء۔

بہرحال اس حدیث شریف سے ایک تو عورتوں کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کریں، دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ عورتوں کی نماز کی افضلیت مختلف ہوتی رہتی ہے جیسے جیسے نماز پڑھنے کے مکانات ومقامات ستر وحجاب اور پردے کے لحاظ سے مختلف ومتافات ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا مساجد میں نماز پڑھنے سے بہتر وافضل ہے حتی کہ مسجدِ نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے سے بھی۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۰)

ا۔ابن المثنّٰی:۔ یہ محمد بن المثنّٰی العنزيّ أبوموسٰی البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔عمرو بن عاصم :۔یہ عمرو بن عاصم بن عبيدالله بن الوازع الكلابيّ القيسيّ أبوعثمان البصريّ الحافظ ہیں۔ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ابنِ سعد نے ان کو صالح الحدیث کہا۔نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس به کہا ہے اور ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کے بارے میں صدوق في حفظه شيئ لکھا ہے نیز نویں طبقہ کے صغار راویوں میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۱۳ھ میں لکھی ہے۔

۳۔همام:۔یہ همام بن يحيٰ بن دينار العوذيّ أبو بكر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۴۔قتادة:۔یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسيّ أبو الخطاب البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٦)۔

۵۔مُوَرِّق:۔یہ مُوَرِّق بن مُشَمْرِج بن عبدالله العجليّ أبو المعتمر البصريّ ہیں۔عجلی نے ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے۔ابن حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے نیز کہا ہے کہ یہ بڑے عبادت گزار لوگوں میں سے تھے۔ابنِ سعد نے بھی ان کو ثقہ عابد لکھا ہے اور ابنِ معین نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔حافظؒ نے ان کو ثقہ عابد لکھ کر کبارِ ثالثہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۰۰ھ کے بعد بتائی ہے۔اور صاحبِ المنہل نے ان کی وفات ۱۰۵ھ یا ۱۰۸ھ میں بہ صراحت لکھی ہے۔

٦۔أبو الأحوص:۔یہ أبو الأحوص عوف بن مالک بن نَضْلة الجشميّ الكوفيّ ہیں۔اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز لکھا ہے "قتل في ولاية الحجاج على العراق"۔

۷۔عبداللهؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن مسعود بن غافل بن حبيب أبو عبدالرحمٰن الهذليّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث/ ٥٧١ -حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثنا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ. قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَهٰذَا أَصَحُّ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٧١ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابومعمر نے انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا (ایوب نے روایت کیا) نافع سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (تھا) اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لئے چھوڑ دیتے (تو بہتر ہوتا۔یعنی اگر ہم اس دروازے کو صرف عورتوں کے داخلے کے لئے مخصوص کردیتے اور اِس دروازے سے صرف عورتیں مسجد میں داخل ہوا کرتیں اور مرد اس دروازے سے بالکل نہ آتے تو بہت اچھا ہوتا۔ واضح رہے کہ مسجدِ نبوی ﷺ کا یہ وہی دروازہ ہے جس کا نام آج باب النساء ہے۔بہرحال آگے حضرتِ) نافع کا یہ بیان بھی ہے کہ پھر (یعنی آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد) وفات تک ابنِ عمرؓ اس (دروازہ) سے (مسجدِ نبوی ﷺ میں کبھی بھی) داخل نہیں ہوئے۔

اور امام ابوداؤدؒ نے فرمایا ہے کہ اس (یعنی مذکورہ بالا حدیث نمبر(۵۷۱)) کو اسماعیل بن ابراہیم نے بھی (عبدالوارث ہی کی طرح) عن أيوب عن نافع کے طریق سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے (اپنی روایت میں) قال عمر کہا ہے۔اور یہی زیادہ صحیح ہے (صاحبِ بذل نے اس قال ابوداؤد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کو ایوب

سے دولوگوں یعنی عبدالوارث اور اسماعیل بن ابراہیم نے روایت کیا ہے لیکن ان دونوں کی روایت میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی تفصیل یہ ہے کہ عبدالوارث نے تو اس روایت کو عن ابن عمر موصولاً اور مرفوعاً روایت کیا ہے اور اسماعیل نے غیر مرفوع اور موقوف روایت کیا ہے یعنی حضرتِ عمرؓ کا قول کہکر بیان کیا ہے نیز ابنِ عمر کا ذکر ہی نہیں کیا ہے یعنی **عن نافع عن عمر قال قال عمر**ؓ کہکر بیان کیا ہے اور یہ تو معلوم ہے ہی کہ نافع کا سماع حضرتِ عمرؓ سے نہیں ہے اس لئے اسماعیل کی روایت منقطع ہوگی۔ اور پھر ابوداؤدؒ فرمارہے ہیں کہ یہی یعنی اسماعیل کی موقوف روایت عبدالوارث کی مرفوع روایت سے زیادہ صحیح ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد صاحبِ بذل نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں یہ بھی ہے **قال أبو داؤد وحديث ابن عمر وهمٌ من عبدالوارث أي رفعه وهم منه** یعنی اسماعیل والی روایت اصح اور عبدالوارث والی مرفوع روایت غیر اصح ہی نہیں بلکہ وہم وغلط ہے یعنی اس کا مرفوع ہونا، اور صحیح اس روایت کا موقوف ہونا ہی ہے۔ آگے صاحبِ بذل لکھتے ہیں کہ مصنف کے اس دعوائے وہم پر مجھے کوئی دلیل نہ مل سکی کیونکہ دونوں راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث اسی سند اور متن کے ساتھ ایک جگہ پہلے یعنی **باب اعتزال النساء في المساجد عن الرجال** میں بھی گذر چکی ہے اور وہاں پر مصنفؒ نے اس طرح کی کوئی بات یعنی وہم والی بات نہیں کہی ہے)۔

نوٹس: ۔ صاحبِ المنہل نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ بعینہ یہی حدیث **باب في اعتزال النساء في المساجد عن الرجال** میں پیچھے گذر چکی ہے (یعنی حدیث نمبر (۴۶۳) پر) اور وہاں پر اس کی مکمل ومفصل شرح لکھ دی گئی ہے ملاحظہ کر لی جائے۔۔۔۔ ہاں یہاں پر اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ مصنفؒ جو اس کو یہاں مکرر لائے ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مستقل ایک دروازہ کو مخصوص کرنا اس طرف بھی اشارہ کر رہا ہے کہ ان کو مساجد میں نماز پڑھنے جانے کے لئے اپنے گھروں سے نہیں نکلنا چاہئے اور یہ باب ہے **باب التشديد في خروج النساء إلى المساجد**

اس لئے اس حدیث کا تعلق اس باب سے بھی اچھا خاصا ہے لہٰذا مصنف ؒ نے اس حدیث کا تکرار اس باب میں بھی کردیا۔(والله تعالیٰ أعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۱)

۱۔أبو معمر:۔یہ عبدالله بن عمرو بن أبي الحجاج أبو معمر التميميّ المِنْقَريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۲۔عبدالوارث:۔یہ عبدالوارث بن سعيد بن ذكوان التميميّ العنبريّ أبوعبيدة التنوريّ البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔أيوب:۔یہ أيوب بن أبي تميمة كيسان السختيانيّ أبوبكر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔نافع:۔یہ نافع أبو عبدالله المدنيّ مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۵۔ابن عمرؓ:۔آپؓ کثیر الروایہ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۶۔أبو داؤد:۔یہ مصنفِ کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۷۔إسماعيل بن إبراهيم:۔یہ إسماعيل بن إبراهيم المعروف بابن علية ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۸۔عمرؓ:۔آپؓ أمير المؤمنين عمر بن الخطاب القرشيّ أبوحفص العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

(٥٥) بَابُ السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ

(٥٥) نماز کے واسطے دوڑنے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جماعت میں جلدی سے شامل ہونے کے لئے ایسا دوڑ کر چلنا جس سے نمازی کا دل منتشر ہوجائے اور اس کا اطمینان وسکون جاتا رہے کیا جائز ہے یا نہیں؟)

الحديث/ ٥٧٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ((وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا)) وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحْدَهُ ((فَاقْضُوا)) وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ((فَأَتِمُّوا)) وَابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا ((فَأَتِمُّوا)).

*ترجمہ حدیث **نمبر / ٥٧٢**:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح نے انہوں نے کہا ہم سے عنبسہ نے بیان کیا یہ کہکر کہ مجھے خبر دی یونس نے انہوں نے روایت کیا*

ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھے خبر دی سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ کہ حضرتِ ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کھڑا کر دیا جائے نماز کو (یعنی تکبیر ہو جائے) تو مت آؤ تم اس میں (یعنی نماز میں شامل ہونے کے لئے) دوڑتے ہوئے (یعنی چاہے تمہیں نماز فوت ہونے کا خوف ہو پھر بھی نماز کو پانے کے لئے دوڑتے ہوئے مت آؤ) بلکہ آؤ تم اس میں (یعنی نماز میں شامل ہونے کے لئے اطمینان وسکون کے ساتھ) چلتے ہوئے اور (نماز کے لئے آنے کے دوران لازم رکھو تم) اپنے اوپر سکینت (یعنی اطمینان وسکون اور خشوع وخضوع) کو پھر جو (نماز) تم (امام کے ساتھ) پالو اس کو (امام کے ساتھ) پڑھ لو اور جو (نماز) تم سے فوت ہو جائے (اس کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پورا کرلو۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور ایسے ہی کہا ہے زبیدی، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد، معمر اور شعیب بن ابی حمزہ نے بھی زہری سے روایت کرتے ہوئے "وما فاتکم فأتموا" (یعنی جس طرح یونس نے ابنِ شہاب زہری سے اس روایت کو نقل کیا ہے ویسے ہی زبیدی وغیرہ نے بھی زہری سے نقل کیا ہے نیز جیسے یونس نے اپنی روایت میں "وما فاتکم فأتموا" کے الفاظ نقل کئے ہیں ویسے ہی زبیدی وغیرہ نے بھی اپنی روایتوں میں یہی "وما فأتکم فأتموا" کے الفاظ نقل کئے ہیں) اور صرف ابن عیینہ نے (اس روایت کو) زہری سے نقل کرتے ہوئے (فأتموا کی بجائے) فاقضوا کہا ہے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے جو یہ تفصیل ذکر کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس روایت کو زہری سے ان کے بہت سے شاگردوں نے نقل کیا ہے جن میں سے سوائے ابن عیینہ کے سب نے لفظِ فأتموا نقل کیا ہے اور صرف ابنِ عیینہ نے اس کی بجائے لفظِ فاقضُوا ذکر کیا اور نقل کیا ہے۔ اس ساری تفصیل سے مصنفؒ کی غرض یہ بیان کرنا ہے کہ فاقضوا والی روایت کے مقابلے میں فأتموا والی روایت اقوی واصح ہے کیونکہ فاقضوا والی روایت صرف ابنِ عیینہ نے نقل کی ہے اور فأتموا والی روایت اِن کے علاوہ زہری کے

تمام شاگردوں نے نقل کی ہے)۔

(اپنی اسی مذکورہ بالا بات اور استدلال کو مضبوط کرنے کیلئے امام ابوداؤدؒ مزید فرماتے ہیں کہ)

اور کہا ہے محمد بن عمرو نے عن أبي سلمة عن أبي هريرة کے طریق سے اور جعفر بن ربیعہ نے عن الأعرج عن أبي هريرة کے طریق سے (اس روایت کو نقل کرتے ہوئے) "فأتموا"، اور ابنِ مسعودؓ، ابوقتادہؓ اور انسؓ سب نے (اس روایت کو) نبیِ کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے "فأتموا" ہی کہا ہے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے قال محمد بن عمرو الخ کے الفاظ و تعلیقات سے زہری کے ابنِ عیینہ کے علاوہ اکثر تلامذہ کی نقل کردہ روایت جس میں فأتموا منقول ہے اسکی تقویت و مضبوطی کو بیان کیا ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس روایت کو جسطرح ابنِ شہاب نے ابوسلمہ سے نقل کیا ہے ایسے ہی ابوسلمہ سے محمد بن عمرو نے بھی نقل کیا ہے اور انہوں نے بھی اپنی روایت میں فأتموا ہی نقل کیا ہے۔ نیز حضرتِ ابوہریرہ کی اس روایت کو ابنِ شہاب اور محمد بن عمرو کے علاوہ جعفر بن ربیعہ نے بھی عن الأعرج عن أبي هريرة کے طریق سے نقل کیا ہے اور انہوں نے بھی اپنی روایت میں لفظِ فأتموا ہی نقل کیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ابنِ عیینہ کی فاقضوا والی روایت کے مقابلے میں زہری کے دیگر شاگردوں کی لفظِ فأتموا والی روایت ہی اقویٰ و مضبوط ہے۔ نیز اسکی ایک دلیل و وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کو حضرتِ ابوہریرہؓ کے علاوہ حضرتِ ابنِ مسعودؓ، ابوقتادہؓ اور حضرتِ انسؓ نے بھی نبیِ کریم ﷺ سے نقل کیا ہے اور اِن سب نے بھی اپنی روایت میں لفظِ فأتموا ہی نقل کیا ہے نہ کہ لفظِ "فاقضوا")۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کے تحت علمائے کرام و شراح حضرات نے بڑی تفصیلی بحث کی ہے جسکے لئے مطولات ہی کا مطالعہ بہتر ہے تاہم یہاں پر بھی مندرجہ ذیل چند باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

"إذا أقيمت الخ" بخاری شریف کی ایک روایت میں اس کی بجائے إذا سمعتم الإقامة

ہے اور ایک میں إذا أتیتم الصلاۃ ہے اور مسلم شریف کی روایت میں إذا ثوب بالصلاۃ ہے، بہر حال یہ جو قید ہے یہ احتراز کے لئے نہیں ہے بلکہ قیدِ اتفاقی ہے۔ اور یہ إسراع في الإتیان یعنی نماز کے لئے دوڑ کر آنا اور دوڑ کر چلنا مطلقاً ممنوع ومنہی عنہ ہے یعنی اقامت کے وقت بھی اور اس سے پہلے بھی اَب رہ جاتی ہے یہ بات کہ پھر اس قید کا ذکر ہی کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اقامت کے وقت دوڑ کر آنے کے جواز کا وہم ہوسکتا تھا کیونکہ امام کے ساتھ شروع نماز سے شامل ہونے کی بہت بڑی فضیلت ہے اس لئے اس قید کا ذکر کر دیا گیا اور اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ جب اس وقت بھی إسراع في المشي و الإتیان یعنی دوڑ کر آنا جائز نہیں ہے تو اس کے علاوہ یعنی اقامت سے پہلے یا اقامت کے بعد تو بطریقِ اولی جائز نہ ہوگا۔۔ اور بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ قید احترازی ہے یعنی یہ عدمِ جواز صرف اقامت کے وقت کے لئے ہے نہ کہ اس سے پہلے کے لئے کیونکہ اس ممانعت اور عدمِ جواز کی وجہ ہے خشوع وخضوع کا فقدان اور یہ صرف اقامت کے وقت اسراع کرنے اور دوڑ کر آنے میں ہی ہوتا ہے نہ کہ اس سے پہلے اسراع کرنے اور دوڑ کر آنے میں۔

"وأتوها تمشون" یعنی آؤ تم نماز کے لئے اطمینان وسکون کے ساتھ۔ صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس جملہ کو دیکھ کر اگر کوئی کہنے لگے کہ یہ تو تکرارِ محض ہے اور بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے لا تأکل لحم الفرس ولکن کُلْ لحم الحیوان اور یہ کلام ضعیف ہے لہٰذا آپ ﷺ کا کلام بھی ضعف کو شامل ہے جبکہ آپ ﷺ کا کلام ضعیف ہو نہیں سکتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب لا تأکل لحم الفرس ولکن کُلْ لحم الحیوان بھی کلامِ ضعیف نہیں ہے کیونکہ لحمِ حیوان سے فرس کے علاوہ کسی اور حیوان کا لحم مراد ہے ایسے ہی آپ ﷺ کا یہ جملہ بھی تکرارِ محض اور کلامِ ضعیف نہیں ہے۔ اور اگر آپ کے پیش کردہ جملہ کو کلامِ ضعیف مان بھی لیا جائے تو سنئے آپ کا آپ ﷺ کے کلام کو اِس

کلام پر محمول وقیاس کرنا غلط ہے کیونکہ آگے **وعلیکم السکینة** کی قید بھی حدیث میں مذکور ہے یعنی خالی چل کر آنے کی بات کہی جاتی تو تمہارا اشکال وقیاس صحیح تھا لیکن یہاں تو اطمینان وسکون اور وقار کے ساتھ چل کر آنے کی بات کہی گئی ہے جو یقیناً **فلا تأتوها تسعون** میں مذکور نہیں تھی لہٰذا یہ نہ کلامِ ضعیف ہے اور نہ ہی تکرارِ محض وبے فائدہ۔

''**وعلیکم السکینة**'' اس میں جو لفظِ **السکینة** ہے اس کو مفعول بہ ہونے کی بناء پر منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں أي **الزموا السکینة** اور مبتداء ہونے کی بناء پر مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس سے یعنی **السکینة** سے مراد ہے قلب کا سکون وحضور اور خشوع وخضوع اور صاحبِ قلب کا راستہ میں چلتے اور نماز کے لئے آتے ہوئے نامناسب ہیئات وسکنات سے پرہیز کرتے ہوئے آنا۔

''**فما أدرکتم الخ**'' اس میں جو فآء ہے یہ جزائیہ ہے اور اس کا مابعد جزاء ہے شرطِ محذوف کی اور تقدیری عبارت اس طرح ہے أي **إذا بُینت لکم ماھو أولٰی لکم أو أي إذا فعلتم ما أمرتکم به من السکینة وترک الإسراع فما أدرکتم فصلوا**۔ واضح رہے کہ جمہور علماء نے حدیث شریف کے اس جملے اور اندازِ مطلقانہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے پہلے جس مقتدی کو نماز کا کوئی جزء بھی مل جائے گا تو اس کو جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کی جو ستائیس درجہ فضیلت ہے وہ حاصل ہو جائے گی اگرچہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہونے والے مقتدی کے جو درجات ہوں گے وہ اس کے مقابلے میں زیادہ اکمل واعلیٰ ہوں گے۔

''**وقال ابن عیینة الخ**'' صاحبِ بذلؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ مصنفؒ نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث کے اندر زہری کے صرف ایک شاگرد ابن عیینہ نے لفظِ **فأتموا** کی بجائے لفظِ **فاقضوا** ذکر کیا ہے یہ غیر صحیح اور غیر مسلّم ہے کیونکہ اس روایت کی تخریج امام طحاویؒ نے بھی اپنی سند سے کی ہے اور اس میں زہری کے شاگرد ابن الہاد مذکور ہیں اور انہوں نے یعنی ابن الہاد نے بھی لفظِ **فأتموا** کی

بجائے لفظِ فاقضوا ذکر کیا ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں معلوم ہورہی ہیں (۱) نماز کے لئے آنے میں دوڑنا اور جلدی کرنا ممنوع و ناجائز ہے (۲) نماز کے لئے آتے وقت انسان کو اطمینان و وقار اور سکون کے ساتھ چلنا اور آنا چاہئے (۳) امام کے ساتھ اگر کسی کو نماز کا کوئی جزء و حصہ بھی مل جائے گا تو اس کو جماعت کی فضیلت اور ثواب حاصل ہو جائیگا (۴) مقتدی امام کو جس حال میں بھی پائے اسی حال میں اس کے ساتھ شاملِ نماز ہو جانا چاہئے (۵) مسبوق مقتدی امام کے ساتھ جو نماز پڑھے گا وہ اس کی اول اور شروع نماز ہوگی یعنی پہلی رکعت یا پہلی، دوسری۔ یا پہلی، دوسری اور تیسری رکعت ہوگی (واضح رہے کہ احناف کے یہاں اس شکل میں امام کے ساتھ پڑھی جانے والی مسبوق کی آخری نماز ہوگی یعنی جو پڑھی ہے وہی ہوگی اور سلام کے بعد اولِ صلاۃ کو ادا اور پوری کرے گا)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۲)

۱۔أحمد بن صالح :۔ یہ **أحمد بن صالح أبو جعفر المصريّ المعروف بابن الطبريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔عنبسة :۔ یہ **عنبسة بن خالد بن يزيد الأيليّ الأمويّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۳۷).

۳۔يونس :۔ یہ **يونس بن يزيد بن أبي النجار الأيليّ أبو يزيد مولى معاوية بن أبي سفيان** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۹)۔

۴۔:۔ابن شهاب :۔ یہ **محمد بن مسلم -ابن شهاب- الزهريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔سعيد بن المسيَّب :۔یہ سعيد بن المسيَّب بن حزن بن أبي وهب القرشيّ المخزوميّ الإمام ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۷۶)۔

۶۔أبو سلَمة:۔یہ أبو سلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشيّ الزهريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

۷۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبو هريرة عبدالرحمٰن بن صخر الدوسيّ اليمانيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸)اور(۲۵)۔

۸۔أبو داؤدؒ:۔یہ صاحبِ سنن الإمام المصنف سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)۔

۹۔الزبيديّ:۔یہ محمد بن الوليد بن عامر الزُبيديّ أبو الهذيل الحمصيّ القاضي ہیں۔ابنِ سعد نے ان کو ثقہ راوی اور شام کے مفتی ومحدثین میں سب سے بڑا عالم(أعلم) لکھا ہے۔خلیلی نے ثقہ حجہ بتایا ہے،ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فقہائے دین اور حفاظِ متقنین میں سے ہیں،عجلی،ابوزرعہ،نسائی اور ابنِ معین نے بھی ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ،ثبت اور زہری کے کبار تلامذہ واصحاب میں سے لکھا ہے نیز ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۴۶ھ یا ۱۴۷ھ یا ۱۴۹ھ میں لکھی ہے،اور صاحبِ المنہل نے ان کی وفات ۱۸۶ھ یا ۱۸۷ھ میں نقل کی ہے۔

۱۰۔ابن أبي ذئب :۔یہ محمد بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن أبي ذئب القرشيّ العامريّ أبو الحارث المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۹۵)اور(۱۴۱)۔

۱۱۔إبراهيم بن سعد :۔یہ إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبدالرحمٰن بن

عوف الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۸)۔

۱۲۔معمر:۔یہ معمر بن راشد الأزديّ أبوعروة البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۲۷).

۱۳۔شعيب بن أبي حمزة:۔یہ شعيب بن أبي حمزة الأمويّ أبوبشر الحمصيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۹۲)۔

۱۴۔الزهريّ:۔یہ محمد بن مسلم-ابن شهاب- الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۹).

۱۵۔ابن عيينة:۔یہ سفيان بن عيينة بن أبي عمران ميمون الهلاليّ أبومحمد الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۹)۔

۱۶۔محمد بن عمرو:۔یہ محمد بن عمرو بن علقمة الليثيّ أبوعبدالله المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

۱۷۔أبوسلَمة:۔یہ أبوسلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشيّ الزهريّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

۱۸۔أبوهريرةؓ:۔آپؓ کثیر الروایہ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبوهريرة عبدالرحمٰن بن صخر الدوسيّ اليمانيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸)اور(۲۵)۔

۱۹۔جعفر بن ربيعة:۔یہ جعفر بن ربيعة بن شرحبيل بن حَسَنة الكنديّ أبوشرحبيل المصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۷۹)۔

۲۰۔الأعرج:۔یہ عبدالرحمٰن بن هرمز (أو بن كيسان) أبوداوٗد المدنيّ مولٰى ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۶)۔

۲۱۔ابن مسعودؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن مسعود بن غافل

بن حبيب أبو عبدالرحمٰن الهذليؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۹)۔

۲۲۔أبو قتادةؓ:۔آپؓ الحارث بن ربعيّ السلميّ أبوقتادة الأنصاريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۳۱)۔

۲۳۔أنسؓ:۔آپؓ رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص حضرتِ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبوحمزة الخزرجيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴)اور(۱۹)۔

الحديث/٥٧٣-حَدَّثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((ائْتُوْ الصَّلَاةَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَصَلُّوْا مَا أَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوْا مَا سَبَقَكُمْ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ وَكَذَا قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ((وَلْيَقْضِ))، وَكَذَا قَالَ أَبُوْرَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ،وَأَبُوْذَرٍّ رُوِيَ عَنْهُ ((فَأَتِمُّوْا وَاقْضُوْا)) وَاخْتُلِفَ فِيْهِ عَنْهُ.

ترجمہ حدیث نمبر/٥٧٣:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوالولید طیالسی نے یہ کہکر کہ ہم سے شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا (یہ کہ سعد بن ابراہیم نے) کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا انہوں نے ابو ہریرۃؓ سے نقل کیا انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا آؤ تم نماز میں (یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) اس حال میں کہ تم پر سکینت ہو (یعنی سکون و وقار کے ساتھ آؤ دوڑ کر اور تیز چل کر مت آؤ) اور پڑھ لو (امام کے ساتھ) جو (اور جتنی نماز اس کے ساتھ) پاؤ اور (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) قضاء کرلو (پڑھلو) اس (اور اتنی نماز) کو جو تم سے پہلے ہوجائے (یعنی جتنی نماز چھوٹ جائے اس کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد

منفرداً کھڑے ہوکراداکرلو)۔(واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس روایت کولاکراس طرف اشارہ کیا ہے کہ ابوسلمہ سے اس روایت کونقل کرنے والوں میں اختلاف ہے چنانچہ زہری اور محمد بن عمرو نے تواس روایت کوابوسلمہ سے لفظِ فأتموا کے ساتھ روایت کیا ہےلیکن سعد بن ابراہیم نے لفظِ فاقضوا کے ساتھ روایت کیا ہے۔صاحبِ المنہل نے اس کے بعد مزید لکھا ہے کہ سعد کی روایت کوبھی امام طحاویؒ نے لفظِ فأتموا کے ساتھ ہی نقل کیا ہےاَب رہ جاتی ہے یہ بات کہ پھرابوداؤ داورطحاویؒ کی روایت میں یہ تضاد کیوں ہے؟ تواس کیوں کا جواب دیتے ہوئے موصوف نے لکھا ہے کہ غالباً سعد نے اس روایت کوابوسلمہ سے دومرتبہ نقل کیا ہوگا ایک مرتبہ لفظِ فاقضوا کے ساتھ اوراس کوروایت کیا ہے ابوداؤ د نے اورایک مرتبہ لفظِ فأتموا کے ساتھ اوراس کولیااورروایت کیا ہے طحاوی نے)۔

فرمایاامام ابوداؤ دؒ نے اورایسے ہی ابنِ سیرین نے بھی حضرتِ ابوہریرۃؓ سے نقل کرتے ہوئے وَلْيَقْضِ ہی کہا ہے نیزایسے ہی ابورافع نے بھی حضرتِ ابوہریرۃؓ سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے(خلاصہ اس قال أبو داؤد کا یہ ہے کہ جس طرح ابوہریرۃؓ سے ابوسلمہ نے اس حدیث کولفظِ قضاء کے ساتھ روایت کیا ہے ویسے ہی محمد بن سیرین اورابورافع نے بھی حضرتِ ابوہریرۃؓ سے اس روایت کولفظِ قضاء کے ساتھ ہی روایت کیا ہے)۔(آگے ابوداؤ دفرماتے ہیں کہ) حضرتِ ابوذرؓ سے بھی روایت کیا گیا ہے(لفظِ)فأتموا(اورلفظِ)واقضوا کے ساتھ۔اوراختلاف کیا گیا ہے اس(لفظ) میں اُن سے (وأبوذر روى الخ کے الفاظ کی شرح کرتے ہوئے صاحبِ المنہل لکھتے ہیں کہ جس طرح حضرتِ ابوہریرۃؓ سے اس روایت کولفظِ فأتموا اورلفظِ فاقضوا دونوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے ویسے حضرتِ ابوذرجندب بن جنادۃؓ سے بھی ان دونوں ہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے یعنی ان کے بعض تلامذۂ واصحاب نے لفظِ فأتموا کے ساتھ روایت کیا ہے اوربعض نے لفظِ فاقضوا کے ساتھ نیز لکھا ہے کہ یہ مطلب اس شکل میں ہوگا جب رُوِیَ کوفعلِ ماضی مجہول پڑھیں۔ نیزبعض نسخوں میں

وروی عنہ بھی ہے یعنی واؤ حرفِ عطف کے ساتھ لہٰذا اس شکل میں ان الفاظ کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طریقہ سے ابورافع نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے اس روایت کو لفظِ فالیقض کے ساتھ روایت کیا ہے ویسے ہی حضرتِ ابوذرؓ نے بھی حضرتِ ابوہریرہؓ سے اس روایت کو لفظِ فلیقض کے ساتھ روایت کیا ہے اور پھر حضرتِ ابوذرؓ سے لفظِ فأتموا اور واقضوا دونوں روایت کئے گئے ہیں یعنی ان کے بعض اصحاب نے لفظِ فأتموا کے ساتھ روایت کیا اور بعض نے لفظِ فاقضوا کے ساتھ۔۔۔اور واختلف عنہ کا مطلب بتاتے ہوئے صاحبِ المنہل نے یہ عبارت لکھی ہے أي واختلف الرواۃ عن أبي ذر فبعضهم رواه عنه بلفظِ فأتموا۔وبعضهم بلفظِ فاقضوا۔واختلف فيما رواه أبو ذر عن أبي هريرة فمرة رواه عنه بلفظِ فاقضوا ومرة بلفظِ فأتموا۔۔۔۔خلاصۂ کلام یہ کہ ابوداؤدؒ نے یہ ساری تعلیقات لاکر فأتموا والی روایت کو قوی کیا اور ترجیح دی ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۳)

۱۔أبو الوليد الطيالسيّ:۔یہ هشام بن عبدالملک الباهليّ البصريّ أبو الوليد الطيالسيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳).

۳۔سعد بن إبراهيم:۔یہ سعد بن إبراهيم بن عبدالرحمٰن بن عوف أبو إسحاق الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۷)۔

۴۔أبو سلَمة:۔یہ أبو سلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشيّ الزهريّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۵۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ کثیر الروایہ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبو هريرة عبدالرحمٰن

بن صخر الدوسيّ اليمانيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸)اور(۲۵)۔

٦۔أبو داوٗدؒ:۔یہ سلیمان بن الأشعث الإمام أبو داوٗد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)۔

۷۔ابن سیرین:۔یہ مشہور امامِ وقت محمد بن سیرین الأنصاريّ أبوبکر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦۹)۔

۸۔أبو رافع:۔یہ نفیع بن رافع الصائغ أبو رافع المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۲۱٦).

۹۔أبو ذرؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ جندب بن جنادة أبو ذر الغفاريؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۳۲)۔

(٥٦)بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الْجَمْعِ فِيْ الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ

(۵۷) یہ باب ہے اُن احادیث کا جو ایک مسجد میں (ایک وقت میں) دومرتبہ جماعت (کے ساتھ نماز پڑھنے) کے بارے میں وارد ہوئی ہیں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ ایک مسجد میں مکرر جماعت کرنا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آیا جائز ہے یا نہیں)

الحديث/٥٧٤-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَحْدَهُ، فَقَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٧٤ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسی بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وہیب نے انہوں نے روایت کیا سلیمان اسود سے انہوں نے ابومتوکل سے انہوں نے حضرتِ ابوسعید خدریؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (یعنی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ غالباً ظہر کی نماز پڑھا کر فارغ ہو چکے تھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور تنہا نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا تو اس کو تنہا نماز پڑھتا دیکھ کر آپ ﷺ نے) فرمایا کہ کیا نہیں ہے کوئی شخص جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

نوٹس :۔ اس حدیث شریف اور اس میں مذکور تکرارِ جماعت کے سلسلہ میں علماء و شراح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطوّلات ہی کا مطالعہ بہتر ہے تاہم مندرجہ ذیل باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

اس حدیث شریف میں جو قصہ مذکور ہے مسندِ احمد کی روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ظہر کی نماز کا ہے لیکن صاحبِ شرح المنہاج نے یہ واقعہ عصر کی نماز کا بتایا ہے۔ نیز أبصر رجلاً میں جس رجل صحابیؓ کا ذکر ہے تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ ان کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

"ألا رجل يتصدق على هذا فيصلي معه" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ مسندِ احمد کی روایت میں "من يتصدق على ذا" کے الفاظ ہیں، ترمذی کی روایت میں "أيكم يتجر على هذا" کے اور دارقطنی کی روایت میں "من يتجر على هذا" کے بہرحال مطلب سب کا ایک ہی ہے یعنی ان لوگوں میں سے جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکے ہیں کوئی اس کے ساتھ یہ بھلائی کیوں نہیں کرتا کہ اس کی اقتداء کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھ لے تا کہ اس آدمی کو بھی جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے۔۔۔۔ اور اس جملے یعنی ألا رجل الخ کے تحت صاحبِ المنہل نے دو باتیں لکھی ہیں

(۱) اس میں أَلَا اداتِ عرض ہے اور یصلّی اسی أَلَا کا جواب ہونے کی بناء پر منصوب ہے یعنی جیسے ألا تنزل بنا فتصيب خيراً میں تصیبَ منصوب ہے ویسے ہی اس میں بھی فَيُصَلِّيَ منصوب ہے

(۲) اس میں ہمزہ استفہام کا ہے اور لَا بمعنی لیس ہے اور یصلی مرفوع ہے خبر یعنی یتصدق الخ پر عطف ہونے کی بناء پر۔ اور یہ جو آپ ﷺ نے اس عمل کو صدقہ قرار دیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کل معروف صدقة اور ظاہر ہے جس کی نماز چھوٹ گئی ہو اس کے ساتھ نماز پڑھ کر اس کے لئے جماعت کے ثواب کا سبب بننا بہت بڑی نیکی اور معروف ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو بھی صدقہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ مسندِ احمد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اور ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں یہ بھی صراحت ہے کہ اس شخص کے ساتھ نماز پڑھنے والے شخص حضرتِ ابوبکر صدیقؓ تھے۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف کے ظاہری الفاظ سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ جس مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جا چکی ہو اس میں دوسری جماعت (یا کہئے کہ کئی جماعتیں) کیجا سکتی ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جس آدمی نے منفرداً اور تنہا نماز پڑھی شروع کی ہو اگر کوئی اس کی اقتداء کرلے تو یہ صحیح ہے۔ اور اس حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے سلسلہ میں کتنی رافت وشفقت رکھتے اور ان کے لئے خیر و بھلائی کے کتنے خواہاں تھے۔ اور یہ حدیث تعاون علی الخیر کی بڑی واضح ترغیب بھی دے رہی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۴)

۱۔ موسیٰ بن إسماعيل:۔ یہ موسیٰ بن إسماعيل المنقريّ التبوذكيّ البصريّ ہیں دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

٢۔وهيب:۔ یہ **وهيب بن خالد بن عجلان الباهليّ أبوبكر البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

٣۔سليمان الأسود :۔ یہ **سليمان الأسود الناجيّ أبومحمد البصريّ** ہیں۔ انہوں نے صرف أبو المتوكل اور محمد بن سيرين سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف وہیب بن خالد، سعید بن ابی عروبہ، یزید بن زریع اور عبدالعزیز بن مختار نے۔ ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابنِ خلفون نے ابنِ مدینی وغیرہ سے بھی ان کی توثیق نقل کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٤۔أبو المتوكل:۔ یہ **أبو المتوكل علي بن داوٗد (أو دُؤاد) الناجيّ الساجيّ البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۰)۔

٥۔أبو سعيد الخدريؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **سعد بن مالك بن سِنان بن عبيد الأنصاريّ أبو سعيد الخدريؓ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

(٥٧) بَابٌ فِيْ مَنْ صَلّٰى فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ يُصَلِّيْ مَعَهُمْ

(۵۷) یہ باب ہے اُس شخص کے بارے میں جو (منفرداً) اپنے گھر میں نماز پڑھ لے (پھر مسجد میں جائے) تو پالے جماعت کو (تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ) وہ ان کے (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے) ساتھ بھی نماز پڑھ لے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگر کوئی شخص گھر سے نماز پڑھ کر مسجد پہونچے اور وہاں جماعت کھڑی ہو رہی ہو تو اس کو دوبارہ جماعت کے ساتھ بھی نماز پڑھ لینی چاہئے)۔

الحديث/ ٥٧٥ -حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى

بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ، ((أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، فَلَمَّا صَلّٰى إِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَدَعَا بِهِمَا، فَجِيْءَ بِهِمَا تَرْعُدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟ قَالَا، قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا فَقَالَ: لَا تَفْعَلُوْا، إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فِيْ رَحْلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَلْيُصَلِّ مَعَهُ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۷۵: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یعلیٰ بن عطاء نے انہوں نے روایت کیا جابر بن یزید بن اسود سے (جابر نے) اپنے والد (یزید بن اَسود) سے روایت کیا یہ کہ (ایک مرتبہ) انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اس حال میں کہ وہ نوجوان تھے (یعنی یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب یہ نوجوان تھے۔اور صاحبِ بذل نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ یہ نمازِ فجر کا واقعہ ہے اور ترمذی کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مسجدِ خیف کا ہے۔بہر حال یہ بیان کرتے ہیں کہ) پھر جب (آپ ﷺ) نماز پڑھ چکے (اور اپنی نماز سے فارغ ہو چکے) تو اچانک آپ ﷺ کو دیکھے دو آدمی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی (اور وہ) مسجد کے کونے میں (بیٹھے رہے تھے) تو (ان کو بیٹھا دیکھ کر آپ ﷺ نے) ان کو بُلوایا (آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی گئی) اور لایا گیا ان کو اس حال میں کہ ان کی پسلی کا گوشت پھڑک رہا تھا (یعنی یہ آپ ﷺ کی عظمت وہیبت اور خوف کی وجہ سے بہت ڈرے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہونچے) تو (آپ ﷺ نے ان دونوں لوگوں سے فرمایا کس چیز نے روکا تم کو ہمارے ساتھ (اس نماز کو) پڑھنے سے (جو ہم نے پڑھی ہے) ان دونوں (لوگوں نے آپ ﷺ کا جواب دیتے ہوئے) کہا کہ ہم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے تھے

(یعنی ہم اس نماز کو اپنے گھروں سے پڑھ کر آئے تھے اس لئے آپ ﷺ کے ساتھ جماعت کی نماز میں شامل نہیں ہوئے۔ان لوگوں کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے) فرمایا ایسامت کیا کرو (یعنی اگر گھر سے نماز پڑھ کر آیا کرو اور امام کو مسجد میں نماز پڑھاتا دیکھا کرو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے کو مت چھوڑا کرو بلکہ یاد رکھو) جب (بھی) تم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ چکے (پھر مسجد میں پہونچ کر) امام کو اس حال میں پائے کہ اُس نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو (یعنی نہ پڑھائی ہو) تو اس کو چاہئے کہ اُس (امام) کے ساتھ (بھی) نماز پڑھ لے کیونکہ یہ (یعنی امام کے ساتھ دوبارہ پڑھی جانے والی نماز) اُس کے لئے نافلہ نماز ہو جائے گی (یعنی اُسے ایک نفل نماز کا ثواب مزید مل جائے گا)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو اَمر مذکور ہے یہ ندبی واستحبابی امر ہے اور اس کی دلیل ہے اسی حدیث شریف میں آپ ﷺ کا فرمان فإنها له نافلة ۔یعنی ایسی حالت میں امام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ مندوب ومستحب ہے۔۔۔۔ نیز اس حدیث شریف سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ استحبابی حکم عام ہے ہر شخص کے لئے چاہے وہ منفرداً گھر میں نماز پڑھ کر آیا ہو اور چاہے جماعت کے ساتھ اسی طرح چاہے فجر کی نماز پڑھ کر آیا ہو یا عصر کی یا مغرب کی یا ظہر وعشاء کی۔لیکن عصر، فجر اور مغرب کی نماز کے سلسلہ میں اس حدیث میں مذکور حکم علماء وفقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے جس کی تفصیلات کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ بہتر ہے۔

اور اس حدیث شریف میں مذکور لفظِ شابٌ کی توضیح صاحبِ بذل نے تو مَن بلغ إلى ثلثين سنة سے کی ہے یعنی تیس سال کی عمر کے آدمی کو غلامِ شاب کہا جاتا ہے۔اور صاحبِ المنہل نے من لم يبلغ سن الكهولة کے الفاظ سے اور پھر وضاحت کی ہے کہ یہ عمر تیس یا چالیس سال کی ہوتی ہے۔

"ترعد فرائصهما" اس میں جو ترعد ہے یہ بابِ نصر سے تَنْصُرُ اور تَقْتُلُ کے وزن پر ہے اور اسکے معنی ہوتے ہیں خوف وہیبت کی وجہ سے متحرک ومضطرب ہونا، ہلنا اور پھڑکنا۔اور فرائص جمع

ہے فَرِیْصَۃٌ کی جیسے فریضَۃً کی جمع ہے فَرائض۔اور فَریصَۃ کے معنی ہوتے ہیں گلے کی رگیں، پہلو اورمونڈھے یا پستان اور مونڈھے کے درمیان کا گوشت جوخوف کے وقت اچھلنے اور پھڑکنے لگتا ہے۔

''لا تفعلوا''اس لفظ اوراس صیغہ کو دیکھ کرکسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ وہ لوگ تو دو تھے پھر آپ ﷺ نے تثنیہ کی بجائے جمع کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب ما فوق الواحد کے لئے بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے اس لئے آپ کو کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد ان دونوں کے ساتھ ساتھ دیگر تمام لوگوں کو بھی یہ بات بتانا اور یہ حکم دینا تھا اس لئے صیغۂ تثنیہ کی بجائے صیغۂ جمع کا استعمال فرمایا ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) آپ ﷺ کی شخصیت نہایت عظمت والی اور پر ہیبت تھی (۲) جو شخص کسی کو کسی شرعی کام کی مخالفت کرتا ہوا دیکھے تو اُس سے اس کا سبب معلوم کرے کہ وہ اس مخالفت کا ارتکاب کیوں کر رہا ہے (۳) جو لوگوں کا امام ہو اور ان کو نماز پڑھاتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے حالات پر بھی نظر رکھے اگر کسی کو کسی شرعی کام کی مخالفت کا مرتکب پائے تو اسے صحیح بات بتائے اور اس کی رہنمائی کرے (۴) اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرض نماز مسجد سے باہر پڑھنا بھی جائز ہے (۵) نیز جو آدمی مسجد سے باہر فرض نماز پڑھ کر آیا ہو اور مسجد میں ایسے وقت پہونچا ہو کہ جماعت ہونے والی ہو یا ہو رہی ہو تو اس سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ جماعت کے ساتھ بھی نماز ادا کرے (۶) اور جو شخص ایسا کرے گا تو اس کی مسجد سے باہر پڑھی جانے والی پہلی نماز تو فرض ہوگی اور جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی دوسری نماز نفل ہوگی۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۵)

۱۔حفص بن عمر :۔یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزديّ النمريّ أبوعمرو

الحوضيّ البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۳)۔

۲۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الوردالعتكيّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۵اور۲۳).

۳۔یعلٰی بن عطاء:۔یہ یعلٰی بن عطاء العامريّ الليثيّ الطائفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۶۰)۔

۴۔جابر بن یزید:۔یہ جابر بن یزید بن الأسود السوائي(ویقال الخزاعيّ) ہیں انہوں نے صرف اپنے والد سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف یعلٰی بن عطاء نے قال ابن المدینيّ لم یروعنه غیره۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔عن أبیه:۔اس میں أبٌ سے جابر کے والد حضرتِ یزید بن الأسود أو أبي الأسود الخزاعيّ ویقال العامريّ حلیف بني قریشؓ مراد ہیں۔یہ صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔بعد میں طائف میں رہنے لگے تھے اور جن لوگوں نے انہیں کوفی کہا ہے وہ وہم وخطاء ہے۔اور اِن سے صرف ان کے بیٹے جابر نے روایت کیا ہے۔

الحديث/٥٧٦-حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنا أَبِي حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ بِمِنًى بِمَعْنَاهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٧٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ معاذ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا یعلٰی بن عطاء سے انہوں نے جابر بن یزید سے انہوں نے اپنے والد(حضرتِ یزیدؓ) سے

(یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ (دورانِ حج) منٰی (کی مسجدِ خیف) میں صبح (یعنی فجر) کی نماز پڑھی (اور آگے بیان کیا ابنِ معاذ نے بھی) انہیں (یعنی حفص بن عمر کی حدیث) کے مضمون کو (یعنی فجر کی نماز کی صراحت کے علاوہ آگے ابنِ معاذ نے بھی وہی مضمون بیان کیا جو پچھلی حدیث نمبر (۵۷۶) میں گذرا ہے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں چونکہ فجر کی نماز کی صراحت ہے لہٰذا جو حضرات فجر کی نماز کے بعد نوافل کو صحیح نہیں قرار دیتے یہ حدیث ان کے خلاف ہوگی۔ اور یہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ یہ مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے اس لئے مطولات ہی کو دیکھنا بہتر ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۶)

۱۔ **ابن معاذ**:۔ یہ عبیداللّٰہ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسّان العنبريّ أبوعمرو البصريّ الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ **أبي**:۔ اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ عبیداللہ کے والد معاذ بن معاذ بن نصر بن حسّان العنبريّ أبو المثنّٰی البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔ **شعبة**:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵ اور ۲۳)۔

۴۔ **یعلٰی بن عطاء**:۔ یہ یعلٰی بن عطاء العامريّ اللیثيّ الطائفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۰)۔

۵۔ **جابر بن یزید**:۔ یہ جابر بن یزید بن الأسود السوائيّ ویقال الخزاعيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷۵)۔

۶۔ **عن أبیه**:۔ اس میں أبٌ سے مراد جابر کے والد حضرتِ یزید بن الأسود أو أبي

الأسود الخزاعيّ ويقال العامريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷۵)۔

الحديث/٥٧٧ -حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ نُوحِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: ((جِئْتُ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ،فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ.قَالَ:فَانْصَرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى يَزِيدَ جَالِسًا فَقَالَ: أَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيدُ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ؟ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ، فَقَالَ: إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ،وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً وَهٰذِهِ مَكْتُوبَةً)).

ترجمہ حدیث **نمبر** / ۵۷۷ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مَعن بن عیسیٰ نے انہوں نے روایت کیا سعید بن سائب سے انہوں نے نوح بن صَعصَعَہ سے انہوں نے حضرتِ یزید بن عامرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ میں (ایک دن مسجدِ نبوی ﷺ میں) پہونچا اس وقت جبکہ آپ ﷺ نماز میں تھے (یعنی لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے) اور (میں چونکہ یہ سمجھ کر کہ جماعت ہو چکی ہوگی اپنے گھر سے نماز پڑھ کر آیا تھا اس لئے صف سے علیحدہ ہٹ کر مسجد کے ایک کونے میں) بیٹھ گیا اور اُن کے (یعنی دیگر لوگوں کے) ساتھ نماز میں شامل نہیں ہوا (واضح رہے کہ اس جملہ کو لا کر انہوں نے اس وہم کو دور کیا ہے کہ میں کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ ویسے ہی بیٹھا ہوا تھا اور دیگر نمازیوں کے ساتھ نماز میں شامل ہی نہیں ہوا تھا۔ بہرحال یہ آگے) بیان کرتے ہیں (کہ نماز سے فراغت کے بعد) رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو

آپ ﷺ نے یزید کو (صفوں سے دور اور غیرِ نماز کی حالت میں) بیٹھا ہوا دیکھا تو فرمایا **ألم تسلم یا یزید؟** (اے یزید کیا تو مسلمان نہیں ہوا؟) انہوں نے (یعنی یزید نے آپ ﷺ کا یہ جملہ سن کر جواب دیتے ہوئے) کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ یقیناً میں اسلام لا چکا ہوں (ان کا یہ جواب سننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں داخل (وشامل) ہونے سے روکا (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تو علامتِ اسلام ہے اور جب تو مسلمان ہو چکا ہے تو پھر تو نے ترکِ جماعت کیوں کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ کا جواب دیتے ہوئے) انہوں نے (یعنی یزید نے) کہا بے شک میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں یہ خیال (وگمان) کر رہا تھا کہ آپ لوگ نماز پڑھ چکے ہوں گے (یعنی میرے جماعت میں شامل نہ ہونے کی وجہ تو یہ ہے کہ گھر سے نماز پڑھ کر آیا تھا اور گھر سے نماز پڑھ کر آنے کی وجہ یہ تھی کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ مسجد میں جماعت ہو چکی ہے۔ ان کے یہ دونوں عذر سننے کے بعد آپ ﷺ نے) فرمایا (دیکھو اگر کبھی ایسا ہوا کرے اور) جب تم نماز (کی جگہ یعنی مسجد) پہونچو اور پاؤ لوگوں کو (نماز پڑھتا ہوا۔ یعنی جماعت ہو رہی ہو) تو نماز پڑھ لیا کرو ان کے ساتھ (بھی) اگرچہ تم (گھر سے) نماز پڑھ کر آئے ہو (کیونکہ ایسا کرنے میں) ہوگی یہ (نماز جو تم لوگوں کے ساتھ جماعت کے ساتھ دوبارہ پڑھو گے) نفل (یعنی مزید ثواب کا سبب وذریعہ۔ یا یہ کہلو کہ پہلی کے اعتبار سے نفل) اور (ہو جائے گی یا کہئے رہے گی) وہ (نماز جو گھر پر پڑھی ہے) فرض۔

نوٹس:۔ ''فرأی یزید الخ'' اس جملہ کو دیکھ کر یہ بات ذہن میں آسکتی ہے کہ سیاق ومقام تو یہ چاہتا ہے کہ یہاں پر فرآنی ہونا چاہئے تھا تو ایسا کیوں نہیں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی خاص وضاحت وغیرہ کے مقصد سے اسمِ ضمیر کی جگہ اسمِ ظاہر کو استعمال کیا جاتا ہے یہاں پر بھی ایسا ہی ہے اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔

’’ألم تسلم يا يزيد قالي بلىٰ الخ‘‘ اس میں ہمزہ استفہامیہ ہے أي أمَا أسلمت يا يزيد ۔اور یہ استفہام، استفہامِ توبیخی ہے جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے ان کوترکِ جماعت پر زجرو توبیخ فرمانی چاہی ہے۔اوراس کے توبیخی استفہام ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تارکِ جماعت کوغیر مسلم کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائے کہ آپ ﷺ ایسا فرمائیں۔اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی کسی غیر کریم قرشی کو کہے۔ألست بقرشيّ یعنی جیسے اس جملہ کو کہنے والے کا مقصد اس کے قرشی ہونے کی نفی کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کو اخلاقِ قریش کے ترک کرنے پر توبیخ وتنبیہ کرنا ہوتا ہے ایسے ہی آپ ﷺ نے بھی بطورِ توبیخ اس جملہ ’’ألم تسلم الخ‘‘ کا استعمال فرمایا ہے۔۔۔۔اوراس کے آگے ’’قال بلى الخ‘‘ میں جو بلیٰ ہے یہ حرفِ جواب ہے جونفیِ سابق کی نفی (یعنی اثبات) کے لئے ہے اوراس کے بعد جو ’’قد أسلمت‘‘ ہے یہ بطورِ تاکید ہے کیونکہ جو بات اس میں مذکور ہے وہ حرفِ بلیٰ میں بھی موجود تھی۔

’’إذا جئت إلى الصلاة فوجدت الناس‘‘ واضح رہے کہ ہمارے اختیار کردہ اور رائج نسخہ میں تو اسی طرح ہے لیکن بعض نسخوں میں ’’إذا جئت إلى المسجد فوجدت الناس يصلون‘‘ ہے اور بعض میں ’’إذا جئت إلىٰ مكان الصلاة فوجدت الناس يصلون‘‘ ہے۔

’’تكن لك نافلة وهذه مكتوبة‘‘ اس عبارت کا ایک مطلب تو وہی ہے جو دورانِ ترجمہ بتایا گیا یعنی تكن کی ضمیر کا مرجع جماعت کے ساتھ دوبارہ پڑھی جانے والی نماز ہے اور هذه اسمِ اشارہ یہاں پر بعید کے لئے ہے اوراس سے گھر میں پڑھی جانے والی نماز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اور دیگر احادیث کے لحاظ سے یہی مطلب وتاویل زیادہ اقرب وموافق اور صحیح ہے۔لیکن کچھ حضرات نے تكن کی ضمیر کا مرجع گھر میں پہلے پڑھی جانے والی نماز کو اور هذه اسمِ اشارہ کا مشارالیہ جماعت کے ساتھ دوبارہ پڑھی جانے والی نماز کو بتایا اور قرار دیا ہے۔صاحبِ المنہل نے اس دوسرے احتمال کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ اس شکل میں یہ حدیث اس سے پہلے والی حدیث یعنی حدیث

نمبر(۵۷۵) کے مخالف ومعارض ہوگی کیونکہ اس میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ گھر میں پہلے پڑھی جانے والی نماز فرض ہوگی اور جماعت کے ساتھ مسجد میں دوبارہ پڑھی جانے والی نماز نفل ہوگی۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس احتمال کو تسلیم کر بھی لیں اور صحیح مان لیں تو بھی کہا یہی جائے گا کہ پہلے گھر میں پڑھی جانے والی نماز فرض ہوگی اور دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز نفل۔ اَب رہی یہ حدیث تو یہ حدیث نوح بن صعصعة راوی کے متکلم فیہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور پہلی روایت یعنی حدیث نمبر(۵۷۵) صحیح لہٰذا اُسی کو ترجیح رہے گی۔ چنانچہ بیہقی کا کہنا ہے کہ یزید بن الأسود کی حدیث یعنی حدیث نمبر(۵۷۵) اس حدیث یعنی حدیث نمبر(۵۷۷) کے مقابلہ میں أثبت و أولیٰ ہے۔

تعارف رجالِ حدیث(۵۷۷)

۱۔قتيبة:۔ یہ قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفي أبو رجاء البغلانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲۵)۔

۲۔مَعن بن عيسٰى:۔ یہ معن بن عيسٰى بن يحيٰ بن دينار الأشجعيّ أبو يحيٰ المدنيّ القزاز ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو اصحابِ مالک میں سب سے زیادہ أثبت و أتقن کہا ہے۔ ابنِ سعد نے ثقہ، ثبت، مامون۔ ابنِ معین نے اور ابنِ حبّان نے بھی ان کی توثیق کی ہے اور خلیلی نے تو متفق عليه ثقہ کہا ہے۔ حافظؒ نے ان کو کبارِ عاشرہ میں سے قرار دیکر ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۱۹۸ھ میں بتائی ہے۔

۳۔سعيد بن السائب:۔ یہ سعيد بن السائب بن يسار الثقفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۴۵۰)۔

۴۔نوح بن صعصعة:۔ یہ نوح بن صعصعة الحجازيّ المكّي ہیں۔ انہوں نے

صرف **یزید بن عامر** سے اور اِن سے صرف **سعید بن السائب** نے روایت کیا ہے۔ ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ دارقطنی نے ان کو مجہول الحال کہا ہے۔ حافظؒ نے ان کو مستور الحال لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ یزید بن عامرؓ:۔ یہ **یزید بن عامر بن الأسود بن حبیب العامريّ أبو حاجز السُوائيّ الصحابیؓ** ہیں۔ اِن سے صرف **نوح بن صعصعة** اور **سائب بن أبي حفص** نے روایت کیا ہے۔ منقول ہے کہ یہ جنگِ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے اور اس کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابیؓ ہیں اور ان کی صرف ایک ہی حدیث ہے (اور وہ یہی ہے)۔

الحديث/٥٧٨ -حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَفِيفَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ، فَقَالَ: ((يُصَلِّي أَحَدُنَا فِي مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَأُصَلِّي مَعَهُمْ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِکَ شَيْئاً. فَقَالَ: أَبُوْ أَيُّوْبَ: سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: فَذٰلِکَ لَهُ سَهْمُ جَمْعٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٧٨:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح نے یہ کہہ کر کہ میں نے پڑھا ابنِ وہب کے سامنے کہ خبر دی مجھے عمرو نے بکیر سے نقل کرتے ہوئے یہ کہ انہوں نے عفیف بن عمرو بن مسیّب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے بنو اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ اُس نے حضرتِ ابوایوب انصاریؓ سے (مسئلہ) دریافت کرتے ہوئے کہا کہ ہم میں سے کوئی (یعنی میں جب) اپنے گھر میں (فرض) نماز پڑھ کر مسجد میں آئے (یعنی آؤں) اس

حال میں کہ (وہی نماز جو گھر میں پڑھ کر آیا ہے۔آیا ہوں) کھڑی کی جارہی ہو اور میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہوں تو میں اپنے دل میں (یعنی اعادۂ صلاۃ اور تکرارِ صلاۃ کے) بارے میں کچھ (کراہت وشبہ) محسوس کرتا ہوں (لہٰذا مجھے اس بارے میں صحیح وضاحت کر کے بتایئے) تو (یعنی یہ سوال سن کر حضرتِ) ابوایوبؓ نے فرمایا ہم نے اس بارے میں (یعنی تمہارے جیسا مسئلہ) نبیِ کریم ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے (اس کے جواب میں یہ) فرمایا تھا کہ وہ (آدمی یعنی جو گھر میں نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھتا ہے ایسا ہے کہ) اس کے لئے جماعت کا حصہ ہے (یعنی اس کو جماعت کے اجر وثواب کا بھی ایک حصہ مل جاتا ہے)۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف کے شروع میں جو **یصلی أحدنا** میں لفظِ **أحد** ہے اس سے راوی نے اپنے آپ کو مراد لیا ہے کیونکہ مؤطا کی روایت میں **یصلی أحدنا** کی بجائے **إني أصلي في بیتی ثم آتي المسجد** کے الفاظ ہیں۔لہٰذا کہیں گے کہ ابوداؤد کی روایت میں اسمِ ضمیر کی جگہ اسمِ ظاہر کو استعمال کیا گیا ہے۔اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آگے اِسی روایت میں **فأصلی معهم** کے الفاظ ہیں۔نیز صاحبِ المنہل نے مزید لکھا ہے کہ **فأصلي معهم** میں **التفات من الغيبة إلى المتكلم** ہے کیونکہ اصل عبارت یہ ہونی چاہئے تھی **فيصلي معهم فيجد في نفسه شيئًا** ۔۔۔۔ اور اس حدیث شریف کے آخر میں جو "**سهمُ جمع**" کے الفاظ ہیں اس کا ایک مطلب تو وہی ہے جو دورانِ ترجمہ بتایا گیا یعنی یہ مرکب اضافی ہے اور معنی ہیں **نصيب وحظّ من ثواب الجماعة وأجرها** ۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ شراح حضرات نے اس کے مطلب ومعنی میں ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہے "**سهم الجمع بين الصلاتين أى الصلاة التى صلاها فى منزله والصلاة التى صلاها مع الجماعة** یعنی گویا اس میں یہ خبر دی گئی اور بتایا گیا ہے کہ اس نے جو دو نمازیں پڑھی ہیں تو اس کو دونوں کا ثواب ملے گا کسی ایک کا بھی ضائع نہیں ہوگا۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ تین باتیں بھی معلوم ہورہی ہیں (۱) اگر کسی کو امورِ دینیہ اور مسائلِ دینیہ میں سے کسی مسئلہ کے بارے میں اشتباہ ہو یا معلوم نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ کسی عالم اور اس مسئلہ کے جاننے والے سے اس کے بارے میں معلومات کرے (۲) جس آدمی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اس بتانے والے اور فتویٰ دینے والے مفتی و عالم کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کی دلیل بھی بیان کردے اگر جانتا ہو (۳) اگر کوئی آدمی منفرداً فرض نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ جماعت کے ساتھ بھی نماز پڑھے گا تو اسے بھی جماعت کی فضیلت اور اجر وثواب حاصل ہوگا۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۸)

۱۔أحمد بن صالح :۔ یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصريّ المعروف بابن الطبريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ابن وهب :۔ یہ عبداللّٰه بن وهب بن مسلم القرشيّ الفهريّ أبومحمد المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔عمرو:۔ یہ عمرو بن الحارث بن يعقوب الأنصاريّ أبو أيوب المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰)۔

۴۔بُکیر:۔ یہ بُکیر بن عبداللّٰه بن الأشج القرشيّ المخزوميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۰)۔

۵۔عفيف بن عمرو بن المسيَّب :۔ یہ عفيف بن عمرو بن المسيَّب السهميّ ہیں۔ انہوں نے صرف عن رجل من بني أسد روایت کیا ہے اور ان سے صرف بُکیر

اور مالک نے روایت کیا ہے نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور صاحبِ المیزان نے ان کے بارے میں لا یُدری من ھو لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

٦۔ رجل من بني أسد :۔ اس رجلؔ کے بارے میں تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے ھٰذا الرجل مجھول ولم یعرف اسمه۔

٧۔ أبو أیوب الأنصاريؓ :۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبو أیوب خالد بن زید بن کُلیب بن ثعلبةالأنصاريّ النجاريّ الخزرجيّ المدنيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (٩).

(٥٨) بَابُ إِذَا صَلّٰى فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَکَ جَمَاعَةً يُعِيْدُ

(٥٨) یہ باب ہے (اس بارے میں کہ) جب (کوئی شخص) جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکے اور پھر پائے دوسری جماعت کو (یعنی پہلی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو اور اَب دوسری جماعت ہوتی ہوئی دیکھے تو کیا) اعادہ کرے (یعنی دوسری جماعت میں شریک ہو یا نہ ہو اس باب میں یہ بیان ہوگا)

الحديث/٥٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، ـ يَعْنِيْ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ ـ قَالَ : ((أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ، فَقُلْتُ : أَلَا تُصَلِّيْ مَعَهُمْ؟ قَالَ : قَدْ صَلَّيْتُ ، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٧٩ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوکامل نے

انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یزید بن زریع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسین نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن شعیب سے انہوں نے سلیمان بن یَسار۔یعنی سلمان بن یسار مولیٰ میمونہ سے (یہ کہ انہوں نے یعنی سلیمان بن یسار نے) فرمایا (کہ میں ایک مرتبہ) بلاط میں ابنِ عمرؓ کے پاس آیا (واضح رہے کہ بلاط اصل میں تو حجارۃ یعنی پتھر و سنگریزوں کی ایک قسم کا نام ہے جس کے ذریعہ زمین پر فرش بنایا اور قائم کیا جاتا ہے لیکن بعد میں مجازاً ایک خاص جگہ و مکان کو جو مسجدِ نبوی ﷺ اور بازار کے درمیان تھا اسی سے موسوم کر دیا گیا۔ بہر حال سلیمان کا بیان ہے کہ مَیں اس بلاط نامی جگہ میں حضرتِ ابنِ عمرؓ کے پاس پہونچا) اس حال میں کہ وہ (یعنی اہلِ بلاط وہاں پر) جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے (اور حضرتِ ابنِ عمرؓ ان کے ساتھ نماز میں شامل نہ تھے بلکہ الگ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ اہلِ بلاط کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے ہوں گے اس لئے اَب جماعت کر کے نماز پڑھ رہے ہوں گے۔ بہر حال آگے سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ کو ان کے ساتھ نماز میں شامل نہ ہو کر الگ بیٹھا ہوا دیکھا) تو عرض کیا آپ ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے (انہوں نے میرا یہ سوال اور میری یہ بات سن کر جواب میں) کہا کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں (اور) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک نماز کو ایک دن میں دوبار مت پڑھو (یعنی ایک فرض نماز کو بہ نیتِ فرض ایک ہی وقت میں جماعت کے ساتھ یا بغیر جماعت کے دوبار مت پڑھو الا یہ کہ پہلی مرتبہ نماز میں کوئی ایسا خلل و نقص ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اعادۂ صلاۃ ضروری ہوتا ہو)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھ لیں کہ اس حدیث کے تحت بھی علمائے کرام وشراحِ عظام نے بڑی تفصیل درج کی ہے جس کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھنا بہتر ہے۔ تاہم درجِ ذیل چند باتیں یہاں پر بھی ملاحظہ کر لیں۔

"فقلت ألا تصلی معھم الخ" نسائی کی روایت میں اس کی بجائے یہ الفاظ ہیں "قلت یا أبا عبدالرحمٰن مالک لا تصلی معھم فقال قد صلیت الخ" اور حضرتِ ابنِ عمرؓ کے ان لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز میں شامل نہ ہونے کی شراح حضرات نے دو تاویلیں اور دو وجہیں لکھی ہیں (۱) انہوں نے چونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی تھی اس وجہ سے ان کے ساتھ نماز میں شامل نہیں ہوئے۔ واضح رہے کہ حدیث کے سیاق وسباق سے بھی اسی کی تائید ہو رہی ہے (۲) اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ وقت فجر یا عصر یا مغرب کی نماز کا تھا۔ اور اس کی تائید حضرتِ ابنِ عمرؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو امام مالکؒ نے اُن سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے "أنہ کان یقول من صلی المغرب أو الصبح ثم أدرکھما مع الإمام فلا یعدلھما"۔

"لا تصلوا صلاۃ في یوم مرتین" حدیث شریف کے اس جملے یا کہیئے کہ اس حدیث کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ اشکال آ سکتا ہے کہ یہ حدیث تو اُن احادیث کے معارض ومخالف ہے جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا ہو اور پھر مسجد میں نماز ہوتی ہوئی دیکھے تو اس کو دوبارہ اس جماعت میں شامل ہو کر بھی نماز پڑھنی چاہیئے تاکہ پہلی پڑھی ہوئی نماز فرض اور یہ دوبارہ پڑھی ہوئی نماز نفل ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ فرامینِ رسول ﷺ میں تضاد وتعارض ناممکن ہے پھر یہ تضاد وتعارض کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک تو وہی جس کی طرف دورانِ ترجمہ اشارہ کیا جا چکا یعنی کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کا مطلب ہے بہ نیتِ فرض دوبارہ پڑھنا اور اُن احادیث میں بہ نیتِ نفل دوبارہ پڑھنے کی بات مذکور ہے (۲) اور صاحبِ المنہل نے اس کا ایک جواب بہ ایں الفاظ بھی لکھا ہے "ویحتمل إبقاؤہ علی إطلاقہ من غیر تقیید بنیۃ الفریضۃ ویکون مخصصا بالأحادیث الدالۃ علی جواز الدخول مع الجماعۃ في المسجد لمن صلی تلک الصلاۃ ویکون النھي لغیرۃ" اور واضح رہے کہ اگر کوئی شخص دوبارہ اکیلے منفرداً کسی فرض

نماز کو پڑھنا چاہے تو یہ متفق علیہ ممنوع و ناجائز ہے چاہے اُس نے پہلی مرتبہ اکیلے منفرداً نماز ادا کی ہو یا جماعت کے ساتھ۔

اور امام شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اُن لوگوں نے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو اور پھر جماعت ہوتی ہوئی دیکھے تو ان کے ساتھ دوبارہ نماز نہ پڑھے کیونکہ اعادہ اور دوبارہ پڑھنے کا مقصد ہے جماعت کی فضیلت و ثواب حاصل کرنا اور وہ اس کو پہلے ہی حاصل ہو چکا ہے کیونکہ اس نے جماعت ہی کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔۔۔۔

اور صاحبِ **الإستذكار** نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ دونوں نے بالاتفاق یہ بات کہی ہے کہ اس حدیث یعنی آپ ﷺ کے قول "**لا تصلوا صلاة في يوم مرتين**" کا مطلب یہ ہے یا کہئے کہ اسکا تعلق اُن لوگوں سے ہے جو کسی فرض نماز کو پڑھ چکیں اور پھر بہ نیتِ فرض ہی اسکو دوبارہ پڑھنے کھڑے ہو جائیں۔لہٰذا جو لوگ یا جو شخص دوسری مرتبہ بہ نیتِ نفل جماعت کے ساتھ شریک ہو کر کسی نماز کو دوبارہ پڑھے گا تو وہ **إعادة صلاة في يوم مرتين** کا مرتکب نہیں ہوگا کیونکہ پہلی مرتبہ پڑھی ہوئی نماز فرض ہوگی اور دوسری مرتبہ پڑھی ہوئی نماز اسکے لئے نفل ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۷۹)

۱۔أبو كامل:۔یہ **فضيل بن حسين بن طلحة الجحدريّ أبو كامل البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔

۲۔يزيد بن زريع:۔یہ **يزيد بن زُريع أبو معاوية البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۶۴).

۳۔حسين:۔یہ **حسين بن ذكوان المعلم العوذيّ البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۴۔عمرو بن شعيب :۔یہ عمرو بن شعيب بن محمد بن عبدالله بن عمرو بن العاص السهميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۵۔سليمان بن يسار :۔یہ سليمان بن يَسار مولٰى أم المؤمنين ميمونة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۷)۔

٦۔ميمونةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين حضرتِ ميمونة بنت الحارثؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (٦٨).

۷۔ابن عمرؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

(٥٩)بَابٌ فِيْ جُمَّاعِ الْإِمَامَةِ وَفَضْلِهَا

(۵۹) یہ باب ہے امامت اور فضیلتِ امامت کے ابواب کے بیان میں

نوٹ:۔واضح رہے کہ یہاں سے مسائلِ امامت سے تعلق رکھنے والی احادیث کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے لہٰذا اس میں جو لفظِ باب ہے یہ بمعنی اور بمنزلہ أبواب کے ہے أي هٰذا باب في أبواب الإمامة وفضلها ۔اوراس میں جولفظِ جماع ہے اس کے بارے میں دو لغتیں ہیں (۱) بکسر الجيم وفتح الميم المخففه یعنی جِمَاع۔اوراس کے معنی ہوتے ہیں ما جُمع عدداً چنانچہ ایک حدیث میں ہے حدثني بكلمة تكون جِماعاً أي تجمع كلماتٍ فقال اتق الله فيما تعلم اورایک حدیث میں ہے الخمر جِماع الإثم أي مجمعه (۲) بضم الجيم وتشديد الميم یعنی جُمّاع اوراس کے معنی ہوتے ہیں كل ما تجمع وانضم بعضه إلٰى بعض ۔بہر حال یہاں پر جماع الإمامة کا مطلب ہے ما يجمع المسائل المختلفة المتعددة بالإمامة۔

الحديث/ ٥٨٠-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ

وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَي بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ الْوَقْتَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِکَ شَيْئاً فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۸۰:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن داؤد مَہری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی یحیٰی بن ایوب نے انہوں نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن حرملہ سے انہوں نے ابوعلی ہمدانی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں (ایک مرتبہ ایک کشتی میں سفر کررہا تھا اور اسی کشتی میں صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عقبہ بن عامر جہنیؓ بھی تھے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو ہم نے اُن سے عرض کیا کہ آپؓ صحابیِ رسول ﷺ ہیں اس لئے آپؓ امامت کے ہم سے زیادہ حقدار ہیں لہٰذا آپ امام بنئے اور ہمیں نماز پڑھایئے، انہوں نے انکار کیا اور فرمایا من أم الناس الخ ۔اسی واقعہ میں جو یہ حضرتِ عقبہؓ کا قول ہے اسی کے بارے میں ابوعلی ہمدانی کہہ رہے ہیں کہ مَیں) نے حضرتِ عقبہ بن عامرؓ کو کہتے ہوئے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کی امامت کرے (یعنی ان کا امام بن کر انہیں نماز پڑھائے) اور وقت کو درست رکھے (یعنی مستحب وقت میں ان کو نماز پڑھائے) تو اس کو بھی اس کا اجروثواب ملے گا، اور ان کو بھی ان کا اجروثواب، اور جو کم کرے گا اس میں سے (یعنی وقت میں سے) کچھ (یعنی مستحب وقت نکال کر نماز پڑھائے گا) تو اس کا وبال (وگناہ۔یعنی مستحب وقت نکال کر دیر کر کے تاخیر سے نماز پڑھانے کا گناہ ووبال صرف) اس پر (ہی یعنی امام پر ہی ہوگا) اور اُن پر (یعنی مقتدیوں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں پر اس کا کوئی گناہ ووبال) نہیں (ہوگا۔ کیونکہ یہ کوتاہی

وتاخیر انہوں نے اپنے اختیار سے نہیں کی ہے بلکہ اس کا سبب تو تنِ تنہا یہ امام بنا ہے اب رہی یہ بات کہ انہوں نے یہ نماز اس کے پیچھے دیر سے پڑھی ہی کیوں پہلے ہی کیوں نہ پڑھ لی؟ تو اس کی وجہ وجواب یہ ہے کہ انہوں نے فتنۂ وفساد کو دبانے اور اس کے بھڑکنے کا سبب نہ بننے کی وجہ سے ایسا کیا ہے)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ اس حدیث شریف کا تعلق امراء وحکام سے ہے اس لئے کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ جب ایسا ہے تو پھر حضرتِ عقبہؓ نے اس حدیث کو پیش کر کے اپنے امام نہ بننے کا عذر کیوں پیش کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے عموم کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایسا کیا ہے کیونکہ اپنے عموم کے اعتبار سے تو یہ حدیث شریف ہر ایک امام سے تعلق رکھتی ہے چاہے وہ آمر وحاکمِ وقت ہو یا مطلق کسی مسجد کا امام ہو یا کسی بھی جگہ پر جماعت کر کے نماز پڑھنے والے لوگوں کا امام ہو۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں تو صرف قصرِ وقت اور نقص علی الوقت یعنی مستحب وقت سے تاخیر کرنے کا گناہ ووبال امام کے لئے بتایا گیا ہے لیکن مسندِ احمد اور ابنِ ماجہ کی مندرجہ ذیل روایات سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ رکوع وسجدے وغیرہ میں کیجانے والی کوتاہی اور کمی کا گناہ ووبال بھی امام پر ہی ہوگا نہ کہ مقتدیوں پر۔

(۱)روی ابن ماجة عن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ الإمامُ ضامن فإذا أحسن فله ولهم وإن أساء فعليه يعني ولا عليهم۔

(۲)وروى أحمد حديث عقبة بن عامر عن أبي عليّ قال سافرنا مع عقبة بن عامر الجهنيّ فحضرتنا الصلاة فأردنا أن يتقدمنا فقال إني سمعت رسول الله ﷺ يقول من أم قومًا فإن أتم فله التمام ولهم التمام وإن لم يتم فلهم التمام وعليه الإثم۔۔۔ ورواه ابن ماجة بلفظ ''من أم الناس فأصاب فالصلاة له ولهم''۔

بہرحال اس حدیث شریف میں اس بات کی ترغیب اور ائمہ کے لئے یہ ہدایت ہے کہ وہ نمازوں کے مستحب اوقات کا نہایت اہتمام کے ساتھ خیال رکھیں اور انہیں میں لوگوں کونماز پڑھائیں اوران کے اوقات سے مؤخرکرکے ہرگز نہ نماز پڑھائیں۔اوراس حدیث سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ جوامام بھی ایسا کرے گا تو اس کا ایسا کرنا یعنی مستحب اوقات میں نماز پڑھانا اور مکمل طور پر پڑھانا یعنی رکوع وسجدے وغیرہ میں بغیر کسی کوتاہی کے مستحب وقت میں جوامام بھی نماز پڑھائے گا تو ایسی شکل میں اسکا اجروثواب اس کواور مقتدیوں دونوں کو ہی ملے گا لیکن اگر بالفرض کوئی امام ایسا نہیں کرے گا تو اسکا وبال وگناہ صرف امام ہی کی گردن پرہوگا اور مقتدیوں کواس میں کوئی گناہ ووبال نہیں ہوگا۔اللّٰھم وفقه لكل من الأئمة۔آمین۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۰)

۱۔سليمان بن داوٗد المَهْرِيّ :۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جوالمَهْرِيّ ہے یہ یا توعمّان کے ایک شہر مَهْرة بروزن تَمْرة کی طرف نسبت ہے یا یمن کے شہرِ قضاء کے ایک محلّے مَهْرة کی طرف نسبت ہے بہرکیف یہ سليمان بن داوٗد بن حماد بن سعد المَهْرِيّ أبوالربيع البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۹)۔

۲۔ابن وهب :۔یہ عبداللّٰه بن وهب بن مسلم القرشيّ الفهريّ أبو محمد المصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔يحيٰ بن أيوب :۔یہ يحيٰ بن أيوب الغافقيّ أبوالعباس المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۸)۔

۴۔عبدالرحمٰن بن حرملة :۔یہ عبدالرحمٰن بن حرملة بن عمرو بن سَنَّة الأسلمي أبوحرملة المدنيّ ہیں۔ساجی نے ان کوکبھی کبھی وہم کا شکار ہونے والے صدوق راوی

بتایا ہے۔ابنِ عدی نے ان کے بارے میں لم أرفي حديثه منكراً لکھا ہے۔اورابوحاتم نے يكتب حديثه و لا يحتج به۔ابنِ حبّان نے ان کوثقات میں ذکر کیا اور كان يخطئ کا نوٹ لگایا ہے۔نسائی نے ان کے بارے میں ليس به بأس کہا ہے۔اورحافظؒ نے ان کے بارے میں صَدوق ربما أخطأ لکھا اوران کو چھٹے طبقہ میں سے قرار دیکر وفات ۱۴۵ھ میں بتائی ہے۔

۵۔أبوعليّ الهمدانيّ :۔یہ ثمامة بن شُفيّ (بالتصغير) الأحروجيّ ويقال الأصبحيّ أبوعليّ الهمدانيّ المصريّ ہیں۔انہوں نے صرف فضالہ بن عبید،عقبہ بن عامر، قبیصہ بن ذوَیب اورابوریحانہ سے روایت کیا ہے۔نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہےاورحافظؒ نے ان کا نام اس طرح لکھا ہے ثمامة بن شخي (خاء کے ساتھ اور مصغر)الهمْداني المصريّ نزيل الإسكندرية ۔نیز ان کوثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہےاوربحوالۂ ابنِ یونس لکھا ہے مات في خلافة هشام قبل العشرين یعنی ہشام کے دورِ خلافت میں ۱۲۰ھ سے پہلے ان کی وفات ہوئی ہے۔

۶۔عقبة بن عامرؓ :۔آپؓ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عقبة بن عامر بن عبس الجهنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

(٦٠)بَابٌ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّدَافُعِ عَنِ الْإِمَامَةِ

(۶۰) یہ باب ہے امامت کے سلسلہ میں تدافع کی کراہت کے بارے میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ لوگوں کا جہل کی وجہ سے اپنی طرف سے امامت کا انکار کرنا اور پھر لوگوں کا نماز کے لائق امام کو نہ پانا کتنا ناپسند ومکروہ ہے۔یا اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا امامت کے لئے ایکدوسرے کو دھکّہ دینا اورخود امامت نہ کرنا مکروہ وناپسند ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ امامت کے سلسلہ میں دھکّا مکّی اور جھگڑا کرنا ناپسند ومکروہ ہے)۔

الحديث/۵۸۱-حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ

حَدَّثَتْنِي طَلْحَةُ أُمُّ غُرَابٍ عَنْ عَقِيْلَةَ -امْرَأَةٍمِنْ بَنِي فَزَارَةَ مَوْلَاةٍ لَهُمْ- عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ الْفَزَارِيِّ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُوْنَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۸۱:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ہارون بن عباد ازدی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مروان نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا طلحہ امِ غراب نے انہوں نے روایت کیا بنی فزارہ کی ایک عقیلہ نامی عورت سے جو انہیں بنی فزارہ کی آزاد کردہ ہے (اوراس بنوفزارہ کی مولاۃ نے روایت کیا) خَرَشہ بن حُرّ فزاری کی بہن سَلامہ بنتِ حرّ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی علاماتِ (صغریٰ) میں سے ہے یہ (بات بھی کہ) اہلِ مسجد تدافع کریں گے (یعنی مسجد والوں اورنمازیوں میں سے ہر ایک شخص اپنی جہالت اور مسائلِ امامت وضروریاتِ امامت سے ناواقفیت کی بناء پر اپنے آپکو امامت کے لئے نااہل ہونے کی وجہ سے ذمہ داریِ امامت کو ایک دوسرے پر ڈالے گا۔ یا ایسا ہوگا کہ ہر ایک اپنے علاوہ دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کیلئے محراب کی طرف بڑھائے گا مگر وہ اپنی جہالت وناہلی اورعدمِ صلاحیت کی بناء پر نماز پڑھانے سے انکار کردیگا۔ خلاصہ یہ کہ یہ جہالت وعدمِ صلاحیت اتنی عام ہوگی کہ لوگ) نہ پاسکیں گے کوئی (ایسا) امام جوان کو نماز پڑھائے (یعنی نماز کے ارکان وسنن اورمندوبات ومستحبات کی رعایت کے ساتھ صحیح وٹھیک طریقہ سے نماز پڑھانے والا شخص لوگوں کو نہ مل سکے گا)۔

نوٹس:۔ ”إن من أشراط الساعة الخ“ یہ بات تو دورانِ ترجمہ ہی بتادی گئی ہے کہ یہاں پر علاماتِ قیامت سے قیامت کی علاماتِ صغریٰ مراد ہیں یعنی حدیث شریف میں مذکورہ بات قیامت

کی علاماتِ صغریٰ میں سے ایک صغریٰ علامت ہے نہ کہ کبریٰ علامت۔اور صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے أشراط اور الساعۃ کی تحقیق کچھ اس طرح لکھی ہے۔أَشْرَاط بروزن أَفْعَال جمع ہے شَرَطٌ بفتحتین کی جیسے قَلَمٌ کی جمع أَقْلَام ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں علامت ونشانی۔اور دوسرا جو لفظ ہے یعنی الساعۃ اصلاً تو اس کے معنی ہیں دن یا رات کی کوئی گھڑی اور حصہ اگر چہ کتنا ہی چھوٹا ہو اور اس کی تائید ہوتی ہے قرآنِ کریم کی اس آیت ﴿لا یَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَۃً وَلا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ دیکھئے اس میں لفظِ ساعۃ ایک بہت چھوٹی سی گھڑی اور بہت کم وقت کے معنی میں ہے۔اور اس کی یعنی ساعۃ کی جمع آتی ہے سَاعَات، سُوَاع اور سَاع اور یہ یعنی الساعۃ یہاں پر قیامت کے معنی میں ہے۔اَب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ قیامت کو الساعۃ کیوں کہا جاتا ہے جب اس کے اصلی معنی وہ ہیں جو آپ نے اوپر بیان کئے؟ تو اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں (۱) اگر چہ قیامت اور قیامت کا وقت فی نفسہ طویل ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی حیثیت ایک ساعت کی سی ہی ہے اس لئے اس کو ساعۃ کہا جاتا ہے یعنی کیونکہ ایک گھڑی وساعت بہت جلدی آتی اور گذر جاتی ہے اس مناسبت کی وجہ سے قیامت کو الساعۃ کہا جاتا ہے (۳) اس میں لوگوں کا حساب بڑی سرعت وتیزی سے ہوگا چنانچہ سب کا حساب آدھے دن کے اندر اندر ہو جائے گا اس لئے اس سرعت وتیزی کی وجہ سے قیامت کو بھی الساعۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔خلاصہ کے طور پر یوں کہلو کہ الساعۃ کے اصلی معنی ایک بہت جلد گذر جانے اور آنے والی گھڑی کے ہوتے ہیں اور چونکہ قیامت میں بھی سرعت وتیزی اور جلدی ہوگی اس لئے قیامت کو بھی مجازاً الساعۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔۔۔بہر حال حدیث شریف کے جزء ''إن من أشراط الساعۃ'' کا مطلب ہے قربِ قیامت پر دال علاماتِ صغریٰ میں سے ہے یہ بات بھی الخ۔

''أن یتدافع أھل المسجد الخ'' حدیث شریف کے اس ٹکڑے کی قدرے وضاحت تو دورانِ ترجمہ ہوگئی ہے تاہم مزید یہ بھی سمجھ لیں کہ ابنِ رسلان نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ اس

حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ امامت کے سلسلہ میں تدافع کوئی اچھی اور مناسب چیز نہیں ہے۔ اوراس تدافع کی شراح حضرات نے کئی شکلیں لکھی ہیں (۱) جہالت اتنی عام ہوگی کہ ہرایک دوسرے ہی کوامامت کے لئے بڑھائے گا (۲) لوگوں میں امام متعین کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہوگا کوئی کہے گا میں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا اور کوئی کہے گا میں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا (۳) ایک پارٹی کہے گی ہمارا اور ہماری پارٹی کا آدمی امام ہونا چاہئے اور دوسری کہے گی ہماری پارٹی کا اور ہمارا آدمی امام ہونا چاہئے الغرض جتنے گروہ وپارٹی ہوں گی وہ الگ الگ اپنے اپنے آدمی کوامام بنانے کے لئے کہیں گی (۴) حسبة لله امامت کرنے والا کوئی نہ ہوگا اوراس طرح حسبةً لله بدونِ اجرامامت کرنے کے لئے لوگ اپنے علاوہ کسی بھی دوسرے کوامامت کرنے کے لئے کہیں گے۔ (۵) ہرایک شخص یہ کوشش کرے گا اور زور لگائے گا کہ عہدۂ امامت پر میرا قبضہ ہو۔ بہرحال مذکورہ بالا اسباب یا ان کے علاوہ بھی کسی سبب کی وجہ سے یہ نوبت آجائے گی کہ لوگوں کوامام نہ مِل پائے گا۔

خلاصہ یہ کہ اس حدیث کا ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ امامت کی وجہ سے یا امامت کے لئے کسی بھی شکل میں اور کسی بھی طرح کا تدافع مذموم وبرا ہے۔ لیکن حقیقی اور باطنی مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ تدافع کسی دنیوی غرض کی وجہ سے ہواوراس کی وجہ صرف دنیوی غرض ہو تو یقیناً مذموم وبرا ہے لیکن اگر یہی تدافع کسی شرعی غرض سے ہو مثلاً کوئی آدمی اپنے آپ کوغیرِ افقہ غیرِ اقرأ ہونے کی وجہ سے اس امید سے امامت سے روکے اور پیچھے ہٹائے کہ کوئی افقہ اوراقرأ وافضل شخص نماز پڑھادے تو یقیناً یہ تدافع مذموم نہ ہوگا بلکہ مستحسن ہوگا۔ (والله تعالیٰ أعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۱)

۱۔ هارون بن عبّاد :۔ یہ هارون بن عبّاد الأزديّ أبوموسیٰ المصيصي

الأنطاكيّ ہیں۔حافظؒ نے ان کومقبول راوی لکھااوردسویں طبقہ میں سےقرار دیا ہے۔

۲۔مروان:۔ یہ مروان بن معاوية الفزاريّ أبوعبدالله الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۸۵)۔

۳۔طلحة أمّ غراب:۔ یہ طلحة أُمُّ غراب ہیں۔انہوں نےصرف اپنی بیٹیوں اور عقیله مولاة فزارة سے روایت کیا ہےاور اِن سےصرف وکیع اورمروان بن معاویہ نے۔ابنِ حبّان نے ان کوثقات میں ذکرکیا ہے۔اورحافظؒ نے ان کے بارے میں **لا يعرف حالها** لکھا ہےاوران کو آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔عقيلة:۔ یہ بنوفزارہ کی ایک عورت عقيلة مولاة بني فزارة ہیں۔انہوں نےصرف سلامہ بنتِ حُرّ سے روایت کیا ہےاور اِن سےصرف امِّ غراب نے۔حافظؒ نےلکھا ہے کہ یہ عقيلة الفزارية جدّةُ علي بن غراب ہیں غیرمعروف الحال ہیں نیزان کو چوتھےطبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔سَلامة بنت الحُرّرضی اللہ عنہا **:۔** آپؓ سلامة بنت الحُرّ أُختُ خَرَشَة بن الحُرّ الفزاريّة الصحابيةؓ ہیں۔انہوں نےنبیِ کریم ﷺ سےصرف ایک یہی حدیث روایت کی ہے۔اور اِن سےعقیلہ اورامِّ داؤ دوابشیہ نے روایت کیا ہے۔

٦۔خَرَشة بن الحرّ:۔ یہ خَرَشة بن الحُرّ الفزاريّ ہیں یہ یتیم تھےحضرتِ ابنِ عمرؓ نےان کی پرورش کی ہے۔امام ابوداؤ دکاقول ان کے بارے میں صحابیت کاہےاورعجلی نے ان کوثقہ کبارِتابعین میں سےقرار دیا ہے۔اورحافظؒ نے یہ تفصیل نقل کرنے کے بعدعجلی کےقول کےاعتبار سے لکھا ہے کہ اس حساب سے یہ دوسرے طبقہ میں آئیں گے نیزلکھا ہے کہ ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی ہے۔

(٦١)بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

(٦١) اس شخص کا بیان جو امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہے (یعنی اس باب میں اُن احادیث کا ذکر ہوگا جن سے یہ پتہ لگے گا کہ لوگوں میں امامت کا حقدار و مستحق سب سے زیادہ کون ہوتا ہے)۔

الحديث/٥٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمُّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمُّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: مَا تَكْرِمَتُهُ؟ قَالَ: فِرَاشُهُ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٨٢: ۔فرمایا امام داؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوالولید طیالِسی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی اسماعیل بن رَجاء نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا اوس بن ضَمعَج کو ابوعمرو بدری کے حوالہ سے یہ بیان کرتے ہوئے کہ انہوں نے (یعنی ابومسعود بدریؓ نے) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہے) امامت کرے لوگوں کی ان میں سے سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا۔ پھر سب سے زیادہ پرانا پڑھنے والا۔ پھر اگر وہ (سب لوگ) قراءت میں (یعنی مقدارِ قراءت، زمانۂ قراءت، حسنِ قراءت، عمل بالقراءت اور علم بالقراءت میں برابر ومساوی) ہوں تو امامت کرے ان کی سب سے پرانا مہاجر (یعنی جس نے سب

سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی ہو وہ امامت کرے) پھر اگر ہوں وہ (سب لوگ ونمازی) ہجرت میں (بھی) برابر (ومساوی۔ یعنی اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے والے تمام ہی نمازی بڑے قاری، پرانے قاری اور ایک ہی زمانہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے والے ہوں) تو امامت کرے ان میں کا سب سے بڑی عمر والا (واضح رہے کہ یہاں پر بڑی عمر والے سے وہ مراد ہے جس کی اسلام میں رہتے ہوئے سب سے زیادہ عمر ہو۔ چنانچہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اگر ایک شخص بیس سال کی عمر میں مسلمان ہوا اور اَب وہ تیس سال کا ہے تو یہ اُس شخص کے مقابلہ میں امامت کا زیادہ حقدار ہوگا جو اَب ہے تو چالیس سال کا مگر مسلمان ہوئے اس کو صرف پانچ سال یا نو سال گذرے ہیں۔ یا یوں کہلو کہ ایک نوجوان مسلمان اُن تمام لوگوں کے مقابلہ امامت کا زیادہ حقدار ہے جو اگرچہ ہیں تو بوڑھے مگر اُس نوجوان کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اور اس کی تائید بعض روایتوں میں آنے والے اِن الفاظ ''**فأقدمهم سلما أو إسلامًا**'' سے بھی ہوتی ہے۔ بہرحال اس کے بعد نبیِ کریم ﷺ نے اس حدیث شریف میں کچھ اور ہدایات دیتے ہوئے فرمایا) اور نہ امامت کی جائے کسی شخص کی اس کے گھر میں اور نہ اس کے (دائرۂ) حکومت میں۔ اور نہ بیٹھا جائے اس کی خاص جگہ پر مگر اس کی اجازت سے۔

شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے شیخ اسماعیل سے پوچھا (کہ اس حدیث شریف میں جو لفظِ **تکرمۃ** ہے) اس کے کیا معنی ہیں اور **تکرمۃ الرجل** سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس کا مطلب ہے **فراشہ** (یعنی اس کا وہ فرش ومَسند جو خاص طور سے اس کے لئے تیار کیا جائے اور اس کے اعزاز واکرام کے لئے بچھایا جائے)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف کے تحت علمائے کرام وشراحِ عظام نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ بہتر ہے تاہم مندرجہ ذیل چند باتیں

یہاں پر بھی ملاحظہ کرلیں۔

''**یؤم القوم أقرأهم لکتاب الله**'' اس میں خبر بمعنی انشاء یعنی مضارع بمعنی امر ہے۔اور یہ جو''**أقرأهم**'' ہےاس کے بارے میں علمائے کرام میں اختلاف ہےاورکئی رائے ہیں (۱) ابنِ ملک کی رائے تو یہ ہے کہ اس کا مطلب **أحسنهم قراءةً** ہے یعنی قرآنِ کریم کوسب سے اچھا پڑھنے والا قاری۔(۲) اور کچھ علماء کی رائے یہ ہے کہ اس کا مطلب ہے **أكثرهم قراءة** یعنی جس کوسب سے زیادہ قرآنِ کریم یاد ہواوراس کی تائید آگے آنے والی عمرو بن سلمہؓ کی اُس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ مجھے ان میں سب سے زیادہ قرآن حفظ ویاد تھا اس لئے انہوں نے مجھے امام بنایا جب آپ ﷺ نے ان کو یہ حکم دیا تھا **یؤمکم أقرأكم** (۳) اورایک تیسری رائے یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ افقہ اور مسائل کے جاننے والے کو امامت کے لئے مقدم رکھا جائے گا کیونکہ یہ بات آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمائی ہے اور صحابہؓ کے حالات سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ان میں کا **أقرأ للقرآن** ہی سب سے زیادہ افقہ اور مسائل کا جاننے والا ہوتا تھا۔

''**وأقدمهم قراءة**'' سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھلیں کہ بعض روایتوں میں یہ جملہ مذکور نہیں ہے۔لیکن جن روایتوں میں ہےان کی تشریح کرتے ہوئے شراح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) اس کا عطف ہے **أقرأهم** پر اور گویا دونوں جملوں کا مطلب مِل ملا کر ایک ہی ہے یعنی وہ شخص جس کو قرآنِ کریم سب سے زیادہ یاد ہو کیونکہ جو اقدم واسبق ہوگا قرآنِ کریم کو حفظ ویاد کرنے کے حساب سے یعنی جس نے پہلے سے قرآنِ کریم کو حفظ کرنا شروع کیا ہوگا ظاہر ہے اسی کو سب سے زیادہ قرآنِ کریم یاد بھی ہوگا (۲) اس میں جو واؤ ہے وہ بمعنی فاءِ ترتیب ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازیوں میں سب ہی کو تقریباً برابر برابر قرآنِ کریم یاد ہو تو امام اس کو بنایا جائے گا جس نے زمانہ کے اعتبار سے ان سب میں پہلے سے قرآنِ کریم کو حفظ ویاد کرنا شروع کیا ہوگا۔(واضح رہے کہ دونوں طرح کے علماء

کی رائے کے احترام کے ساتھ ناچیز کا خیال یہ ہے کہ دوسری والی رائے زیادہ واضح ہے کیونکہ بعض حضرات تھوڑے سے وقت میں اُس سے زیادہ حفظ و یاد کر لیتے ہیں جس کو دوسرے بعض حضرات زیادہ وقت میں یاد کر پاتے ہیں)۔

"**أقدمهم هجرة**" اگر ایسا ہو کہ تمام نمازی مقدارِ قراءت، زمانۂ قراءت، حسنِ قراءت، عمل بالقرآن اور علم بالقرآن میں برابر سرابر ہوں تو اس شخص کو امامت کا حق ہوگا جو مکہ فتح ہونے سے پہلے سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے منتقل ہو کر اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ﴾ میں بھی اشارہ ہے۔ اور آج کل یہی مسئلہ جاری ہوگا دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف منتقل ہونے والوں میں کیونکہ ہجرت قیامت تک باقی رہنے والی شے ہے۔ یہی جمہور علماء کی رائے ہے اَب رہجاتا ہے آپ ﷺ کا یہ فرمان **لا هجرة بعد الفتح** تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد ہجرت ختم ہوگئی بلکہ اس کا یا تو یہ مطلب ہے کہ اَب مکہ مکرمہ سے ہجرت نہیں ہوگی کیونکہ وہ تو اَب فتحِ مکہ کے بعد دارالاسلام بن چکا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اَب ایسی کوئی ہجرت نہیں ہوگی جس کی فضیلت فتحِ مکہ سے پہلے ہونے والی ہجرت کی طرح ہو۔ اور کچھ علماء کی رائے یہ بھی ہے کہ ہجرت کی تقدیم و تاخیر کا لحاظ اور مسئلہ صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا اَب استحقاقِ امامت کے مسئلہ میں اس کا خیال و لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ اور ابنِ ملک کی رائے یہ ہے کہ آجکل ہجرتِ معنویہ یعنی ہجرت عن المعاصی کا اعتبار ہوگا یعنی اگر قراءت کے سلسلہ میں سب لوگ یکساں ہوں تو جو سب سے زیادہ ورع و تقوی والا اور پرہیزگار ہوگا وہ سب سے زیادہ امامت کا حقدار ہوگا۔

"**أكبرهم سنًا**" اس جملہ کا مطلب دورانِ ترجمہ ہی آ گیا ہے یعنی اس سے محض زیادتیِ سن و عمر مراد نہیں ہے بلکہ وہ شخص مراد ہے جس کی دائرۂ اسلام میں زیادہ عمر گذری ہو چنانچہ مسلم شریف کی

روایت کے یہ الفاظ "**فأقدمهم سلما أو إسلامًا**" بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

"**لایؤم الرجل في بیته ولا في سلطانه**" اس میں جو لایؤم ہے یہ بضم الیاء فعلِ مضارع مجہول ہے۔اور مطلب یہ ہے کہ گھر کا مالک اپنے گھر میں امامت کا زیادہ حقدار ہے بمقابلے دیگر کسی شخص کے چاہے وہ دیگر شخص اُس مالکِ گھر سے زیادہ اَعلم وافقہ ہی کیوں نہ ہو۔خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں مذکورہ بالاحکم سے یہ صورتِ حال مستثنیٰ ہے۔لیکن مناسب یہ ہے کہ صاحبِ بیت اپنی طرف سے سب سے افضل شخص کوامامت کی اجازت دیدے۔اور یہ بھی واضح رہے کہ اگر صاحبِ بیت دیگر افضل لوگوں کے ہوتے ہوئے کسی مفضول شخص کواجازت دے گا تو یہ مفضول شخص ہی اس کے گھر میں امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہوگا۔۔اوراس میں جو یہ جملہ ہے **ولا في سلطانه** اس کا مطلب ہے **ولا یؤم الرجل في مظهر سلطنته وسیطرته ومحل ولایته وتصرفه**۔چنانچہ منقول ہے کہ حضرتِ ابنِ عمرؓ حجاج کے پیچھے اسی وجہ سے نماز پڑھا کرتے تھے۔اوران دونوں حکموں کی علت و حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ امامت ہوتی ہے جماعت کی اور جماعت کوشریعت نے اس لئے رکھا ہے تاکہ لوگوں میں آپس میں الفت ومحبت ہواور سارے مومنین ایک شخص کی طاعت وموافقت پر متحد ومجتمع رہیں اَب اگرکوئی شخص کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر امامت کرے گا تو آپس میں الفت ومحبت کی بجائے آپسی تقاطع وتباغض اور عداوت ودشمنی جنم لیگی،اوراگرکوئی شخص کسی کے دائرۂ حکومت واقتدار میں اس کی اجازت کے بغیر عہدۂ امامت پر فائز ہوگا اورامام بنے گا تو امرِ حکومت وسلطنت کی توہین ہوگی اور سلطان وحاکم کی اطاعت سے خروج ہوگا جوظاہر ہے مسلمانوں کے اختلاف وانتشار کا سبب بنے گا اور یہ ہرگز جائز نہیں ہے اس لئے نہ تو کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر امام بنا جائے اور نہ ہی کسی کے دائرۂ حکومت وسلطنت میں اورخاص طور پر عید وجمعہ کی نماز میں تو اس کا بہت ہی خیال رکھا جائے۔اسی طرح سے امامِ محلّہ کی اجازت کے

بغیر بھی امام بننے سے بچنا اور احتراز کرنا بھی اس جملہ میں داخل ہے۔

"ولا یجلس علی تکرمته إلا بإذنه" اس میں جولفظِ تکرمۃ ہے یہ تاء کے فتحہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ بروزن تَفْعِلَة ہے اور یہ الکرامۃ سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں فرش یا تخت پر کسی کے بیٹھنے کی وہ خاص جگہ جس کو اس کے اکرام و اعزاز کی وجہ سے تیار و خاص کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ بستر، مجلس اور کمرہ وغیرہ میں کسی کی خاص ومخصوص جگہ وفرش کا بھی وہی حکم ہے جو تکرمۃ کا ہے اَب رہی یہ بات کہ پھر حدیث شریف میں خاص طور پر لفظِ تکرمۃ ہی کا کیوں ذکر کیا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نہی وممانعت کی وجہ ہے تقاطع وتباغض اور عداوت ودشمنی کا پیدا ہونا اور یہ زیادہ تر تکرمۃ پر بیٹھنے کی شکل میں ہوتا ہے اس لئے خاص طور پر اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے صرف اسی کا ذکر کر دیا گیا اور یہ تو معلوم ہے ہی کہ عدمِ ذکرِ شے عدمِ شے کو مستلزم نہیں ہوا کرتا اس لئے تکرمۃ کے ذکر اور اس کے علاوہ مَسند وغیرہ کے عدمِ ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ تکرمۃ کے علاوہ مَسند وغیرہ کا حکم یہ نہیں ہوگا۔۔۔۔ اور یہ جو إلا بإذنه ہے اس کا تعلق دونوں چیزوں سے ہے یعنی کسی کے گھر اور دائرۂ حکومت میں امامت کی ممانعت اور کسی کے تکرمۃ پر بیٹھنے کی ممانعت کے حکم سے۔ یعنی ان دونوں ممانعتوں سے مستثنیٰ ہے یہ شکل کہ صاحبِ بیت یا سلطان اپنے علاوہ کو اپنے گھر اور دائرۂ حکومت میں امامت کی اجازت دیدے یا صاحبِ تکرمۃ اپنے تکرمۃ اور مخصوص جگہ پر بیٹھنے کی اجازت دیدے کیونکہ اجازت کے بعد کسی کے گھر اور دائرۂ حکومت میں امامت بھی جائز ہے اور کسی کے مخصوص مَسند وتکرمۃ پر بیٹھنا بھی۔

اخیر میں خلاصہ کے طور پر سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف سے تین باتیں سمجھ میں آرہی ہیں (۱) اقامتِ صلاۃ وامامت امورِ دینیہ میں سے نہایت اہم اور مہتم بالشان امر ہے اور اس کی دلیل ہے آپ ﷺ کا یہ ہدایت دینا کہ اسکے لئے افضل سے افضل شخص کو منتخب کیا اور مقدم رکھا جائے (۲) کسی

کے گھر میں اس کی امامت اسی طرح کسی کے دائرۂ حکومت وسلطنت میں اس کی امامت ممنوع وناجائز ہے الا یہ کہ صاحبِ بیت یا حاکم وسلطان اس کی اجازت دیدیں (۳) کسی آدمی کو کسی کے مسندِ خاص اور اس کی گدّی پر بیٹھنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ اُس گدی اور مسند کا مالک اُس پر بیٹھنے کی اجازت دیدے یعنی اس کی اجازت کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں ہے لیکن اجازت کے بعد بیٹھنا جائز ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۲)

۱۔**أبو الوليد الطَيالِسِيّ**:۔یہ **أبو الوليد هشام بن عبدالملک الطيالسيّ الباهليّ البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔**شعبة**:۔یہ **شعبة بن الحجاج بن الوردالعتكيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳).

۳۔**إسماعيل بن رَجاء**:۔یہ **إسماعيل بن رجاء بن ربيعة الزُبيديّ أبو إسحاق الكوفيّ** ہیں۔ابنِ معین، ابوحاتم اورنسائی نے ان کی توثیق کی ہے، اَزدی نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ ہیں اور ان کے بارے میں اَزدی کا یہ کلام بلا حجت ودلیل ہے۔نیز ان کو پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔**أوس بن ضَمُعَج**:۔یہ **أوس بن ضمعج** (بروزن جَعُفَرُ) **الكوفيّ الحضرميّ أو النخعيّ** ہیں۔انہوں نے صرف حضرتِ عائشہؓ، ابومسعودؓ اور سلمان فارسیؓ سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف انکے بیٹے عمران اور ابواسحاق سبیعی اور اسماعیل بن رَجاء نے، عجلی نے ان کو ثقہ تابعی کہا ہے۔ابنِ سعد نے ثقہ معروف قلیل الحدیث اور ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے انکو ثقہ، مخضرم تابعی لکھا ہے اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۷۴ھ میں بتائی ہے۔

۵۔**أبو مسعود البدريّ**ؓ:۔آپؓ **عقبة بن عمرو بن ثعلبة بن أَسيرة بن عَسيرة**

الأنصاريّ أبو مسعود البدريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

۶۔شعبة:۔ یہ شعبة بن الحجاج بن الوردالعتكيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳).

۷۔إسماعيل بن رَجاء:۔ یہ إسماعيل بن رجاء بن ربيعة الزُبيديّ أبو إسحاق الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

الحديث/۵۸۳-حَدَّثَنَاابْنُ مُعَاذٍحَدَّثَنَاأَبِيْ عَنْ شُعْبَةُ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فِيْهِ ((وَلَا يَؤُمُّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ يَحْيَ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ ((أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر/۵۸۳:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ مُعاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے والد نے شعبہ سے نقل کرتے ہوئے اسی حدیث کو (یعنی مذکورہ بالا حدیث نمبر (۵۸۲) کو اور انہوں نے اس حدیث کو بیان کرنے کے دوران) کہا "ولا يؤُمّ الرجلُ الرجل في سلطانه" (بجائے لا يُؤَم الرجل الخ کے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ اور ایسے ہی کہا ہے یحیٰ قطان نے بھی شعبہ سے روایت کرتے ہوئے (اپنی روایت میں) "أقدمهم قراءةً"۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف اور مذکورہ بالا عبارات کو لا کر امام ابوداؤدؒ نے دو باتیں بتائی ہیں (۱) اس حدیث کو شعبہ سے ان کے دو شاگردوں نے روایت کیا ہے ایک ابوالولید طیالسی نے دوسرے ابنِ معاذ عنبری نے مگر ان دونوں کی روایت میں یہ فرق ہے کہ ابوالولید طیالسی نے تو اپنی روایت میں لا يُؤَمّ الرجُل صیغۂ مجہول مضارع کے ساتھ نقل کیا ہے اور ابنِ معاذ عنبری نے صیغۂ مضارع معروف کے ساتھ اور فاعل ومفعول کو ذکر کر کے بیان کیا ہے یعنی لا يَـؤُم الـرجُلُ الرجلَ کہا ہے۔(۲) شعبہ

سے اس روایت کو ان کے ایک تیسرے شاگرد یعنی یحیٰ قطان نے بھی روایت کیا ہے اور یحیٰ قطان کی روایت بالکل مثل ابوالولید طیالسی کی روایت کے ہے یعنی جس طریقہ سے ابوالولید نے اپنی روایت میں أقدمهم قراءۃً کے الفاظ نقل کیے ہیں ویسے ہی یحیٰ قطان نے بھی اپنی روایت میں ان الفاظ یعنی أقدمهم قراءة کے الفاظ کو ذکر کیا ہے۔۔۔۔واضح رہے کہ اس دوسری والی بات یعنی و كذا قال يحى القطان الخ کے الفاظ سے غالبًا مصنفؒ نے ابوالولید کی روایت کو قوی اور مضبوط وراجح کرنا چاہا ہے بمقابلے اُن روایتوں کے جن میں یہ لفظ یعنی أقدمهم قراءةً مذکور نہیں ہے۔(والله تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۳)

۱۔ابن معاذ:۔یہ عبیداللّٰه بن معاذبن معاذبن نصر بن حسان العنبريّ البصريّ أبوعمرو الحافظ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔أبي:۔اس میں أبٌ سے حضرتِ عبیداللہ کے والد معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری أبو المثنّٰی البصريّ مراد ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔شعبة:۔یہ شعبةبن الحجاج بن الوردالعتكيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳).

۴۔أبو داؤد:۔یہ الإمام المصنف سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۵۔يحيٰ القطان:۔یہ يحيٰ بن سعيد بن فروخ التميميّ أبوسعيد القطّان ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔شعبة:۔یہ شعبةبن الحجاج بن الوردالعتكيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳).

الحديث/۵۸٤-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءَ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ((فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ،فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً،وَلَمْ يَقُلْ فَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٨٤ :۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیاحسن بن علی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن نُمیر نے اَعمش سے نقل کرتے ہوئے (اعمش نے روایت کیا)اسماعیل بن رَجاء سے انہوں نے أوس بن ضَمعَجْ الحضرميّ سے(یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرتِ ابومسعودؓ سے سنا انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے نقل کیا (اوراَعمش نے آگے بیان کیا)اسی حدیث کو(یعنی حدیث نمبر (۵۸۲) کواورانہوں نے یعنی اعمش نے اپنی حدیث میں فإن كانوا في القراءةسواءً فَلْيَؤُمُّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةًالخ کی بجائے)فإن كانوا في القراءة سواءً فأعلمهم بالسنة، فإن كانوا في السنة سواءً فأقدمهم هجرةً بیان کیا(یعنی اگرتمام نمازی قراءت کے اعتبار سے مساوی اور یکساں درجے کے ہوں تو پھرامامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا جوسب سے زیادہ سنت یعنی حدیث کا علم رکھنے والا ہواور اگرعلمِ حدیث میں بھی سب یکساں و برابر ہوں تو امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا جوسب سے پرانا مہاجر یعنی جوسب سے پہلے مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ آیا ہو)۔اور(اعمش نے اپنی روایت میں)فأقدمهم قراءةً کا بیان بھی نہیں کیا۔

نوٹس:۔واضح رہے کہ اس حدیث نمبر(۵۸۴) کولاکر مصنفؒ نے یہ بتانا چاہاہے کہ اسماعیل بن رجاء سے اس روایت کوشعبہ اورسلیمان بن مہران اعمش دولوگوں نے روایت کیاہے اوردونوں کی روایت میں اختلاف ہے اوراس اختلاف کی تفصیل یہ ہے کہ شعبہ نے تو اپنی روایت میں سب سے

پہلے قراءت پھر تقدمِ ہجرت اور اس کے بعد عمر کا ذکر کیا ہے اور علمِ سنت کا ذکر سرے سے کیا ہی نہیں۔ اور اَعمش نے سب سے پہلے قراءت کا ذکر کیا پھر علمِ سنت کا اور پھر تقدّمِ ہجرت کا نیز اَعمش نے اپنی روایت میں أقدمهم قراءةً کے الفاظ بھی نقل نہیں کیے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ان دونوں کی روایت میں تین فرق ہیں (۱) اعمش نے علمِ سنت کا ذکر کیا ہے شعبہ نے نہیں (۲) شعبہ نے أقدمهم قراءةً کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں لیکن اعمش نے نہیں کیے (۳) شعبہ نے سِن وعمر کا ذکر کیا ہے اور اعمش نے نہیں کیا۔ سہولت کے لئے اعمش کی پوری روایت جو مسلم شریف میں منقول ہے نقل کی جارہی ہے تا کہ اعمش و شعبہ دونوں کی روایت کا فرق مزید اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

روى مسلم بسنده وقال - قال رسول الله ﷺ يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله فإن كانوا في القراءة سواءً فأعلمهم بالسنة، فإن كانوا في السنة سواءً فأقدمهم هجرةً، فإن كانوا في الهجرة سواءً فأقدمهم سلما، ولا يؤمّن الرجل الرجلَ في سلطانه ولا يقعد في بيته على تكرمته إلا بإذنه ---- وكذا رواها الترمذيّ والنسائي والبيهقي، وابن حبان في صحيحه والحاكم في مستدركه إلا أن الحاكم قال بدل فأعلمهم بالسنة فأفقههم فقها فإن كانوا في الفقه سواء فأكبرهم سنًا۔

دیکھئے شراح حضرات نے تو شعبہ اور اعمش کی روایت میں مذکورہ بالا تین ہی فرق لکھے ہیں لیکن مسلم وغیرہ کی روایت کے الفاظ سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ صرف دو ہی فرق ہیں کیونکہ سِن وعمر کا ذکر دونوں نے اپنی اپنی روایت میں کیا۔

یہاں پر یعنی حدیث نمبر (۵۸۲) (۵۸۳) اور (۵۸۴) کے تحت شراح حضرات نے اس مختلف فیہ مسئلہ پر بہت بحثیں کی ہیں اور تفصیلات لکھی ہیں کہ امامت کے سلسلہ میں اقرأ کو مقدم رکھا جائے گا یا أفقه کو۔ تفصیلات کے لئے تو مطولات ہی کو دیکھنا زیادہ بہتر ہے تاہم مختصراً اتنا ضرور سمجھ لیں

کہ یہ حدیث شریف اپنے ظاہر کے اعتبار سے یہ بتا رہی ہے کہ امامت کے سلسلہ میں أقـرأ کو افقہ پر مقدم رکھا جائے گا اور فقہاء میں سے احنف بن قیس، ابنِ سیرین، ثوری، ابو یوسف اور احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ مالک، شافعی، اوزاعی، عطاء، اکثر حنفیہ الغرض جمہور فقہاء علیہم الرحمۃ کا کہنا یہ ہے کہ امامت میں افقہ کو اقرأ پر مقدم وراجح رکھا جائے گا۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۴)

۱۔الحسن بن عليّ:۔ یہ الحسن بن علي بن محمد الهذليّ الخلال الحلوانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔عبدالله بن نُمير:۔ یہ عبدالله بن نمير الهمدانيّ أبوهشام الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۳۔الأعمش:۔ یہ سليمان بن مهران الأعمش الأسديّ الكاهليّ أبومحمد الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔إسماعيل بن رَجاء:۔ یہ إسماعيل بن رجاء بن ربيعة الزُبيديّ أبو إسحاق الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۲)۔

۵۔أوس بن ضَمْعَجُ:۔ یہ أوس بن ضَمْعَجُ الكوفيّ الحضرميّ أو النخعيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۲)۔

۶۔أبومسعودؓ:۔ آپؓ عقبة بن عمرو بن ثعلبة بن أَسِيرة بن عَسيرة الأنصاريّ أبومسعود البدريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

الحديث/۵۸۵-حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا

أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ، قَالَ: ((كُنَّا بِحَاضِرٍ يَمُرُّ بِنَا النَّاسُ إِذَا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَكَانُوا إِذَا رَجَعُوا مَرُّوا بِنَا فَأَخْبَرُونَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَذَا وَكَذَا، وَكُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا، فَحَفِظْتُ مِنْ ذٰلِكَ قُرْآنًا كَثِيرًا، فَانْطَلَقَ أَبِي وَافِداً إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ فَقَالَ: يَؤُمُّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ، فَكُنْتُ أَقْرَأَهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُونِي فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيرَةٌ صَفْرَاءُ،فَكُنْتُ إِذَاسَجَدْتُ تَكَشَّفَتْ عَنِّي،فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسَاءِ: وَارُوا عَنَّا عَوْرَةَ قَارِئِكُمْ، فَاشْتَرَوْا لِي قَمِيصًا عُمَانِيًّا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحِي بِهِ فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ أَوْ ثَمَانِ سِنِيْنَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۸۵: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ایوب نے انہوں نے روایت کیا حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ سے (یہ کہ) ہم ایسے مقام پر تھے (واضح رہے کہ یہ جو بحاضر میں لفظِ حاضر ہے اس کے اصل معنی تو اُن لوگوں کے ہوتے ہیں جو کسی چشمہ وغیرہ پر قیام کریں اور اتر پڑیں اور پھر وہاں سے نہ جائیں لیکن کبھی کبھی اس حاضر اسمِ فاعل کو بمعنی اسمِ مفعول محضور یعنی مکانِ حضور کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے نزلنا حاضر بني فلان اور یہاں پر بھی اسی معنی میں ہے یعنی مکانِ حضور اور مقام کے معنی میں ۔ بہر حال حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ بیان کررہے ہیں کہ ہم ایک ایسے مقام پر تھے کہ) لوگ ہم پر گزرتے جب وہ نبیِ کریم ﷺ پر جاتے نیز جب لوٹتے تب بھی ہم پر گذرتے (یعنی ہمارا قیام ایک ایسی جگہ تھا جہاں سے آپ ﷺ کے پاس جانے والے لوگ بھی ہمارے پاس سے گذرتے اور آپ ﷺ کے پاس سے واپس آنے والوں کا گذر بھی ہمارے

پاس سے ہی ہوتا) چنانچہ (واپسی پر وہ لوگ) ہمیں بتاتے اور خبر دیتے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ایسا فرمایا ہے (یعنی آپ ﷺ جو امورِ دین اور احکام وقرآن اُن لوگوں کو سکھاتے یہ لوگ ہمیں اس کی تفصیلات بتاتے) اور میں (چونکہ) ایک کم عمر قوی الحافظہ (بچہ) تھا اس لئے میں نے اس میں سے (یعنی جو کچھ آپ ﷺ ان کو سکھاتے تھے اس میں سے۔ یا اس میں یعنی من ذٰلک میں من اجلیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کی وجہ سے یعنی کم سن قوی الحافظہ بچہ ہونے کی وجہ سے) بہت زیادہ قرآن یاد کرلیا تھا۔ پھر (کچھ عرصہ بعد یہ ہوا کہ) میرے والد آپ ﷺ کا قصد کرتے ہوئے اپنی قوم کے چندلوگوں میں (شامل ہوکر۔ یا چندلوگوں کے ساتھ) گئے (یعنی میرے والد اپنی قوم کے چند لوگوں کوساتھ لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہونچے۔ واضح رہے کہ یہ جو في نفر ہے اس میں في اپنے معنی میں بھی ہوسکتا ہے أی داخلا في الخ اور في بمعنی مع بھی ہوسکتا ہے أی مع نفر الخ ۔اور یہ جو لفظِ نفر ہے یہ نون اور فاء دونوں کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں تین سے لیکر دس مردوں کی جماعت۔ بہر حال ان کے والد مع وفد کے جب آپ ﷺ کی خدمت میں پہونچے) تو آپ ﷺ نے ان کو نماز (اور احکامِ نماز) سکھائے (اور جب یہ آپ ﷺ کے پاس سے واپس چلنے لگے تو انہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنی نماز کی امامت کے لئے کیسے شخص کا انتخاب کریں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری امامت کرے تم میں کا أقرأ شخص (یعنی تم میں سے جس کو قرآنِ کریم سب سے زیادہ یاد ہو وہ تمہاری نماز کی امامت کرے۔ آگے حضرتِ عمرو بن سلِمہ ؓ بیان کرتے ہیں) اور میں ان میں کا اقرأ شخص تھا (یعنی ان میں سب سے زیادہ قرآنِ کریم مجھے یاد تھا) کیونکہ میں (آپ ﷺ کے پاس سے واپس آنے والے لوگوں سے قرآنِ کریم کو سن کر پہلے ہی سے) یاد کرلیا کرتا تھا لہٰذا انہوں نے مجھے ہی آگے بڑھایا (یعنی اپنی نماز کی امامت کے لئے میرا ہی انتخاب کیا) اور میں ان کی امامت کرنے لگا اور حال یہ تھا کہ مجھ پر میری ایک چھوٹی سی زرد رنگ کی چادر تھی

(یعنی یہ جملہ وعليّ بردة الخحال ہےاور بُردة کہتے ہیں مربع چھوٹی سی چادرکو۔ مطلب یہ کہ میرے پاس جو کپڑے تھے وہ صرف ایک یہی چھوٹی سی زرد رنگ کی چادر تھی اور میں اسی کو اوڑھے اور پہنے ہوئے نماز پڑھارہا تھا) پس (نماز پڑھاتے ہوئے) جب میں نے سجدہ کیا تو وہ (چادر) مجھ سے کھل گئی (یعنی چھوٹی ہونے کی وجہ سے اوپر کو اٹھی جس کی وجہ سے میرا کچھ ستر اور شرمگاہ کھل گئی) تو (وہاں پر موجود۔ یا محلّہ کی) عورتوں میں سے ایک عورت نے (اُن نمازیوں سے جو میرے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے یہ) کہا چھپاؤ ہم سے (یعنی ہماری نظروں سے اور دیکھنے سے) اپنے قاری (اور امام کے) ستر (وشرمگاہ) کو تو (اس عورت کے یہ کہنے اور اس واقعہ کے بعد) اُن لوگوں (اور نمازیوں نے) میرے لئے ایک عُمانی قمیص (وکرتہ) خریدا (واضح رہے کہ عُمانی بضم العین وتخفیف المیم نسبت ہے بحرین کے پاس ایک عُمان نامی جگہ کی طرف۔ یعنی وہاں کا بنا ہوا ایک کرتہ میرے لئے اور اپنے امام کے لئے لوگوں نے خریدا) پس میں نہیں خوش ہوا اسلام لانے کے بعد اپنے اس (کرتہ) پر خوش ہونے کی طرح (یعنی اسلام لانے کے بعد میرے لئے سب سے زیادہ خوشی وفرحت کا سبب یہی عُمانی کرتہ تھا جو ان لوگوں نے مجھے خرید کر دیا تھا۔ اور اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس کی وجہ سے ان کی ستر پوشی ہوئی تھی یا اس کی وجہ یہ تھی کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے نئے کپڑوں کو دیکھ کر اور پا کر خوش ہونا۔ بہر حال اس کے ساتھ ساتھ حضرتِ عمرو بن سلِمہ ایک بات اور واضح کررہے ہیں کہ) اور میں ان کی امامت کرتا تھا اس حال میں کہ میں سات سال یا آٹھ سال کا (بچہ) تھا (یعنی میری عمر اُس وقت صرف آٹھ یا سات سال تھی۔ اور واضح رہے کہ بخاری شریف کی روایت میں سات یا آٹھ کی بجائے چھ یا سات کا ذکر ہے)۔

نوٹس:۔ ''لما کنت أحفظ'' اس جملہ کے صاحبِ المنہل نے دو مطلب لکھے ہیں (۱) أي لكوني أكثر منهم حفظاً یعنی اس میں جو ما ہے وہ مصدر یہ ہے اور أحفظ اسمِ تفضیل ہے اور کون مصدر کی خبر یا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (۲) اس میں جو لفظِ مــــا ہے وہ موصولہ ہے اور

أحفظ فعلِ مضارع کا صیغۂ متکلم ہے أي للذي کنت أحفظه من القرآن الّذي کانوا یحفظرنه منه ﷺ وأسمعه منهم ۔اوراس کے بعد صاحبِ المنہل نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دوسرا والا مطلب زیادہ اقرب واصح ہے کیونکہ اس کی تائید بخاری کی روایت کے ان الفاظ ''لما کنت أتلقی من الرکبان'' سے بھی ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ صبی اور نابالغ بچہ بالغ لوگوں کی فرض نماز میں امامت کرسکتا ہے اور جب فرض نماز میں اس کا امام بننا صحیح وجائز ہے تو نفل میں تو بطریقِ اولیٰ صحیح وجائز ہوگا۔لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اس مسئلہ میں علماء وفقہاء میں شدید اختلاف ہے جس کی تفاصیل کے لئے تو مطوّلات کا مطالعہ ہی کرنا بہتر ہے تاہم مختصراً اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ حسن، ابوثور، اسحاق اور شافعیؒ تو اسی کے قائل ہیں کہ نابالغ بچہ کا امام بننا مطلقاً صحیح وجائز ہے یعنی فرض نماز میں بھی اور نفل میں بھی۔اور الهادی۔ الناصر۔ المؤید بالله۔ الشعبي۔ مجاهد۔ابن حزم۔ عمر بن عبدالعزیز اور عطاء نابالغ بچہ کی امامت کو مطلقاً ناجائز کہتے ہیں یعنی فرض نماز میں بھی اور نفل نماز میں بھی۔اور امام ابوحنیفہؒ۔ مالکؒ اور احمدؒ بھی نابالغ بچہ کی امامت کو ناجائز وغیر صحیح ہی کہتے ہیں۔لیکن نفل نماز کے سلسلہ میں امام مالکؒ واحمدؒ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ نابالغ بچہ کی امامت صحیح وجائز ہے۔(والله أعلم بالصواب)۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے چار باتیں سمجھ میں آرہی ہیں (۱) اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو طلبِ خیر وبھلائی کا حریص رہنا چاہیئے (۲) یہ حدیث بتارہی ہے کہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ جہلاء اور لاعلم لوگوں کو امورِ دینیہ سکھائیں اور بتلائیں (۳) امامت کے لئے اقرأ سب سے زیادہ قرآنِ کریم یاد رکھنے والے ہی کو متعین کرنا چاہیئے اور اسی کو امامت کرنی چاہیئے (۴) صبی اور نابالغ بچہ کا امام بننا اور امامت کرنا صحیح وجائز ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۵)

۱۔موسیٰ بن إسماعیل:۔یہ **موسیٰ بن إسماعیل المنقريّ التبوذكيّ البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔حماد:۔یہ **حماد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۳).

۳۔أیوب:۔یہ **أیوب بن أبي تمیمة کیسان السختیانيّ أبوبکر البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۴۔عمرو بن سلِمةؓ:۔آپؓ حضرتِ **عمرو بن سلِمَة بن قیس (أو ابن نفیع) الجرَميّ أبوبُرَید أو أبویزید الصحابيّ الصغیر نزیل البصرةؓ** ہیں۔انہوں نے صرف اپنے والد سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف ابوقلابہ جرمی، ایوب سختیانی، عاصم اَحول، مسعر بن حبیب اور ابوزبیر نے۔منقول ہے کہ یہ بھی اپنے والد کے ساتھ نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں جانے والے وفد میں شامل ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔اور ابنِ حبان کا کہنا ہے کہ ان کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔اور حافظؒ نے بھی ان کو صحابیِ صغیرؓ لکھا ہے اور ابنِ مندۃ نے کتاب الصحابۃ میں صحیح سند کے ساتھ ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جس سے ان کے صحابی ہونے کی تصریح وتصدیق ہوتی ہے اور اِس حدیث کے الفاظ یہ ہیں "**عن عمرو بن سلمة قال کنت في الوفد الذین وفدوا علیٰ رسول الله ﷺ الخ**"۔

۵۔فانطلق أبي:۔اس میں أبٌ سے حضرتِ عمروؓ کے والد صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **سلِمة بن قیس (أو ابن نفیع) الجَرْميّ أبو قدامة البصريّؓ** مراد ہیں۔حافظؒ نے لکھا ہے کہ ان کے نام کے بارے میں قیس اور نفیع کے علاوہ کے بھی اقوال ہیں۔اور ان کی یعنی حضرتِ سلِمہؓ کی روایات

بخاری۔مسلم اور ابوداؤد میں منقول و مذکور ہیں۔اور سلمة میں اگر چہ لام کا فتحہ بھی قول ہے مگر صحیح لام کا کسرہ ہی ہے۔

الحديث/٥٨٦ -حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ، بِهٰذَا الْخَبَرِ قَالَ: ((فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ فِي بُرْدَةٍ مُوَصَّلَةٍ فِيهَا فَتْقٌ فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ خَرَجَتْ اسْتِي)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٨٦ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا نفیلی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا زُہیر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عاصم اَحول نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن سلِمہ سے۔(اور ہم سے جب نفیلی نے اپنی سند وطریق سے اسی حدیث و واقعہ یعنی حدیث نمبر(۵۸۵) کو بیان کیا تو انہوں نے) اس حدیث کے اندر(حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ کے اِن الفاظ فقال فکنت أؤمهم وعليّ بردة۔ إلى۔ تكشفت عني کی بجائے) قال فكنت أؤمهم الخ نقل فرمائے (یعنی حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ کا بیان ہے کہ مَیں ان لوگوں کی امامت کررہا تھا یا کرتا تھا ایک پیوند لگی ہوئی چادر میں جس میں پھٹن تھی۔یعنی جو پیوند لگی ہوئی ہونے کے ساتھ ساتھ پھٹی ہوئی بھی تھی۔لہٰذا جب میں سجدہ کرتا تو اُس پھٹن اور سُوراخ کی وجہ سے میری سیرین کھُل جاتی اور دیکھ جاتی)۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف میں جو مُـوَصّلَة کا لفظ ہے یہ بابِ تفعیل یعنی وَصَّلَ بمعنی ملانا سے اسم مفعول ہے بروزن مُعَـلَّمَةٌ اور اس کے معنی ہیں مُـرَقَّعَة یعنی پیوند لگی ہوئی، کیونکہ پیوند لگانے میں بھی ایک حصّہ کو دوسرے حصّہ سے ملانا ہی ہوتا ہے۔اور اس کے بعد جو فیهـا فتق میں لفظِ فتق ہے اسکے معنی ہیں سوراخ وپھٹن اور ادھڑن کیونکہ فتق از نصر ثوبًا۔ کے اصل معنی تو سلائی ٹوٹ کر اور کھل کر

کپڑے کا الگ الگ ہو جانا یا کہئے سلائی ادھیڑ کرالگ الگ کرنا ہیں۔لیکن اِس سے بھی پھٹن اور شگاف وشق ہی ہوتا ہے اس لئے فَتق سے مراد یہاں پر پھٹن وشق ہے۔اور آگے خرجت استي میں جولفظ است ہے اس کی تحقیق کرتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس کے اصل معنی تو ہوتے ہیں العجز یعنی پچھلا حصہ اور سُرین لیکن اس سے کبھی کبھی حلقۂ دبر کو بھی مراد لیا جاتا ہے۔اور اس لفظِ اسُت کی اصل سَتَه ہے آخر سے ھاء کو حذف کر کے شروع میں ہمزہ وصل لگا کر است کہا جاتا ہے اور اس کی اصل سَتَہٌ ہے اس کی دلیل ہے اس کی جمع کا أسْتاهٌ مثل سَبَبٌ کی جمع أسبابٌ کے آنا نیز اسکی تصغیر سُتَيْهٌ استعمال ہونا بھی اسی کی دلیل ہے۔اور کبھی کبھی اس لفظ کو سَہ بالھاء اور ست بالتاء بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اس وقت اس کو یدٌ اور دَمٌ کی طرح اعراب دیا اور پڑھا جاتا ہے۔

اَب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ابوداؤد حضرتِ عاصم کی اِس روایت (یعنی حدیث نمبر (٥٨٦)) کو کیوں لائے ہیں اور کیوں ذکر کیا ہے؟ تو سنئے مصنفؒ کی غرض اور مقصد اس روایت کو لانے سے وہ فرق اور اختلاف بتانا ہے جو عاصم کی روایت (یعنی حدیث نمبر (٥٨٦)) اور ایوب کی روایت (یعنی حدیث نمبر (٥٨٥) میں) ہے۔اور وہ یہ ہے کہ ایوب کی روایت سے تو یہ پتہ لگ رہا ہے کہ عمرو بن سلِمہؓ امامت کے وقت ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے اور پہنے ہوئے تھے اور سجدہ میں جاتے وقت چادر کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے ان کا ستر کھل جاتا تھا۔اور عاصم کی روایت سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ امامت کے وقت عمرو بن سلِمہؓ جو چادر اوڑھے اور پہنے ہوئے تھے وہ پھٹی ہوئی تھی لہٰذا جب وہ سجدہ میں جاتے تو اس کی پھٹن کی وجہ سے ان کی سیرین اور ستر کھل جاتا اور ظاہر ہو جاتا تھا۔اَب کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ ان دونوں روایتوں میں یہ تضاد وتعارض کیوں ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ کوئی تضاد وتعارض نہیں ہے کیونکہ یہ دو واقعے ہیں یعنی حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ کے پاس دو چادریں تھیں جن میں سے ایک چھوٹی تھی اور ایک پھٹی ہوئی اور وہ دونوں میں نماز پڑھاتے تھے تو جس

مرتبہ وہ چھوٹی چادر میں نماز پڑھا رہے تھے اور چادر کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے ان کا ستر کُھل کُھل جا رہا تھا اس مرتبہ کے واقعہ کو تو ایوب نے ذکر ونقل کیا۔ اور جس مرتبہ وہ پھٹی ہوئی چادر میں نماز پڑھا رہے تھے اُس مرتبہ کے واقعہ کو عاصم نے نقل کیا لہٰذا تضاد وتعارض کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ اور ایک جواب اس کا یہ بھی دیا گیا ہے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ ایک ہی مرتبہ کا ہو اور صورتِ حال یہ ہو کہ وہ چادر چھوٹی بھی ہو اور پھٹی ہوئی بھی ہو اور بعض ستر چھوٹا ہونے کی وجہ سے کھل جاتا ہو اور سرین پھٹا ہوا ہونے کی وجہ سے دیکھ جاتی ہو اور حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ نے ایک مرتبہ ایک بات بیان کی ہو یعنی چھوٹا ہونے کی وجہ سے ستر کا کھلنا اور اس کو ایوب نے نقل کر دیا ہو اور ایک مرتبہ دوسری بات یعنی پھٹا ہوا ہونے کی وجہ سے سرین کا کھلنا بیان کیا ہو اور عاصم نے اس کو نقل و بیان کر دیا ہو۔ (واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۶)

۱۔ النفيلي:۔ یہ عبداللّٰہ بن محمد بن عليّ بن نفيل النفيليّ أبو جعفر الحرّانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ زهير:۔ یہ زهير بن معاوية بن حُديج الجعفيّ أبو خيثمة الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ عاصم الأحول:۔ یہ عاصم بن سليمان الأحول أبو عبدالرحمٰن البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔

۴۔ عمرو بن سلِمةؓ:۔ آپؓ عمرو بن سلِمة بن قيس أو ابن نفيع الجَرْميّ أبو بُريد أو أبو يزيد نزيل البصرة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۵)۔

الحديث/۵۸۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ حَبِيبٍ

الْجَرْمِيّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ وَفَدُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوْا أَنْ يَنْصَرِفُوْا قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَؤُمُّنَا؟ قَالَ: ((أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ، أَوْ أَخْذاً لِلْقُرْآنِ، قَالَ فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مَا جَمَعْتُهُ، فَقَدَّمُوْنِي وَأَنَا غُلَامٌ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ لِيْ. قَالَ: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَكُنْتُ أُصَلِّيْ عَلٰى جَنَائِزِهِمْ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ حَبِيْبٍ الْجِرْمِيّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: لَمَّا وَفَدَ قَوْمِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقُلْ عَنْ أَبِيْهِ.

ترجمہ حدیث نمبر/۵۸۷: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ (بن سعید) نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مِسعَر بن حبیب جرمی نے (واضح رہے کہ جرمی اکثر کتابوں میں بفتح الجیم لکھا ہے لیکن صاحبِ المنہل نے وضاحت کی ہے کہ یہ بکسر الجیم ہے اور یہ شہرِ جِرم کی طرف نسبت ہے۔ بہرحال مسعر بن حبیب نے کہا کہ) ہم سے بیان کیا عمرو بن سلمہؓ نے انہوں نے روایت کیا اپنے والد (حضرتِ سلمہؓ) سے یہ کہ وہ (یعنی وہ اور کچھ اور لوگ یا کہئے ان کی قوم کے کچھ افراد جن میں یہ بھی تھے) نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں گئے، اور جب (کچھ عرصہ آپ ﷺ کی خدمت میں رہنے کے بعد) واپس ہونے (اور اپنے وطن کو لوٹنے کا) ارادہ کیا تو (آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (ہمیں بتائیے کہ) ہماری امامت کون کرے (یعنی ہم راستہ میں یا اپنے وطن پہونچ کر اپنا امام کس کو بنائیں؟) تو آپ ﷺ نے (ان کا جواب دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ تم میں کا سب سے زیادہ قرآن کو یاد کرنے والا (یعنی تم اس کو امام بنانا جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآنِ کریم یاد ہو) یا (آپ ﷺ نے فرمایا تھا) أخذاً للقرآن (واضح رہے کہ یہ شکِ راوی ہے کہ

آپ ﷺ نے أكثركم جمعاً للقرآن فرمایا تھایا أكثركم أخذاً للقرآن فرمایا تھا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے یعنی جس کو سب سے زیادہ قرآنِ کریم یاد ہو۔ بہر حال اس سے آگے) حضرتِ عمرو بن سلِمہ ؓ کا بیان ہے (کہ جب ان کو یہ حکم ملا تو انہوں نے تلاش وجستجو کی اور ایسے شخص کو ڈھونڈا) تو نہیں تھا (پوری) قوم میں سے کوئی بھی ایسا شخص جس نے اُتنا (قرآن یاد کیا ہوتا) جتنا میں نے یاد کرر کھا تھا (یعنی میری برابر کسی کو بھی قرآن یاد نہ تھا) لہٰذا انہوں نے مجھے (ہی) آگے بڑھایا (یعنی امام بنایا اور نماز پڑھانے کی ذمہ داری دی) حالانکہ میں غلام (یعنی نوعمر و نابالغ لڑکا) تھا اور مجھ پر میری ایک چادر تھی (یعنی جب انہوں نے مجھے امام بنایا اور میں نے نماز پڑھائی تو میں صرف ایک چھوٹی سی چادر کو بطورِ تہبند باندھے ہوئے تھا۔ اور حضرتِ عمرو بن سلِمہ ؓ کا) بیان ہے کہ پھر (یہ صورتِ حال رہی کہ) قبیلۂ جرم کے جس مجمع میں بھی میں موجود ہوتا (اور وہ مجمع نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا) تو میں ہی ان کا امام ہوتا، اور (یہ بھی سن لو کہ میں ان کو صرف فرض نماز ہی نہیں پڑھاتا تھا بلکہ) ان کے جنازوں کی نماز بھی اپنے اس دن تک (یعنی آج تک) پڑھا رہا ہوں (واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے حدیث شریف کے اس آخری ٹکڑے سے یہ مسئلہ نکالا اور اخذ کیا ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھانے کا بھی اقـــرأ ہی زیادہ حقدار ہے بمقابلے اس کے ولی کے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد ؒ نے کہ روایت کیا ہے اس کو (یعنی اسی حدیث نمبر (۵۸۷) کو) یزید بن ہارون نے عن مسعر بن حبيب الجرميّ عن عمرو بن سلِمة کے طریق سے (اور اس میں انہوں نے بجائے قال إنهم وفدوا إلى النبيّ ﷺ کے) قال لما وفد قومي إلى النبيّ ﷺ (کے الفاظ کو نقل کیا) ہے (اور انہوں نے یعنی یزید نے اپنی روایت میں سند کے اندر) عن أبيه (بھی) نہیں کہا (بلکہ عن عمرو بن سلِمة کہہ کر ہی روایت کو نقل کیا ہے)۔

نوٹس :۔ ”وعليّ شملة“ اس میں جو لفظِ شَمْلة ہے اس کے بارے میں شراح حضرات

نے لکھا ہے کہ اس کے معنی ہوتے ہیں ''وہ چھوٹی سی چادر جس کو بطورِ تہبند باندھا جائے'' اور اس کی جمع شَمَلات آتی ہے جیسے سَجْدۃ کی جمع سَجَدات آتی ہے نیز اس کی ایک جمع شِمَالٌ بھی آتی ہے جیسے ظَبْیَۃٌ کی جمع ظِبَاءٌ آتی ہے۔لیکن واضح رہے کہ یہ لفظِ شَمْلَۃ یہاں پر بمعنی البردۃ ہے جس کی تائید پچھلی حدیث نمبر (۵۸۵) اور (۵۸۶) سے بھی ہو رہی ہے۔

''وکنت أصلي علی جنائزھم'' یہ تو دورانِ ترجمہ ہی بتایا جا چکا ہے کہ حضرتِ عمرو بن سلمہ نے اس جملہ کو لاکر اس وہم وگمان کو دور کیا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں صرف فرض نمازوں کا امام تھا اور جنازوں کی نماز کوئی اور پڑھاتا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ میں ہی اس وقت سے لیکر اب تک جنازوں کی نماز بھی پڑھا رہا ہوں۔اَب یہ بھی سمجھ لیں کہ اس میں جو لفظِ جنائز ہے یہ جنازۃ کی جمع ہے اور اس میں یعنی جنازۃ میں جیم کا فتحہ اور کسرہ دونوں لغتیں ہیں لیکن زیادہ فصیح لغت کسرہ والی ہے۔اور یہ بھی واضح رہے کہ اکثر اہلِ لغت کا خیال تو یہی ہے کہ کسرہ کے ساتھ یعنی جِنَازۃ کو بمعنی المیّت استعمال کیا جاتا ہے اور فتحہ کے ساتھ یعنی جَنَازۃ بمعنی السریر۔مسہری۔استعمال کیا جاتا ہے۔لیکن ثعلب لغوی نے اس کے برعکس کہا ہے یعنی جنازۃ بالکسر کو بمعنی السریر اور جَنازۃ بالفتح کو بمعنی المیت بتایا ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کی مزید وضاحت وشرح کی خاطر لکھا ہے کہ مسعر کی اس روایت (یعنی اس حدیث نمبر (۵۸۷)) کو بیہقی نے محمد بن یعقوب کے طریق سے اسطرح روایت کیا ہے ''قال حدثنا محمد بن سنان ثنا أبو عاصم ثنا مسعر بن حبیب الجرميّ وکان شیخًا کیّسا حيّ الفؤاد حدثناہ عن عمرو بن سلمۃ قال قدم قومي إلی رسول اللّٰہ ﷺ بعد ما قرءوا القرآن فلما قضوا حوائجھم سألوہ من یؤمھم فقال أکثرکم جمعًا للقرآن أو أخذاً للقرآن قال فرجعوا إلی قومھم فسألوھم فلم یجدوا أحداً أجمع أو آخذ للقرآن مني قال فقدموني وأنا غلام وکنت أصلي لھم أو أصلي بھم قال فما شھدت مجمعًا إلا کنت إمامھم''۔

"**قال أبو داؤد الخ**" مصنفؒ کے ان الفاظ اور اس عبارت کا خلاصہ اور مصنفؒ کی غرض اِن الفاظ سے یہ بتانا ہے کہ اس حدیث کو مسعر سے جس طرح وکیع نے روایت کیا ہے ایسے ہی یزید بن ہارون نے بھی روایت کیا ہے لیکن دونوں کی روایت کے الفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ وکیع نے تو **عن عمرو بن سلمة عن أبيه أنهم وفدوا إلى النبيّ ﷺ** کہا ہے اور یزید بن ہارون نے اپنی روایت میں **عن عمرو بن سلمة قال لما وفد قومي إلى النبيّ ﷺ الخ** نقل کیا ہے یعنی وکیع نے تو **عن أبيه** کے واسطہ کے ساتھ حدیث نقل کی اور یزید بن ہارون نے **عن أبيه** کے واسطہ کے بغیر۔ چنانچہ اس فرق کی وجہ سے وکیع کی روایت کا مطلب وخلاصہ یہ نکلے گا کہ حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ اُس وفد میں شامل نہیں تھے جو آپ ﷺ کی خدمت میں گیا تھا اور یہ آپ ﷺ اور اُس وفد کے درمیان امامت کے سلسلہ میں ہونے والی گفتگو انہوں نے اپنے والد سے سن کر نقل وبیان کی ہے۔ اور یزید بن ہارون کی روایت کا مطلب وخلاصہ یہ ہوگا کہ حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ خود بھی اُس وفد میں تھے اور انہوں نے آپ ﷺ اور اُن لوگوں کے درمیان ہونے والی اس گفتگو کو خود سنا تھا اور پھر اُسی کو نقل وبیان کیا۔ لیکن شراح حضرات نے یزید بن ہارون کی روایت کے مطلب ومفہوم کے بارے میں ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ اُس وفد میں شامل ہوکر آپ ﷺ کی خدمت میں تو نہ گئے ہوں لیکن انہوں نے آپ ﷺ اور اُس وفد کے لوگوں کے درمیان امامت کے سلسلہ میں ہونے والی گفتگو کو اپنے والد یا وفد کے کسی دوسرے شخص سے سن کر اپنے والد اور اُس شخص کے واسطہ کو حذف کرکے بیان کردیا ہو۔ (**واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب**).

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۷)

۱۔ **قتيبة**:۔ یہ **قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفيّ أبو رجاء البغلانيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔وكيع:۔یہ وكيع بن الجراح الرؤاسيّ أبوسفيان الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵)اور(۲۰)۔

۳۔مِسْعَربن حبيب:۔یہ مِسْعَر بن حبيب الجِرْميّ أبوالحارث البصريّ ہیں۔ انہوں نے صرف حضرتِ عمرو بن سلمہ سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف حماد بن زید، وکیع بن الجراح،عبدالصمد بن عبدالوارث، یحی بن سعید القطان اور یزید بن ہارون نے،ابنِ معین،ابن حبان اوراحمد نے ان کی توثیق کی ہے۔اورحافظؒ نے ان کوثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔عمرو بن سلمةؓ:۔آپؓ حضرتِ عمرو بن سلمة بن قيس الجَرميّ أبوبُريد أو أبويزيد نزيل البصرة ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۸۵)۔

۵۔عن أبيه:۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ کے والد حضرتِ سلمة بن قيس الجرميّ أبوقدامة البصريؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۸۵)۔

۶۔أبوداوٗد:۔یہ مصنفِ کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبوداوٗد السجستانيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)اور(۲۲)۔

۷۔يزيد بن هارون:۔یہ يزيد بن هارون السلميّ أبوخالد الواسطِيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۳)۔

۸۔مسعر بن حبيب الجرميّ:۔یہ مسعر بن حبيب الجرميّ أبوالحارث البصريّ ہیں۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر(۳) پر۔

۹۔عمرو بن سلمةؓ:۔آپؓ حضرتِ عمرو بن سلمة بن قيس الجَرميّ أبوبُريد أو أبويَزيد نزيل البصرة ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۸۵)۔

۱۰۔عن أبیہ :۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ عمرو بن سلِمہؓ کے والد حضرتِ سلمۃ بن قیس الجرميّ أبو قدامۃ البصريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۵)۔

الحديث/٥٨٨ -حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ -يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ- ح-وَحَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ نَزَلُوْا الْعُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا)).

زَادَ الْهَيْثَمُ: وَفِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالْأَسَدِ.

ترجمہ حدیث نمبر/٥٨٨: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا انس۔یعنی انس بن عیاض۔نے۔ح۔(ایک اور دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ہیثم بن خالد جُہنی نے (اور ان دونوں یعنی قعنبی اور ہیثم نے ایک جیسا ہی) مضمون (بیان کیا۔یعنی ان دونوں کی حدیث کے الفاظ اگرچہ مختلف ہیں لیکن مضمون دونوں کا ایک ہی ہے۔اور اس۔ح۔یعنی دوسری سند کے بعد کی عبارت کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فرمایا امامِ ابوداؤدؒ کے شیخ قعنبی نے کہ ہم سے انس بن عیاض کے ساتھ ساتھ ہثیم بن خالد نے بھی بیان کیا اور ان دونوں نے ایک جیسا ہی مضمون بیان کیا اگرچہ مختلف الفاظ میں بیان کیا۔اور اس دوسرے والے مطلب کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ صاحبِ بذل نے آگے آنے والے لفظ قالا کا فاعل ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے أي أنس والهيثم۔لیکن صاحبِ المنہل نے صراحت کی ہے کہ الہثیم سے صرف ابوداؤد نے روایت کیا ہے جس سے پہلے والے مطلب کی تائید ہوتی ہے۔بہرحال) ان دونوں (یعنی انس وہثیم نے یا قعنبی اور ہثیم نے) کہا کہ ہم سے ابنِ نمیر نے بیان کیا انہوں نے (یعنی ابنِ نمیر نے)

عبیداللہ سے روایت کیا انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب مہاجرینِ اولین (مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے) آپ ﷺ کے (مدینہ منورہ) تشریف لانے سے پہلے (مدینہ منورہ) پہونچے تو انہوں نے (مدینہ منورہ کے ایک مقام) عصبہ میں پڑاؤ (وقیام) کیا (جو قباء کے پاس ایک مقام وجگہ تھی) اور (اس دوران یعنی آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے اور اس مقامِ عصبہ میں قیام کے دوران) امامت کرتے تھے ان کی سالم مولی ابی حذیفہ (یعنی اس دوران مہاجرین کو اور جو انصار مسلمان ہو چکے تھے ان کو یہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ یعنی سالمؓ اصل میں تو ایک انصاری عورت کے غلام تھے مگر جب اُس انصاری عورت نے ان کو آزاد کر دیا تھا تو یہ حضرتِ ابوحذیفہؓ کے پاس رہنے لگے تھے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنّٰی لے پالک بیٹا بھی بنا لیا تھا اس وجہ سے ان کو سالم مولٰى أبي حذيفه کہا اور پہچانا جاتا ہے۔ نیز موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ان کی امامت کا واقعہ آزاد ہونے سے پہلے کا ہے اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث پر إمامة المولٰى والعبد کا باب قائم کیا اور باندھا ہے۔ بہرحال یہ ان حضراتِ مہاجرین وانصار کی امامت کرتے تھے) کیونکہ یہ اُن میں سب سے زیادہ قرآن والے تھے (یعنی ان کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا اور اسی کی وجہ سے باوجود اِن سے اشرف واکرم لوگوں کے ہوتے ہوئے انہی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا جاتا اور امام بنایا جاتا تھا)۔

(اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے ہمارے شیخ قعنبی نے بتایا کہ ہمارے دوسرے شیخ یعنی حضرتِ) ہثیم نے (اپنی حدیث میں وكان أكثرهم قرآناً کے بعد) مزید بیان کیا کہ اور اُن میں (یعنی حضرتِ سالمؓ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں حضرتِ) عمر بن خطابؓ اور حضرتِ ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ (بھی تھے۔ ۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے یہاں پر لکھا ہے کہ حضرتِ عمرؓ کے ہوتے ہوئے حضرتِ سالم مولی ابی حذیفہؓ کے امامت کرنے اور لوگوں کو نماز پڑھانے میں اس بات کی دلیل

ہے کہ أقرأ یعنی جس کو قرآن زیادہ یاد ہو امامت کے سلسلہ میں اس کو افقہ شخص پر مقدم وراجح رکھا جائے گا۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بڑے بڑے اکابر قریشی صحابہؓ نے حضرتِ عمرؓ کے موجود ہوتے ہوئے حضرتِ سالمؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو گویا اُن صحابہؓ کا اس پر اجماع تھا اسلئے اجماعِ صحابہؓ کی وجہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ افقہ کے مقابلہ اقرأ ہی امامت کا سب سے زیادہ حقدار و مستحق ہوتا ہے).

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں جو ایک لفظ آیا ہے **العصبة** اس کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے چار باتیں لکھی ہیں (۱) یہ عین کے فتحہ اور صاد کے سکون کے ساتھ ہے یعنی العَصْبَة (۲) عین کا ضمہ اور صاد کا سکون یعنی العُصْبة (۳) عین اور صاد دونوں کا فتحہ یعنی العَصَبَة (۴) اس کو بروزن مُحَمّد۔ مُعَصَّب بھی روایت کیا گیا ہے۔ بہرحال یہ قباء کے پاس مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام تھا یا ہے جیسا کہ بخاری کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ اور یہ جو **قبل مقدم الخ** میں لفظِ **مقدم** ہے یہ بروزن مَفْعَل مصدرِ میمی ہے بمعنی قُدُوم آنے، پہونچنے اور تشریف لانے کے معنی میں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۸)

۱۔ **القعنبيّ:۔** یہ **عبدالله بن مسلمة بن قعنب القعنبيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ **أنس۔ يعني ابن عياض:۔** یہ **أنس بن عياض بن ضمرة (وقيل عبدالرحمٰن) الليثيّ أبو ضمرة المدنيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۸) اور (۲۷۶)۔

۳۔ **الهيثم بن خالد:۔** یہ **الهيثم بن خالد (ويقال بن جنادة) الجهنيّ أبو الحسن الكوفيّ** ہیں۔ انہوں نے صرف زید بن الحباب، وکیع، عبداللہ بن نمیر اور حسین بن علی سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف ابوداؤد نے۔ اور ان کے بارے میں ابوداؤد کا کہنا ہے کہ یہ ثقہ ہیں اور میں نے

ان سے ۲۳۵ھ میں احادیث سنی اور لکھی ہیں۔اور حافظؒ نے بھی ان کو ثقہ لکھا ہے نیز گیارہویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۲۳۹ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔**ابن نُمير** :۔یہ **عبدالله بن نُمير الهمداني أبوهشام الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۱)۔

۵۔**عبيدالله**:۔یہ **عبيدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدويّ العمريّ أبوعثمان المدنيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸۰)اور(۲۳۶)۔

٦۔**نافع**:۔یہ **نافع أبو عبدالله المدنيّ مولٰى ابن عمر**ؓ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱٦)۔

۷۔**ابن عمر**ؓ:۔آپؓ **عبدالله بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۱)اور(۱۲)۔

۸۔**سالم مولٰى أبي حذيفة**ؓ:۔آپؓ **سالم بن عتبة بن ربيعة بن عبد شمس (ويقال له سالم بن معقل) مولٰى أبي حذيفة**ؓ ہیں۔ان کو کچھ حضرات نے اہلِ فارس میں سے بتایا ہے اور کچھ نے اہلِ عجم میں سے۔بہرحال یہ مشہور جلیل القدر اکابر بدری صحابہؓ میں سے اور سابقین اولین میں سے ہیں۔یہ اصل میں ایک انصاری عورت کے غلام تھے اور اسی نے ان کو آزاد کیا تھا یعنی یہ حقیقت میں تو **مولٰى امرأة من الأنصار** ہیں لیکن چونکہ آزاد ہونے کے بعد ان کو ابوحذیفہؓ نے اپنا متبنّٰی بنالیا تھا اور ان کو **سالم ابن أبي حذيفة** کہا جاتا تھا لیکن جب لے پالک اور متبنّٰی کو اس طرح کہنے کی ممانعت و نہی آگئی تو ان کو **سالم مولٰى أبي حذيفة** کہا جانے لگا۔بہرکیف یہ فضلاء موالی اور خیار و کبار صحابہؓ میں سے ہیں۔ان کو ابوحذیفہؓ کے متبنّٰی بنا لینے کی وجہ سے قرشی۔انصاری عورت کے مولٰی و آزاد کردہ ہونے کی وجہ سے انصاری۔ہجرت کی وجہ سے مہاجر۔اور اصل کی وجہ سے عجمی کہا جاتا ہے اور احسن و اقرأ ہونے کی وجہ سے ان کا شمار مشہور قرّاء میں ہوتا ہے۔اور آپؓ حضرتِ ابوبکرؓ کے دورِ

خلافت میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں۔

۹۔الهيثم:۔ یہ الهيثم بن خالد الجهني أبو الحسن الكوفيّ ہیں۔دیکھیں اِسی حدیث میں نمبر(۳) پر۔

۱۰۔عمر بن الخطابؓ:۔آپؓ أمير المؤمنين عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۲)۔

۱۱۔أبو سلمة بن عبدالأسدؓ:۔آپؓ أبو سلَمة عبدالله بن عبدالأسد بن هلال بن عبدالله بن عمر بن مخزوم المخزوميّ ہیں۔آپؓ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی آپ ﷺ کی پھوپی برۃ بنت عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں۔سابقین اولین مہاجرین اور صادقین بدری صحابہؓ میں سے ہیں۔ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ انہوں نے صرف دس لوگوں کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔انہوں نے حضرتِ امِّ سلمہؓ سے نکاح کیا تھا۔اور جنگِ اُحد کے بعد ۴ھ میں آپ ﷺ کی حیات ہی میں ان کی وفات ہوگئی تھی۔ان کی وفات کے بعد ام المؤمنین حضرتِ امِّ سلمہؓ آپ ﷺ کے نکاح میں آئی تھیں جس کی تفصیل ابنِ ماجہ کی روایت میں دیکھی جاسکتی ہے۔

الحديث/ ٥٨٩ -حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثنَا إِسْمَاعِيلُ۔ح۔وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ -الْمَعْنٰى وَاحِدٌ -عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِصَاحِبٍ لَهُ: ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا)).

وَفِي حَدِيثِ مَسْلَمَةَ قَالَ: ((وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْعِلْمِ)). وَقَالَ فِي حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ خَالِدٌ: ((قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقُرْآنُ قَالَ: إِنَّهُمَا كَانَا

مُتَقَارِبَيْنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۵۸۹:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل نے (تحویلِ سند۔ دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مسلمہ بن محمد نے (اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہمارے شیخ مسدد نے بتایا تھا کہ) مضمون (ان دونوں یعنی اسماعیل اور مسلمہ کی حدیث کا) ایک ہی (تھا اگرچہ الفاظ دونوں کے الگ الگ تھے۔ بہرحال ان دونوں حضرات نے روایت کیا) خالد سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے حضرتِ مَالک بن حُویرثؓ سے یہ کہ (جب ہم۔ یا کہیئے کہ میں اور میرا ایک ساتھی بیس دن آپ ﷺ کی خدمت میں گذارنے کے بعد اپنے اہل وعیال اور وطن کی طرف واپس چلے تو) نبی کریم ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے (یعنی مجھ سے یا میرے ساتھی سے) فرمایا: جب نماز حاضر ہو جائے (یعنی اس کا وقت ہو جائے) تو اذان دینا پھر اقامت کہنا (اور) پھر چاہیئے کہ امامت کرے تمہاری تم میں کا بڑا (یعنی جو عمر میں بڑا ہو) اور (امام ابوداؤدؒ کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ مسدّد نے) مسلمہ کی حدیث میں (یعنی جب بواسطۂ مسلمہ حدیث بیان کی تو آگے یہ بیان کیا) **قال وکنا الخ** یعنی حضرتِ مالک بن حویرث نے (گویا کہ اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ ﷺ نے امامت کے لئے بڑے عمر والے کا حکم کیوں دیا اور اعلم واقرأ کا حکم کیوں نہیں دیا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ آپ ﷺ کی طرف سے اعتذار اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کیونکہ ہم (دونوں) اس وقت (یا اُن دنوں) علم میں متقارب تھے (یعنی دونوں کا علم تقریباً ایک جیسا اور برابر سرابر ہی تھا) اور (ہمارے شیخ مسدّد نے) فرمایا اسماعیل کی حدیث میں **قال خالد الخ** (یعنی جب بواسطۂ اسماعیل حدیث بیان کی تو فرمایا کہ خالد نے بیان کیا ہے کہ میں نے (اس حدیث کو سن کر اپنے شیخ) ابوقلابہ سے کہا: اور قرآن کہاں (گیا۔ یعنی چونکہ یہ حدیث اُس حدیث کے مخالف ومعارض تھی جس میں صراحۃً یہ ہے کہ اقرأ کو

امام بنایا جائے تو خالد نے اس تعارض ومنافات کی وجہ پوچھی تو ان کے شیخ ابوقلابہ نے جواب دیتے ہوئے) فرمایا کیونکہ وہ دونوں (علم وقراءت اور قرآن یاد ہونے کے اعتبار سے) ایک دوسرے کے بَرابرسَرابرہی تھے (اس لئے آپ ﷺ نے بڑی عمر والے کو امامت کرنے کی ہدایت کی)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں مندرجہ ذیل چند باتیں بھی سمجھنے کی ہیں۔

(۱) اس حدیث شریف میں جو **أو لصاحب له** کے الفاظ ہیں ان میں صاحب سے کون مراد ہے اور اس کا نام کیا ہے اس کے بارے میں شراح حضرات نے لاعلمی اور ناواقفیت کا اظہار کیا ہے تاہم ابنِ رسلان نے اتنا لکھا ہے کہ یہ مالک بن حویرثؓ کے چچازاد بھائی تھے کیونکہ نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں "**قد أتيت أنا و ابن عم لی**"۔

(۲) یہ جو "**فأذنا**" صیغۂ تثنیہ ہے اس کا مطلب ومفہوم بتاتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے **أي من أحب منكما أن يؤذن فليؤذن۔ أو أي فليؤذن لكما أحدكما** یعنی اس سے دونوں کا ایک وقت میں اذان دینا مراد نہیں ہے جیسا کہ شیخین کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ نیز طبرانی کی روایت بھی اس کی وضاحت کررہی ہے کیونکہ اس میں یہ ہے "**إذا كنت مع صاحبك فأذن و أقم وليؤمكما أكبركما**"۔

(۳) ایک بات یہاں پر یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ اس حدیث کو حضرتِ ابوقلابہؒ سے دو لوگوں نے روایت کیا ہے۔ ایک تو خالد نے اور انہوں نے اپنی روایت میں یہ بیان کیا ہے "**إذا أنتما خرجتما فأذنا ثم أقيما**"۔ دوسرے ایوب نے اور انہوں نے یہ بیان کیا ہے "**ارجعوا فكونوا فيهم وعلموا وصلوا فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم**" دیکھئے ان دونوں حدیثوں کو پڑھ کر اور سن کر ہر ایک شخص یہی کہے گا کہ ان دونوں حدیثوں میں دو متعارض ومتناقض باتیں مذکور ہیں یعنی ایک حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ حکم یعنی حکمِ اذان ان کو مدینہ منورہ سے نکلنے کے بعد کے لئے

یعنی سفر کے لئے دیا گیا تھا اور ایک سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ حکم ان کو اپنے وطن واہل وعیال پہونچنے کے بعد کے لئے یعنی حضر کے لئے دیا گیا تھا۔ نیز ایک حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ دونوں کو جمیعاً اذان دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور ایک سے معلوم ہورہا ہے کہ صرف کسی ایک کو یہ اذان دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ احادیث کے درمیان تضاد وتعارض ہورہا ہے جب کہ یہ ناممکن ہے تو پھر کیوں ہورہا ہے؟ تو اس بات کو سمجھاتے ہوئے اور اس تعارض وتناقض کو رفع کرنے کے لئے صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ تمہاری سمجھ کا قصور ہے کیونکہ فی الواقع اور حقیقۃً ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ حضر میں اذان کا حکم سفر میں اذان کے حکم کے منافی نہیں ہے اسی طرح سفر میں اذان کا حکم حضر میں اذان کے حکم کے منافی نہیں ہے۔ نیز جس حدیث میں أذنــا صیغۂ تثنیہ مذکور ہے اس کا مطلب ہے "من أحب منکما أن یؤذن فلیؤذن" یعنی اس حدیث میں بھی ایک ہی کو اذان دینے کا حکم ہے نہ کہ دونوں کو ایک ساتھ۔ ہاں اَب اتنی بات رہجاتی ہے کہ پھر اس بات کے لئے صیغۂ تثنیہ کا کیوں استعمال کیا گیا؟ تو اس کے بھی شراح حضرات نے کئی جواب لکھے ہیں (۱) یہ دونوں چونکہ ایک دوسرے کے علم وقراءت وغیرہ میں برابر سرابر ہی تھے اور اذان میں عمر وغیرہ کا کوئی لحاظ شرعاً ہے نہیں اس لئے آپ ﷺ نے اس طرح فرمادیا کہ تم میں سے جو چاہے اذان دیدے (۲) صیغۂ تثنیہ فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ایک اذان دے اور دوسرا اس کا جواب دے (۳) اور کرمانیؒ نے اس کا یہ جواب بھی لکھا ہے کہ کبھی کبھی صیغۂ تثنیہ وجمع بولا جاتا ہے اور اُس سے مراد واحد ہی ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا "یا حرسی اضربا عنقه" ۔ اور کہا جاتا ہے قتله بنو تمیم حالانکہ ان دونوں جملوں میں قاتل وضارب واحد اور ایک ہی ہے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں کہا تو فأذنا گیا ہے مگر اس سے مراد فأذِّن ہی ہے۔۔۔۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ اس سے آگے جو اقامت کے سلسلہ میں بھی "ثم أقیما" صیغۂ تثنیہ کے ساتھ ہے اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ دونوں معاً تکبیر کہیں بلکہ یہی ہے کہ ایک کہے کیونکہ

تکرارِ اقامت مکروہ ہے اور اس میں بھی اولی یہ ہے کہ مؤذن ہی تکبیر کہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے "**من أذن فهو يقم**"۔ اَب رہا صیغۂ تثنیہ کا استعمال تو اس کی وہی توجیہات کی جاسکتی ہیں جو "**فأذنا**" صیغۂ تثنیہ میں لکھی گئیں۔ نیز کچھ حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ "**ثم أقيما**" میں جو صیغۂ تثنیہ استعمال ہوا ہے یہ بیانِ جواز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوا ہے۔

(۴)"**ثم ليؤمكما أكبر كما**" اس میں جو لفظِ أکبر ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس سے سِن وعمر کے اعتبار سے بڑا ہونا مراد ہے نہ کہ قدر ومنزلت اور علم کے اعتبار سے بڑا اور اسی کی تائید ہوتی ہے اُن بعض ابوداؤد کے نسخوں سے بھی جن میں "**أكبر كما**" کے بعد لفظِ سناً کی صراحت موجود ہے نیز آگے حدیث میں "**وكنا يومئذ متقار بين في العلم**" یعنی جس دن آپ ﷺ نے ہم سے یہ "**ليؤمكما أكبر كما**" فرمایا تھا اس دن ہم دونوں علم کے اعتبار سے برابر وسَرابر تھے کے الفاظ بھی اسی کی تائید کر رہے ہیں۔۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ابنِ حزم کی روایت میں لفظِ **متقاربين** کی بجائے لفظِ **متقارنين** ہے یعنی **المقارنة** بمعنی علم وغیرہ میں ایک دوسرے کے جیسا اور مثل ہونا سے۔ بہرحال مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

(۵)"**وفي حديث مسلمة الخ**" واضح رہے کہ مصنفؒ کی غرض ومقصد اس عبارت سے مسلمہ اور اسماعیل کی حدیث کا اختلاف بتانا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمہ کی حدیث میں خالد کا سوال اور ابوقلابہ کا جواب مذکور نہیں ہے بلکہ حضرتِ مالک بن حویرث کا قول کر کے یہ بات مذکور ہے کہ وہ اور ان کا ساتھی علم میں متقارب وبرابر سرابر تھے اور اسماعیل کی حدیث میں حضرتِ مالک بن حُویرثؓ کے قول کی بجائے خالد کی طرف سے سوال اور ابوقلابہ کی طرف سے اس سوال کا جواب "**إنهما كانا متقاربين**" کے الفاظ میں موجود ہے اور اس میں "**في العلم**" کے الفاظ بہ صراحت بھی موجود نہیں ہیں اگرچہ ملحوظ ومقدر ہیں۔

اورصاحبِ المنہل نے فقه الحديث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث یعنی حدیث نمبر (۵۸۹) سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہورہی ہیں (۱) امامت افضل ہے بمقابلہ مؤذنی کے کیونکہ آپ ﷺ نے امامت کے سلسلہ میں تو "ليؤ مكما أكبر كما" فرمایا ہے اوراذان کے سلسلہ میں "ليؤ ذن لكما أكبر كما" نہیں فرمایا ہے (۲) جماعت ایک شرعی حکم ہے اور جماعت ایک مقتدی اور ایک امام کی بھی ہوسکتی ہے (۳) فرض نمازوں کا وقت آنے پر ان کے لئے اذان واقامت ایک شرعی حکم ہے اوراذان واقامت کے ساتھ ہی فرض نمازوں کو پڑھنا چاہیئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۸۹)

۱۔مسدّد:۔یہ مسدّد بن مسرهد بن مسربل الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔إسماعيل:۔یہ إسماعيل بن إبراهيم المعروف بابن علية ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔مسدّد:۔یہ مسدّد بن مسرهد بن مسربل الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲).

۴۔مَسلَمة بن محمد:۔یہ مَسلَمة بن محمد الثقفيّ البصريّ ہیں۔انہوں نے صرف داؤد بن ابی ہند، خالد حذاء، یونس بن عبید اورنعیم عنبری سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف احمد بن عمر وضّی اور مسدد نے۔ابنِ معین نے ان کے بارے میں ليس حديثه بشيء کہا ہے اورابوحاتم نے شيخ ليس بالمشهور يكتب حديثه ۔اورحافظؒ نے ان کو لین الحدیث راوی لکھ کر نویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔خالد:۔یہ خالد بن مهران الحذّاء ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۶۔أبو قلابة:۔یہ عبدالله بن زيد بن عمرو أبو قلابة الجرميّ ہیں۔دیکھیں حدیث

نمبر(۲۶۲)۔

۷۔مالک بن الحُویرثؓ:۔آپؓ مالک بن الحُویرث بن أشیم بن زیاد بن خشیش اللیثيّ أبوسلیمان البصريؒ ہیں۔آپؓ کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی ہے۔

۸۔إسماعیل:۔یہ إسماعیل بن إبراهیم المعروف بابن علیة ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۱۰)۔

۹۔مَسلَمة:۔یہ مَسلَمة بن محمد الثقفيّ البصريّ ہیں۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴)پر۔

۱۰۔خالد:۔یہ خالد بن مهران الحذّاء ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۳)۔

۱۱۔أبوقلابة:۔یہ عبدالله بن زید بن عمرو أبوقلابة الجرميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۶۲).

الحديث/ ٥٩٠-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيُؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٩٠:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسین بن عیسیٰ حنفی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حکم بن اَبان نے انہوں نے روایت کیا عکرمہ سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) چاہئے کہ اذان دیں تمہارے لئے تم میں سے بہترین لوگ اور چاہئے کہ امامت کریں تمہاری تمہارے قرّاء حضرات۔

نوٹس:۔"لیؤذن لکم خیارکم" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں یہ جو امر ہے یہ استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔اوراس میں جو خیار کا لفظ ہے یہ أشرار کے مقابلہ والا ہے اوراس کے معنی ہیں "من هو أكثر صلاحاً" یعنی جو تم میں زیادہ صلاح وتقویٰ والا ہو اس کو اذان دینی اور مؤذن بننا چاہئے۔کیونکہ اذان عام طور پر بلند جگہ دیجاتی ہے جہاں پر نگاہ کی حفاظت کی ضرورت ہے اور حفاظتِ نگاہ کا اہتمام ظاہر ہے وہی اچھی طرح کرے گا جس میں صلاح وتقویٰ زیادہ سے زیادہ ہوگا۔نیز اس کی ایک وجہ و مصلحت یہ بھی ہے کہ صلاۃ وصیام کا مدار مؤذنین پر ہوتا ہے اس لئے مؤذن ایسا ہونا چاہئے جو محافظتِ اوقات اوران کی صحت کا مکمل خیال رکھے اور ظاہر ہے یہ کام بھی وہی لوگ اچھا کر سکتے ہیں جو صلاح وتقویٰ سے زیادہ سے متصف ہوں۔خلاصہ یہ ہے کہ خیار وصالح لوگوں کو مؤذن بننے کا حکمِ استحبابی مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر دیا گیا ہے۔

"ولیؤمکم قرائکم" اس میں جو "لیؤمکم" ہے یہ لام کے کسرہ اورسکون دونوں کے ساتھ ہے۔اورقرّاء راء کی تشدید اورقاف کے ضمہ کے ساتھ جمع ہے قاریٔ کی۔اوریہ یعنی "قرّائکم" بمعنی أحفظكم للقرآن وأتقنكم لأحكامه ہے۔اورمطلب یہ ہے کہ جو أقرأ ہو اورمسائلِ صلاۃ سے بھی واقف ہو امامت کے لئے افضل وبہتر وہی ہوگا۔اَب اگر کوئی کہے کہ یہ تو کہیں مذکورنہیں ہے کہ مسائلِ صلاۃ سے واقف قاری امامت کے لئے بہتر وافضل ہے کیونکہ اسمیں تو صرف قراء اور قراءت کا ذکر ہے تو آپ نے یہ یعنی عالم بمسائل الصلاۃ کی بات کہاں سے بڑھادی؟ تواس کا جواب دیتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ نماز کے اندرسب سے افضل اورطویل واصعب اورمشکل کام قراءت ہے اس لئے صرف قراءت کا تو ذکر کردیا گیا ہے اور باقی چیزوں کو بغیر ذکر کئے ملحوظ رکھا گیا ہے۔اورایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کے مخاطبینِ اولین صحابہؓ ہیں اوران کا حال یہی تھا کہ جو اقرأ ہوتا تھا وہی افقہ اورمسائلِ صلاۃ سے واقف بھی ضرور ہوتا تھا اس لئے گویا قراء فرمانے میں

یہ بات داخل ہے اَب یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارا حال اس کے برخلاف ہے جس کی وجہ سے یہ قید ہمیں حدیث سے الگ اور خارج معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال اس حدیث شریف سے جہاں کلام اللہ کی عظمت اور قاری کو امامت کے لئے مقدم کرنے کا مسئلہ معلوم ہورہا ہے وہیں اس طرف بھی اشارہ ہورہا ہے کہ عنداللہ قاری کو دارین میں عالی مرتبہ ہونے کا شرف حاصل ہے چنانچہ اسی وجہ سے آپ ﷺ دفن کرتے وقت اقــــرأ کو مقدم اور آگے رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ آپ ﷺ نے اس حدیث شریف میں بڑے لطیف انداز کو اختیار کرتے ہوئے تعلیم و تعلمِ قرآن کی ترغیب بھی دی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۰)

۱۔عثمان بن أبي شيبة: ۔یہ **عثمان بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم العبسيّ أبو الحسن الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔حسين بن عيسٰى: ۔یہ **حسين بن عيسٰى بن مسلم الحنفيّ أبو عبد الرحمٰن الكوفيّ** ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ **الحنفيّ** ۔نسبت ہے حنیف نامی وادی کی طرف۔ اکثر حضرات نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے تاہم ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ضعیف راوی لکھ کر آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔الحكم بن أبان: ۔یہ **الحكم بن أبان أبو عيسٰى العدنيّ** ہیں۔ ابوزرعہ نے ان کو صالح، عجلی نے ثقہ صاحبِ سنہ لکھا ہے۔ ابنِ عیینہ کا کہنا ہے کہ جب میں عَدن پہونچا تو میں نے حَکم بن اَبان جیسا عابد و زاہد کوئی اور نہیں دیکھا۔ ابنِ معین۔ نسائی۔ ابنِ نُمیر۔ ابنِ مدینی اور اَحمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ خزیمہ کا بیان ہے کہ اہلِ معرفت بالحدیث حضرات نے ان کی حدیث سے احتجاج کے سلسلہ میں کلام کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صَدوق راوی اور عابد و زاہد شخص لکھا ہے لیکن لکھا ہے

"وله أوهام" اور چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۵۴ھ میں اور پیدائش ۸۰ھ میں لکھی ہے۔(واضح رہے کہ حافظؒ کے اعتبار سے ان کی عمر چوہتر۔۷۴۔سال ہوتی ہے لیکن صاحبِ المنہل نے ان کی وفات بہ عمر چوراسی۔۸۴۔سال لکھی ہے)۔

۴۔عکرمۃ:۔یہ عکرمة بن عبداللّٰہ البربری أبوعبداللّٰہ المدنيّ مولٰی ابن عباسؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۸)۔

۵۔ابن عباسؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

(٦٢)بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ

(۶۲)عورتوں کی امامت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ عورتوں کا امامت کرنا جائز ہے یا نہیں)۔

نوٹ:۔یہ جو لفظِ نساء ہے یہ جمع من غیر لفظه ہے امرأة کی اسی طرح النِسوة اور النِسوَان بھی اس کی جمع من غیر لفظه کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

الحديث/٥٩١-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَيْعٍ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَلَّادٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْراً قَالَتْ قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً قَالَ قِرِّي فِي بَيْتِكِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْزُقُكِ

الشَّهَادَةَ. قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قَالَ وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَأَذِنَ لَهَا. قَالَ: وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا لَهَا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتّٰى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَآهُمَا فَلْيَجِئْ بِهِمَا. فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۹۱: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع بن جرّاح نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ولید بن عبداللہ بن جمیع نے (یہ کہہ کر کہ) مجھ سے میری دادی اور عبدالرحمٰن بن خلاّد انصاری نے حضرتِ امِّ ورقہ بنتِ نوفلؓ سے نقل کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر (کا ارادہ) کیا (تو حضرتِ امِّ ورقہ) بیان کرتی ہیں کہ میں نے (اس وقت یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ بدر کا ارادہ فرمانے کے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (واضح رہے کہ بدؔر کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک بستی کا نام تھا جو مکہ مکرمہ کی نسبت مدینہ سے زیادہ قریب تھی۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک کنویں کا نام تھا جس کو ایک قریشی شخص نے کھودوایا کھدوایا تھا اور اُس قریشی شخص کا نام بدر بن قریش تھا۔ لیکن اسی بات کو صاحبِ المنہل نے اس طرح لکھا ہے کہ اس کنویں کا نام اُس شخص کے نام پر بدر رکھا اور پھر جب وہاں بستی ہوئی تو اس بستی کا نام بھی اُسی کے نام پر بدر رکھا گیا۔ بہر حال حضرتِ امِّ ورقہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اپنے ساتھ جہاد میں جانے کی اجازت دیدیجئے میں آپ کے بیماروں کی خدمت کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عنایت فرمادے (یعنی میں اگرچہ لڑ تو نہیں سکتی مگر میں میدانِ جہاد میں بیمارو

مریض ہونے والے مجاہدین کی خدمت ومعالجہ وغیرہ کرلوں گی کیونکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کے بدلے مجھے بھی شہادت دے دیگا یعنی یا تو میں راہِ خدا میں شہید ہی ہو جاؤں گی یا اپنے بستر پر بھی مروں گی تو مرتبۂ شہادت سے نوازی جاؤں گی۔ واضح رہے کہ یہ جولفظِ مَــرْضٰــی ہے یہ بروزن فَعْلٰی جمع ہے مَرِیضٌ کی مثل قَتْلٰی اور أَسْریٰ کے۔ بہرکیف آپ ﷺ نے ان کی بات سن کر) فرمایا کہ (تم ہمارے ساتھ جہاد کے لئے مت جاؤ بلکہ) اپنے گھر ہی میں رہو (اور رہی شہادت حاصل ہونے کی بات) تو (سنو) اللہ عز وجل تمہیں (اپنے گھر ہی میں رہتے ہوئے) شہادت (کا مرتبہ) عطاء کردے گا (واضح رہے کہ یہ جولفظِ قِرِّي ہے یہ قاف کے کسرہ کے ساتھ بابِ ضرب سے امر ہے۔ اگرچہ بابِ سمع سے مانتے ہوئے جائز اس میں فتحہ بھی ہے) وکیع بن جرّاح کا بیان ہے۔ (واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے تو اس قــــال کا فاعل وکیع کو ہی لکھا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا فاعل ولید یا عبدالرحمٰن بن خلّاد ہوں۔ بہرکیف جو بھی ہوں ان کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان **إن اللّٰه عز وجل تعالٰی یرزقک الشهادة** کی بناء پر) ان کو (مرتبۂ شہادت والی یعنی) شہیدہ کہا جاتا تھا (یعنی ان کا نام ہی شہیدہ ہو گیا تھا۔ آگے ولید بن عبداللہ) بیان کرتے ہیں اور (چونکہ) انہوں نے (یعنی امِ ورقہؓ نے) قرآن پڑھا تھا (یعنی اس کو حفظ یاد کیا تھا اور بہت اچھی قاریہ تھیں) اس لئے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے اپنے گھر میں ایک مؤذن مقرر کرنے کی اجازت چاہی (تا کہ اس کی اذان سن کر محلّہ کی عورتیں جمع ہو جایا کریں اور ان کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور فرمائی) اور ان کو (اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے کی) اجازت مرحمت فرمادی (واضح رہے کہ دارقطنی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو یہ حکم بھی دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت یہی کیا کریں۔ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ دارقطنی کے اس اضافہ کی وجہ سے اس حدیث کی باب سے یعنی **باب إمامة النساء** سے مطابقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ راوِیِ حدیث وکیع نے آگے

اس حدیث میں یہ بھی) بیان کیا کہ اور انہوں نے (یعنی حضرتِ امِّ ورقہؓ نے) اپنے ایک غلام اور باندی کو مدبر بنایا تھا (یعنی ان دونوں کو یہ کہہ دیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو جاؤ گے) تو ان دونوں (یعنی غلام و باندی نے یہ کیا کہ) ایک رات میں ان کے پاس گئے اور ان کی چادر سے ان کو گھونٹا (یعنی انہی کی چادر سے ان کا منہ اور ناک ایسا دبایا کہ نہ اندر کا سانس باہر آیا اور نہ باہر کا اندر گیا اور اسی طرح دبائے اور گھونٹے رہے) یہاں تک کہ وہ (یعنی حضرتِ امِّ ورقہؓ) مرگئیں اور (یہ کر کے یہ دونوں) بھاگ گئے (شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس طرح آپ ﷺ کی پیشینگوئی اور خبر پوری ہوئی اور حضرتِ امِّ ورقہؓ کو شہادت نصیب ہوئی۔ بہرکیف حضرتِ عمرؓ کا دورِ خلافت تھا) لہٰذا حضرتِ عمرؓ صبح لوگوں میں کھڑے ہوئے (یعنی ان کے سامنے تقریر کی اور حضرتِ امِّ ورقہؓ کے واقعہ کی ان کو اطلاع دی) اور فرمایا جس شخص کو ان دونوں کے (یعنی اس قاتل غلام اور باندی کے) بارے میں معلومات ہو۔ یا (حضرتِ عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ) جو شخص بھی ان کو دیکھے تو وہ ان دونوں کو (پکڑ کر) لائے (واضح رہے کہ یہ شکِ راوی ہے کہ حضرتِ عمرؓ نے اپنی تقریر میں یا **تو من کان عنده عن هذین علم** فرمایا تھا یا **من رآهما** فرمایا تھا۔ بہرکیف حضرتِ عمرؓ کے اس حکم واعلان کے بعد ان کو پکڑ کر لایا گیا اور حضرتِ عمرؓ نے ان سے پوچھ گچھ کی اور ان کے قتل کرنے کا اقرار کرنے کے بعد حضرتِ عمرؓ نے) حکم صادر فرمایا اور ان کو سولی دی گئی۔ اور ہوئے وہ دونوں سب سے پہلے سولی دئے جانے والے مدینہ منورہ میں (یعنی سب سے پہلے انہی کو سولی ہوئی اس سے پہلے کسی کو سولی نہیں دی گئی تھی)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے **لا قود إلا بالسيف** اور اس زیرِ تشریح حدیث میں یہ ہے کہ ان کو سولی دی گئی تو یہ تو احادیث کے درمیان منافات ومخالفت ہو رہی ہے جبکہ فرامینِ رسول ﷺ میں منافات ومخالفت ناممکن ہے تو پھر یہ کیوں ہو رہی ہے؟ تو صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ کوئی

تضاد ومنافات اور مخالفت نہیں ہے کیونکہ اس زیرِ تشریح حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرتِ عمرؓ نے پہلے ان کو تلوار ہی سے قتل کرنے کا حکم دیا تھا لیکن پھر ان کی تشنیع و تقبیح اور تشہیر کی غرض سے سولی پر لٹکائے جانے کا حکم بھی دیا تھا۔ مزید براں صاحبِ المنہل نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابنِ ماجہ کی روایت کی سند میں جابر جعفی اور مبارک بن فضالہ ہیں جن کو بہت سے حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے لہٰذا اس معنی کر وہ روایت ضعیف ہے اور ابوداؤد کی یہ روایت قوی ہے اور تضاد ومنافات برابر کے درجہ کی روایات میں ہوا کرتا ہے نہ کہ ضعیف وقوی روایت میں کیونکہ ایسے موقعہ پر تو قوی کو ترجیح دیجایا کرتی ہے اس لئے آپ کو اپنے ذہن سے یہ منافات ومخالفت بین الاحادیث والی بات نکال دینی چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۱)

۱۔ **عثمان بن أبي شيبة** :۔ یہ **عثمان بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم العبسيّ أبو الحسن الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ **وكيع بن الجرّاح** :۔ یہ **وكيع بن الجرّاح الرؤاسيّ أبو سفيان الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ **الوليد بن عبدالله** :۔ یہ **الوليد بن عبدالله بن جُميح (بالتصغير) الزهريّ المكّي الكوفيّ** ہیں۔ کبھی کبھی ان کو دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے **وليد بن جُميح** بھی کہا جاتا ہے۔ ابنِ معین، عجلی اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ احمد، ابوداؤد اور ابوزرعہ نے ان کے بارے میں **لا بأس به** لکھا ہے۔ عقیلی نے لکھا ہے کہ **في حديثه اضطراب**۔ ابنِ حبان نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے اور امام بخاری نے ان کے بارے میں **كان فيه تشيع** کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو **صدوق يهم** لکھا اور پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ **جدتي** :۔ اس میں **جدّة** سے **وليد بن عبدالله** کی دادی مراد ہیں۔ یعنی **ليلٰى بنت**

مالک یہ غیر معروف روایہ ہیں اور حافظؒ نے ان کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔عبدالرحمٰن بن خلاد :۔ یہ عبدالرحمٰن بن خلّاد الأنصاريّ ہیں۔انہوں نے صرف حضرتِ امِّ ورقہؓ سے روایت کیا ہے اوران سے صرف الولید بن عبداللّٰہ بن جمیح نے۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔أبو الحسن بن القطان نے مجہول الحال کہا ہے اور حافظؒ نے مجہول الحال لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔أم ورقة بنت نوفلؓ :۔آپؓ أم ورقة بنت عبداللّٰہ بن الحارث بن عويمر بن نوفل الأنصاريةؓ ہیں۔ان کو ان کے جدِّ اعلیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بنت نوفل کہا جاتا ہے۔نبیِ کریم ﷺ ان کے یہاں آیا جایا کرتے تھے اوران کو شہیدہ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابیہؓ ہیں۔اپنے گھر والوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔حضرتِ عمرؓ کے دورِ خلافت میں یہ شہید ہوئی ہیں۔ان کے غلام و باندی ہی نے ان کو قتل کیا تھا۔جس کی کچھ تفصیل اسی حدیث نمبر (۵۹۱) میں بھی مذکور ہے۔

۷۔عمرؓ :۔آپؓ أمير المؤمنين عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

الحديث/٥٩٢-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ. قَالَ ((وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فِيْ بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّناً يُؤَذِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا)). قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخاً كَبِيْرًا.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۹۲:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیاحسن بن حماد حضرمی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن فضیل نے انہوں نےنقل کیا ولید بن جُمیع سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن خلاد سے انہوں نے حضرتِ امِّ ورقہ بنت عبداللہ بن حارث سے اسی (سابقہ) حدیث (یعنی حدیث نمبر (۵۹۱)) کو۔لیکن پہلی (حدیث۔یعنی حدیث نمبر (۵۹۱) جس کو وکیع بن جرّاح نے ولید بن جمیع سےنقل کیا ہے) زیادہ مفصل (ومکمل) ہے (بمقابلے اس حدیث نمبر (۵۹۲) کے جس کو محمد بن فضیل نے ولید بن جمیع سےنقل کیا ہے۔اوراس حدیث میں محمد بن فضیل نے یہ بھی) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی (یعنی حضرتِ ام ورقہؓ کی) ملاقات کے لئے ان کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے(چنانچہ حاکم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے **انطلقوا بنا إلى الشهيدة فنزروها**) اورآپ ﷺ نے (ان کی درخواست پر) ان کے لئے ایک مؤذن مقرر فرمایا تھا جوان کے لئے اذان دیا کرتا تھا (واضح رہے کہ اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت لینے کے بعد خود ہی اپنے لئے ایک مؤذن مقرر کرلیا تھا جو مؤذن کی ذمہ داری انجام دیتا تھا) اورآپ ﷺ نے ان کو (یعنی حضرتِ امِّ ورقہؓ کو) یہ حکم بھی دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں۔عبدالرحمٰن بن خلاد کا بیان ہے کہ میں نے ان کے مؤذن کو بہت بوڑھا ہونے کی حالت میں دیکھا ہے (یعنی وہ مؤذن بڑھاپے تک اذان دیتا تھا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا مؤذن ایک بہت بوڑھے شخص کو مقرر کیا گیا تھا جس کی عورتوں کی خواہش ختم ہوچکی تھی)۔

نوٹس:۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کو لاکر مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ولید بن جمیع کے تلامذہ کے درمیان اس حدیث کو بیان کرنے میں کچھ اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ولید کے شاگرد وکیع نے تو اس حدیث کو بیان کرتے وقت یہ کہا کہ ان کے شیخ ولید نے دورانِ سند یہ کہا

تھا کہ حدثتني جدتي وعبدالرحمٰن بن خلّاد۔اور جب ان کے شاگرد محمد بن فضیل نے بیان کیا تو انہوں نے یہ کہا کہ ان کے شیخ ولید نے دورانِ سند صرف یہ کہا تھا عن عبدالرحمٰن بن خلّاد۔

"وأمرها أن تؤم أهل دارها" اس میں جس امامت کا ذکر ہے وہ فرض نمازوں کی امامت ہے کیونکہ حاکم کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔اور أهل دارها کی شرح میں صاحبِ بذل نے لکھا ہے أي نساء المحلة۔لیکن حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ وہ اپنے مؤذن، غلام اور باندی کی بھی امامت کیا کرتی تھیں۔

واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شراحِ عظام اور علمائے کرام نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے بہتر تو مطولات کا مطالعہ ہی ہے تاہم مختصراً کچھ یہاں پر بھی ملاحظہ فرمالیں۔۔اس حدیث شریف سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ عورت اپنے اہلِ خانہ کی امامت کرسکتی ہے چاہے ان میں مرد بھی کیوں نہ ہوں چنانچہ داؤد ظاہری، ابوثور مزنی اور طبری نے حدیث شریف کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز ہے لیکن جمہور اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں کیونکہ ابنِ ماجہ میں حضرتِ جابرؓ کی مرفوع روایت ہے لا تؤمن امرأة رجلاً۔اور اسلئے بھی کہ عورت مردوں کے لئے اذان نہیں دے سکتی تو امامت تو بطریقِ اولیٰ نہیں کرسکتی۔اَب رہجاتی ہے یہ زیرِ تشریح ابوداؤد شریف کی روایت تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ کہیں صراحت نہیں ہے کہ وہ مؤذن اور غلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مؤذن اذان دیکر مسجد جا کر نماز پڑھتے ہوں ایسے ہی ان کا غلام بھی مسجد جا کر نماز پڑھتا ہو اور وہ صرف عورتوں کی امامت کرتی ہوں چنانچہ دارقطنی کی روایت کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں یہ ہے "أن رسول اللّٰہ ﷺ أذن لها أن يؤذن لها ويقام وتؤم نسائها" ۔اسلئے اس زیرِ تشریح ابوداؤد کی روایت سے عورت کا مردوں کی امامت کرنا ثابت نہیں ہوتا لہٰذا وہی حکم رہے گا جو ابنِ ماجہ کی روایت میں مذکور ہے یعنی کوئی

عورت کسی مرد کی امامت نہیں کرسکتی۔

اَب رہجا تا ہے یہ مسئلہ کہ کیا عورت صرف عورتوں کی امامت کرسکتی ہے؟ تو اس حدیث سے یہ تو ثابت ہورہا ہے مگر یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے شوافع اور حنابلہ اس کو جائز کہتے ہیں اور امام مالک کی بھی ایک روایت جواز ہی کی ہے۔ اور ابنِ منذر نے حضرتِ عائشہؓ، امِّ سلمہؓ، عطاء، ثوری، اوزاعی، اسحاق اور ابوثور سے بھی اس کا جواز ہی نقل کیا ہے۔ حسن بصری، سلیمان بن یسار اور مالکیہ مطلقاً اس کے جواز کے قائل ہیں یعنی فرائض میں بھی اور نوافل میں بھی اور امام مالک سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ حنفیہ جواز مع الکراہت کے قائل ہیں لیکن حنفیہ میں سے ابنِ ہمام کا رجحان جواز بدونِ کراہت کی طرف ہے۔ اور شعبی، نخعی اور قتادہ نوافل میں جواز کے قائل ہیں فرائض میں عدمِ جواز کے۔ (والله تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۲)

۱۔ **الحسن بن حماد**:۔ یہ **الحسن بن حماد بن كُسيب الحضرميّ أبوعلي البغدادي المعروف بسجادة** ہیں۔ احمد نے ان کے بارے میں **صاحب سنة مابلغني عنه إلا خير** کہا ہے۔ خطیب نے ان کی توثیق کی ہے اور ابنِ حبّان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۲۴۱ھ میں نقل کی ہے۔ اور یہ جوان کو **الحضرميّ** کہا جاتا ہے یہ حضر موت کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

۲۔ **محمد بن الفضيل**:۔ یہ **محمد بن الفُضيل بن غَزْوان بن جَرير الضبّي أبوعبدالرحمٰن الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ **الوليد بن جُميح**:۔ یہ **الوليد بن عبدالله بن جُميح الزهريّ المكّي الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۱)۔

۴۔ **عبدالرحمٰن بن خلاد**:۔ یہ **عبدالرحمٰن بن خلّاد الأنصاريّ** ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۵۹۱)۔

۵۔أمُّ ورقةؓ:۔آپؓ أمُّ ورقة بنت عبداللّٰه بن الحارث بن عُويمر بن نوفل الأنصاريةؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۱)۔

۶۔عبدالرحمٰن:۔یہ عبدالرحمٰن بن خلّادالأنصاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۵۹۱).

(٦٣)بَابُ الرَّجُلِ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ

(۶۳)اس شخص کا بیان جو امامت کرے لوگوں کی اس حال میں کہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جس شخص سے لوگ ناراض ہوں اور اسکی امامت کو ناپسند کرتے ہوں تو اس کا امامت کرنا درست نہیں ہے)۔

الحديث/٥٩٣-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عَبْدٍ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((ثَلاثَةٌ لا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَلاةً: مَنْ تَقَدَّمَ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا،وَالدِّبَارُ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوْتَهُ، وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً)).

ترجمہ حدیث **نمبر**/ ۵۹۳:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن عمر بن غانم نے انہوں نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن زیاد سے انہوں نے عمران بن عبد معافری سے انہوں نے حضرتِ عبداللہ بن عمروؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تین آدمی (ایسے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے (پڑھی جانے والی) نماز کو قبول نہیں

کرتا (یعنی باوجود نماز پڑھنے کے ان کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ یہ جو عدمِ قبولیت کی بات فرمائی گئی ہے اسکے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ نماز ہی نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ نماز تو ہو جاتی ہے مگر کامل نہیں ہوتی یعنی ثواب نہیں ملتا اگرچہ فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ بہرحال ان مذکورہ بالا تین لوگوں میں سے ایک) وہ ہے جو لوگوں سے آگے بڑھے (یعنی انکی امامت کرے) حالانکہ وہ (یعنی مقتدی حضرات) اسکو ناپسند کرتے ہوں (یعنی اسکی امامت سے ناراض ہوں) اور (ان میں سے دوسرا) وہ آدمی ہے جو نماز کو آئے وقت قضاء ہونے کے بعد۔ اور دبار نمازیں آنا ہے اسکا (وقت) فوت (وختم) ہونے کے بعد۔ اور (ان میں کا تیسرا) وہ شخص ہے جو غلام بنائے کسی آزاد (نفس) کو۔

نوٹس:۔ "وهم له كارهون" اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے صاحبِ النیل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ عبدالرحمٰن بن زیاد کے متکلم فیہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے مگر اس سلسلہ کی تمام روایات کو دیکھتے ہوئے یہ استدلال صحیح ہے کہ کسی شخص کا لوگوں کے ناراض ہونے اور اس کی امامت کو ناپسند کرنے کے باوجود امامت کرنا اور نماز پڑھانا حرام ہے۔ نیز احادیث میں نفیِ قبولِ صلاۃ کا ذکر، اور ایسا کرنے والے کو ملعون قرار دیا جانا اس حرمت کی صاف دلیل ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ اس سلسلہ میں بعض اہلِ علم تو حرمت ہی کے قائل ہیں لیکن بعض کراہت کے قائل ہیں۔ نیز یہ جو حدیث شریف میں اُس امام سے ناراضگی اور ناپسندیدگی کا ذکر ہے اس کے بارے میں کچھ اہلِ علم کا تو یہ کہنا ہے کہ اس سے کراہتِ دینی اور کسی سببِ دینی کی وجہ سے ہونے والی ناراضگی و ناپسندیدگی مراد ہے چنانچہ اگر کسی امام سے ناراضگی و ناپسندیدگی کی وجہ کوئی دنیوی غرض یا دنیوی شے ہوگی تو وہ امام اس وعید میں داخل نہیں ہوگا۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس ناراضگی و ناپسندیدگی سے اکثر مقتدیوں کی ناراضگی و ناپسندیدگی مراد ہے چنانچہ اگر کسی امام سے ایک یا دو یا تین آدمی ناراض ہوں اور اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں تو وہ امام اس وعید میں داخل نہیں ہوگا۔ لیکن واضح رہے کہ اگر مقتدی صرف

دو یا تین ہی ہوں تو ایک یا دو کی ناراضگی و ناپسندیدگی بھی اُس امام کو اس وعید میں داخل کردے گی۔اور امام غزالی کا قول ہے کہ دیندار اگر کم سے کم بھی اس کی امامت کو ناپسند کرنے والے اور اس سے ناراض ہوں گے تو وہ امام اس وعید میں داخل ہوگا۔۔۔اور خطابی کا یہ کہنا ہے کہ یہ وعید اُس امام کے بارے میں ہے جو اہلِ امامت اور مستحقینِ امامت میں سے نہ ہو لیکن اپنے زور و طاقت کے بَل بوتہ پر لوگوں کی ناراضگی اور عدمِ پسندیدگی کے باوجود امامت کرتا ہو چنانچہ اگر کوئی شخص مستحقِ امامت ہو اور پھر بھی لوگ اس سے ناراض ہوں اور اس کی امامت کو پسند نہ کرتے ہوں اور وہ امامت کرتا ہو تو اِس ناراضگی و ناپسندیدگی کا اُس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ اس کا گناہ خود اُن ناراض اور اس کی امامت کو ناپسند کرنے والوں پر ہی ہوگا۔۔۔حنفیہ کے یہاں بھی اس سلسلہ میں تقریباً یہی تفصیل ہے چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ اگر لوگوں کی ناپسندیدگی اس میں فساد ہونے اور اس وجہ سے ہو کہ دیگر لوگ اس سے زیادہ مستحقِ امامت ہوں تو اس کا امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔اور اگر وہی اُن سے زیادہ مستحقِ امامت ہو تو پھر اس کا امامت کرنا جائز و صحیح ہے اور اس ناراضگی و ناپسندیدگی کا گناہ اُن مقتدیوں پر ہی ہوگا۔

”**أتى الصلاة دبارًا**“ اس میں جو لفظِ **دبارً** ہے یہ بکسر الدال ہے اور اس جملہ کا مطلب ہے نماز کا وقت فوت و ختم ہونے کے بعد نماز کے لئے آنا چنانچہ ابنِ ماجہ کی روایت میں صراحتاً **بعدمایفوته الوقت** ہی کے الفاظ ہیں۔تاہم بعض حضرات کا کہنا ہے کہ **دِبار** جمع ہے دُبر کی جس کے معنی ہوتے ہیں کسی بھی شے کا آخر وقت چنانچہ کہا جاتا ہے **فلان لا يدرى قبال الأمر من دباره** اور مطلب ہوتا ہے **أي ما أوله من آخره**۔اور اس جملہ کا مطلب ہے نماز کے لئے جماعت فوت ہونے اور لوگوں کے نماز سے فارغ ہو کر واپس چلے جانے کے بعد آنا۔لیکن اس شکل میں یہ وعید محمول ہوگی اس بات پر کہ وہ شخص اس کو عادت بنالے اور اکثر ایسا ہی کرے۔اور صاحبِ عون المعبود نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس میں جو لفظِ **دِبارًا** منصوب ہے یہ مفعولِ مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے **أي أتى الصلاة**

إتيان دبارٍ اورآگے جو یہ الفاظ ہیں"**والدِبار أن ياتيها بعد أن تفوته**"شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ کسی راوی کا کلامِ مُدرج ہے نہ کہ جزءِ حدیث یعنی راوی نے اِن الفاظ سے **دِبــارًا** کی توضیح و تشریح کی ہے اوراس کے بھی پھروہی دومطلب ہوسکتے ہیں (۱) بلاعذر جماعت فوت ہوجانے کے بعد نماز کے لئے آنا اوراس کو عادت بنالینا (۲) نماز کے وقتِ اداءنکل جانے اورختم ہونے کے بعد آنا۔

"**اعتبد محررةً**" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ بعض نسخوں میں تو یہ یعنی لفظِ **محرّرة** تائے تانیث کے ساتھ ہی ہے جس کا مطلب ہے **أي نفسًا محررة** یعنی کسی آزاد مرد یا عورت کو پکڑے اور کہے کہ یہ میری ملکیت ہے اور اس سے اپنی خدمت لینی شروع کر دے۔لیکن بعض نسخوں میں یہ **محــــرره** ہے یعنی اضافت کے ساتھ اس شکل میں مطلب یہ ہوگا کہ اپنے آزادکردہ غلام یاباندی کو زبردستی اپنی خدمت میں لگائے رکھے اوراس کوآزاد کرنے کا انکارکردے یا آزاد کرنے والی بات کو چھپائے رکھے تاکہ اس کی خدمت اور دیگر منافع حاصل ہوتے رہیں۔اورطیبیؒ نے لکھا ہے کہ **اعتبده** کے معنی ہوتے ہیں کسی آزادکوغلام بنالینا۔اوراس کی دوشکلیں ہوسکتی ہیں (۱) کسی آزادکوپکڑکراس کے غلام ہونے کا دعویٰ کرکے مالک بن جانا (۲) اپنے غلام یا باندی کوآزاد کرکے جبراً اس سے خدمت لیتے رہنا یاخدمت ومنافع حاصل ہوتے رہنے کی نیت سے اس کے عتق کو چھپانا۔۔اورطیبیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس زمانہ کے اکثر ترک بادشاہ اس میں داخل ہیں کیونکہ ان میں سے کچھ تو اپنے مملوک کو آزادکرکے اس کی آزادی کا انکارکردیتے ہیں۔کچھ آزاد کرنے کے بعد بھی جبراً اُن سے خدمت لیتے رہتے ہیں پہلوں کے مقابلے دوسرے والوں کی کثرت ہے۔نیز ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ آزاداور ولدِ آزاد ہیں پھربھی خرید لیتے ہیں اور یہ عمل بھی تُرک بادشاہوں میں بہت زیادہ ہے۔

اورصاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے تین باتیں معلوم

ہورہی ہیں (۱) کسی آدمی کا لوگوں کی ناراضگی وناپسندیدگی کے باوجود ان کی امامت کرنا حرام ہے (۲) نماز کو اس کا وقت نکال کر اور قضاء کر کے پڑھنا حرام ہے (۳) کسی آزاد کو غلام بنانا حرام ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۳)

۱۔القعنبيّ:۔ یہ عبداللّٰه بن مسلمة بن قعنب القعنبيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔عبداللّٰه بن عمر بن غانم:۔ یہ عبداللّٰه بن عمر بن غانم الرُّعينيّ أبوعبدالرحمٰن القاضيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۰)۔

۳۔عبدالرحمٰن بن زياد:۔ یہ عبدالرحمٰن بن زياد بن أَنْعُم الإفريقيّ أبوأيوب أو أبوخالد القاضيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲)۔

۴۔عمران بن عبدٍ المَعافريّ:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اسمیں جو لفظِ عبد ہے اسکو تنوین کے ساتھ پڑھیں گے کیوں کہ یہ موصوف ہے نہ کہ مضاف اور چونکہ اپنے ماقبل بن کا مضاف الیہ ہے اس وجہ سے مجرور بالتنوین پڑھیں گے۔ اور یہ جو المَعَافريّ ہے یہ میم اور عین دونوں کے فتحہ کے ساتھ ہے اور یہ نسبت ہے یمن کے ایک مقام مَعَافِر کی طرف۔ بہرحال یہ عمران بن عبد المعافريّ أبوعبداللّٰه المصريّ ہیں۔ انہوں نے صرف عبداللہ بن عمروؓ سے اور اِن سے صرف عبدالرحمٰن بن زیاد نے روایت کیا ہے۔ عجلی نے انکو مصری ثقہ تابعی کہا ہے۔ ابنِ قطان نے غیر معروف الحال اور ابنِ معین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے ثقاتِ مصریین میں۔ حافظؒ نے انکو ضعیف راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔عبداللّٰه بن عمروؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰه بن عمرو بن العاص السهميّؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

(٦٤)بَابُ إِمَامَةِ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

(٦٤) نیک (ومتقی) اور فاجر (وفاسق) کی امامت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جس طریقہ سے بَرّ ونیک آدمی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے اور اس کی امامت صحیح ہوتی ہے ویسے ہی فاجر وفاسق کے پیچھے بھی نماز ہوجاتی ہے اور اس کی امامت بھی جائز ہے)۔

نوٹ:۔اس میں جولفظِ البَرّ ہے یہ باء کے فتحہ اور رائے مشدد کے ساتھ ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں نیک ومتقی اور اس کی جمع آتی ہے أبرار۔یعنی البَرّ بمعنی البارُّ ہوتا ہے لیکن البرُّ کی جمع أبرار ہے اور البارُّ کی جمع بَرَرَۃ ہے۔اور دوسرا جولفظ ہے یعنی الفاجر یہ فجر العبدُ بمعنی فَسَقَ سے اسمِ فاعل ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں گناہ گار اور طاعتِ الٰہی سے خارج اور گناہوں میں لگا رہنے والا۔یہ بھی واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ باب اور یہ حدیث مذکورنہیں ہے۔ویسے بھی یہ تکرارِ محض ہی ہے کیونکہ اس حدیث کو مصنفؒ باب الغزو مع أئمة الجور میں مفصل ومطول لائے ہیں۔

الحديث/٥٩٤-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:((الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْفَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٩٤:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابنِ وہب نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا معاویہ بن

صالح نے انہوں نے نقل کیا علاء بن حارث سے انہوں نے مکحول سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے فرض نماز (کو جماعت کے ساتھ پڑھنا تم پر) واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے (چاہے وہ جس کے پیچھے تم نماز پڑھ رہے ہو) نیک (ومتقی) ہو یا فاجر (وفاسق اور گناہگار) ہو اگر چہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو (واضح رہے کہ "وإن عمل الكبائر" کے الفاظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ فاسق غیر مرتکبِ کبیرہ اور فاسق مرتکبِ کبیرہ دونوں کا حکم ایک ہی ہے یعنی دونوں شکلوں میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اس لئے کسی کو مرتکبِ کبیرہ فاسق اور غیر مرتکبِ کبیرہ فاسق کے درمیان فرق اور دونوں کا حکم الگ الگ ہونے کا اشکال نہیں ہونا چاہئے)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ حدیث کچھ حصّہ ہے اس حدیث کا جس کو مصنفؒ مفصلاً ومطولاً کتاب الجہاد میں لائے ہیں۔

ابنِ ملک نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں وجوب بمعنی جواز ہے اور مطلب یہ ہے کہ فاسق کی اقتداء کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ نیز یہی حکم بدعتی کا بھی ہے جب تک وہ کفریہ کلمات وحرکات کا مرتکب نہ ہو۔

اس حدیث شریف میں جو مسئلہ مذکور ہے وہ بہت مختلف فیہ ہے جس کے لئے بہتر تو مطوّلات کا مطالعہ ہی ہے تاہم کچھ باتیں یہاں پر بھی سمجھ لیں۔ سب سے پہلے تو یہ ذہن نشیں کرلیں کہ شعرانی نے فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں یہ تفصیل لکھی ہے۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اس کو جائز مع الکراہت کہتے ہیں۔ امام احمد کی ایک روایت جواز مع الکراہت کی ہے اور ایک عدمِ جواز کی اور امام مالکؒ اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں۔

اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس حدیث کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا کچھ خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث ظاہری طور پر یہ بتا رہی ہے کہ فاسق کے پیچھے مطلقاً نماز پڑھنا صحیح ہے چاہے وہ فاسق امام

امیر وحاکم ہو اور چاہے غیرِ امیر وحاکم۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگ رہا ہے کہ امامت کے لئے عدالت ونیک ومتقی ہونا شرط نہیں ہے اگر چہ بہتر وافضل ضرور ہے چنانچہ جمہور اسی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا جائز مع الکراہت ہے کیونکہ اس سلسلہ کی تمام احادیث اگر چہ ضعیف ہیں لیکن فعلِ سلف وصحابہؓ کی وجہ سے یہ احادیث مضبوط اور قابلِ استدلال ہو جاتی ہیں۔۔اور جعفر بن مبشر، جعفر بن حرب اور امام مالکؒ امامت کے لئے عدالت کو شرط کہتے ہیں اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ امامت کی بنیاد ہے فضل فی الدین پر اور عورت فاسق کے مقابلے میں فضل فی الدین کی زیادہ حامل اور اتم فی الدین ہوتی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو عورت کے پیچھے نماز پڑھے گا اس کے لئے اپنی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا لہٰذا جب عورت کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز کا اعادہ ضروری ہے تو فاسق کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز کا صحیح نہ ہونا اور اس کا اعادہ کیا جانا تو بطریقِ اولیٰ ضروری ہوگا۔ اور رہی اس باب میں مذکور حدیث یا اس سلسلہ کی دوسری احادیث تو ان کا تعلق فاسق اُمراء وحکام سے ہے نہ کہ عوام فساق سے۔۔اور حنابلہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ امامت کے لئے عدالت شرط ہے اور فاسق کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے دین میں کچھ کمی وخرابی کی وجہ سے غیر مقبول الخبر والشہادۃ ہونے کی وجہ سے کافر کے مشابہ ہو جاتا ہے، نیز اس کے فسق کی وجہ سے شرائطِ صلاۃ کی ضمانت نہیں رہتی اور ان کے مفقود وغیر موجود ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ اَب اگر ان کے یعنی فساق ائمہ کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں کسی نقصان وتکلیف کا اندیشہ ہو تو اس خطرہ کو ٹالنے کے لئے ان کے پیچھے نماز پڑھ تو لیجائے مگر بعد میں اس کا اعادہ کر لیا جائے۔ لیکن جمعہ اور عیدین کی نماز میں اعادہ نہ کیا جائے یعنی کوشش تو یہ کی جائے کہ انکے پیچھے جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھی ہی نہ جائے لیکن اگر مجبوراً پڑھ لی جائے تو اعادہ نہ کیا جائے۔

اخیر میں ان شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں راجح جمہور ہی کا قول ہے یعنی فاسق

کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز مع الکراہت جائز وصحیح ہوجاتی ہے۔ اب رہجاتی ہیں ابنِ ماجہ اور دار قُطنی وغیرہ کی وہ حدیثیں جن میں فاسق کو امام بنانے سے روکا اور منع کیا گیا ہے تو جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث میں جو نہی اور ممانعت ہے وہ ندب واستحباب کے لئے ہے نہ کہ وجوب اور عدمِ جواز کیلئے یعنی مستحب وبہتر تو یہی ہے کہ فاسق کو امام نہ بنایا جائے اور اسکے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے لیکن اگر بنالیا جائے اور نماز پڑھ لی جائے تو نماز مع الکراہت صحیح وجائز ہوجائیگی۔ (واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۴)

۱۔أحمد بن صالح :۔ یہ أحمد بن صالح أبوجعفر المصريّ المعروف بابن الطبريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ابن وهب :۔ یہ عبداللّٰہ بن وهب بن مسلم القرشيّ الفهريّ أبومحمد المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔مُعاوية بن صالح :۔ یہ معاوية بن صالح بن حُدير الحضرميّ أبوعمرو أو أبوعبدالرحمٰن الحمصيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵)۔

۴۔العلاء بن الحارث :۔ یہ العلاء بن الحارث بن عبدالوارث الحضرميّ أبووهب أو أبو محمد الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۱)۔

۵۔مكحول :۔ یہ مكحول بن زبر الشاميّ الإمامّ أبوعبداللّٰہ الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۶۔أبوهريرةؓ :۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أبوهريرة الدوسيّ اليمانيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

(٦٥)بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمٰى

(٦٥) اندھے (آدمی) کی امامت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ کیا اندھے آدمی کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟)۔

الحديث/٥٩٥ -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَنْبَرِيُّ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمٰى)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٩٥:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبدالرحمٰن ابوعبداللہ عنبری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابنِ مَہدی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عمران قطّان نے قتادہ سے نقل کرتے ہوئے (قتادہ نے) نقل کیا حضرتِ انسؓ سے یہ کہ نبیِ کریم ﷺ نے اپنا قائم مقام (اور نائب) بنایا (تھا) ابنِ ام مکتومؓ کو (اور وہ) لوگوں کی امامت کرتے (تھے) حالانکہ وہ نابینا تھے۔

نوٹس:۔صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرتِ ابنِ امِّ مکتومؓ کو مندرجہ ذیل غزوات کے لئے جاتے وقت اپنا قائم مقام بنایا اور امامتِ صلاۃ کی ذمہ داری ان کے سپرد فرما کر گئے۔

(١)غزوة الأبواء(٢)غزوة بواط(٣)غزوة ذى العشيرة(٤)غزوة طلب كرز بن جابر(٥)غزوة السويق(٦)غزوة غطفان(٧)غزوة أحد(٨)غزوة حمراء الأسد (٩)غزوة نجران(١٠)غزوة ذات الرقاع(١١)غزوة بدر(١٣)اورحجة الوداع کے لئے

جاتے وقت۔اور یہ بھی واضح رہے کہ کچھ حضرات نے اس زیرِ تشریح حدیث کا تعلق غزوۂ تبوک سے لکھا ہے.

اس حدیث شریف سے اعمی (اندھے) شخص کی امامت کا بلا کراہت جواز ثابت ہورہا ہے۔ اوراسی حدیث کی وجہ سے اسحاق مروزی اور غزالیؒ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ نابینا شخص کی امامت بینا شخص کے مقابلے میں افضل وبہتر ہے کیونکہ نابینا شخص بینا کے مقابلے میں زیادہ خشوع وخضوع والا ہوتا ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ بینا شخص کا دل مبصرات اور دیکھنے کی چیزوں میں مشغول ہوتا ہے جبکہ نابینا اس سے پاک وبری ہوتا ہے۔خلاصہ کے طور پر یوں کہلو کہ جوازِ امامتِ اعمیٰ تو متفق علیہ ہے لیکن اوّلیت اور عدمِ اوّلیت میں اختلاف ہے جس کی قدرِ تفصیل درجِ ذیل ہے۔

شوافع کا خیال اس بارے میں یہ ہے کہ نابینا اور بینا شخص امامت کے سلسلہ میں برابر ہیں کیونکہ نابینا میں اگر یہ فضیلت وخوبی ہے کہ وہ مبصرات اور مُلہی اشیاء کو دیکھنے سے محفوظ رہتا ہے تو بینا شخص میں یہ فضیلت وخوبی ہے کہ وہ نجاست سے بہت زیادہ بچنے اور محفوظ رہنے والا ہوتا ہے بمقابلے نابینا کے۔ لیکن نوویؒ کا کہنا یہ ہے کہ بینا کی امامت اولی ہے بمقابلے نابینا کے کیونکہ وہ ایسی چیز یعنی نجاست سے بچنے کی خوبی کا حامل ہے جو نماز کو فاسد کردیتی ہے جبکہ نابینا ایسی خوبی (یعنی مُلہی اور مشغول کرنے والی اشیاء کو نہ دیکھنے) کا حامل ہوتا ہے جو نماز کو فاسد نہیں کرتی اگرچہ خشوع وخضوع کو کم ضرور کرتی ہے۔۔ اور حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ بینا شخص کی امامت کو اولیٰ کہتے ہیں بمقابلے نابینا کے کیونکہ بینا شخص نابینا کے مقابلے نجاست سے بچنے اور اپنے اجتہاد وغیرہ کے ذریعہ قبلہ رخ ہونے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ اَب رہجاتا ہے یہ مسئلہ کہ اگر کوئی کہے کہ غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے حضرتِ علیؓ کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کا ابنِ امِ مکتومؓ کو امامتِ صلاۃ کے لئے اپنا نائب ومقرر کرنا تو یہی بتارہا ہے کہ بینا کے مقابلے نابینا شخص کو امام بنانا افضل وبہتر ہے تو پھر آپ یہ کیسے کہرہے ہیں کہ نابینا کے مقابلے بینا شخص کی

امامت ہی افضل وبہتر ہے؟ تو علمائے کرام نے اس کے بہت سے جوابات لکھے ہیں (۱) تورپشتیؒ نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ نابینا کی امامت کا افضل ہونا نہ تھی بلکہ ایسا آپ ﷺ نے اس لئے کیا تھا کہ حضرتِ علیؓ اپنی ذمہ داری یعنی آپ ﷺ کے اہل وعیال کی دشمن سے حفاظت میں مشغول تھے اور اُس مشغولی کی وجہ سے فرائضِ امامت انجام نہ دے سکتے تھے (۲) ابن حجر مکیؒ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے حضرتِ علیؓ کے ہوتے ہوئے حضرتِ ابنِ امِّ مکتومؓ کو اس وجہ سے امامت کی ذمہ داری دی ہو اور اپنا قائم مقام بنایا ہو تا کہ لوگ آگے چل کر حضرتِ ابوبکرؓ کی خلافت کے سلسلہ میں حضرتِ علیؓ کی اس امامت کو ذریعۂ اختلاف وفساد نہ بنائیں۔ لیکن اَب اگر کوئی یہ کہے کہ چلئے حضرتِ علیؓ کو نہ سہی ان کے علاوہ اور بھی تو بصیر وبینا حضرات مدینہ میں ہوتے تھے پھر ان کو اپنا قائم مقام اور نائب امامِ صلاۃ کیوں نہیں بنایا انہی نابینا کو کیوں بنایا؟ تو اس کے بھی علماء نے کئی جواب لکھے ہیں (۱) جو لوگ بھی مدینہ منورہ میں رہ جاتے اور جہاد وغزوات میں نہ جاتے وہ سب تقریباً معذور ہی ہوتے تھے اس لئے ایسا کیا (۲) غزوات وجہاد میں نہ جانے اور مدینہ منورہ میں باقی رہنے والے حضرات میں کوئی اس کام یعنی امامتِ صلاۃ کے لئے پورا اور مکمل فارغ نہ ہوتا تھا اس لئے ایسا کیا (۳) ایسا آپ ﷺ نے ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰى﴾ کے تدارک کے لئے کیا ہے (۴) ایسا آپ ﷺ نے بیانِ جواز کے لئے کیا ہے نہ کہ نابینا کی امامت کو افضل وبہتر بتانے کے لئے۔(واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۵)

۱۔محمد بن عبدالرحمٰن:۔ یہ **محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالصمد العنبريّ أبوعبداللّٰه البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۸)۔

۲۔ابن مهديّ:۔ یہ **عبدالرحمٰن بن مهديّ بن حسان العنبريّ أبوسعيد**

البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٥)۔

٣۔ عمران القطّان:۔ یہ عمران بن داوَر أبو العوّام البصريّ القطان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٤٣٠)۔

٤۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسيّ أبو الخطاب البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦)۔

٥۔ أنسؓ:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص حضرتِ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبو حمزة الخزرجيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٤) اور (١٩)۔

٦۔ ابن أم مکتومؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰہ بن قیس بن زائدة بن الأصم القرشيّ العامريّ المعروف بابن أم مکتوم ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٥٣٥)۔

(٦٦) بَابُ إِمَامَةِ الزَّائِرِ

(٦٦) زائر (یعنی لوگوں سے ملاقات کے لئے آنے والے شخص) کی امامت کا بیان

(یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ کیا ایسے شخص کا امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟)۔

الحديث/٥٩٦ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ بُدَيْلٍ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَطِيَّةَ، مَوْلًى مِنَّا قَالَ: ((كَانَ مَالِكُ بْنُ حُوَيْرِثٍ يَأْتِيْنَا إِلَى مُصَلَّانَا هٰذَا فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَقُلْنَا لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّهْ، فَقَالَ لَنَا: قَدِّمُوْا رَجُلاً مِنْكُمْ يُصَلِّيْ بِكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا أُصَلِّيْ بِكُمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ زَارَ قَوْماً فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمُّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٥٩٦: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابان نے انہوں نے نقل کیا بُدیل سے (بُدیل نے کہا کہ) مجھ سے بیان کیا ہمارے ایک آزاد کردہ (یعنی مولیٰ بنی عقیل) ابوعطیہ نے (اور ابوعطیہ نے دورانِ بیان) کہا کہ حضرتِ مالک بن حُویرثؓ ہماری اس نماز پڑھنے کی جگہ آتے تھے (چنانچہ ایک دن بصرہ میں ہماری اس مسجد میں آئے اور چونکہ نماز کا وقت ہو چکا تھا) اس لئے نماز کی اقامت (وتکبیر) کہی گئی (چونکہ یہ صحابیِ رسول ﷺ تھے، بزرگ ومحترم تھے) اس لئے ہم نے (ان کا اعزاز واکرام کرتے ہوئے) اُن سے کہا (امامت کے لئے) آگے بڑھئے اور نماز پڑھایئے (واضح رہے کہ اس میں یعنی فصله میں جو ھاء ہے یہ ہائے سکتہ ہے۔بہرحال حضرتِ مالک بن حُویرثؓ امامت کے لئے آگے نہ بڑھے) اور ہم سے کہا کہ تم اپنے ہی میں سے ایک شخص کو (امامت کے لئے آگے بڑھاؤ تاکہ وہ تمہاری امامت کرے اور) تمہیں نماز پڑھائے۔اور میں عنقریب (یعنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا ابھی تم کو یہ) بتائے (اور تم سے یہ بیان کئے) دیتا ہوں کہ میں (باوجود تمہارے مقابلے میں زیادہ مستحقِ امامت ہونے کے) تم کو کیوں نماز نہیں پڑھا رہا ہوں (تو سنو) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی قوم کی ملاقات (اور اُن سے ملنے) کے لئے جائے تو ان کی امامت نہ کرے (یعنی انہیں نماز نہ پڑھائے) بلکہ چاہئے کہ انہی میں سے کوئی ایک شخص ان کی امامت کرے (اور ان کو نماز پڑھائے کیونکہ ضیف اور مہمان کے مقابلے میں وہی امامت کا زیادہ حقدار اور مستحق ہے)۔

نوٹس: ۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں سأحدثکم میں جو سین ہے یہ استقبال کے لئے بھی ہوسکتا ہے یعنی یہ حدیث ان لوگوں کو نماز کے بعد سنانے کے لئے کہا اور نماز کے

بعد ہی سنائی ہو لیکن چونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ نماز سے پہلے ہی یہ حدیث سنائی ہو لہٰذا اس شکل میں یہ سین محض تاکید کے لئے ہوگا۔۔۔اور یہ جو حضرتِ مالک بن حویرث صحابیِ رسول ﷺ اور عالم ہونے کے باوجود نماز پڑھانے سے رُکے حالانکہ اُن لوگوں نے ان کو اجازت ہی نہیں دی تھی بلکہ ان سے درخواست کی تھی تو اس کی وجہ اِس حدیث کے ظاہر پر عمل کرنا تھا اور غالباً ان کو وہ حدیث نہیں پہونچی تھی جس میں یہ ہے کہ **لا يؤم الرجل في بيته ولا في سلطانه إلا بإذنه** یعنی اجازت کے بعد نماز پڑھانا جائز ہے۔

اِس زیرِ تشریح حدیث شریف کے ظاہری الفاظ یہی بتا رہے ہیں کہ امامت مَـزُور یعنی صاحبِ بیت وغیرہ کا ہی حق ہے اور آنے والے زائر وضیف شخص کو امامت کے لئے آگے نہیں بڑھنا چاہئے چاہے مَـــزُور یعنی صاحبِ بیت واہلِ مسجد اس کو اجازت ہی کیوں نہ دیں چنانچہ بعض اہلِ علم جن میں سے اسحاق بھی ہیں اسی کے قائل ہیں کہ کوئی بھی شخص صاحبِ بیت کو یا کوئی بھی آنے والا شخص اہلِ مسجد کو نماز نہ پڑھائے چاہے صاحبِ منزل اور اہلِ مسجد اس کو اجازت ہی کیوں نہ دیں۔۔۔لیکن جمہور کا خیال یہ ہے کہ اگر وہ لوگ اور اہلِ مقام ومسجد اجازت دیں اور یہ زائر شخص امامت کا مستحق بھی ہو تو اس کو نماز پڑھانی اور امامت کرنی چاہئے۔۔۔اَب رہجاتی ہے اس زیرِ تشریح حدیث میں اس کی نہی اور ممانعت تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نہی اور ممانعت اگر چہ اس حدیث میں مطلق مذکور ہے مگر فی الواقع یہ مقید ہے اہلِ منزل ومسجد کی عدمِ اذن واجازت کے ساتھ یعنی اگر وہ اجازت نہ دیں تو یہ زائر وآنے والا مہمان شخص امامت نہ کرے اور اس نہی وممانعت کے عدمِ اذن کے ساتھ مقید ہونے کی دلیل ہیں حضرتِ ابو مسعود بدری ؓ کی یہ روایت جس میں یہ بھی ہے "**ولا يؤم الرجل في بيته ولا في سلطانه إلا بإذنه**" اور حضرتِ ابو ہریرہ ؓ کی یہ روایت "**عن النبي ﷺ قال لا يحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يؤمّ قوماً إلا بإذنهم۔الحديث۔**"

اوراخیر میں یہ بھی واضح رہے کہ یہ ساراا ختلاف جب ہے جبکہ مَـزور،یعنی اہلِ منزل ومسجد بھی مستحقِ امامت ہوں اوراگراس کے برخلاف ہوں یعنی مثلا یہ حضرات غیرِ عالم اور جاہل ہوں اور زائر وآنے والا شخص عالم ہوتو پھر متفق علیہ سب ہی لوگ یہ کہتے ہیں کہ زائر عالم ہی کو نماز پڑھانی چاہئے.(والله تعالٰى أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث(۵۹۶)

١-مسلم بن إبراهيم:-یہ **مسلم بن إبراهيم الأزديّ الفراهيديّ أبوعمرو البصريّ** ہیں-دیکھیں حدیث نمبر(۲۳)-

٢-أبان:-یہ **أبان بن يزيد العطّار أبويزيد البصريّ** ہیں-دیکھیں حدیث نمبر(۳۱)-

٣-بُديل:-یہ **بُديل بن ميسرة العُقيلي البصريّ** ہیں-نسائی،ابنِ مَعین،ابن سعد اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے-ابوحاتم نے ان کو صَدوق کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز ان کی وفات ۱۲۵ھ یا ۱۳۰ھ میں بتائی ہے لیکن واضح رہے کہ صاحبِ المنہل وغیرہ نے ان کی وفات بالتعیین ۱۳۰ھ میں نقل کی ہے-

٤-أبوعطية:-یہ **أبوعطية مولٰى بني عقيل** ہیں-ان سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے اور صرف اسی سند سے-ابوحاتم کا کہنا ہے کہ یہ غیر معروف ہیں اور ان کا نام بھی معلوم نہیں ہے-**أبوالحسن القطان** نے ان کو مجہول کہا ہے-ابنِ مدینی کا کہنا ہے **لا يعرفونه** اور ابن خزیمہ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے-حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے-

٥-مالک بن الحُويرث:-آپؓ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **مالک بن الحويرث الليثيّ أبوسليمان البصريّ** ہیں-دیکھیں حدیث نمبر(۵۸۹)-

(٦٧)بَابُ الْإِمَامُ يَقُوْمُ مَكَاناً أَرْفَعَ مِنْ مَّكَانِ الْقَوْمِ

(٦٧) یہ باب ہے اس بارے میں کہ امام مقتدیوں کی جگہ کے مقابلے اونچی جگہ کھڑا ہو (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگر امام بلند جگہ پر کھڑا ہو اور مقتدی نیچے کھڑے ہوں تو یہ کیسا ہے آیا جائز ہے یا مکروہ؟)۔

الحديث/٥٩٧ -حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَأَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ أَبُوْمَسْعُوْدِ الرَّزِيُّ الْمَعْنٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَعْلٰى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ، ((أَنَّ حُذَيْفَةَ أُمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلٰى دُكَّانٍ، فَأَخَذَ أَبُوْمَسْعُوْدٍ بِقَمِيْصِهِ فَجَبَذَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: بَلٰى قَدْ ذَكَرْتُ حِيْنَ مَدَدْتَنِيْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٥٩٧:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن سِنان اور احمد بن فرات ابومسعود رازی نے ایک مضمون (یعنی دونوں ہی نے ملتی جلتی حدیث بیان کی اور دونوں نے بیان کرتے ہوئے) کہا کہ ہم سے بیان کیا یعلیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اعمش نے انہوں نے نقل کیا ابراہیم سے انہوں نے ہمام سے یہ کہ حضرتِ حذیفہؓ نے امامت کی لوگوں کی (یعنی ان کو نماز پڑھائی شہرِ) مدائن میں دکّان (یعنی اونچی جگہ) پر (کھڑے ہوکر۔ واضح رہے کہ المدائن بغداد سے سات فرسخ کی دوری پر دجلہ کے کنارے واقع وآباد ایک شہر ہے جو کاسرہ کا دارالحکومت ہوتا تھا یعنی ایک شہر وآبادی ہے لیکن چونکہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کو المدینۃ کی بجائے المدائن نام دیا جاتا تھا۔ اور یہ جو لفظِ دکّان ہے اس کے بارے میں اور اس کی اصل واشتقاق میں

اہلِ لغت کے درمیان اختلاف ہے تاہم ابنِ رسلان وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہاں پر اس سے مکانِ مرتفع اور اونچی جگہ مراد ہے۔ بہر حال جب حضرتِ حذیفہؓ اُس اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگے یا پڑھانے کا ارادہ فرمایا) تو حضرتِ ابومسعودؓ نے ان کا کرتہ پکڑ کر انہیں (اُس اونچی جگہ سے نیچے) کو کھینچ لیا (یعنی اتنی قوت سے پکڑ کر کھینچا کہ اس اونچی جگہ سے نیچے اتار اور گھسیٹ لیا۔ واضح رہے کہ یہ جو لفظِ جَبَذ ہے یہ مقلوب ہے یعنی اصل میں جَذَبَ تھا اُسی میں باء مقدم اور ذال کو مؤخر کر کے جَبَذَ کیا گیا ہے۔ لیکن کچھ اہلِ لغت مثلاً ابنِ سراج وغیرہ کا خیال ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ یہ دونوں یعنی جَذَبَ اور جَبَذَ مستقلاً دو لفظ ہیں اور معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔ بہر کیف) جب وہ (یعنی حضرتِ حذیفہؓ) اپنی نماز (یعنی امامت و نماز پڑھانے سے) فارغ ہو چکے تو (حضرتِ ابومسعودؓ نے) فرمایا: کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ (یعنی صحابہؓ) روکے (اور منع کئے) جاتے تھے اِس سے؟ (یعنی کیا تم بھول گئے کہ نبیِ کریم ﷺ اپنے صحابہؓ کو اس بات سے منع فرماتے تھے کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو؟ حضرتِ ابومسعودؓ کی یہ بات سن کر اور ان کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے یعنی حضرتِ حذیفہؓ نے) کہا کہ ہاں (یعنی بالکل صحیح ہے یہ بات کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو اس سے منع فرمایا ہے لیکن میں جب نماز پڑھانے کے لئے اس اونچی جگہ پر کھڑا ہوا تھا اس وقت مجھے یہ بات یاد نہ رہی تھی مگر) جب تم نے مجھے کھینچا تو میں نے (اس کو) یاد کر لیا (یعنی مجھے آپ ﷺ کی طرف سے کی جانے والی وہ نہی و ممانعت یاد آ گئی چنانچہ اسی وجہ سے میں نے آپ کی بات مانی اور اتباع کرتے ہوئے اس اونچی جگہ سے نیچے اتر آیا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں جو مسئلہ یعنی امام کا اونچی جگہ پر کھڑا ہونے والی بات مذکور ہے اس کے بارے میں شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ بلاضرورت ایسا کرنا متفق علیہ مکروہ ہے اور امام شافعیؒ سے جو اس کا جواز منقول ہے وہ مقصدِ تعلیم ہونے کی شکل میں ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے تو

مطوّلات ہی کو دیکھیں تاہم کچھ تفصیل اگلی حدیث نمبر (۵۹۸) کے بعد دیکھ لیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۷)

۱۔أحمد بن سِنان:۔ یہ **أحمد بن سِنان بن أسد بن حِبان أبوجعفر الواسطيّ القطّان** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۹)۔

۲۔أحمد بن الفُرات:۔ یہ **أحمد بن الفُرات بن خالد الضبي أبومسعود الرازيّ نزيل أصبهان** ہیں۔ ابونعیم نے ان کو ائمہ حفاظِ حدیث میں سے ایک کہا ہے۔ ابنِ مَعین نے راسخین فی العلم میں سے بتایا ہے۔ احمدؒ کا کہنا ہے کہ آسمان کے نیچے اِن سے زیادہ اخبار واحادیثِ رسول ﷺ کا حافظ کوئی نہ تھا۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے نیز یہ نوٹ بھی لکھا ہے "**وکان ممن رحل وجمع وصنف وحفظ وذاكر وواظب على لزوم السنن والذب عنها**" اور خلیلی اور حاکم نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو حافظِ حدیث ثقہ راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ جن حضرات نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے وہ بلا سند وحجت کلام ہے۔ اور ان کو گیارہویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۵۸ھ میں نقل کی ہے۔

۳۔یعلیٰ:۔ یہ **یعلیٰ بن عبید بن أبي أمية الأيادي أو الحنفيّ الكوفيّ أبويوسف الطنافسيّ** ہیں۔ احمدؒ نے ان کو صحیح الحدیث۔ ابوحاتم نے صدوق، ابنِ سعد نے ثقہ کہا ہے۔ ابنِ مَعین نے سفیان سے روایت کرنے میں ضعیف اور اُن سے علاوہ سے روایت میں انہوں نے بھی ثقہ کہا ہے۔ حافظؒ نے بھی ابنِ معین والی بات نقل کی ہے یعنی ثقہ ہیں مگر سفیان ثوری سے روایت میں اور کبارِ تاسعہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ عمر نوے سال کچھ اوپر ۲۰۰ھ میں نقل کی ہے۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے ان کی وفات ۲۰۷ھ ۲۰۹ھ میں بہ صراحت لکھی ہے۔

۴۔الأعمش:۔ یہ **سليمان بن مِهران الأسديّ الكاهليّ أبومحمد الكوفيّ**

الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۵۔إبراهيم:۔ یہ إبراهيم بن يزيد بن قيس بن أسود النخعيّ أبوعمران الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۶۔همام:۔ یہ همّام بن الحارث النخعيّ الكوفيّ العابد ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۷۱)۔

۷۔حذيفةؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ حذيفة بن اليمان العبسيّ حليف الأنصار الصحابيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۸۔أبو مسعودؓ:۔ آپؓ أبو مسعود عقبة بن عمرو بن ثعلبة الأنصاريّ الصحابيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

الحديث/۵۹۸ -حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْخَالِدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنِي رَجُلٌ، ((أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ بِالْمَدَائِنِ، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ وَقَامَ عَلٰى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَأَخَذَ عَلٰى يَدَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتّٰى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ، أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِيْ مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ. قَالَ عَمَّارٌ: لِذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ أَخَذْتَ عَلٰى يَدَيَّ)).

ترجمہ حدیث نمبر/۵۹۸:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابراہیم نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حجاج نے انہوں نے نقل کیا ابنِ جریج سے انہوں نے کہا

مجھے خبر دی ابوخالد نے انہوں نے روایت کیا عدی بن ثابت انصاری سے (یہ کہ انہوں نے کہا کہ) مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا یہ کہ وہ (ایک مرتبہ) حضرتِ عمار بن یاسرؓ کے ساتھ مدائن میں تھا (نماز کا وقت ہو گیا) تو تکبیر کہی گئی اور حضرتِ عمارؓ (امامت کرنے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے) آگے بڑھ گئے اور ایک دکّان (یعنی اونچی جگہ پر) کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے اور لوگ اُن سے نیچے تھے (یعنی اُس اونچی جگہ پر یہ تنِ تنہا اکیلے کھڑے تھے بقیہ دیگر تمام نمازی اور مقتدی اِن سے نیچی جگہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھی) تو حضرتِ حذیفہؓ (صف سے) آگے کو بڑھے اور ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر (پیچھے کو کھینچا تا کہ وہ اس اونچی جگہ سے نیچے اتر کر مقتدیوں کے برابر کی جگہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں) پس حضرتِ عمارؓ نے اِن کی (یعنی حضرتِ حذیفہؓ کی) موافقت کی (یعنی پیچھے ہٹنا اور نیچے اترنا شروع کر دیا) یہاں تک کہ حضرتِ حذیفہؓ نے ان کو (اس اونچی جگہ سے نیچے) اتار دیا۔ پھر جب حضرتِ عمارؓ اپنی نماز سے فارغ ہوئے (یعنی جب نماز پڑھا کر سلام پھیر چکے تو) حضرتِ حذیفہؓ نے اُن سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کا امام بنے (اور ان کو نماز پڑھائے) تو نہ کھڑا ہو ان کے (یعنی مقتدیوں کے) کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی جگہ میں۔ یا اس جیسا کہا۔ (واضح رہے کہ یہ شکِ راوی ہے کہ انہوں نے یہی الفاظ کہے تھے یا اس جیسے ہی الفاظ کہے تھے۔ اب یہ شک کس راوی کا ہے اس کو کسی شارح نے واضح نہیں کیا ہے لیکن زیادہ ممکن یہ لگتا ہے کہ یہ اس رجل و شخص کا شک ہے جس نے یہ قصہ بیان کیا ہے۔ بہر حال حضرتِ حذیفہؓ کی یہ بات سن کر) حضرتِ عمارؓ نے (ان کا جواب دیتے ہوئے) کہا اسی وجہ سے (یعنی آپ ﷺ کی اس حدیث اور مجھے اس حدیث کے یاد آنے ہی کی وجہ سے تو) میں نے تمہاری اطاعت کی جب تم نے میرے ہاتھ پکڑے (یعنی جب تم نے میرے ہاتھوں کو پکڑ کر پیچھے کھینچنا شروع کیا تو مجھے یہ حدیث یاد آ گئی اور میں تمہارے اشارہ کے مطابق پیچھے ہٹا اور اونچی جگہ سے نیچے اتر

کر نماز پڑھائی)۔

نوٹس:۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں منافات ومخالفت بین الاحادیث کا اشکال آسکتا ہے کیونکہ اس سے پہلی حدیث میں یہ صراحت ہے کہ امام حضرتِ حذیفہؓ تھے اور ان کو پیچھے کھینچنے والے حضرتِ ابومسعودؓ تھے اور اس حدیث میں یہ صراحت ہے کہ امام حضرتِ عمارؓ تھے اور ان کو پکڑ کر پیچھے کھینچنے والے حضرتِ حذیفہؓ تھے۔تو سنئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ کوئی منافات ومخالفت بین الاحادیث نہیں ہے کیونکہ پہلی حدیث میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے اور دوسری میں ایک دوسرا واقعہ۔نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کو تعددِ واقعہ تسلیم نہ ہو تو پھر اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث راجح اور زیادہ قوی ہے کیونکہ اِس دوسری حدیث میں ایک راوی یعنی رجلٌ رجلِ مجہول ہے نیز پہلی حدیث کی ابن خزیمہ،ابنِ حبّان اور حاکم نے تصحیح کی ہے۔

اَب آیئے اُس مسئلہ کی طرف جو اس حدیث میں مذکور ہے تو اس کی مکمل تفصیل کے لئے تو مطوّلات ہی کو دیکھ لیں تاہم کچھ یہاں پر بھی ذہن نشین کر لیں۔۔اس حدیث شریف سے مطلقاً امام کے مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑے ہونے کی نہی وکراہت معلوم ہو رہی ہے چاہے یہ اونچی جگہ کھڑا ہونا بلا وجہ ہو اور چاہے بقصدِ تعلیم ہو اور اس سلسلہ میں اقوالِ علماء وائمہ کی تفصیل صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس طرح لکھی ہے حنابلہ مطلقاً اس کی یعنی اونچی جگہ پر کھڑے ہونے کی کراہت کے قائل ہیں چاہے بقصدِ تعلیم ہی کیوں نہ ہو حنفیہ بھی کراہت ہی کے قائل ہیں لیکن اگر کوئی ایک دو مقتدی بھی اس کے ساتھ اونچی جگہ پر کھڑے ہوں تو پھر حنفیہ کے یہاں اس میں کراہت نہیں ہے۔شوافع بھی کراہت ہی کے قائل ہیں لیکن اگر تعلیم وغیرہ کے لئے اس کی ضرورت ہو تو پھر وہ بھی مکروہ نہیں کہتے اور مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں۔اور اگر ایسا ہو کہ مقتدی امام سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو تو شوافع اور حنفیہ اس کو بھی مکروہ ہی کہتے ہیں لیکن حنابلہ اور مالکیہ اس کی عدمِ کراہت کے قائل ہیں۔لیکن یہ بھی واضح رہے کہ مالکیہ کے

یہاں یہ مسئلہ ہے کہ اگر امام کا اونچی جگہ پر کھڑا ہونے سے مقصد علو وتکبر ہو تو نماز ہی باطل ہو جائے گی اسی طرح مقتدی بھی مقصدِ علو وتکبر سے اگر اونچی جگہ کھڑا ہوگا تو اس کی بھی نماز باطل ہو جائے گی۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۸)

۱۔أحمد بن إبراهيم:۔یہ **أحمد بن إبراهيم بن كثير بن زيد الدورقيّ أبوعبد الله البغداديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۸۶)۔

۲۔حجاج:۔یہ **حجاج بن محمد المصيصيّ أبومحمد الترمذيّ الأعور** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۳۔ابن جريج :۔یہ **عبدالملک بن عبدالعزيز بن جُريج الأمويّ أبوالوليد المكّي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔أبوخالد:۔یہ **عدي بن ثابت** کے شاگرد اور ابنِ جُریج کے شیخ ہیں۔ان کے بارے میں حافظؒ کا خیال یہ ہے کہ یہ **أبوخالد الدالانيّ** ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ **أبوخالد الواسطيّ** ہوں۔ذہبی نے ان کو غیر معروف کہا ہے اور حافظؒ نے ہی تقریب میں یہ لکھا ہے کہ ابنِ جریج کے شیخ ابوخالد یا تو **أبوخالد يزيد بن عبدالرحمٰن الدالانيّ** ہیں ورنہ یہ مجہول ہیں۔بہرحال اگر یہ **أبوخالد يزيد بن عبدالرحمٰن الدالانيّ** ہیں تو ان کے لئے تو دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۲)۔اور اگر یہ **أبوخالد الواسطيّ** ہیں تو ان کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یہ **عمرو بن خالد القرشيّ أبوخالد الكوفيّ الواسطيّ** ہیں۔متروک راوی ہیں اور وکیع نے تو ان کو کذّاب راوی تک کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ساتویں طبقہ میں شمار کر کے ان کی وفات ۱۲۰ھ کے بعد بتائی ہے۔

۵۔عدي بن ثابت :۔یہ **عدي بن ثابت الأنصاريّ الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث

نمبر(۲۸۱)۔

۶۔حدثني رجل :۔اس رجل کے بارے میں اکثر شراح حضرات نے تولم یعرف اسمہ لکھا ہے لیکن صاحبِ بذل نے بحوالۂ الخلاصة لکھا ہے کہ یہ رجل حضرتِ ھمام بن الحارث ہیں (یعنی ھمام بن الحارث بن قیس بن عمرو النخعيّ الكوفيّ)۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۳۷۱)۔

۷۔عمار بن یاسرؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک العنسيّ أبو اليقظان المخزوميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۳)۔

۸۔حذیفةؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ حذیفة بن الیمان العبسيّ حلیف الأنصار الصحابيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۳)۔

(۶۸)بَابُ إِمَامَةُ مَنْ صَلّٰى بِقَوْمٍ وَقَدْ صَلّٰى تِلْكَ الصَّلَاةَ

(۶۸) یہ باب ہے اُس شخص کے امامت کرنے اورلوگوں کونماز پڑھانے کے بیان میں جواسی نماز کر پہلے پڑھ چکا ہو(یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگرکوئی شخص نماز پڑھ چکا ہواور پھر وہ اپنے محلّہ وغیرہ میں جا کر وہی نماز لوگوں کوامام بن کر پڑھائے تو یہ کیا جائز ہے یانہیں؟)

الحدیث/۵۹۹-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، ((أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ

فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۹۹ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبیداللہ بن عمر بن میسرہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰ بن سعید نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عجلان سے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبیداللہ بن مقسم نے انہوں نے روایت کیا حضرتِ جابر بن عبداللہؓ سے یہ کہ حضرتِ مُعاذ بن جبلؓ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء (کی نماز) پڑھتے پھر اپنی قوم (یعنی بنو سلمہ) کے پاس آتے اور پڑھاتے ان کو وہی نماز (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھ کر آتے اور پھر اپنی قوم بنوسلمہ کی امامت کرتے اوران کو وہی عشاء کی نماز پڑھاتے جو آپ ﷺ کے پیچھے پڑھ کر آئے ہوتے)۔

نوٹس :۔ اس حدیث شریف میں جو لفظِ **العشاء** ہے اس سے **العشاء الآخرۃ** یعنی عشاء کی نماز مراد ہے کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں اس کی صراحت بھی ہے۔ اَب اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ بعض روایات میں تو مغرب کی نماز کا صراحۃً ذکر ہے تو پھر یہ تو احادیث کے درمیان تضاد وتعارض ہوگیا۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ یہ دو واقعے ہیں بعض روایات میں مغرب کی نماز کا واقعہ ہے اور بعض میں عشاء کی نماز کا۔ یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ واقعۂ وقصہ تو ایک ہی ہے لیکن جن روایتوں میں مغرب کا ذکر ہے ان میں مجازاً مغرب بول کر عشاء کو مراد لیا گیا ہے۔

''**فیصلی بھم تلک الصلاۃ**'' صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ یہ الفاظ رد، اور جواب ہیں ان لوگوں کا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرتِ معاذؓ اپنی قوم کے لوگوں کو جو نماز پڑھاتے تھے وہ اس نماز کے علاوہ ہوتی تھی جو وہ آپ ﷺ کے پیچھے پڑھ کر آتے تھے۔

واضح رہے کہ اس حدیث شریف کے ظاہر سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہیں ایک تو یہ کہ مفترض یعنی فرض نماز پڑھنے والا متنفل یعنی نفل نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرسکتا ہے اور اُس مقتدی کی فرض نماز اس کے پیچھے صحیح ہوسکتی ہے۔ دوسری یہ کہ جماعت کے ساتھ ایک نماز کو مکرر پڑھا جا سکتا ہے۔

اس حدیث شریف کے تحت شراح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطوّلات ہی کا مطالعہ بہتر وضروری ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھلیں کہ اسی حدیث شریف سے اور اس جیسی دوسری احادیث سے استدلال کرتے ہوئے داؤد ظاہری، شوافع، طاؤس اور عطاء نے یہ کہا ہے کہ مفترض متنفل کی اقتداء کرسکتا ہے اور اس شکل میں مقتدی کی فرض نماز ہوگی اور امام کی نفل۔ جبکہ حنفیہ، زہری، نخعی، حنابلہ، ابوقلابہ، حسن بصری، مجاہد اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ مفترض کا متنفل کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے اور ان حضرات نے اِس حدیث کے مختلف جوابات دئے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرتِ معاذؓ کا یہ عمل اپنے اجتہاد سے تھا نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے۔ نیز یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر اس کا الٹا ہو یعنی متنفل اقتداء کرے مفترض کی تو یہ حنفیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک تو جائز ہے لیکن مالکیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر کسی فرض نماز کو پڑھنے والا دوسری فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرے یعنی مثلاً امام عصر پڑھ رہا ہو اور کوئی اس کے پیچھے ظہر کی نیت سے اقتداء کرلے تو مالکیہ، حنفیہ اور حنابلہ اس کو ناجائز کہتے ہیں لیکن شوافع اس کو جائز کہتے ہیں اور ان کے نزدیک مقتدی کی ظہر اور امام کی عصر دونوں صحیح ہوجاتی ہیں جبکہ مالکیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے یہاں امام کی تو ہو ہی جاتی ہے مگر مقتدی کی وہ فرض ادا نہیں ہوتی بلکہ امام والی ہی ہوتی ہے یا نفل ہوتی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۵۹۹)

۱۔عبیداللّٰہ بن عمر :۔ یہ **عبیداللّٰہ بن عمر بن میسرة القواريريّ الجُشميّ أبو سعيد البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۲۹)۔

۲۔يحيٰ بن سعيد:۔ یہ يحيٰ بن سعيد بن فروخ أبوسعيد التميميّ القطان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۷۰)۔

۳۔محمد بن عجلان :۔ یہ محمد بن عجلان القرشيّ أبوعبدالله المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

۴۔عبيدالله بن مِقْسم :۔ یہ عبيدالله بن مِقْسم القرشي المدنيّ مولٰى ابن أبي نمر ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابوحاتم اور یعقوب بن سفیان نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظؒ نے ان کو مشہور ثقہ راوی لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔جابر بن عبداللهؓ :۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ جابر بن عبدالله الأنصاريّ الخزرجيّؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲) اور (۱۳)۔

۶۔مُعاذ بن جبلؓ :۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ مُعاذ بن جبل بن عمرو بن أوس الأنصاريّ أبوعبدالرحمٰن الخزرجيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲۶)۔

الحديث/ ٦٠٠ -حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: ((إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٠٠ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن دینار سے (یہ کہ انہوں نے) سنا حضرتِ جابر بن عبداللہؓ کو یہ فرماتے ہوئے کہ حضرتِ معاذؓ نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ (عشاء کی) نماز پڑھتے تھے (اور) پھر واپس آ کر اپنی قوم (بنی سلمہ کے لوگوں) کی امامت کرتے (اور ان کو وہی عشاء

کی نماز پڑھاتے)۔

نوٹس:۔اس حدیث کے لئے اس سے پہلے والی حدیث یعنی حدیث نمبر(۵۹۹)کے تحت مذکورہ تفصیلات کو دیکھ لیں نیز مزید تفصیلات کے لئے تو مطوّلات ہی کا مطالعہ فرمالیں۔

تعارف رجالِ حدیث(۶۰۰)

۱۔مسدد:۔یہ مسدد بن مسرهد بن مُسربَل الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۲)۔

۲۔سفیان:۔یہ سفيان بن عيينة بن أبي عمران ميمون الهلاليّ أبومحمد الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۹)۔

۳۔عمرو بن دينار:۔یہ عمرو بن دينار المكّي أبومحمد الأثرم الجمحيّ ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ،ثبت لکھا اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۲۶ھ میں بتائی ہے۔

۴۔جابر بن عبداللہؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ جابر بن عبدالله الأنصاريّ الخزرجيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲)اور(۱۳)۔

(۶۹)بَابُ الْإِمَامِ يُصَلِّي مِنْ قُعُودٍ

(۶۹)اُس امام کا بیان جو بیٹھ کر نماز پڑھائے(یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگر کوئی امام قیام سے عاجز و معذور ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیا کریں؟)

الحديث/۶۰۱-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ،وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ

قَـالَ: إِنَّـمَـا جُـعِـلَ الْـإِمَـامُ لِيُـؤْتَـمَّ بِـهِ، فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَاماً وَإِذَا رَكَعَ فَـارْكَـعُـوْا، وَإِذَا رَفَـعَ فَـارْفَعُوْا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهِ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُوْلُوْا: رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٠١: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ابنِ شہاب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی داہنی کروٹ (جانب) چھل گئی (واضح رہے کہ بخاری کی روایت میں جحش ساقه أو كتفه کے الفاظ ہیں اور دونوں روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ اِس روایت میں داہنی کروٹ وجانب کا ذکر ہے اور بخاری کی روایت سے اس داہنی جانب وکروٹ میں محلِ خدش وجحش کا ذکر ہے۔اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ماہِ ذی الحجہ میں پیش آیا تھا۔بہر کیف اس کی وجہ سے آپ ﷺ کی استطاعتِ قیام متأثر ہوگئی تھی لہٰذا جب نماز کا وقت ہوا) تو آپ ﷺ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھا ہوا ہونے کی حالت میں پڑھائی اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی (کیونکہ آپ ﷺ کو قیام پر قدرت واستطاعت نہ تھی واضح رہے کہ یہ فرض نماز کا ذکر ہے یعنی آپ ﷺ نے بیٹھ کر فرض نماز پڑھائی تھی کیونکہ صحابہؓ فرض نماز پڑھنے کے لئے ہی جمع ہوتے تھے نہ کہ نفل نماز پڑھنے کے لئے۔اورابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے تین موقعوں پر بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے ایک تو یہی دوسرے غزوۂ اُحد میں اور تیسرے مرض الوفات میں۔بہر حال) آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے (یعنی سلام پھیرنے) کے بعد فرمایا: امام بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ (اعمالِ صلاۃ میں) اس کی اقتداء (اور پیروی) کی جائے (یعنی کسی بھی عملِ صلاۃ سجدہ۔رکوع وغیرہ کو نہ اُس سے پہلے کیا جائے اور نہ

اس کے ساتھ ساتھ بلکہ اس کے بعد کیا جائے) چنانچہ جب وہ نماز پڑھے کھڑا ہو کر تو تم بھی نماز پڑھو کھڑے ہو کر (واضح رہے کہ یہ جو لفظِ قیامًا ہے یہ یا تو مصدر ہے اور مطلب ہے أی ذو قیام یا مصدر بمعنی اسم فاعل حال ہے أي قائمین ۔اور یا یہ جمع ہے قائمٌ کی جیسے کہ نِیَامٌ جمع ہوتی ہے نائمٌ کی ۔اور یہ بھی واضح رہے کہ مقتدی کے لئے یہ حکم جب ہے جب اُسے قدرت علی القیام ہو چنانچہ اگر مقتدی قیام کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر یا جیسے بھی ہو سکے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے) اور جب وہ (یعنی امام) رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (اپنے سر کو رکوع سے) اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ۔اور جب وہ کہے سمع اللّٰہ لمن حمدہ (أی قبل اللّٰہ حَمْدَ من حمدہ) تو تم کہو ربنا ولک الحمد (واضح رہے کہ اس میں جو واؤ ہے یہ عاطفہ ہے اور تقدیری عبارت اس طرح ہے أي ربنا أطعناک أو حمد ناک ولک الحمد --اور واضح رہے کہ یہ عبارت اور حدیث کا یہ ٹکڑا صراحت ودلیل ہے اس بات کی کہ امام صرف پہلا جملہ کہے گا اور مقتدی دوسرا چنانچہ احناف ومالکیہ اسی کے قائل ہیں اور امام احمد کی بھی ایک روایت یہی ہے لیکن شوافع اور حنابلہ اس بات کے قائل ہیں کہ مقتدی ان دونوں جملوں کو کہے گا۔) اور جب وہ (یعنی امام) بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو (واضح رہے کہ یہ جو لفظِ جُلوساً ہے یہ یا تو مصدر بمعنی اسمِ فاعل ہو کر حال ہے یا یہ جالس اسمِ فاعل کی جمع ہے اور حال ہے أی جالسین ۔اور یہ جو لفظِ أجمعون ہے یہ تاکید ہے صلّوا کی ضمیرِ فاعل سے اور اس لئے رفع کے ساتھ ہے کیونکہ تاکید کا اعراب مؤکد کے مطابق ہی ہوتا ہے)۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف کے تحت بھی شراحِ کرام نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطوّلات کا مطالعہ ہی ضروری ہے تاہم مندرجہ ذیل چند باتیں یہاں پر بھی سمجھ لیں۔

"وصلینا وراءہ قعوداً" اس حدیث شریف کو پڑھ کر یا کہئے کہ حدیث شریف کے اس جملہ

کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ اشکال آسکتا ہے کہ حضرتِ عائشہؓ کی روایت میں تو یہ ہے وصلّٰی وراءہ قوم قیاماً فأشار إلیهم أن اجلسوا الخ یعنی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی پھر آپ ﷺ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ الٰی آخرہ ۔تو یہ تو احادیث کے درمیان منافات ومخالفت ہو رہی ہے جبکہ فرامینِ رسول ﷺ میں منافات ومخالفت ناممکن ہے۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شراح حضرات نے کئی باتیں لکھی ہیں لیکن سب سے اچھا اور واضح اس بات کو کہا ہے کہ کوئی منافات ومخالفت نہیں ہے کیونکہ اِس زیرِ تشریح حضرتِ انسؓ والی حدیث میں تھوڑا سا اختصار ہے یعنی حضرتِ انسؓ نے بجائے یہ بیان کرنے کے کہ ہم نے آپ ﷺ کے اشارہ اور حکم کے بعد آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی یعنی شروع تو کھڑے ہو کر ہی کی تھی مگر جب آپ ﷺ نے بیٹھنے کا حکم واشارہ کیا تو بیٹھ گئے اور بیٹھ کر ہی نماز پوری کی بس اتنا بیان کر دیا کہ ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ خلاصہ یہ کہ حضرتِ عائشہؓ نے پوری تفصیل بیان کی ہے اور حضرتِ انسؓ نے مآل اور آخر کو بیان کر دیا ہے جو دونوں کا ایک ہی ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنا اس لئے دونوں حدیثوں میں کوئی منافات ومخالفت نہیں ہے۔

”إنما جعل الإمام لیؤتم به“ اس جملہ کا ظاہری مفہوم اس بات کو بھی شامل ہے کہ ہیئتِ صلاۃ یعنی قیام وقعود میں بھی امام کی مخالفت ناجائز ومنہی عنہ ہے۔ چنانچہ امام مالک اور حنفیہ نے اسی جملہ سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اگر امام ومقتدی کی نیت الگ الگ اور مختلف ہوگی تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ جبکہ شوافع اور مشہور روایت کے مطابق حنابلہ کا کہنا ہے کہ ایسی شکل میں مقتدی کی نماز صحیح ہوگی۔ مثلاً عصر کی نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھنے والے مقتدی کی نماز مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک فاسد ہوگی اور شوافع اور حنابلہ کے نزدیک صحیح ہوگی۔ واضح رہے کہ امام احمدؒ کی ایک روایت مالکیہ واحناف کی طرح بھی ہے۔

"إذا صلى الإمام جالسًا الخ" اس حدیث شریف سے یا کہئے کہ حدیث شریف کے اس جملہ سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو بھی اس کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے یعنی قدرت علی القیام کے ہوتے ہوئے بھی چنانچہ اسحاق، اوزاعی، ابنِ منذر اور داؤ دظاہری وغیرہ اسی کے قائل ہیں اور بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدیوں کے لئے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حنابلہ کا کہنا ہے کہ اگر امامِ حیّ محلّہ کا امام یا امامِ وقت وحاکم کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو قدرت علی القیام رکھنے والے مقتدیوں کا بھی اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن ان کے علاوہ اگر کوئی اور کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو قدرت علی القیام رکھنے والے مقتدیوں کو اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔۔ ابوثور، ثوری، حمیدی، شوافع اور حنفیہ کا کہنا ہے **تجوز صلاۃ القائم خلف القاعد العاجز عن القیام**۔ لیکن بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے قیام پر قدرت رکھنے والے لوگوں کو کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھنی چاہئے اور ان کا بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔۔۔ اور مالکیہ کا کہنا ہے کہ قیام پر قدرت رکھنے والے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہی نہیں ہے یعنی نہ کھڑے ہوکر اور نہ ہی بیٹھ کر۔ لیکن واضح رہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے مقتدیوں کی نماز کے بارے میں امام مالکؒ کی ایک غیر مشہور روایت جواز اور صحتِ صلاۃ کی بھی ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے یہ چند باتیں لکھی ہیں (۱) اس حدیث شریف سے گھوڑوں پر سوار ہونے کی مشروعیت معلوم ہورہی ہے (۲) یہ بھی پتہ لگ رہا ہے کہ جس طرح بیماریاں وغیرہ دیگر حضرات پر طاری ہوتی ہیں ویسے ہی آپ ﷺ پر بھی طاری ہوسکتی ہیں لیکن واضح رہے کہ اس سے آپ ﷺ کی عظمتِ شان اور مرتبہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی بلکہ اس سے تو آپ ﷺ کی عظمت ورفعت میں اور مزید اضافہ ہوتا ہے (۳) یہ حدیث یہ بھی بتارہی ہے کہ مقتدیوں

پر تمام افعالِ صلاۃ میں امام کی متابعت و پیروی ضروری ہے (۴) مقتدیوں کو امام کے پیچھے رکوع سے اٹھتے ہوئے **سمع اللہ لمن حمدہ** نہیں کہنا چاہئے بلکہ صرف ربنا و **لک الحمد** ہی کہنا چاہئے (۵) جب امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو بھی قدرت علی القیام ہوتے ہوئے اس کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔ واضح رہے کہ اس حدیث سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے لیکن اس میں بہت تفصیل اور بہت سے اقوال ہیں جس کے لئے مطوّلات کو دیکھ لیں اور قدرے تفصیل نوٹس کے تحت لکھی بھی جا چکی ہے اس کو دیکھ لیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۱)

۱۔**القعنبيّ**:۔ یہ **عبداللّٰہ بن مسلمة بن قعنب القعنبيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔**مالک**:۔ یہ مشہور امامِ فقہ **مالک بن أنس الأصبحي الحميريّ المدنيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔**أنس بن مالک**ؓ :۔ آپؓ مشہور صحابی، رسول ﷺ کے خادمِ خاص حضرتِ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبو حمزة الخزرجيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/٦٠٢ -حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَساً بِالْمَدِيْنَةِ فَصَرَعَهُ عَلٰى جِذْمِ نَخْلَةٍ فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ، فَأَتَيْنَاهُ نَعُوْدُهُ فَوَجَدْنَاهُ فِيْ مَشْرَبَةٍ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يُسَبِّحُ جَالِسًا، قَالَ فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَسَكَتَ عَنَّا، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرىٰ نَعُوْدُهُ، فَصَلَّى الْمَكْتُوْبَةَ جَالِسًا، فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا. قَالَ: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا،

وَإِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَلَا تَفْعَلُوا كَمَا يَفْعَلُ أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٠٢: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا جریر اور وکیع نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے (اعمش نے) روایت کیا ابوسفیان سے انہوں نے حضرتِ جابرؓ سے (یہ کہ حضرتِ جابرؓ نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوئے پس اس گھوڑے نے آپ ﷺ کو (کھجور کے) ایک درخت کی جڑ پر گرا دیا (واضح رہے کہ یہ جو لفظِ جـذم ہے یہ جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے اگرچہ ایک لغت اس میں فتحہ کی بھی ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں جڑ اور اس کی جمع أَجذام اور جُذُوم استعمال ہوتی ہیں۔ بہرحال گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے) آپ ﷺ کے قدمِ مبارک میں چوٹ آ گئی (واضح رہے کہ پہلی یعنی حدیث نمبر (٦٠١) اور اس حدیث نمبر (٦٠٢) میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی داہنی کروٹ کا چھلنا اور فکِ قدم دونوں ہی باتیں ہوئی ہوں جن میں سے ایک کو حضرتِ انسؓ نے بیان کر دیا ہو اور دوسری کو حضرتِ جابرؓ نے اپنی اس روایت میں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرتِ انسؓ نے جُحش شقه الأيمن کہہ کر دونوں ہی چیزوں کو مراد لیا ہو اور یہ موچ بھی داہنے پاؤں ہی میں آئی ہو۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں الگ الگ پیش آنے والے دو واقعے مذکور ہوں۔ بہرحال حضرتِ جابرؓ آگے بیان کررہے ہیں) تو ہم آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لئے آپ ﷺ کے پاس آئے پس ہم نے آپ ﷺ کو حضرتِ عائشہؓ کے غرفہ (بالا خانہ و کمرہ) میں اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ بیٹھ کر نفل نماز پڑھ رہے تھے (واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ عیادت کرنا صرف مرض یا مریض کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ اگر کسی کو خدش و چھلنا یا درد اور موچ وغیرہ لاحق ہو تو اس کی بھی عیادت کرنی چاہیے۔ بہرحال حضرتِ جابرؓ نے) بیان کیا (کہ جب ہم نے آپ ﷺ کو

نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے دیکھا) تو ہم بھی (نماز کی نیت باندھ کر) آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے، اور آپ ﷺ ہم سے خاموش رہے (یعنی ہمیں اپنی اتباع میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا اور کھڑے رہنے سے منع نہیں کیا) پھر (یعنی کچھ دنوں کے بعد) ہم دوسری مرتبہ آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لئے آئے (ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس سے تکرارِ عیادت کے جواز ومشروع ہونے کا پتہ لگ رہا ہے۔ آگے حضرتِ جابرؓ کہہ رہے ہیں کہ جب ہم دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں پہونچے) تو آپ ﷺ نے فرض نماز بیٹھ کر ادا کی تو ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے یعنی کھڑے ہو کر آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے۔ جب آپ ﷺ نے محسوس کیا) تو ہمیں (بیٹھنے کا) اشارہ کیا۔ پس (آپ ﷺ کے حکمِ اشاری کی تعمیل کرتے ہوئے) ہم بیٹھ گئے (یعنی بیٹھ کر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے) حضرتِ جابرؓ کا بیان ہے کہ پھر جب آپ ﷺ نماز کو پورا کر چکے (یعنی سلام پھیر چکے تو) فرمایا: کہ جب امام نماز پڑھے (یعنی پڑھائے) بیٹھ کر تو تم بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھو (یعنی اس کی مخالفت کرتے ہوئے تم کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھو بلکہ تم بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھو) اور جب امام نماز پڑھے (یعنی پڑھائے) کھڑا ہو کر تو تم بھی (اس کی موافقت کرتے ہوئے) کھڑے ہو کر (ہی) نماز پڑھو۔ اور مت کرو ایسے جیسے کہ فارس والے اپنی سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں (کیونکہ وہ اپنے سرداروں کے بیٹھا ہونے کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں لہٰذا تمہیں ایسا کر کے ان کے جیسا عمل نہیں کرنا ہے بلکہ ان کی مخالفت کرتے ہوئے اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہے تو تمہیں بھی اس کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی ہے)۔

نوٹس:۔ ''فصلی المکتوبة جالسًا'' اس جملہ کے تحت صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث اور اس جملہ سے یہ بات صراحۃً معلوم ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرض نماز مسجد میں نہیں پڑھائی تھی بلکہ اپنے گھر میں موجود حضرات کو پڑھائی تھی اور چونکہ یہ بھی منقول نہیں ہے کہ آپ ﷺ

نے مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے کسی کو اپنا خلیفۂ ونائب مقرر فرمایا تھا اس لئے قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ اس نماز میں آپ ﷺ کے پاس گھر میں موجود حضرات اور مسجد میں موجود حضرات سب ہی نے اقتداء کی اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ نیز لکھا ہے کہ قاضی عیاض کے بتائے ہوئے اس مطلب سے یہ مسئلہ بھی نکل آتا اور معلوم ہوجاتا ہے کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس اونچی جگہ پر وہ تنہا نہ کھڑا ہو بلکہ کچھ مقتدی بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔

"**فقمنا خلفه**" یعنی ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ واضح رہے کہ بخاری شریف کی روایت میں اس طرح ہے "**فصلّٰی جالسًا وصلّٰی وراءہ قوم قیاماً**" بہرحال ان لوگوں کے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ ہم قیام پر قادر ہیں۔ بہرحال آپ ﷺ کے اشارہ فرمانے اور حکم دینے کے بعد یہ لوگ بیٹھ گئے اور بیٹھ کر ہی نماز پوری کی۔ مزید تفصیلات کے لئے پچھلی حدیث کی شرح کا مطالعہ کرلیں یا مطوّلات ہی کو دیکھ لیں۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے مزید یہ چند باتیں بھی سمجھ میں آرہی ہیں (۱) مریض وبیمار کی عیادت کرنا ایک شرعی اور مستحب عمل ہے (۲) نفل نماز میں اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو کھڑے ہوکر اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اقتداء کرنا جائز ہے لیکن فرض نماز میں جائز نہیں ہے بلکہ امام کی طرح بیٹھ کر ہی نماز پڑھنا ضروری ہے (۳) مخالفینِ اسلام کے افعال وحرکات سے تشبہ ومشابہت اختیار کرنا شرعاً ممنوع وناجائز فعل ہے (۴) نفل نماز کو باجماعت پڑھنا صحیح ہے چاہے مقتدی ایک دو ہوں یا کتنے بھی ہوں واضح رہے کہ ائمہ کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جس کی تفصیل کتبِ فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٠٢)

١۔عثمان بن أبي شيبة :۔یہ عثمان بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم العبسيّ أبو الحسن الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٦)۔

٢۔جرير :۔یہ جرير بن عبدالحميد الضبيّ الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٢١)۔

٣۔وكيع :۔یہ وكيع بن الجراح الرؤاسيّ أبوسفيان الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٥) اور (٢٠)۔

٤۔الأعمش :۔یہ سليمان بن مِهران الأسديّ الكاهليّ أبومحمد الكوفيّ الأعمش ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٧)۔

٥۔أبو سفيان :۔یہ طلحة بن نافع القرشيّ أبوسفيان الواسطيّ الإسكاف ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔احمد ونسائی نے ان کے بارے میں لا بأس به کہا ہے۔ ابنِ عدی نے لا بأس به کے ساتھ ساتھ روى عنه الأعمش أحاديث مستقيمة بھی لکھا ہے۔ ابنِ معین نے ان کو لا شئ کہا ہے۔ابنِ مدینی کا کہنا ہے یکتب حديثه وليس بالقويّ۔ابوخَیثمۃ نے بحوالۂ ابنِ عیینہ لکھا ہے حديث أبي سفيان عن جابر إنما هى صحيحة۔بخاری نے ان کی روایات تعلیقاً ذکر کی ہیں اور ابوبکر بزار نے ان کے بارے میں لکھا ہے هو نفسه ثقة۔اور حافظؒ ان کو صدوق راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ع کا رمز لکھا ہے یعنی ان کی جمیع صحاحِ ستہ میں روایات منقول ومذکور ہیں۔

٦۔جابرؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ جابر بن عبداللّٰہ الأنصاريّ الخزرجيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢) اور (١٣)۔

الحديث/٦٠٣-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَلَا تُكَبِّرُوا حَتّٰى يُكَبِّرَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَلَا تَرْكَعُوا حَتّٰى يَرْكَعَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قَالَ مُسْلِمٌ: وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَسْجُدُوا حَتّٰى يَسْجُدَ، وَإِذَا صَلّٰى قَائِماً فَصَلُّوا قِيَاماً، وَإِذَا صَلّٰى قَاعِداً فَصَلُّوا قُعُوداً أَجْمَعُونَ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ، أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ سُلَيْمَانَ.

ترجمہ **حدیث نمبر/٦٠٣:** ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب اور مسلم بن ابراہیم نے ایک مضمون (یعنی ان دونوں نے) وہیب سے نقل کرتے ہوئے (ہم سے ایک ملتے جلتے مضمون کی روایت بیان کی اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے دونوں کی روایت ایکدوسرے سے مختلف اورالگ تھی۔ بہرکیف ان کے شیخ وہیب نے) روایت کیا مصعب بن محمد سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے **إنما جعل الإمام** الخ یعنی امام بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء (اور پیروی) کی جائے (اور جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو سنو) جب وہ تکبیر کہے (یعنی تکبیرِ تحریمہ یا کوئی بھی تکبیرِ نقل) تو تم بھی تکبیر کہو اور مت تکبیر کہو تم یہاں تک کہ وہ تکبیر کہہ چکے (یعنی امام سے پہلے تکبیر نہ کہو۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ الفاظ یعنی **لا تکبروا حتی یکبّر** تاکید کے طور پر مذکور ہیں اور صراحت کررہے ہیں اس بات کی کہ مقتدی کے لئے واجب وضروری ہے کہ وہ تکبیرِ

تحریمہ امام کے تکبیرِ تحریمہ کہہ چکنے اور فارغ ہونے کے بعد کہے چنانچہ مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور احناف میں سے صاحبین اسی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر مقتدی امام سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ مقارناً تکبیرِ تحریمہ کہے گا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ اس حدیث یعنی **فإذا کبر فکبروا** میں جو فاء ہے وہ تعقیب کے لئے ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ مقتدی کے لئے امام کے ساتھ ساتھ مقارناً تکبیرِ تحریمہ کہنے کے قائل ہیں اور اِس حدیث کا جواب ان کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ یہ فاء جزائیہ ہے اور فاء جزائیہ تعقیب کا فائدہ نہیں دیتا) اور جب وہ (یعنی امام) رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور نہ رکوع کرو تم یہاں تک کہ وہ رکوع کر چکے (یعنی کرنا شروع نہ کر دے۔ صاحبِ المنہل نے اس جملہ کے تحت بھی یہی لکھا ہے کہ یہ بھی صراحت ہے اس سلسلہ میں کہ مقتدی کو رکوع اور اس کے بعد کے افعالِ صلاۃ بھی امام سے بعد میں اور اس کے فارغ ہونے کے بعد ہی کرنے چاہئیں لہٰذا مقارنت اور مسابقت دونوں ہی مقتدی کے لئے حرام و ناجائز ہونی چاہئیں لیکن دیگر شراح حضرات صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یعنی **حتی یرکع** اور **حتی یسجد** کا مطلب ہے **حتی یأخذ فی الرکوع والسجود** یعنی مسابقت نہیں کرنی چاہئے۔ چنانچہ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں لیکن اگر ہو جائے تو نماز پھر بھی ہو جائے گی اور مقارنت کو شوافع، مالکیہ اور حنابلہ مکروہ کہتے ہیں جبکہ احناف مکروہ بھی نہیں کہتے) اور جب وہ (یعنی امام) **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ** کہے تو تم کہو **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ** (واضح رہے کہ بہت سی روایتوں میں یہ لفظِ **اللّٰھُمَ** ہے اور بہت سی میں نہیں ہے حافظؒ کا کہنا ہے کہ راجح اس کا ہونا ہی ہے لیکن جائز دونوں طرح سے کہنا ہے یعنی لفظِ **اللّٰھم** کے ساتھ بھی اور اس کے بغیر بھی۔ (آگے ابوداؤد ایک فرق بتانا چاہ رہے ہیں) کہا مسلم نے **ولک الحمد** (یعنی ہمارے شیخ سلیمان بن حرب نے تو اپنی روایت میں **اللّٰھم ربنا لک الحمد** کہا لیکن ہمارے دوسرے شیخ مسلم بن ابراہیم نے جب ہم سے روایت بیان کی تو انہوں نے اپنی روایت میں **اللّٰھم ربنا ولک الحمد** کہا

یعنی واوِعطف کے اضافہ کے ساتھ۔ اور ابنِ دقیق العید نے واوِعطف کے ساتھ والی روایت کا یہ مطلب لکھا ہے ربنا استجب لنا و لک الحمد یعنی گویا اسمیں نداء وخبر دونوں مفہوم ہیں۔ اَب آگے دونوں شیخ کے متفق الفاظ کو روایت کرتے ہوئے ابوداؤدؒ کہہ رہے ہیں) **وإذا سجد الخ** یعنی جب وہ (یعنی امام) سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور مت سجدہ کرو تم حتی کہ وہ جب سجدہ کرنے لگے (یعنی مسابقت نہ کرو۔ یا حتی کہ وہ سجدہ کر چکے یعنی نہ اُس سے مسابقت کرو اور نہ ہی اس کی مقارنت کرو) اور جب وہ (یعنی امام) کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی (اسکے پیچھے) کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھو اور جب وہ (کسی عذر کی وجہ سے) بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی اسکے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھو۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ (یہ الفاظ یعنی) **ربنا لک الحمد** سمجھائے مجھے میرے بعض ساتھیوں نے سلیمان کی طرف سے (واضح رہے کہ اس **قال أبو داؤد** کا مطلب بتاتے ہوئے صاحبِ المنہل نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) مصنفؒ کا مقصد ان الفاظ سے سلیمان بن حرب کی روایت کو یعنی جس میں **اللّٰھُمّ ربنا لک الحمد** بغیر واؤ کے ہے اسکو قوی و مضبوط کرنا ہے یعنی گویا مصنفؒ یہ کہہ رہے ہیں کہ جس طریقہ سے میں نے سلیمان بن حرب سے ان الفاظ کو بغیر واوِعطف کے سنا ہے ویسے ہی میں نے اپنے بعض دیگر ساتھیوں سے بھی سنا ہے کہ وہ بھی سلیمان بن حرب سے اسی طرح بغیر واوِعطف کے نقل و بیان کرتے ہیں۔ (۲) دوسرا مطلب اس **قال أبو داؤد** کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مصنفؒ یہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ جب میں نے سلیمان بن حرب سے اس حدیث کو سنا تو ان الفاظ کو اچھی طرح نہ سمجھ سکا تھا تو میرے جو ساتھی میرے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن حرب سے سن رہے تھے انہوں نے مجھے یہ الفاظ اچھی طرح سمجھائے۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل کے علاوہ دیگر شراح حضرات نے صرف یہ دوسرا والا مطلب ہی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ابوداؤد کے یہ کمالِ احتیاط کی علامت ہے کہ یہ بھی بتا دیا کہ یہ الفاظ میں نے اپنے شیخ سے اچھی طرح نہیں سنے اور سمجھے بلکہ میرے ساتھیوں نے مجھے سمجھائے

ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۳)

۱۔سلیمان بن حرب :۔یہ سلیمان بن حرب بن بجیل الأسديّ الأزديّ الواشحيّ أبو أيوب البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۲۔مسلم بن إبراهيم:۔یہ مسلم بن إبراهيم الأزديّ الفراهيديّ أبوعمرو البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۳۔وهيب:۔یہ وُهیب بن خالد بن عجلان الباهليّ أبوبكر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۴۔مُصعب بن محمد :۔یہ مُصعب بن محمد بن عبدالرحمٰن بن شُرحبيل العبدريّ المكّي ہیں۔ابنِ معین،ابنِ حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ابنِ حاتم نے ان کے بارے میں صالح يكتب حديثه ولا يحتج به لکھا ہے۔احمد کا کہنا ہے لا أعلم عنه إلا خيراً اور حافظؒ نے ان کے بارے میں لا بأس به لکھ کر ان کو پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔أبو صالح:۔یہ أبو صالح ذكوان السمّان الزيات الغطفانيّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۶۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالرحمٰن بن صخر أبو هريرة الدوسيّ اليمانيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۷۔مسلم:۔یہ مسلم بن إبراهيم الأزديّ الفراهيديّ أبوعمرو البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

٨۔أبو داوٗدؒ:۔ یہ مصنفِ کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داوٗد السجستانيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٠) اور (٢٢)۔

٩۔سلیمان:۔ یہ سلیمان بن حرب بن بجیل الأسديّ الأزديّ الواشحيّ أبو أیوب البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٣٤)۔

الحديث/٦٠٤-حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ الْمَصِّيْصِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُوْخَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّمَاجُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ))بِهٰذَاالْخَبَرِزَادَ ((وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا)).

قَالَ أَبُوْدَاوٗدَ: هٰذِهٖ الزِّيَادَةُ((وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا)) لَيْسَتْ بِمَحْفُوْظَةٍ، الْوَهْمُ عَنْدَنَا مِنْ أَبِيْ خَالِدٍ.

ترجمہ حدیث نمبر/٦٠٤:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن آدم مصیصی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوخالد نے انہوں نے روایت کیا ابنِ عجلان سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا **إنما جعل الإمام الخ** یعنی امام تو بنا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء (اور پیروی) کی جائے (اور آگے بیان کیا ہمارے شیخ محمد بن آدم نے بواسطۂ اپنے شیخ ابوخالد) اسی خبر کو (یعنی اسی سابقہ حدیث نمبر (٦٠٣) کو لیکن انہوں نے اپنی روایت میں) مزید نقل کئے "**وإذا قرأ فأنصتوا** یعنی جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو" کے الفاظ بھی (واضح رہے کہ یہ جو فعلِ زادؔ ہے اس کے فاعل کو ظاہر کرتے ہوئے صاحبِ بذل ومنہل نے لکھا ہے **أی زاد أبو خالد فی روایته** یعنی اس کا فاعل ابوخالد ہیں لیکن صاحبِ عون المعبود نے اس کا فاعل **زید بن أسلم** کو لکھا ہے **أی زاد**

زيد بن أسلم في روايته۔(والله تعالٰى أعلم بالصواب)۔

اورفرمایاامام ابوداؤدؒ نے اور یہ زیادتی (یعنی اس روایت کے اندر **وإذا قرأ فأنصتوا** کےمزید الفاظ) محفوظ نہیں ہیں (بلکہ خطاءاوروہم ہے) اور یہ وہم ہمارے نزدیک ابوخالد سے ہوا ہے۔

نوٹس:۔"**قال أبو داؤد الخ**" واضح رہے کہ مصنفؒ اس عبارت سے ابوخالد کے اضافہ والی روایت کوضعیف قرار دینا چاہتے ہیں لیکن زیادہ تر علمائے کرام وشراحِ عظام نے ابوداؤدؒ کی اس بات کویعنی وہم والی بات کوتسلیم ہی نہیں کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے مطوّلات کودیکھ لیں۔نیزشراح حضرات نے اس حدیث کے تحت قراءت **خلف الإمام** والے مسئلہ کی تفصیلات بھی لکھی ہیں اس کے لئے بھی بہتر مطوّلات ہی کا مطالعہ ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۴)

۱۔محمد بن آدم المَصِّيصيّ:۔یہ **محمد بن آدم بن سليمان الجهنيّ المَصّيصيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۲)۔

۲۔أبوخالد:۔یہ **أبوخالد سليمان بن حيّان الأزديّ الكوفيّ الجعفريّ الأحمر** ہیں۔عجلی نے ان کوثقہ،ثبت صاحبِ سنہ لکھا ہے۔ابنِ سعد نے ثقہ کثیرالحدیث،ابوحاتم نے صدوق۔اور حافظؒ نے ان کوخطاء کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا ہے نیز آٹھویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات بہ عمر کچھ اوپر ستر سال ۱۹۰ھ یا ۱۸۹ھ میں لکھی ہے۔واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے ان کی وفات بالتعیین ۱۸۹ھ میں نقل کی ہے۔

۳۔ابن عجلان:۔یہ **محمد بن عجلان القرشيّ أبوعبدالله المدنيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔زيد بن أسلم:۔یہ زيد بن أسلم العدويّ أبو أسامة أو أبو عبدالله المدنيّ الفقية ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۷)۔

۵۔أبو صالح:۔یہ أبو صالح ذكوان السمان الزيات الغطفانيّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

۶۔أبو هريرة ؓ:۔آپ ؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالرحمٰن بن صخر أبو هريرة ؓ الدوسيّ اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

۷۔أبو داؤد:۔یہ مصنفِ کتاب سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيّ ؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)اور(۲۲)۔

۸۔أبو خالد:۔یہ سليمان بن حيان أبو خالد الأزديّ الكوفيّ الجعفريّ الأحمر ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں(۲)پر۔

الحديث/٦٠٥-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ ((صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَاماً، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا)).

ترجمہ حدیث **نمبر**/٦٠٥:۔فرمایا امام ابوداؤد ؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرتِ عائشہ ؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر

میں بیٹھا ہوا ہونے کی حالت میں نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے پیچھے لوگوں نے کھڑا ہوا ہونے کی حالت میں نماز پڑھی (یعنی پڑھنی شروع کردی) تو آپ ﷺ نے (یہ دیکھ کر) ان کو بیٹھنے (یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا) اشارہ کیا (یعنی اشارہ سے حکم دیا کہ اپنے امام کی مخالفت مت کرو بلکہ اسکا اتباع کرتے ہوئے تم بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھو) اور جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے (تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا **إنما جعل الإمام الخ** یعنی امام بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لہٰذا جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھائے (رکوع سے یا سجدہ سے اپنے سر کو) تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے (یعنی پڑھائے) تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو (یعنی اس کی اتباع کرو اور بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھ کر اس کی مخالفت نہ کرو)۔

نوٹس:۔ "**صلّی رسول اللہ ﷺ فی بیته الخ**" شراح حضرات نے لکھا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ یہ وہی واقعہ ہے جو حضرتِ جابرؓ کی حدیث میں مذکور ہے یعنی جب آپ ﷺ نے گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی اور لوگ آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور اس میں جو **في بيته** ہے اس سے وہی **في مشربة لعائشة** مراد ہے۔

"**فصلّی وراءہ قوم قیامًا**" شراح حضرات نے واضح کیا ہے کہ **قومٌ** سے وہی لوگ مراد ہیں جو آپ ﷺ کی عیادت کیلئے تشریف لائے تھے۔ اور پچھلی روایت سے یعنی حضرتِ جابرؓ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہو ہی چکا ہے کہ یہ فرض نماز تھی۔ بس باقی تفصیل پچھلی روایت کے تحت ہی دیکھ لی جائے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۵)

۱۔ **القعنبيّ:** ۔ یہ **عبداللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ **مالک:** ۔ یہ مشہور امامِ فقہ **مالک بن أنس الأصبحي الحميريّ المدنيّ** ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔هشام بن عروة:۔یہ هشام بن عروة بن الزبير بن العوام الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۴۔عن أبيه:۔اسمیں أبٌ سے مراد ہیں ہشام کے والد حضرتِ عروة بن الزبير بن العوام الأسديّ أبو عبدالله المدنيّ۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۵۔عائشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/٦٠٦-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهِبٍ الْمَعْنٰى أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ لِيُسْمِعَ النَّاسَ تَكْبِيْرَهُ)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ.

ترجمہ حدیث نمبر/٦٠٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید اور یزید بن خالد بن موہب نے ایک مضمون (یعنی ان دونوں نے ہم سے ملتے جلتے مضمون کی ایک روایت بیان کی اگرچہ اسکو بیان کرتے وقت الفاظ دونوں نے الگ الگ استعمال کئے۔بہر کیف ان دونوں حضرات نے دورانِ روایت) یہ کہا کہ اُن سے (یعنی قتیبہ بن سعید اور یزید بن خالد وغیرہ سے) لیث بن سعد نے ابوالزبیر سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا (اور ابوالزبیر نے روایت کیا) حضرتِ جابرؓ سے (یہ کہ انھوں نے) فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے پس ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ ﷺ (عذر کی وجہ سے) بیٹھے ہوئے (نماز پڑھا رہے) تھے اور

ابوبکرؓ (زور سے بہ آوازِ بلند) تکبیرِ (تحریمہ) کہہ رہے تھے تاکہ لوگوں کو آپ ﷺ کی تکبیر سنا دیں (یعنی آپ ﷺ عذر و بیماری کی وجہ سے اتنی زور سے تکبیر نہیں کہہ پا رہے تھے کہ لوگ سن لیں اسی لئے حضرتِ ابوبکرؓ بہ آوازِ بلند تکبیر کہہ رہے تھے) پھر (یعنی اس سے آگے) بیان کیا حدیث کو (یعنی یہاں سے آگے حضرت قتیبہ اور یزید بن خالد وغیرہ نے پوری حدیث بیان کی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے حضرتِ لیث نے پوری حدیث کو بیان کیا جس کو مطوّلا اور مفصلاً امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے اور جس میں آخر میں یہ بھی ہے فإذا صلّى قاعدًا فصلوا قعودًا)۔

نوٹس:۔ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو شکایتِ مرض مذکور ہے وہ غالبًا وہی بیماری اور شکایتِ مرض تھی جو آپ ﷺ کو گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے لاحق ہوئی تھی اور جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی۔ اور صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو فصلينا وراءه الخ ہے اس میں فاء عاطفہ ہے اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے أي صلّى صلاةً فصلينا وراءه الخ۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۶)

۱۔قتيبة بن سعيد:۔ یہ قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفيّ أبو رجاء البغلانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔يزيد بن خالد:۔ یہ يزيد بن خالد بن عبدالله بن موهب الهمدانيّ أبو خالد الرمليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶)۔

۳۔اللّيث:۔ یہ اللّيث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفهميّ الإمام أبو الحارث المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۴۔أبو الزبیر :۔یہ أبوالزبیر محمد بن مسلم بن تَدْرُس الأسديّ القرشي المكيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۵۔جابرؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ جابر بن عبداللّٰہ الأنصاريّ الخزرجيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

۶۔أبوبکرؓ:۔آپؓ أمیر المؤمنین أبوبکر الصدیقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۳۲۰)۔

الحدیث/٦٠٧-حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا زَيْدٌ _ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ _ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ حَدَّثَنِي حُصَيْنٌ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، ((أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ. قَالَ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ إِمَامَنَا مَرِيْضٌ. فَقَالَ: إِذَا صَلَّى قَاعِداً فَصَلُّوْا قُعُوْدًا.

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَهٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ.

ترجمہ حدیث نمبر/٦٠٧:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبدہ بن عبداللہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زید۔یعنی زید بن حُباب۔نے انہوں نے روایت کیا محمد بن صالح سے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا حُصین نے جو سعد بن مُعاذ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی ان کے پڑپوتے ہیں اور انہوں نے یعنی حُصین نے) روایت کیا اُسید بن حُضیرؓ سے یہ کہ وہ (یعنی حضرتِ اُسیدؓ) ان کی (یعنی اپنے قوم کے لوگوں کی) امامت کیا کرتے تھے (اور ان کے امام تھے پس ایسا ہوا کہ وہ مریض و بیمار ہوگئے) حضرتِ اسیدؓ کا بیان ہے (کہ جب وہ بیمار ہوئے) تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو اُس نے (یعنی حضرتِ اسیدؓ کے پاس موجود وحاضر لوگوں میں سے کسی ایک نے) عرض کیا (واضح رہے کہ اکثر نسخوں میں یہاں پر فقال کی بجائے فقالوا ہے یعنی ان کے مقتدیوں اور

ان کی قوم کے لوگوں نے عرض کیا۔اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہی یعنی **فقالوا** ہی یہاں زیادہ اوضح وانسب ہے۔ بہرحال اُن لوگوں نے عرض کرتے ہوئے کہا) یارسول اللہ ﷺ بے شک ہمارا امام (یعنی حضرتِ اسیدؓ) بیمار ہے جس کی وجہ سے وہ کھڑے ہوکر ہمیں نماز نہیں پڑھا سکتا تو ہم کیا کریں؟) تو (ان لوگوں کی بات سن کر آپ ﷺ نے جواب میں) ارشاد فرمایا جب وہ (یعنی تمہارا امام) بیٹھ کر نماز پڑھے (یعنی پڑھائے) تو تم بھی (اس کے پیچھے) بیٹھ کر ہی نماز پڑھو۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور یہ حدیث (یعنی اس حدیث کی سند) متصل نہیں ہے (یعنی حضرتِ حصین نے چونکہ حضرتِ اسید بن حضیرؓ کا زمانہ نہیں پایا ہے اور اس روایت کو حضرتِ حصین حضرتِ اسیدؓ سے نقل کر رہے ہیں اس لئے یہ حدیث متصل السند نہیں ہے کیونکہ اس میں حضرتِ اُسید صحابیؓ سے پہلے ایک واسطہ حذف ہے)۔

نوٹس:۔اس حدیث کے غیر متصل السند ہونے کی دلیل کے طور پر صاحبِ المنہل وعون المعبود وغیرہ نے بحوالۂ منذری لکھا ہے کہ مصنف کا یہ کہنا بالکل ظاہر وواضح ہے کیونکہ حُصین صرف تابعین سے روایت کرتے ہیں اور صحابہؓ میں سے کسی صحابیؓ سے بھی ان کا روایت کرنا محفوظ ومنقول نہیں ہے چہ جائے کہ حضرتِ اُسیدؓ سے ان کی روایت ثابت ومحفوظ ہو کیونکہ حضرتِ اُسیدؓ کی وفات ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں ہوئی ہے اور حضرتِ حُصین کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی ہے۔لیکن صاحبِ بذل نے منذریؒ کی اس بات کو کہ حُصین کا کسی بھی صحابیؓ سے روایت کرنا ثابت نہیں ہے اور کسی بھی صحابیؓ سے ان کی ملاقات ثابت ومحفوظ نہیں ہے تسلیم نہیں کیا چنانچہ لکھا ہے کہ حضرتِ انسؓ کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی ہے اور حُصین کی ۱۲۶ھ میں تو بہت ممکن ہے کہ حصین کی ملاقات حضرتِ انسؓ سے ہوئی ہو اور وہ اُن سے بلاواسطہ روایت کریں۔ نیز حضرتِ محمود بن لبیدؓ کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی ہے اس لئے اِن سے بھی حصین کی ملاقات ممکن ہے۔اگر چہ ابنِ حبان نے ان کو یعنی حصین کو تبعِ تابعین ہی میں ذکر کیا ہے جس کی رُو سے

ان کی جس صحابیؓ سے بھی روایت ہوگی وہ مرسل ہی ہوگی لیکن ممکن وہ بھی ہے جو ہم نے کہا۔۔۔۔۔اور پھر اخیر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ابتدائے اسلام پر محمول ہے اور ائمہ فقہ میں سے امامِ ابوحنیفہؒ اور امامِ شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے رسول اللہ ﷺ کے اُس فعل سے جو آپ ﷺ نے مرض الوفات میں کیا یعنی آپ ﷺ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔

اور خطابیؒ نے لکھا ہے کہ امام ابوداؤدؒ نے اس باب کے اندر حضرتِ انسؓ۔ جابرؓ۔ابو ہریرہؓ اور عائشہؓ کی تمام وہ روایات تو نقل کیں جن میں بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھنے کا حکم ہے لیکن آپ ﷺ کے مرض الوفات والی وہ نماز اور آپ ﷺ کا وہ آخری فعل ذکر و بیان نہیں کیا جس میں آپ ﷺ کے بیٹھ کر نماز پڑھانے اور آپ ﷺ کے پیچھے صحابہؓ کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کے بعد کوئی باب قائم کر کے آپ ﷺ کے اس آخری عمل کو نقل کیا جبکہ امام ابوداؤدؒ کی عادت یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ متصلاً ایک باب قائم کرتے ہیں اور اُس میں پہلے باب میں مذکور احادیث سے معارض ومخالف احادیث کو ذکر کرتے ہیں۔اَب پتہ نہیں یہاں پر مصنفؒ بھول گئے یا کیا ہوا جبکہ اکثر فقہاء یعنی احمدؒ اور اوزاعیؒ کے علاوہ تقریباً تمام ہی فقہاء کا مسلک وہ ہے جو اُس مرض الوفات والے قصہ میں آپ ﷺ کا عمل مذکور ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدیوں کا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔اور عینیؒ نے اس بارے میں یہ لکھا ہے کہ اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں (۱) امامؒ سے یہاں سہو وغفلت ہوئی ہے کہ انھوں نے اس باب کے بعد ایک دوسرا باب قائم کر کے آپ ﷺ کا مرض الوفات والا اور آخری عمل وحکم نہیں نقل کیا ہے (۲) یا مصنفؒ نے ایسا قصداً کیا ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان کی رائے اس سلسلہ میں امام احمدؒ کی رائے کے مطابق ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔(واللہ تعالٰی أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۷)

۱۔**عبدة بن عبدالله**:۔یہ **عبدة بن عبدالله بن عبدة الخزاعيّ أبو سهل البصريّ** ہیں۔ابوحاتم نے ان کوصدوق کہا ہے۔ابن حبان نے ثقات میں ذکر کر کے مستقیم الحدیث اورنسائی و دارقطنی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔اورحافظؒ نے ان کوثقہ راوی لکھا اور گیارہویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۲۵۸ھ یا ۲۵۷ھ میں نقل کی ہے۔جبکہ صاحبِ المنہل نے بالتعیین ان کی وفات مقامِ اہواز میں ۲۵۸ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔**زید**:۔یہ **زید بن الحُباب أبو الحسين العكلي الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۳۶).

۳۔**محمد بن صالح**:۔یہ **محمد بن صالح بن دينار التمار أبو عبدالله المدنيّ مولى الأنصار** ہیں۔احمد،عجلی،ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے ابوحاتم نے ان کے بارے میں **شيخ لا يعجبني حديثه وليس بالقويّ** کہا ہے۔حافظؒ نے ان کوصدوق راوی لکھا اورساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔نیز ان کی وفات ۱۶۸ھ میں بتائی ہے۔

۴۔**محمد بن صالح**:۔لیکن واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ **محمد بن صالح المدنيّ الأزرق مولى بني فهر** ہیں۔حافظؒ نے ان کومقبول راوی لکھا اورساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے (واضح رہے کہ مزیؒ نے لکھا ہے کہ حصین بن عبدالرحمٰن سے ابوداؤد میں جس محمد بن صالح نے روایت کیا ہے وہ **محمد بن صالح المدنيّ الأزرق مولى بني فهر** ہیں۔جس سے بذل والی بات کی تائید ہوتی ہے)۔

۵۔**حُصين**:۔یہ **حُصين بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن مُعاذ الأنصاريّ**

الأشهلي أبو محمد المدني ہیں۔ابنِ سعد نے ان کو قلیل الحدیث لکھا ہے۔ابنِ حبان نے ثقات تبع تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد نے حسن الحدیث کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ سعد بن معاذ بن النعمان الأنصاري الأشهلي أبو عمرو سيد الأوس رضی اللہ عنہ ہیں۔بدری صحابیؓ ہیں۔آپؓ خندق میں ایک تیر لگنے سے شہید ہوئے ہیں۔

۷۔أُسيد بن حُضير رضی اللہ عنہ:۔آپؓ أسيد بن حُضير بن سماك بن عَتيك الأنصاري أبو يحيىٰ الأشهلي رضی اللہ عنہ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۵۸)۔

۸۔أبو داؤدؒ:۔یہ مصنفِ کتاب سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)اور(۲۲)۔

(۷۰)بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ كَيْفَ يَقُوْمَانِ

(۷۰)اُن دو آدمیوں کا بیان جن میں سے ایک اپنے ساتھی کی امامت کرے تو وہ کیسے کھڑے ہوں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جب صرف دو آدمی جماعت کرکے نماز پڑھیں تو وہ کیسے کھڑے ہوں)

الحديث/۶۰۸-حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ فَأَتَوْهُ بِسَمْنٍ وَتَمْرٍ، فَقَالَ: رُدُّوْا هٰذَا فِيْ وِعَائِهِ وَهٰذَا فِيْ سِقَائِهِ فَإِنِّيْ صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِنَا

رَكْعَتَيْنِ تَطَوُّعاً، فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا.

قَالَ ثَابِتٌ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ عَلَى بِسَاطٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٠٨: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ثابت نے انہوں نے نقل کیا حضرتِ انسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ بے شک (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ (میری خالہ) اُمِ حرام کے یہاں تشریف لائے (گھر والوں نے جب آپ ﷺ کی تشریف آوری دیکھی) تو وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس کچھ گھی اور کھجوریں لیکر حاضر ہوئے (تا کہ آپ ﷺ کی ضیافت کا شرف حاصل کریں۔ یہ دیکھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اس کے برتن میں اور اس کو اس کے مشک میں ڈالدو کیونکہ میں روزہ سے ہوں (واضح رہے کہ یہ جولفظِ وِعاء ہے یہ واؤ کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کی جمع أَوْعِيَة آتی ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں کوئی بھی برتن جس میں کسی چیز کو بھر کر رکھا اور محفوظ کیا جا سکے اور دوسرا جولفظِ سقاء ہے یہ بکسر السین واحد ہے أَسْقِيَة کا اور اس کے معنی ہوتے ہیں چمڑے کا برتن یا کہئے مشک جس میں پانی، دودھ وگھی وغیرہ کو رکھا جاتا ہے۔ اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ کبھی کبھی اس میں رطب یعنی تروتازہ کھجوروں کو بھی رکھتے ہیں تا کہ کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہیں اور خراب نہ ہوں اور اسی وجہ سے غالبًا صاحبِ بذل نے پہلے هٰذا کا مشار الیہ السمن گھی کو قرار دیا ہے اور دوسرے کا تمر کو یعنی واپس رکھدو اس گھی کو اس کے برتن میں اور اُن کھجوروں کو اس کے مشک میں اگر چہ لکھا ہے کہ اس جملہ کا مطلب اور ضمیر کا مرجع اور اسم اشارہ کا مشار الیہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ صاحبِ المنہل وعون المعبود نے یہ دوسرا والا ہی ترجمہ ومطلب لکھا ہے۔ بہر حال) پھر (یعنی ان کھانے پینے کی چیزوں کو واپس کرانے کے تھوڑا بعد) آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفل نماز پڑھائی (آپ ﷺ جب نماز پڑھانے کھڑے ہوئے) تو (حضرتِ انسؓ کی والدہ)

اُمِّ سلیم اور (حضرتِ انسؓ کی خالہ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں (یا آپ ﷺ کی ہدایت وحکم کے بعد ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آگے ابوداؤدؒ یہ بھی نقل کررہے ہیں کہ ہمیں ہمارے شیخ موسٰی بن اسماعیل نے بواسطۂ اپنے شیخ حماد یہ بھی بتایا کہ حماد نے روایت بیان کرتے وقت اس سے آگے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے شیخ حضرتِ) ثابت نے فرمایا کہ نہیں جانتا میں حضرتِ انسؓ کو مگر انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنی داہنی جانب فرش وبستر پر کھڑا کیا (یعنی مجھے یقین ہے کہ حضرت انسؓ نے مجھ سے اس حدیث میں آگے صرف **أقامني عن يمينه علی بساط** کے الفاظ بیان کئے تھے یعنی اس میں متأخراً یا متساویا وغیرہ کے الفاظ نہیں کہے تھے)۔

نوٹس:۔"**فصلی بنا رکعتین الخ**" اس جملہ کے تحت شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ عمل آپ ﷺ نے غالبًا اُن عورتوں کو اعمال وافعالِ صلاۃ کی تعلیم دینے کی غرض سے کیا تھا کیونکہ عورتوں کے لئے بہت کم ممکن تھا کہ وہ مسجد میں آپ ﷺ کے افعال واعمالِ صلاۃ کا مشاہدہ کریں نیز اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا مقصد ان کے گھر میں تبریک اور برکت فراہم کرنے کا بھی ہوسکتا ہے۔۔۔اور حدیث شریف کے اس جملہ سے نفل نماز کو با جماعت ادا کرنے کے جواز کا ثبوت بھی ہورہا ہے اگرچہ یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان مختلف فیہ ہے جس کی تفصیل پیچھے گذر بھی چکی ہے وہاں دیکھیں تاہم صاحبِ بذل نے یہاں پر بھی یہ لکھا ہے کہ حنفیہ کے یہاں تین آدمیوں کا نفل نماز کو با جماعت ادا کرنا تو جائز ہے لیکن اس سے زیادہ لوگوں کا با جماعت نفل نماز پڑھنا تداعی میں داخل ہوگا جو حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے لہٰذا تین سے زاید لوگوں کا با جماعت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔

"**أقامني عن يمينه علی بساط**" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جو لفظِ بساط ہے یہ بروزن فعال بمعنی مفعول ہے یعنی بساط بمعنی مبسوط ہے مثل فراش بمعنی مفروش کے اور اس کی جمع بُسُط آتی ہے مثل کتاب کی جمع کُتُبٌ کے۔ اور اس جملہ کی شرح میں صاحبِ بذل نے لکھا ہے

أی أقام رسول اللہ ﷺ أنسا عن یمینه حذاءه والمرأتین خلفهما ۔نیز لکھا ہے کہ یہی ہمارا مذہب ہے کہ مقتدی ایک مرد یا ایک بچہ ہو تو وہ امام کی برابر میں اس کی داہنی جانب کھڑا ہوگا۔اور اگر صرف ایک عورت ہو تو وہ اس کے پیچھے کھڑی ہوگی اور اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے برابر میں داہنی جانب اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔نیز تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہی وہ جملہ ہے جس میں مصنفؒ کا قائم کردہ ترجمۃ الباب مذکور ہے یعنی ایسی شکل میں جب دو مرد جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہیں تو مقتدی امام کی داہنی طرف اس کی برابر میں کھڑا ہوگا۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) قوم کے رئیس و سردار کو کبھی کبھی اپنی رعایا میں سے کسی کے گھر بھی ہو کر آنا چاہئے تاکہ ان کو سرور و خوشی حاصل ہو (۲) اس حدیث سے آپ ﷺ کی کثرتِ تواضع اور نہایت علوّ اخلاق کا پتہ بھی لگ رہا ہے (۳) یہ بھی سبق مل رہا ہے کہ اپنے گھر آنے والے مہمان کے سامنے صاحبِ خانہ کو کچھ کھانے پینے کی شے پیش کرنی چاہئے (۴) یہ حدیث یہ بھی پتہ دے رہی ہے کہ کسی کے یہاں مہمان ہونے کے دوران نفلی روزہ کو نہ توڑنا بھی جائز و شرعی عمل ہے اگرچہ توڑنا بھی جائز ہے (۵) نفل نماز کو باجماعت ادا کرنے کا جواز بھی یہ حدیث بتا رہی ہے (۶) اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ سنت اور طریقۂ نبی ﷺ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مردوں اور عورتوں دونوں کو نماز پڑھائے تو عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرے (۷) اس حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ نیک و صالح لوگوں سے اپنے گھروں میں نماز پڑھوا کر برکت و تبرک حاصل کرنا جائز و شرعی عمل ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۸)

۱۔موسیٰ بن إسماعیل :۔موسیٰ بن إسماعیل المنقريّ التبوذكيّ البصريّ

ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲)۔

۲۔حماد:۔یہ حماد بن سلمة بن دينار أبو سلمة البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

۳۔ثابت:۔یہ ثابت بن أسلم البُنانيّ أبو محمد البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔

۴۔أنسؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص حضرتِ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبو حمزة الخزرجيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴) اور(۱۹)۔

۵۔أمّ حرامؓ:۔آپؓ حضرتِ انسؓ کی خالہ الرميصاء۔أو۔الغميصاء بنت ملحان بن خالد بن زيد بن حرام بن جندب الأنصاريةؓ ہیں۔آپؓ مشہور صحابیہؓ ہیں اور ان کی وفات حضرتِ عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی ہے۔

۶۔أم سليمؓ:۔آپؓ حضرتِ انسؓ کی والدہ حضرتِ أمِّ سُلَيم مُلَيكة بنت ملحان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲۳۶)۔

۷۔ثابت:۔یہ ثابت بن أسلم البُنانيّ أبو محمد البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔

الحديث/۶۰۹-حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ، ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَّهُ وَامْرَأَةً مِنْهُمْ، فَجَعَلَهُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْمَرْأَةَ خَلْفَ ذٰلِكَ)).

ترجمہ حدیث **نمبر**/۶۰۹:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے نقل کیا عبداللہ بن مختار سے انہوں نے موسیٰ بن انس سے (یہ کہ وہ) بیان کررہے تھے حضرتِ انسؓ سے نقل کرتے ہوئے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے

(ایک مرتبہ) امامت کی ان کی اور ان میں سے ایک عورت کی (یعنی آپ ﷺ نے حضرتِ انسؓ اور ان کے گھر والوں میں سے ایک عورت کو امام بن کر نماز پڑھائی۔ واضح رہے کہ یہ عورت کون تھیں اس کے بارے میں صاحبِ بذل نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ غالباً حضرتِ انسؓ کی والدہ اُمّ سلیم تھیں۔ لیکن صاحبِ المنہل نے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے **هي جدته مُليكة**۔ بہرکیف جب آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی) تو کرلیا ان کو اپنی داہنی جانب اور عورت کو ان کے پیچھے (یعنی آپ ﷺ نے حضرتِ انسؓ کو تو اپنے برابر داہنی جانب کھڑا کیا اور ان کی ماں یا جدّ ۃ کو حضرتِ انسؓ کے پیچھے کھڑا کیا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ صاف صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو مرد امام کی داہنی طرف کھڑا ہوگا اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔ نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ عورت مردوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہیں ہوگی کیونکہ اس میں فتنۂ وفساد کا اندیشۂ وامکان ہے۔ اَب ایک مسئلہ یہ اٹھتا ہے کہ اگر عورت مردوں کی صف میں کھڑی ہو کر نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟ تو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جس کی تفصیل کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھ لیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۰۹)

۱۔**حفص بن عمر**:۔ یہ **حفص بن عمر بن الحارث الأزديّ النمريّ أبو عمرو الحوضيّ البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔**شعبة**:۔ یہ **شعبة بن الحجاج بن الورد العتكيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵ اور ۲۳)۔

۳۔**عبدالله بن المختار**:۔ یہ **عبدالله بن المختار البصريّ** ہیں۔ ابنِ معین، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں **لا بأس به** کہا ہے اور حافظؒ نے بھی ان کے بارے میں **لا بأس به** ہی لکھا ہے اور ان کو ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔موسیٰ بن أنس :۔یہ موسیٰ بن أنس بن مالک الأنصاريّ قاضي البصرة ہیں۔ابنِ سعد نے ان کو اہلِ بصرہ کے طبقہٗ ثانیہ میں ذکر کیا ہے اوران کو ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے۔عجلی نے ثقہ تابعی لکھا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ان کے بھائی نضر کی وفات کے بعد بتائی ہے۔

۵۔أنسؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے خادمِ حضرتِ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبوحمزة الخزرجيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴)اور(۱۹)۔

الحديث/ ٦١٠-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحيٰ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَى الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِيْنِي فَأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ)).

ترجمہ حدیث **نمبر**/ ٦١٠ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰ نے انہوں نے روایت کیا عبدالملک بن ابی سلیمان سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ بچپن میں مَیں آپ ﷺ کے ساتھ) اپنی خالہ ام المؤمنین حضرتِ میمونہؓ کے یہاں رات کو (رہا اور) سویا (جب کافی رات گذر گئی) تو آپ ﷺ رات میں اٹھے اور مشک کا منہ اور بند کھول کر (اُس سے ایک برتن میں پانی لیکر) وضوء فرمایا۔پھر مشک کو بند کر دیا (یعنی اس کے بندھن اور رسّی سے مشک کے منہ کو باندھ دیا۔) پھر نماز (پڑھنے) کے لئے کھڑے ہو گئے (ظاہر یہی ہے کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے

تھے۔آپ ﷺ کو نماز پڑھتا دیکھ کر حضرتِ ابنِ عباسؓ کہہ رہے ہیں کہ) میں بھی اٹھا اور آپ ﷺ کے وضوء فرمانے کی طرح وضوء کر کے آپ ﷺ کی بائیں جانب آ کر کھڑا ہو گیا (جب آپ ﷺ نے مجھے اپنی بائیں جانب کھڑا دیکھا) تو آپ ﷺ نے میرے داہنے (ہاتھ) کو پکڑ کر مجھے گھمایا اپنی (پیٹھ کے) پیچھے سے اور مجھے اپنی داہنی جانب کھڑا کر دیا (اور پھر میں نے بھی) آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی وہی تہجد کی نماز)۔

نوٹس:۔ "**فقمت عن يساره**" ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں دلیل ہے جمہور کے اس قول کی کہ بائیں طرف کھڑے ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ آپ ﷺ نے حضرتِ ابنِ عباسؓ کی نماز کو باطل نہیں قرار دیا۔ اور یہ جملہ امامِ احمدؒ کے خلاف حجت ہے کیونکہ وہ بائیں طرف کھڑے ہونے کو مبطلِ صلاۃ کہتے ہیں۔ لیکن امام احمدؒ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس سے بائیں طرف قبل الرکوع قیامِ قلیل کا مفسدِ صلاۃ نہ ہونا ثابت ہو رہا ہے اور اس کے ہم بھی قائل ہیں کہ قیامِ قلیل معاف ہے اور مفسد و مبطلِ صلاۃ نہیں ہے۔

"**فأخذني بيميني**" واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ **فأخذني بيمينه** ہے۔ نیز اس کے علاوہ بھی یہاں پر بہت سے دیگر الفاظ مثلاً **فأخذ بيدي فجعلني عن شقه الأيمن** وغیرہ منقول ہیں مگر خلاصہ سب کا یہی ہے کہ حضرتِ ابنِ عباسؓ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے بائیں طرف سے ہٹا کر اور گھما کر اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا۔

اور صاحبِ شرح السنہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے مندرجہ ذیل باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں۔

(۱) نفل نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے (۲) مُقتدی اگر ایک ہو تو اسے امام کی داہنی جانب کھڑا ہونا چاہئے (۳) نماز میں عملِ یسیر و قلیل جائز ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی

(۴) مقتدی کا امام سے تقدّم اور آگے ہونا جائز نہیں ہے چنانچہ امام مالکؒ کے علاوہ ائمہٗ ثلاثہ کے نزدیک اس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے (۵) اس شخص کی نماز بھی صحیح ہو جاتی ہے جس کی امامت کی امام نیت نہ کرے اگرچہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے (٦) صاحبِ ہوش وتمیز بچہ کا اپنے محارم کے پاس ان کے شوہر کے ساتھ رات گذارنا جائز ہے (۷) قیامِ لیل مستحب ہے (۸) صرف ایک ممیّز اور صاحبِ ہوش وتمیز بچہ کے ساتھ جماعت کی جا سکتی ہے واضح رہے کہ یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے تفصیل کے لئے مطوّلات کو دیکھیں۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١٠)

١۔**مسدد**:۔ یہ **مسدد بن مسرهد بن مسربل الأسديّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (٢)۔

٢۔**يحيٰ**:۔ یہ **يحيٰ بن سعيد بن فرّوخ التميميّ أبو سعيد القطّان** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

٣۔**عبدالملک بن أبي سليمان**:۔ یہ **عبدالملک بن أبي سليمان ميسرة أبو محمد أو أبو سليمان أو أبو عبدالله العَزْرَميّ** ہیں۔ عجلی نے ان کو ثقہ، ثبت فی الحدیث کہا ہے۔ یعقوب بن سفیان نے ثقہ، متقن فقیہ، ابنِ عمار موصلی نے ثقہ حجہ۔ ترمذی نے ثقہ، ثبت نیز لکھا ہے **لا نعلم أحداً تكلم فيه غير شعبة**۔ ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کے بارے میں **صدوق له أوهام** لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۴۵ھ میں بتائی ہے۔

۴۔**عطاء**:۔ یہ **عطاء بن أبي رباح القرشيّ المكّي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٨٦)۔

۵۔**ابن عباسؓ**:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **عبداللّٰہ بن عباس بن**

عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

٦۔میمونةؓ:۔آپؓ أم المؤمنین میمونة بنت الحارثؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦٨)اور(۲۴۵)۔

الحديث/٦١١-حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ((فَأَخَذَ بِرَأْسِيْ أَوْ بِذُؤَابَتِيْ فَأَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٦١١:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہُشیم نے انہوں نے نقل کیا ابوبشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے اس قصہ میں (یعنی مسدد نے تو اپنی سندِ متصل سے ہمیں وہ قصہ سنایا جو حدیث نمبر (٦١٠) کے تحت گذرا جس میں انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ کے یہ الفاظ نقل کئے فأخذني بيمني الخ لیکن عمرو بن عون نے اپنی سند سے ہم سے جب یہ قصہ بیان کیا تو ان الفاظ کی جگہ پر اس قصہ میں) یہ بیان کیا (کہ حضرتِ ابنِ عباسؓ نے یہاں پر ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ کہے تھے)فأخذ برأسي أو بذؤابتي الخ یعنی آپ ﷺ نے میرا سر یا کہا میرے بال پکڑ کر مجھے داہنی جانب کھڑا کردیا۔

نوٹس:۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ حدیث نمبر(٦١١) کو لا کر مصنفؒ نے یہی فرقِ الفاظ بتانا چاہا ہے یعنی قصہ وہی ہے بس فرق اتنا ہے کہ اس حدیث نمبر(٦١٠) میں جہاں فأخذ بيميني الخ کے الفاظ تھے اِس حدیث نمبر(٦١١) میں وہاں یہ فأخذ برأسي الخ کے الفاظ منقول ہیں۔

أو بذؤابتي" واضح رہے کہ اس میں جو یہ کلمۂ أَوْ ہے یہ شک کے لئے ہے اور یہ کسی راوی کو

شک ہے کہ حضرتِ ابنِ عباسؓ نے یہاں پر برأسي فرمایا تھا یا بذؤابتي لیکن کسی شارح نے یہ واضح نہیں کیا ہے کہ یہ شک کس راوی کو ہوا ہے۔اور یہ جو ذؤابة ہے یہ ذال کے ضمہ اور ہمزہ کے ساتھ ہے اوراس کے معنی ہوتے ہیں گندھے ہوئے، بٹے ہوئے بال اور چوٹی جو ویسے ہی مرسلة اور چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر ان کو موڑ دیا جائے تو پھر ان کو عقیصة کہا جاتا ہے۔اوراس کی یعنی ذؤابة کی جمع ذُؤابات اور ذوائب آتی ہے۔

اور شراح حضرات نے یہاں پر یہ بات بھی سمجھائی ہے کہ اگر اس روایت کو اور پہلی روایت کو یا کہیئے کہ اس روایت کو اور صحیحین کی روایت کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں منافات ومخالفت بین الاحادیث کا اشکال آئے تو اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں مثلاً (١) ان دو روایتوں میں الگ الگ دو واقعے اور دو قصے مذکور ہیں اس لئے منافات ومخالفت بین الاحادیث کا سوال ہی نہیں ہوتا (٢) پہلے آپ ﷺ نے بال پکڑے تھے اور پھر ہاتھ اَب ایک راوی نے ایک بات کو بیان کر دیا اور ایک نے ایک کو اس لئے کوئی منافات ومخالفت بین الاحادیث نہیں ہے (٣) پہلے آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑا تھا اور پھر بال ایک نے ایک کو بیان کر دیا اور ایک نے ایک کو یا کہیئے ایک مرتبہ حضرتِ ابن عباسؓ نے ایک بات نقل کر دی اور ایک مرتبہ ایک بات اس لئے بھی منافات ومخالفت والی کوئی بات نہیں ہے (٤) صحیحین کی روایت اصح و ارجح ہے بمقابلے اسکے یعنی حدیث نمبر (٦١٠) اصح و ارجح ہے حدیث نمبر (٦١١) کے مقابلے۔(والله تعالىٰ أعلم بالصواب)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١١)

١۔عمرو بن عون:۔یہ عمرو بن عون بن أوس بن الجعد الواسطي أبوعثمان البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٤٢)۔

٢۔هُشيم:۔یہ هُشيم بن بَشير بن القاسم بن دينار السلميّ أبومعاوية

الواسطيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۷)۔

۳۔أبو بِشر:۔یہ أبو بِشر جعفر بن أبي وحشية إياس اليشكريّ الواسطيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۸۱)۔

۴۔سعيد بن جُبَير :۔یہ سعيد بن جُبَير بن هشام الأسديّ الوالِبيّ أبومحمد أوأبو عبدالله الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۳)۔

۵۔ابن عباسؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

(۷۱)بَابٌ إِذَا كَانُوْا ثَلاثَةً كَيْفَ يَقُوْمُوْنَ

(۷۱)یہ باب ہے اس بارے میں کہ اگر(مقتدی صرف) تین ہوں تو وہ (امام کے ساتھ) کس طرح کھڑے ہوں؟

الحديث/٦١٢-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((إِنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: قُوْمُوْا فَلأُصَلِّيْ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٦١٢:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے

انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے حضرتِ انس بن مالکؓ سے یہ کہ ان کی جدّہ (یعنی حضرتِ انسؓ کی دادی یا اسحاق کی جدہ حضرتِ انسؓ کی ماں) ملیکہ نے بلایا رسول اللہ ﷺ کو اس کھانے کے لئے جو انہوں نے تیار کیا تھا (یعنی جو کھانا انہوں نے تیار کیا تھا اس کے کھانے کے لئے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے تشریف لائے) اور اُس (کھانے) سے کھایا (واضح رہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ اس میں جو منہ ہے اس سے یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ مہمان کو پورا کھانا نہیں کھانا چاہئے تاکہ میزبان کو یہ وہم نہ ہو کہ مہمان کا پیٹ نہیں بھرا ہے اور وہ جو برتن کو صاف کرنے والی بات ہے وہ مہمان کے علاوہ کے لئے ہے۔ بہر حال) پھر (یعنی کھانا کھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کھڑے ہوجاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔ حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر) میں اپنی اُس چٹائی (بورئے) کی طرف اٹھا جو کثرتِ استعمال کی وجہ سے کالا ہو چکا تھا (یعنی مدت سے کام آتے آتے اُس بورئے کا رنگ بدل گیا اور کالا ہو گیا تھا) لہٰذا میں نے اس پر پانی چھڑکا، پس رسول اللہ اس (بورئے) پر کھڑے ہوئے اور صف بنائی میں نے اور یتیم نے آپ ﷺ کے پیچھے اور بڑھیا (یعنی وہی جدّہ ملیکہ کھڑی ہوئی) ہمارے پیچھے اور آپ ﷺ نے (ہمیں اُس بورئے پر کھڑے ہوکر) دو رکعت (نفل) نماز پڑھائی، پھر (یعنی نماز پڑھانے کے بعد) آپ ﷺ (اپنے گھر کو) لوٹے (یا اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہوئے)۔

نوٹس:۔ "إن جدته مليكة" یہ جو جدّہ ہیں ان کے بارے میں شراح حضرات نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ ابنِ عبدالبر، عبدالحق اور قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ یہ اسحاق کی دادی مُليكة ہیں اور نوویؒ نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے اور اس کی تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ ہے **عن أنس بن مالكؓ قال صليت أنا ويتيم في بيتنا خلف النبيّ ﷺ وأمّي أمّ سُليم خلفنا**" اور ام سلیم ہی کا نام مليكة ہے جو حضرتِ انسؓ کی والدہ اور اسحاق کی دادی ہیں۔۔ اور ابنِ سعد، ابنِ مندہ

اورابنِ حصار کا بالجزم یہ کہنا ہے کہ یہ حضرتِ انسؓ کی نانی یعنی ان کی ماں ام سلیم کی والدہ حضرتِ ملیکہؓ ہیں اوراس کی تائیداس روایت سے ہوتی ہے جس میں حضرت انسؓ سے منقول ہے "**أرسلتني جدتي إلى النبيّ** ﷺ **واسمها مليكة فجاء نا فحضرت الصلاة**" **الحديث** ۔اور پھر شراح حضرات نے لکھا ہے کہ ان دونوں قولوں کے درمیان جمع وتطبیق اس طرح پر کی جاسکتی ہے کہ یہ اسحاق کی دادی ہوں اورحضرت انسؓ کی نانی ہوں اَب رہجاتی ہے وہ روایت جس میں "**وأمّي أم سليم خلفنا**" کے الفاظ ہیں تو اس کے لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ دومرتبہ پیش آیا ہے ایک مرتبہ حضرتِ انسؓ کی والدہ امّ سلیمؓ نماز میں شریک رہی ہیں اور ایک مرتبہ حضرتِ انسؓ کی نانی اور حضرتِ اسحاقؒ کی دادی ملیکہؓ ۔(**واللّٰه تعالٰى أعلم بالصواب**)۔

"**لطعام صنعته**" واضح رہے کہ یہ بعض نسخوں میں **بطعام** ہے **أي دعته** ﷺ **بطعامٍ صنعته** لیکن جن نسخوں میں بؔ ہے وہ بھی بمعنی لام ہی ہے **أي لأجل طعامٍ صنعته** ۔بہرحال ان الفاظ سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری اجابتِ دعوت اور یہ کھانا تناول فرمانے کے لئے تھی نہ کہ ان کے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے چنانچہ آپ ﷺ کا آنے کے بعد پہلے کھانا تناول فرمانا بھی اسی کی طرف مشیر ہے برخلاف اس قصۂ عتبانؓ کے کیونکہ وہاں پرآپ ﷺ کی تشریف آوری ان کے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے تھی چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے یہاں پہلے نماز ہی پڑھی تھی اور بعد میں کھانا تناول فرمایا تھا۔

"**فلأصلي لكم**" اس میں فاء زائدہ ہے اورلام کا کسرہ۔ہمزہ کا ضمہ ہے اور یاؔء کا فتحہ بھی ہو سکتا ہے اورسکون بھی، اگر یاؔء کوفتحہ کے ساتھ پڑھیں تو فعلِ مضارع واحد متکلم منصوب ہوگا لامِ کَی کی وجہ سے اوراگرسکون پڑھیں تو دوشکلیں ہوسکتی ہیں (۱) لام تو لامِ کَی ہی ہے لیکن یاؔء کو تخفیفاً سکون دیا گیا ہے (۲) لام۔لامِ امر ہے اور یاؔء کو باقی رکھا گیا ہے اجرائے معتل مجری الصحیح کے قاعدہ کے مطابق جیسے

کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِيْ وَيَصْبِرْ﴾ میں اثباتِ یاء والی قراءت ہے۔ اَب رہا یہ مسئلہ کہ امر متکلم لام کے ساتھ استعمال کرنا کیسا ہے؟ تو سنئے فصیح ہے مگر قلیل الاستعمال ہے جس کی مثال قرآنِ کریم کی یہ آیت ہے ﴿وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ﴾ بہرحال اگر اس میں یعنی فلأصلي میں یہ دوسری یعنی لامِ امر والی بات کہیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ امر بمعنی خبر ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا﴾ میں ہے۔ یا یہ کہیں گے کہ امر اپنے معنی میں ہے اور اس سے ان لوگوں کو ائتمام واقتداء کا حکم مراد ہے اور چونکہ ان لوگوں کا فعل آپ ﷺ کے فعل کے ساتھ مرتبط ومتعلق تھا اس لئے آپ ﷺ نے اس کی نسبت اپنی طرف کر لی ہے۔

"فقمت إلى حصير الخ" سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ حَصِیر اُس چٹائی اور بورئے کو کہتے ہیں جو قدِ آدم کے برابر یا اُس سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور جس کو عام طور پر گھروں میں بچھایا اور بطورِ فرش استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی جمع حُصُر بضم الصاد آتی ہے اور تخفیفاً بسکون الصاد بھی استعمال ہوتی ہے۔ اور یہ جو اس میں لُبِس کا لفظ ہے یہ ماضی کا صیغۂ مجہول بمعنی استُعمِل ہے أي من كثرة ما استعمل اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کے یہاں مال واسباب بہت کم تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے لئے اچھی سے اچھی چٹائی وبورئے ہی کا انتخاب کیا ہوگا۔

"فنضحته بماءٍ" اس میں جو لفظِ نَضَحْتُ ہے اس کے بارے میں شراح حضرات نے تین باتیں لکھی ہیں (۱) اس کا مطلب ہے غسلته بماء ليزول عنه الغبار والوسخ (۲) اس کا مطلب ہے رششته بماء ليلين یعنی اس کو نرم کرنے کے لئے اس پر پانی چھڑکا (۳) معنی تو یہی ہیں یعنی پانی چھڑکا اور رش کیا مگر یہ نرم کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ اس میں ان کو نجاست کا شک تھا اس لئے نجاستِ مشکوکہ کو پاک کرنے کے لئے ایسا کیا تھا لیکن یہ تاویل یعنی تیسری تاویل ومطلب امام مالکؒ کے نزدیک تو صحیح ہوسکتا ہے مگر جمہور کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ جمہور کے نزدیک نجاستِ مشکوکہ

کے پاک کرنے کے لئے رش اور چھڑکنا کافی نہیں ہے بلکہ غَسل اور دھونا ہی ضروری ہے۔

"وصففت أنا و اليتيم الخ" بعض نسخوں میں یہ فصففت و اليتيم ہے یعنی فاء کے ساتھ ہے اور ضمیرِ تاکید أنـا کے بغیر ہے لیکن افصح اور اصح وہی ہے جو ہمارے نسخہ میں ہے کیونکہ ضمیرِ متصل پر ضمیرِ منفصل کا عطف فصل لاکر کرنا ہی فصیح ہے۔ اور یہ جو یتیم مذکور ہے اس کا نام بتاتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ ضميرة بن سعد الحميري جدّحسين بن عبدالله تھے۔ اور بعض کا خیال یہ بھی ہے کہ یہ حضرتِ انسؓ کے بھائی سُلیم تھے لیکن پہلا قول راجح ہے۔ اور العجوز سے وہی مذکورہ حضرتِ مُلیکۃؓ مراد ہیں۔

اور یہ جو آپ ﷺ نے حصیر پر ان لوگوں کو دو رکعت نفل نماز پڑھائی ہے تو اگر اس کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ یہ تو اس روایت کے خلاف ہے جس میں حضرتِ عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی حصیر پر نماز نہیں پڑھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتِ عائشہؓ نے اپنے گھر میں حصیر پر نماز پڑھنے کی نفی کی ہے نہ کہ ہر جگہ اس لئے مخالفت و معارضہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ زیرِ تشریح روایت اُس روایت سے اقوی ہے اور وہ اس سے ضعیف ہے اس لئے بھی مخالفت و معارضت کا اشکال نہیں ہوسکتا۔

اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے فقہ الحدیث کے عنوان سے اس حدیث کے تحت یہ چند باتیں بھی لکھی ہیں (۱) اس حدیث شریف سے آپ ﷺ کی کثرتِ تواضع اور حسنِ اخلاق کا پتہ چل رہا ہے (۲) اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ولیمہ کے علاوہ کی بھی دعوت قبول کرنا مشروع و مسنون ہے چاہے دعوت کرنے والی عورت ہی کیوں نہ ہو لیکن واضح رہے کہ اگر دعوت کرنے والی عورت ہو تو اس کی دعوت کو قبول کرنے میں فتنہ و شر سے امن و حفاظت کا ہونا ضروری ہے (۳) نماز پڑھنے کی جگہ کو نظیف و صاف ستھرا کرنا اور رکھنا چاہئے (۴) نفل نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ

اس میں علماء کے نزدیک تفصیل ہے (۵) جہاں دعوت ہو وہاں بغرضِ تعلیم یا حصولِ برکت کے مقصد سے نماز پڑھنا مستحب ہے (٦) مرد کے ساتھ بچہ صف میں کھڑا ہوسکتا ہے (۷) عورتوں کو مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے (۸) اور اگر صرف ایک عورت ہوتو اس کا تنِ تنہاء اکیلے صف میں کھڑا ہونا مشروع وجائز ہے (۹) دن میں صرف دو رکعت نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے اگر چہ بعض حضرات دن میں نفل پڑھنے کے لئے چار رکعت کی شرط لگاتے ہیں (۱۰) حصیر چھوٹے بورئے اور چٹائی پر بغیر کسی کراہت کے نماز پڑھنا جائز ودرست ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١٢)

۱۔القعنبيّ:۔ یہ عبداللّٰہ بن مسلمة بن قعنب القعنبيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

۲۔مالک:۔ یہ مشہور امامِ فقہ مالک بن أنس الأصبحيّ الحميريّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔إسحاق بن عبداللّٰه:۔ یہ إسحاق بن عبداللّٰه بن أبي طلحة زيد بن سهل الأنصاريّ النجاريّ أبو يحيٰ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۷۵)۔

۴۔أنس بن مالکؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ أبوحمزة الخزرجيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴) اور (۱۹)۔

الحديث/٦١٣ -حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((اسْتَأْذَنَ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ - وَقَدْ كُنَّا أَطَلْنَا الْقُعُوْدَ عَلٰى بَابِهِ- فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا، فَأَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/٦١٣: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن فضیل نے انہوں نے روایت کیا ہارون بن عنترہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) علقمہ اور اَسود حضرتِ عبداللہ (بن مسعودؓ کے یہاں گئے اور ان کے پاس اندر جانے کے لئے) اجازت چاہی (واضح رہے کہ اس میں **وضع الظاهر موضع المضمر** ہے کیونکہ ہونا یہ چاہئے تھا **استأذنت أنا وعلقمة على عبدالله** ۔ بہر حال حضرتِ اَسودؓ بیان کررہے ہیں کہ ان کے پاس جانے اور اجازت ملنے کے لئے) ہم ان کے دروازہ پر بیٹھنے کو طویل کر چکے تھے (یعنی اجازت کے انتظار میں ہمیں کافی دیر ہو چکی تھی ۔ بہر کیف کافی دیر کے بعد) ایک لونڈی (باندی) باہر آئی (اور اس نے ہمیں بیٹھا دیکھا تو گھر میں اندر گئی اور حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ سے) ان دونوں کے لئے (یعنی ہمارے لئے اندر داخل ہونے کی) اجازت مانگی (یعنی ہمارے بارے میں ان کو بتایا اور پوچھا کہ کیا ان کو اندر بُلا لوں) تو انہوں نے (یعنی حضرتِ عبداللہؓ نے) ان دونوں کے لئے (یعنی ہمارے لئے اندر آنے کی) اجازت دیدی (چنانچہ ہم اندر چلے گئے ۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا) تو وہ کھڑے ہوئے اور میرے اور ان کے درمیان (یعنی میرے اور علقمہ کے درمیان کھڑے ہو کر) نماز پڑھی (یعنی ہم تو ان کے پیچھے ہی کھڑے ہوئے تھے مگر انہوں نے ہم میں سے ایک کو اپنی داہنی طرف اور ایک کو بائیں طرف کھڑا کر کے اور ایک ہی صف بنا کر نماز پڑھائی) پھر (یعنی نماز سے فراغت کے بعد یا ہمیں اپنے دائیں بائیں کھڑا کرنے کے بعد) فرمایا ایسے ہی دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ ﷺ نے کیا (یعنی مَیں نے ایسے ہی ایک کو اپنے دائیں اور ایک کو اپنے بائیں کھڑا کر کے نماز پڑھاتے ہوئے آپ ﷺ کو دیکھا ہے)۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر صرف تین لوگ جماعت سے نماز پڑھنا چاہیں تو امام بیچ میں کھڑا ہوگا اور ایک مقتدی اس کے دائیں اور ایک بائیں کھڑا ہوگا جیسا کہ حضرتِ ابنِ مسعودؓ نے بھی کیا اور استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ نخعی اسی کے قائل ہیں۔ابو یوسف سے بھی ایک روایت یہی ہے اور بعض کوفی علماء کا بھی یہی کہنا ہے۔اور یہ حضرات اپنی دلیل میں اس حدیث کے ساتھ ساتھ حضرتِ ابو ہریرہؓ کی اُس مرفوع حدیث کو بھی پیش کرتے ہیں جس میں یہ بھی ہے ”**وسطوا الإمام وسدوا الخلل**“۔

لیکن جمہور کا خیال و مذہب یہ ہے کہ اگر تین آدمی جماعت کر کے نماز پڑھیں تو امام آگے کھڑا ہوگا اور دو مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور جمہور کی دلیل ہے اس سے پہلے والی حضرتِ انسؓ کی حدیث۔ حضرتِ جابرؓ کی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ جابرؓ آپ ﷺ کی دائیں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور جب حضرتِ جبار بن صخرؓ آ کر آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کھڑا کر دیا اور آپ ﷺ آگے کھڑے رہے۔اور حضرتِ سمرہ بن جندبؓ کی وہ روایت جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جب ہم نماز پڑھنے والے تین ہوں تو ہم میں کا ایک یعنی امام آگے کھڑا ہو۔۔۔اور اس زیرِ تشریح حدیث کا جواب جمہور کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا بیانِ جواز کے لئے کیا تھا۔یا ضیق اور تنگیِ مکان کی وجہ سے چنانچہ بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جب ابنِ سیرین سے حضرتِ ابنِ مسعودؓ کے اس فعل کا بیان کیا گیا تو ابنِ سیرین نے کہا کہ ابنِ مسعودؓ کہہ تو صحیح رہے ہیں مگر آپ ﷺ نے ایسا ضیقِ مکان کی وجہ سے کیا تھا۔اس کے علاوہ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہارون بن عنترہ متکلم فیہ ہیں اس لئے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔اور کچھ حضرات نے نسخ والی

بات بھی کہی ہے یعنی یہ حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ والی بات کو پسند نہیں کیا گیا ہے کیونکہ نسخ کے دعوے کے لئے تقدمِ احد فعلین کا ثبوت ضروری ہے اور وہ معلوم وثابت نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرتِ ابنِ مسعودؓ نے جہاں دو آدمیوں کے بیچ میں کھڑے ہوکر نماز پڑھائی تھی وہ جگہ بھی تنگ اور ضیّق تھی اور ایسے وقت میں ظاہر ہے ایسا کرنا جائز ہے یا یہ کہو کہ جگہ تنگ تو نہ تھی مگر ابنِ مسعودؓ ایسی شکل میں یعنی صرف دو مقتدیوں کے ہونے کی شکل میں دونوں طرح کے عمل کو یعنی امام کے آگے اور بیچ میں کھڑے ہونے کو جائز کہتے تھے اس لئے انہوں نے ایسا کیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی شراح حضرات نے اس حدیث کے تحت مزید تفصیلات لکھی ہیں جن کو مطولات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١٣)

١۔عثمان بن أبي شيبة:۔ یہ **عثمان بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم العبسيّ أبو الحسن الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٦)۔

٢۔محمد بن فُضيل:۔ یہ **محمد بن فُضيل بن غزوان الضبّی أبو عبدالرحمٰن الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٥٧)۔

٣۔هارون بن عنترة:۔ یہ **هارون بن عنترة بن عبدالرحمٰن الشيبانيّ أبو عبد الرحمٰن الكوفيّ** ہیں۔ احمد، ابنِ معین، ابنِ سعد اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابوزرعہ نے ان کے بارے میں **لا بأس به مستقيم الحديث** لکھا ہے۔ دارقطنی نے ان کے بارے میں **يحتج به** لکھا ہے۔ ابنِ حبان نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے نیز منکر الحدیث اور **لا يجوز به الاحتجاج بحالٍ** لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کے بارے میں **لا بأس به** لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ١٤٢ھ میں بتائی ہے۔

۴۔عبدالرحمٰن بن الأسود :۔یہ عبدالرحمٰن بن الأسود بن يزيد بن قيس النخعيّ أبوحفص الفقية ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۷۳)۔

۵۔عن أبيه :۔اس میں أبٌ سے مراد ہیں عبدالرحمٰن کے والد الأسود بن يزيد بن قيس النخعيّ أبوعمرو خالُ إبراهيم النخعيّ۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۴)۔

٦۔علقمة:۔یہ علقمة بن قيس بن عبدالله النخعيّ الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸۵)۔

۷۔الأسود:۔یہ الأسود بن يزيد بن قيس أبوعمرو خالُ إبراهيم النخعيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۴)۔

۸۔عبدالله رضی اللہ عنہ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن مسعود بن غافل بن حبيب أبوعبدالرحمٰن الهذليؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۹)۔

(٧٢)بَابُ الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

سَلام پھیرنے کے بعد امام کے(قبلہ کی طرف سے اپنی دائیں یا بائیں جانب کو) منحرف ہوجانے اور پھر جانے کا بیان(۷۲)

الحديث/٦١٤-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيٰ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ))۔

ترجمہ/۶۱۴:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا

ہمیں خبر دی یحیٰ نے انہوں نے روایت کیا سفیان سے (سفیان نے کہا کہ) مجھ سے بیان کیا یعلیٰ بن عطاء نے انہوں نے روایت کیا جابر بن یزید بن اسود سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ ان کے والد نے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی (ہے) تو (دیکھا ہے کہ) آپ ﷺ (نماز سے فارغ ہوجانے اور سلام پھیرنے) کے بعد (قبلہ کی طرف سے اپنی دائیں یا بائیں جانب کو) پھرتے (واضح رہے کہ اس انحراف اور پھرنے کے سلسلہ میں آپ ﷺ سے دائیں اور بائیں دونوں جانب کو پھرنا ثابت ہے۔ لیکن بغویؒ نے اس پھرنے کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام اپنی داہنی جانب کو پھرے۔ نیز اس انحراف اور پھرنے کی دو شکلیں ہوسکتی ہیں (۱) اس طرح پھرے کہ اپنی داہنی سائڈ قبلہ کی طرف رکھے اور بائیں سائڈ لوگوں کی طرف کرے اور اسی کے قائل ہیں امام ابوحنیفہؒ۔ (۲) اس طرح پھرے کہ اپنی بائیں سائڈ قبلہ کی طرف کرے اور داہنی لوگوں کی طرف اور صاحبِ المنہل نے نقل کیا ہے کہ یہی طریقۂ انحراف اصح اور راجح ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ امام کے اس پھرنے اور انحراف کرنے کی حکمت و مصلحت یہ ہے کہ آنے والے لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ امام نماز سے فارغ ہو چکا ہے اور نماز ختم ہوچکی ہے کیونکہ اگر امام یہ پھرنا اور انحراف نہیں کرے گا اور اسی حالت میں قبلہ کو رخ کر کے بیٹھا رہے گا تو آنے والوں کو یہ وہم اور شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی ہے اور امام ابھی تشہد میں بیٹھا ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۱۴)

۱۔مسدد:۔ یہ **مسدد بن مسرهد الأسدي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔یحيٰ:۔ یہ **یحيٰ بن سعید بن فروخ القطان** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔سفیان:۔ یہ **سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔یعلٰی بن عطاء:۔ یہ **یعلٰی بن عطاء العامريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۰)۔

۵۔جابر بن يزيد:۔یہ جابر بن يزيد بن الأسود السوائي الخزاعي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۵۷۵)۔

٦۔عن أبيه :۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ جابر بن يزيد کے والد حضرت يزيد بن الأسود(ويقال يزيد بن أبي الأسود)العامري حليف قريش ہیں۔دیکھیں حدیث(۵۷۵).

الحديث/٦١٥-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ أَخْبَرَنَا مِسْعَرٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْبَرَاءِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهِ فَيُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ﷺ))۔

ترجمہ/٦١٥:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن رافع نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابواحمد زبیری نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی مِسعر نے انہوں نے روایت کیا ثابت بن عبید سے انہوں نے عبید بن براء سے انہوں نے حضرتِ براء بن عازبؓ سے(یہ کہ انہوں نے)فرمایا کہ ہم جب آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے(یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے اور تکبیر ہونے والی ہوتی)تو ہماری(یعنی ہم میں سے ہر ایک کی)خواہش یہ ہوتی کہ ہم(یعنی ہم میں سے ہر ایک)آپ ﷺ کی داہنی جانب(کھڑا)ہو کیونکہ آپ ﷺ(نماز سے فراغت اور سلام پھیرنے کے بعد)ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔

نوٹس:۔اس حدیث نمبر(٦١٥)سے صاف صاف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نماز سے فراغت اور سلام پھیرنے کے بعد اپنی داہنی جانب کو پھر کر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے کیونکہ حضرتِ براء بن عازبؓ وغیرہ کی آپ ﷺ کی داہنی طرف کھڑا ہونے کی خواہش و رغبت اسی کو بتا رہی

ہے۔اَب اگرکوئی یہ کہے کہ جناب اس حدیث میں داہنی طرف کو پھرنا اور ترمذی کی روایت میں دونوں طرف کو کبھی داہنی طرف کو اور کبھی بائیں طرف کو پھرنا مذکور ہے تو یہ تضاد کیسا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد نہیں ہے آپ ﷺ سے دونوں طرف کو پھرنا منقول ہے ہاں زیادہ تر داہنی طرف کو پھرتے تھے جیسا کہ حضرتِ براء کی اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔۔۔اور اگر کوئی یہ کہے کہ جناب بخاری کی روایت میں تو تمام مقتدیوں کی طرف کو پھرنا مذکور ہے یعنی قبلہ کی طرف کو پیٹھ کرنا تو ان روایات اور بخاری کی روایت میں تضاد و اختلاف کیوں ہے؟ تو اس کے دو جواب ہیں (۱) آپ ﷺ نے کبھی کبھی بیانِ جواز کے لئے ایسا بھی کیا ہے لہٰذا کوئی تضاد نہیں ہے (۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت میں جو یہ الفاظ ہیں ''أقبل علینا بوجهه'' جس کا مطلب آپ نے تمام مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا اور قبلہ کو پیٹھ کرنا مراد لیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے ''أقبل علی بعضنا بوجهه'' اور جب یہ مطلب ہے تو کوئی منافات نہیں ہے یعنی بخاری کی روایت میں بھی داہنی یا بائیں جانب کو ہی پھرنا اور انحراف کرنا مراد ہے اور ظاہر ہے جب امام داہنی یا بائیں جانب کو انحراف کرے گا، پھرے گا اور مڑے گا تو ضرور کچھ نہ کچھ مقتدیوں کی طرف کو اس کا چہرہ ہوگا اس لئے بخاری کی روایت کے راوی نے اسی بات کو ''أقبل علینا بوجهه أي أقبل علٰی بعضنا بوجهه'' کے الفاظ سے بیان کردیا ہے۔واللّٰہ أعلم بالصواب۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۱۵)

۱۔محمدبن رافع:۔یہ محمد بن رافع النیسابوريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶۳)۔

۲۔أبوأحمدالزبیريّ:۔یہ محمدبن عبداللّٰہ بن الزبیربن عمروبن درهم الأسدي الکوفي أبوأحمد الزبیريّ ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ ثَبت راوی لکھا ہے لیکن لکھا ہے کہ

سفیان ثوری کی احادث میں کثیر الخطاء ہیں اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی وفات ۲۰۳ھ میں بتائی ہے۔ اور صاحبِ المنہل نے مقامِ وفات کی بھی تعیین کی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ان کی أھـواز میں ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے۔

۳۔مِسْعر:۔ یہ مِسْعر بن کِدام الهلالِيّ أبو سَلَمة الكوفي ہیں دیکھیں حدیث (۵۸)۔

۴۔ثابت بن عبید:۔ یہ ثابت بن عبيد الأنصاري الكوفي مولٰى زيد بن ثابت ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۱)۔

۵۔عبيد بن البراء:۔ یہ عبيد بن البراء بن عازب الأنصاري الحارثي الكوفي ہیں انہوں نے صرف اپنے والد براء بن عازبؓ سے اور ان سے صرف ثابت بن عبید اور محارب بن دثار نے روایت کیا ہے عجلی کا کہنا ہے کہ یہ تابعی ہیں اور ان کی صرف ایک یہی حدیث ہے اور ان کو نام کے ساتھ صرف امام ابوداؤدؒ نے ذکر کیا ہے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔البراء بن عازبؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیٔ رسول ﷺ حضرتِ براء بن عازب الأنصاري أبو عمارة الأوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹ اور ۱۸۴)۔

(۷۳) بَابُ الْإِمَامِ يَتَطَوَّعُ فِيْ مَكَانِهٖ

امام کے اپنے جگہ پر نفل پڑھنے کے (جواز وعدمِ جواز) کا بیان (۷۳)

الحديث/٦١٦ -حَدَّثَنَا أَبُوْتَوْبَةَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ الْخُرَاسَانِيُّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِيْ الْمَوْضِعِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ حَتّٰى

يَتَحَوَّلَ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ عَطَاءُ الْخُرَاسَانِيُّ لَمْ يُدْرِكِ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ۔

ترجمہ /٦١٦: ۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوتوبہ ربیع بن نافع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالعزیز بن عبدالملک قرشی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عطاء خراسانی نے انہوں نے نقل کیا مغیرہ بن شعبہؓ سے یہ کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) امام نماز نہ پڑھے اُس جگہ پر جہاں اُس نے (فرض) نماز پڑھائی ہے یہاں تک کہ اُس جگہ سے ہٹ جائے (یعنی امام کے لئے یہ مستحب ہے کہ فرض نماز پڑھانے کے بعد نوافل وسنن اپنے مصلّے اور اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ پڑھے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ عطاء خراسانی نے نہیں پایا مغیرہ بن شعبہ کو (مصنفؒ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عطاء خراسانی کی پیدائی مشہور قول کے مطابق ۵۰ھ میں ہوئی ہے اور اسی ۵۰ھ میں حضرتِ مغیرہ بن شعبہؓ کی وفات ہوئی ہے لہٰذا عطاء خراسانی کے اِن سے روایت کرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے اس لئے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ عطاء خراسانی اور مغیرہ بن شعبہ کے درمیان کا واسطہ حذف ہے اور یہ حدیث منقطع ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١٦)

۱۔أبو توبة الربيع بن نافع: ۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۳)۔

۲۔عبد العزيز بن عبدالملک: ۔یہ عبدالعزیز بن عبدالملک القرشي ہیں۔ یہ صالح بن جُبَیر اور عطاء بن أبي رباح سے روایت کرتے ہیں اور اِن سے ابوتوبہ روایت کرتے ہیں، أبو الحسن القطان نے ان کو مجہول کہا ہے۔اور حافظؒ نے بھی مجہول ہی کہا ہے اور آٹھویں طبقہ

میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔عطاءُ الخُراسانِيُّ:۔ یہ عطاء بن أبي مُسْلم الخراساني ہیں دیکھیں حدیث (۲۲۵).

۴۔المغیرۃ بن شعبةؓ:۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۱)۔

(٧٤)بَابُ الْإِمَامِ يُحْدِثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رَكْعَةٍ

امام کے آخری رکعت سے اپنے سَر کو اٹھانے کے بعد بے وضوء ہو جانے کا بیان

(یعنی اگر آخری رکعت کے آخری سجدہ سے سَر اٹھانے کے بعد امام کی ریح وغیرہ خارج ہو کر وضو ٹوٹ جائے تو کیا اس کی نماز پوری ہوگئی یا نہیں اس کا بیان)(۷۴)

الحديث/٦١٧-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ))۔

ترجمہ/٦١٧:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یونس نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زہیر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن زیاد بن اَنعُم نے انہوں نے نقل کیا عبدالرحمٰن بن رافع اور بکر بن سَوادہ سے (اور ان دونوں نے روایت کیا) عبداللہ بن عمروؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام نماز پڑھ چکے (اور قعدۂ اخیر کے لئے) بیٹھ جائے پھر محدث ہو جائے بات کرنے سے پہلے (یعنی اس کا وضوء ٹوٹ جائے) تو اس کی نماز مکمل ہو چکی، اور اُن لوگوں (مقتدیوں) کی بھی جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے یعنی اُن مقتدیوں کی جنہوں نے پورا کیا نماز

کو (مطلب یہ ہے کہ جنکی کوئی رکعت نہیں چھٹی ہے اُن مقتدیوں کی نماز بھی امام کی طرح مکمل ہوگئی)۔

نوٹس: ۔اس حدیث شریف سے معلوم ہورہا ہے کہ لفظِ سَلام فرض نہیں ہے چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۱۷)

۱۔أحمد بن يونس: ۔یہ **أحمد بن عبدالله بن يونس التميمي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۔زهير: ۔یہ **زهير بن معاوية** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۴)۔

۳۔عبدالرحمٰن بن زياد بن أنعم: ۔دیکھیں حدیث نمبر (۶۲)۔

۴۔عبدالرحمٰن بن رافع: ۔یہ **عبدالرحمٰن بن رافع التَّنُّوخي، قاضي إفريقية أبو الجهم المصريّ** ہیں۔حافظؒ نے ان کو ضعیف راوی لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سنِ وفات ۱۱۳ھ لکھا ہے اگرچہ ایک قول اس کے بعد کا بھی ہے۔

۵۔بكربن سوادة: ۔یہ **بَكر بن سَوادة الجذامي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۸)۔

۶۔عبدالله بن عمروؓ: ۔آپؓ **عبدالله بن عمرو بن العاص** مشہور صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

بَابٌ فِيْ تَحْرِيْمِ الصَّلَاةِ وَتَحْلِيْلِهَا

(یہ باب ہے نماز کی تحریم اور اس کی تحلیل کے بیان میں)

الحديث/٦١٨ -حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ

عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ))۔

ترجمہ /٦١٨:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے سفیان سے نقل کرتے ہوئے (سفیان نے) روایت کیا ابنِ عقیل سے انہوں نے محمد بن حنفیہ سے انہوں نے حضرتِ علیؓ سے یہ کہ حضرتِ علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سَلام ہے۔ (یعنی بغیر طہارت کے نماز نہیں پڑھی جاسکتی اور تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد نماز کے منافی سارے کام حرام ہوجاتے ہیں اور سَلام پھیرتے ہی یہ تمام حرام شدہ کام حلال ہوجاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ لفظِ سَلام فرض ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١٨)

١۔**عثمان بن أبي شيبة**:۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٦)۔

٢۔**وکیع**:۔ یہ **وكيع بن الجراح الرؤاسي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٥)۔

٣۔**سفیان**:۔ یہ **سفيان بن سعيد الثوري** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٦)۔

٤۔**ابن عقیل**:۔ یہ **عبداللّٰه بن محمد بن عَقيل الهاشمي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦١)۔

٥۔**محمدبن الحنفية**:۔ یہ **محمد بن علي بن أبي طالب الهاشمي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦١)۔

٦۔**عليؓ**:۔ آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (٦١)۔

(٧٥)بَابُ مَايُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُوْمُ مِنْ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ

مقتدی کوامام کی پوری پوری اتباع کرنے کے حکم دیئے جانے کا بیان (۷۵)

الحديث/٦١٩-حَدَّثَنَامُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتُبَادِرُوْنِي بِرُكُوْعٍ وَلَابِسُجُوْدٍ فَإِنَّهُ مَهْمَا أَسْبِقُكُمْ بِهٖ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُوْنِي بِهٖ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْبَدُنْتُ))۔

ترجمہ/٦١٩:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیامسدّد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ نے ابنِ عجلان سے روایت کرتے ہوئے (ابنِ عجلان نے) کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن یحیٰ بن حبّان نے انہوں نے نقل کیا ابنِ مُحَیرِیز سے انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے یہ کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کرو (بلکہ میرے رکوع اور سجدہ کو شروع کرنے کے بعد کرواوراس کا اندیشہ مت کروکہ تمہارے رکوع اور سجدہ کی مقدار میرے رکوع اور سجدہ سے کم ہوگی) کیونکہ (رکوع کا) جتناحصّہ بھی مَیں تم سے پہلے کرلوں گا رکوع میں جاتے وقت تم اس کو پالوگے میرے (رکوع سے سَر) اٹھانے کے وقت کیونکہ میں ذرا موٹا ہوگیا ہوں (یعنی رکوع میں جاتے وقت میں ذرا پہلے شروع کروں گا تم بعد میں جس کی وجہ سے تمہارا رکوع تھوڑا کم ہوگا اور رکوع سے اٹھتے وقت میں پہلے اٹھنا شروع کروں گا اور تم ذرا بعد میں جس کی وجہ سے تمہارا رکوع ذرا زیادہ ہوگا اور نتیجۃً تمہارا اور میرا رکوع بَرابر بَرابر ہوجائے گا۔اور یہی حکم ہے تمام مقتدیوں کے لئے کہ وہ امام کا پورا پورا اتباع کرتے ہوئے امام کے رکوع وسجود وغیرہ کوشروع کرنے کے بعد ہی اپنے رکوع وسجود وغیرہ

کوشروع کریں)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦١٩)

١۔مسدد:۔ یہ **مسدد بن مسرهد** ہیں۔دیکھیں حدیث (٢)۔

٢۔يحيٰ:۔ یہ **يحيٰ بن سعيد القطان** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٧٠)۔

٣۔ابن عجلان:۔ یہ **محمد بن عجلان** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٨)۔

٤۔محمد بن يحيٰ بن حَبّان:۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٢)۔

٥۔ابن مُحَيرِيزٍ:۔ یہ **عبدالله بن مُحَيرِيز** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٥٠٢)۔

٦۔معاوية بن أبي سفيان:۔ آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (١٢٤)۔

الحديث/ ٦٢٠-حَدَّثَنَا حَفُصُ بُنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعُبَةُ عَنُ أَبِيُ إِسُحَاقَ قَالَ سَمِعُتُ عَبُدَ اللّٰهِ بُنَ يَزِيُدَ الُخَطُمِيَّ يَخُطُبَ النَّاسَ قَالَ حَدَّثَنَا الُبَرَاءُ، وَهُوَ غَيُرُ كَذُوُبٍ ((أَنَّهُمُ كَانُوُا إِذَا رَفَعُوُا رُؤُوُسَهُمُ مِنَ الرَّكُوُعِ مَعَ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ قَامُوُا قِيَامًا، فَإِذَا رَأَوُهُ قَدُ سَجَدَ سَجَدُوُا))۔

ترجمہ /**٦٢٠**:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے ابواسحاق سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ ابواسحاق نے) کہا کہ میں نے عبداللہ بن یزید خطمی کو لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے دوران یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم سے حضرتِ براءؓ نے جو بالکل سچے ہیں یہ بیان کیا ہے کہ وہ (یعنی صحابۂ کرامؓ) جب اپنے سَروں کو رکوع سے اٹھاتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو کھڑے رہتے تھے (یعنی رکوع سے اٹھنے کے بعد سجدہ کرنے سے پہلے ایک طویل سا قیام کرتے تھے کیونکہ) وہ (یعنی صحابۂ کرامؓ جب) سجدہ میں جاتے تھے جب

آپ ﷺ کو دیکھ لیتے تھے کہ آپ ﷺ سجدہ میں جاچکے ہیں (یعنی آپ ﷺ نے چونکہ رکوع وسجود وغیرہ میں اپنے آپ سے مبادرت ومسابقت کوسختی سے منع فرمادیا تھا اس لئے صحابۂ کرامؓ اس اندیشہ کے پیشِ نظر کہ کہیں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ سجدہ میں جانے سے مسابقت ومبادرت نہ ہوجائے کھڑے رہتے اور آپ ﷺ کے سجدہ میں چلے جانے کا انتظام کرتے اور جب آپ ﷺ کے سجدہ میں جانے کا یقین ہوجاتا اور دیکھ لیتے تب سجدہ میں جاتے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۲۰)

۱۔**حفص بن عمر**:۔یہ حفص بن عمر الأزدي النمريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۳)۔

۲۔**شعبة**:۔یہ شعبة بن الحجاج العتكي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۳۔**أبو إسحاق**:۔یہ عمرو بن عبدالله الهمداني السبيعي ہیں، دیکھیں حدیث (۸).

۴۔**عبدالله بن يزيد الخطمي**:۔یہ عبدالله بن يزيد بن حُصين الأنصاري الخَطْميؓ ہیں۔صغارِ صحابہؓ میں سے ہیں حضرتِ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کو اپنی طرف سے کوفہ کا والی وگورنر مقرر کیا تھا اور حدیث میں مذکورہ خطبہ اور تقریر انہوں نے اِسی اپنی ولایت وگورنری کے زمانہ میں کی تھی۔

۵۔**البراءؓ**:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ براء بن عازب الأنصاري أبو عمارة الأوسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

الحديث/٦٢١ -حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ الْمَعْنٰى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ. قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْكُوْفِيُّوْنَ أَبَانٌ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: ((كُنَّا نُصَلِّيْ

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلا يَحْنُوْ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَرَى النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ))۔

ترجمہ /۶۲۱: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن حرب اور ہارون بن معروف نے ایک مضمون (یعنی دونوں کی حدیث کا مضمون ایک ہے اگر چہ ہم سے دونوں نے اپنی اپنی حدیث اپنے اپنے الفاظ میں بیان کی ہے۔ بہرحال) ان دونوں (یعنی زہیر اور ہارون) نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سفیان نے اَبان بن تَغلِب سے نقل کرتے ہوئے (امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ ہمارے شیخ) زہیر نے (بواسطۂ سفیان اس حدیث کو ہم سے بیان کرتے وقت یہ کہا کہ ہمارے شیخ سفیان نے اس حدیث کو ہم سے بیان کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ) ہم سے اَبان وغیرہ بہت سے کوفی شیوخ نے حدیث بیان کی حضرتِ الحکم سے نقل کرتے ہوئے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے جو یہ فرمایا ہے "قال زهير حدثنا الكوفيون أبان وغيره عن الحكم" اس سے مصنفؒ کے دو مقصد ہو سکتے ہیں (۱) اپنے شیخ زهیر اور هارون کے الفاظ کے درمیان فرق واختلاف کو بتانا یعنی ہارون نے سفیان سے اس حدیث کو نقل کرتے وقت أبان بن تغلب کے ساتھ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے اور زهیر نے کیا ہے۔ (۲) اس اعتراض کا جواب دینا کہ اس حدیث کو بہت سے متقن حفاظِ حدیث نے عن الحكم عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى عن البراء کے طریق کی بجائے عن الحكم عن عبدالله بن يزيد الخطمي عن البراء کے طریق سے روایت کیا ہے تو گویا انہوں نے یعنی أبان بن تغلب نے بہت سے متقن حفاظِ حدیث کی مخالفت کی ہے۔لہٰذا مصنفؒ نے حدثنا الكوفيون الخ کے الفاظ سے اس اعتراض کا جواب دے دیا کہ أبان بن تغلب اگر اس مخالفت میں منفرد اور اکیلے ہوتے تب تو تمہارا اعتراض صحیح تھا لیکن اس طرح بیان کرنے میں یہ اکیلے نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کوفی شیوخ نے اس حدیث کو اسی طریق سے روایت کیا ہے۔ بہرحال حضرتِ الحکم نے) عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے اور انہوں نے حضرتِ البراءؓ سے روایت کیا ہے یہ کہ حضرتِ براءؓ نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ

کے ساتھ (یعنی آپ کے پیچھے آپ ﷺ کے مقتدی ہوکر) نماز پڑھتے تھے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پیٹھ کوخم نہ کرتا تھا (یعنی سجدہ میں جانے کے لئے جھکتا نہیں تھا) یہاں تک کہ دیکھ لیتا تھا آپ ﷺ کو رکھتے ہوئے (اپنی پیشانیِ مبارک کو زمین پر سجدہ میں۔ واضح رہے کہ اس پیٹھ کوخم نہ کرنے اور نہ جھکانے کا تعلق کس عمل سے ہے یعنی سجدے اور رکوع وغیرہ میں سے کس سے ہے اور راوی نے کیا بیان کرنا چاہا ہے اس میں مختلف اقوال ہیں کسی نے رکوع کسی نے سجدہ، کسی نے جلسہ اور کسی نے قومہ سے اس کا تعلق بتایا ہے مگر علامہ سہارنپوریؒ نے اس کا تعلق قومہ یعنی رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں جانے سے پہلے جو قیام ہوتا ہے اُس سے اس کا تعلق بتایا ہے کیونکہ اس کے بعد آنے والی روایت اسی کی تائید کر رہی ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۲۱)

۱۔زهير بن حرب:۔دیکھیں حدیث (۱۴)۔

۲۔هارون بن معروف:۔یہ هارون بن معروف أبوعلي المروزي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۳)۔

۳۔سفيان:۔یہ سفيان بن عيينة الهلالي ہیں۔دیکھیں حدیث (۹)۔

۴۔أبان بن تَغْلِب:۔یہ أبان بن تَغْلِب أبوسعد الكوفي ہیں۔حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں مگر ان کے بارے میں شیعہ (اور غالي في التشيع) ہونے کی باتیں کہی اور بیان کی گئی ہیں نیز ساتویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کا سنِ وفات ۱۴۰ھ لکھا ہے۔واضح رہے کہ مولانا سہارنپوریؒ اور صاحبِ المنہل نے ان کا سنِ وفات ۱۴۱ھ لکھا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ حافظؒ نے ان کو من التاسعة نویں طبقہ میں سے لکھا ہوگا اور نساخ کی غلطی سے وہ من السابعة ہوگیا ہے

لیکن ان کے شیخ الحکم کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی ہے جس سے حافظ کا بتایا ہوا سنِ وفات ۱۴۰ھ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔(و الله أعلم)۔

۵۔الحكم:۔ یہ الحكم بن عتيبة الكندي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۵۷)۔

۶۔عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى :۔ یہ عبدالرحمن بن أبي ليلٰى أبوعيسٰى الأنصاري ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۱۵)۔

۷۔البراء:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ براء بن عازبؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۵۹)اور(۱۸۴)۔

الحديث/٦٢٢-حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُوْإِسْحَاقَ - يَعْنِيْ الْفَزَارِيَّ - عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، قَالَ ((سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنبَرِ حَدَّثَنِيْ الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعَ رَكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهُ ﷺ))۔

ترجمہ / **۶۲۲**:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ربیع بن نافع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابواسحاق ۔یعنی ابواسحاق فزاری۔ نے انہوں نے نقل کیا ابواسحٰق سے انہوں نے محارب بن دِثار سے (محارب بن دثار نے) کہا کہ میں نے عبداللہ بن یزید کو منبر پر (یہ) فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ سے بیان کیا حضرتِ براءؓ نے یہ کہ وہ (یعنی صحابہؓ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو یہ بھی رکوع کرتے اور جب آپ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے (یعنی رکوع سے اٹھ جاتے اور اس کے بعد سجدہ میں جاتے) تو ہم لوگ (یعنی

صحابہؓ) کھڑے رہتے (یعنی ابھی سجدہ میں نہیں جاتے) یہاں تک کہ آپ ﷺ کو دیکھ لیتے کہ آپ ﷺ اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ چکے ہیں پھر وہ لوگ آپ ﷺ کا اتباع کرتے (یعنی آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھنے کے بعد صحابہؓ سجدہ میں جاتے۔ واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ مقتدی کو افعالِ صلاۃ امام کے بعد شروع کرنے چاہئیں یعنی نہ اسکے ساتھ ساتھ اور نہ اُس سے پہلے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٢٢)

١۔الربيع بن نافع:۔ یہ الربيع بن نافع ہیں۔ دیکھیں حدیث (١٤)۔

٢۔أبو إسحاق الفزاري:۔ یہ إبراهيم بن محمد بن الحارث بن أسماء بن خارجة بن حصن بن حذيفة الكوفي أبو إسحاق الفَزاري ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ، حافظِ حدیث اور صاحبِ تصانیف ہیں آٹھویں طبقہ میں آتے ہیں وفات ١٨٥ھ میں یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ اور صاحبِ المنہل نے بحوالۂ ابنِ سعد ان کا سنِ وفات بالتعیین ١٨١ھ نقل کیا ہے۔

٣۔أبو إسحاق:۔ یہ سليمان بن أبي سليمان أبو إسحاق الشيباني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٧٣)۔

٤۔محارب بن دِثار:۔ یہ محارب بن دِثار بن كردوس السدوسي، أبو دِثار الكوفي القاضي ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی اور نہایت عابد وزاہد شخص ہیں۔ چوتھے طبقہ میں آتے ہیں اور ١١٦ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

٥۔عبد الله بن يزيد:۔ یہ عبد الله بن يزيد الخَطْمي ہیں۔ دیکھیں حدیث (٦٢٠)۔

٦۔البراءؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ براء بن عازبؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٥٩) اور (١٨٤)۔

(٧٦) بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْيَضَعُ قَبْلَهُ

امام سے پہلے سَر اٹھانے یا اُس سے پہلے سَر کو زمین پر رکھنے والوں کی سختی اور عذر کا بیان (۷۶)

الحديث/٦٢٣-حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا يَخْشٰى، أَوْ أَلَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ))۔

ترجمہ/۶۲۳:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے محمد بن زیاد سے نقل کرتے ہوئے (محمد بن زیاد نے) حضرتِ ابو ہریرہؓ سے نقل کیا یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "أمايخشى أو ألايخشى الخ" یعنی کیا نہیں ڈرتا تم میں سے کوئی جب اپنے سَر کو (سجدہ سے اٹھاتا ہے) حالانکہ امام (ابھی) سجدہ ہی میں ہوتا ہے اس بات سے کہ اس کے سَر کو گدھے کے سَر سے بدل دیا جائے یا اس کی صورت کو گدھے کے جیسی صورت بنا دیا جائے۔

(واضح رہے کہ اس روایت میں "أمايخشٰى أو ألا يخشٰى" حضرتِ ابو ہریرہؓ کا شک ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا یا یہ فرمایا تھا۔ اسی طرح رأسه رَأسَ حمار أو صورته صورة حمارٍ بھی شکِ راوی ہے اور حافظؒ نے صراحت کی ہے کہ یہ شعبہ کا شک ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۲۳)

۱۔ **حفص بن عمر:۔** یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي النمري ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔شعبة:۔ یہ شعبة بن الحجاج العتكي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۳۔محمد بن زِياد:۔ یہ محمد بن زِياد القرشي أبو الحارث الجُمحي المدني ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ بعد میں بصرہ میں قیام پذیر ہوگئے تھے، ثقہ، ثبت راوی ہیں، تیسرے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۴۔أبو هريرةؓ:۔ آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

(۷۷)بَابٌ فِي مَنْ يَنْصَرِفُ قَبْلَ الْإِمَامِ

یہ باب ہے اُس شخص کے حکم کے بارے میں جو امام سے پہلے اُٹھکر چلا جائے (۷۷)

الحديث/٦٢٤-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنْبَأَنَا حَفْصُ بْنُ بُغَيْلٍ الدَّهْنِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ))۔

ترجمہ/۶۲۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حفص بن بُغیل دہنی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زائدہ نے مختار بن فُلْفُلْ سے نقل کرتے ہوئے (مختار) نے نقل کیا حضرتِ انسؓ سے یہ کہ نبیِ کریم ﷺ نے رغبت دلائی ان کو (یعنی صحابہؓ کو) نماز پر (یعنی جماعت سے نماز پڑھنے پر ان کو ابھارا اور آمادہ کیا) اور ان کو منع کیا اس بات سے کہ وہ چلے جائیں آپ ﷺ کے جانے سے پہلے (یعنی ان کو اس بات سے روکا کہ وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہوں سے آپ ﷺ کے اپنے مصلّے سے اٹھنے سے پہلے اٹھیں۔ اور کچھ شراح حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے اس حدیث میں انصراف سے مراد سلام پھیرنا ہو اور مطلب یہ ہو کہ آپ ﷺ

نے صحابہؓ کواس بات سے منع کیا اور روکا کہ وہ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیریں)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۲۴)

۱۔محمد بن العلاء: ۔یہ محمد بن العلاء أبو کریب الهمداني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۔حفص: ۔یہ حفص بن بُغیل الهمداني، المُرهبيّ الکوفي ہیں۔حافظؒ نے ان کو "مستور" راوی لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔اور ابن حزم نے مجہول راوی اور ابنِ قطّان نے "لایعرف له حال" غیر معروف الحال راوی لکھا ہے۔

۳۔زائدة: ۔یہ زائدة بن قدامة الثقفي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔

۴۔المختار بن فُلْفُلْ: ۔یہ المختار بن فُلْفُلْ المخزومي مولٰی عمرو بن حریث ہیں۔حافظؒ نے ان کے لئے "صدوق له أوهام" لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔أنسؓ: ۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ أنس بن مالکؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۴)۔

(۷۸) بَابُ جُمَّاعِ أَبْوَابِ مَایُصَلّٰي فِیْهِ

کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے (اس کا) بیان (۷۸)

الحديث/ ٦٢٥ -حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ))۔

ترجمہ /۶۲۵: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان قعنبی نے مالک سے روایت کرتے ہوئے (مالک) نے نقل کیا ابنِ شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے (سعید بن مسیّب) نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے روایت کیا یہ کہ رسول ﷺ سے (صرف) ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں (یعنی نہیں ہے اور تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑوں پر قدرت حاصل نہیں ہے اس لئے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن جب دو کپڑے حاصل ہوں تو بہرحال دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل و بہتر ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۲۵)

۱۔القعنبي: ۔یہ عبد الله بن مسلمة القعنبي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔مالک: ۔یہ مشہور امامِ فقہ مالک بن أنس ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ابن شهاب: ۔یہ محمدبن مسلم-ابن شهاب-الزهريّ ہیں دیکھیں حدیث (۹).

۴۔سعیدبن المسیّب: ۔یہ سعیدبن المسیّب المخزومي ہیں، دیکھیں حدیث (۱۷۶).

۵۔أبو هریرةؓ: ۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث/٦٢٦ -حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايُصَلِّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ))۔

ترجمہ /۶۲۶: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم

سے بیان کیا سفیان نے ابوالزناد سے نقل کرتے ہوئے (ابوالزناد) نے روایت کیا اعرج سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے (یہ کہ حضرتِ ابوہریرہؓ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نہ نماز پڑھے تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں اس طرح پر کہ نہ ہو اس کے شانوں پر اس میں سے کچھ بھی (واضح رہے کہ پھر ایک کپڑے میں کس طرح نماز پڑھے تو اس کا جواب آنے والی حدیث میں ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٢٦)

ا۔مسدد: ۔یہ **مسدد بن مُسرهد** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢)۔

٢۔سفیان: ۔یہ **سفیان بن عیینة** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٩)۔

٣۔أبو الزناد: ۔یہ **عبدالله بن ذكوان** ہیں۔دیکھیں حدیث (٤٦)۔

٤۔الأعرج: ۔یہ **عبدالرحمٰن بن هُرمُز** ہیں۔دیکھیں حدیث (٤٦)۔

٥۔أبوهريرةؓ: ۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (٨)۔

الحديث/٦٢٧-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنْبَأَنَا يَحْيٰ ح. وَحَدَّثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَعْنٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فِي ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بِطَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ))۔

ترجمہ /٦٢٧: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یحیٰ نے تحویلِ سند (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل نے ہم معنی روایت کو (یعنی اسماعیل اور یحیٰ نے ملتے جلتے مضمون و مفہوم پر مشتمل ایک روایت بیان کی اگرچہ الفاظ دونوں کے الگ الگ تھے۔بہرحال ان دونوں نے) روایت

کیا ہشام بن ابی عبداللہ سے انہوں نے یحیٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عکرمہ سے (عکرمہ نے) حضرتِ ابو ہریرہؓ سے روایت کیا (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو مخالف کرے اس کے دونوں کناروں کو اپنے دونوں شانوں پر (یعنی دائیں طرف کے کنارہ کو بائیں شانہ پر اور بائیں طرف کے کنارہ کو داہنے کندھے اور شانہ پر ڈال لے۔ واضح رہے کہ یہ حکم غالباً اُس وقت ہے جب چادر یا کپڑا خوب بڑا ہو جو تہبند بننے کے ساتھ ساتھ کندھوں پر ڈالنے کے بھی لائق ہو لیکن اگر کپڑا، چادر اور تہبند چھوٹا ہو جس کو کندھوں پر ڈالنے کی شکل میں ستر کے کھلنے کا خوف واندیشہ ہو تو ستر کو چھپائے اور کندھوں پر نہ ڈالے۔ (واللہ أعلم بالصواب).

تعارف رجالِ حدیث (٦٢٧)

١۔ مسدّد:۔ یہ مسدد بن مُسرھد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢)۔

٢۔ یحيٰ:۔ یہ یحيٰ بن سعید القطان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٧٠)۔

٣۔ إسماعیل:۔ یہ إسماعیل بن إبراھیم بن مِقْسَم الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢١٠)۔

٤۔ ھشام بن أبي عبداللّٰه:۔ یہ ھشام بن أبي عبداللّٰه سَنبر أبوبکر الدستوائي ہیں۔ دیکھیں حدیث (٢٩)۔

٥۔ یحيٰ بن أبي کثیر:۔ یہ یحيٰ بن أبي کثیر الطائي ہیں۔ دیکھیں حدیث (١٥)۔

٦۔ عکرِمة:۔ یہ عکرمة البربَريّ مولٰی ابن عباسؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦٨)۔

٧۔ أبوھریرةؓ:۔ آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (٨)۔

الحديث/٦٢٨ -حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَ بْنِ

سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ))۔

ترجمہ /٦٢٨:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا لیث نے انہوں نے روایت کیا یحیٰ بن سعید سے انہوں نے ابوامامہ بن سہل سے انہوں نے عمر بن ابی سلمہ سے (یہ کہ عمر بن سلمہ نے) کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ (آپ ﷺ اُسی ایک کپڑے کو) لپیٹے ہوئے تھے (اور اس طرح لپیٹے ہوئے تھے کہ مخالفت کر رکھی تھی اس کے دونوں کناروں کے درمیان اپنے دونوں شانوں پر ڈالنے میں (یعنی اُس ایک کپڑے کو لپیٹ اور اوڑھ رکھا تھا اور اس کے دائیں کنارہ کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارہ کو دائیں کندھے پر ڈال رکھا تھا۔ واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اس کے داہنے کنارہ کو بائیں کندھے پر اور بائیں کو دائیں کندھے پر ڈالنا چاہئے۔لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ کندھوں اور شانوں پر ڈالنے کا حکم اُسی وقت ہوگا جب کپڑے میں اتنی گنجائش ہو لہٰذا اگر اتنی گنجائش نہ ہو اور کپڑا تنگ اور چھوٹا ہو تو اس کو صرف ازار و تہبند کی طرح باندھ لیا جائے گا چنانچہ مسندِ احمد کی روایت میں صراحت کے ساتھ یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کپڑا کشادہ اور گنجائش دار ہو تو نماز پڑھتے وقت اُس کپڑے کو اپنے شانوں پر ڈال لو اور اگر کپڑا چھوٹا اور تنگ ہو تو اس کو تہبند کی جگہ پر باندھ لو اور بغیر رداء (یعنی اوپر کی چادر) کے بغیر نماز پڑھ لو)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٢٨)

١۔قتيبة بن سعيد:۔ یہ قتيبة بن سعيد الثقفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٥)۔

۲۔اللیث:۔یہ مشہور امام لیث بن سعد أبو الحارث الفهمي ہیں دیکھیں حدیث (۱۲۸)۔

۳۔یحیٰ:۔یہ یحیٰ بن سعید بن قیس الأنصاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۴۔أبو أمامة بن سهل:۔یہ أسعد یا سعد بن سهل بن حُنیف الأنصاريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۴۳)۔

۵۔عمر بن أبي سلَمةؓ:۔آپؓ عمر بن أبي سلَمة بن عبد الأسد أبو حفص المدني ربیب النبي ﷺ ہیں (یعنی أم المؤمنین حضرتِ أمّ سلَمةؓ کا نکاح جب آپ ﷺ سے ہوا تو یہ ان کے ساتھ آپ ﷺ کے یہاں آئے تھے اور یہ نکاح ۳ھ یا ۴ھ میں ہوا تھا اور عمر بن أبي سلَمة کی پیدائش ۲ھ میں حبشہ میں ہوئی تھی) حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابیِ صغیر ہیں، حضرتِ علیؓ نے ان کو اپنے دورِ خلافت میں بَحرین کا والی وحاکم مقرر فرمایا تھا اور یہ حضرتِ علیؓ کے ساتھ جنگِ جمل میں بھی شریک رہے ہیں۔اور عبد الملک بن مروان کے دورِ حکومت میں ۸۳ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

الحديث/٦٢٩-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ((قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ مَاتَرٰى فِيْ الصَّلَاةِ فِيْ الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: فَأَطْلَقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِزَارَهُ طَارَقَ بِهٖ رِدَاءَهُ، فَاشْتَمَلَ بِهِمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِنَا نَبِيُّ اللّٰهُ ﷺ، فَلَمَّا أَنْ قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ))۔

ترجمہ/۶۲۹:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ملازم بن عمرو حنفی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن بدر نے انہوں نے نقل کیا

قیس بن طلق سے انہوں نے اپنے والد (طلقؓ) سے (حضرتِ طلقؓ نے) کہا کہ ہم (ایک مرتبہ) نبیِ کریم ﷺ کے پاس پہونچے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا فرماتے ہیں آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے سلسلہ میں (یعنی کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟) راوی کا بیان ہے کہ (اس کا یہ سوال سن کر جواب دینے کے لئے) رسول اللہ ﷺ نے اپنے ازار اور اس کے اوپر اپنی چادر کو کرلیا (یعنی ایک کو ایک کے اوپر کر کے دونوں کو گویا منطبق کرلیا) اور پھر ان دونوں کو لپیٹ لیا (یعنی دونوں کو نیچے اوپر کر کے اس طرح لپیٹا کہ گویا ایک ہی کپڑا یا چادر ہو اور) پھر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی اور پھر جب نماز سے فارغ ہو چکے تو فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک دو کپڑے پاتا ہے (یعنی تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے موجود نہیں ہیں اس لئے بوجہِ ضرورت ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے اُس شخص کا جواب دینے کے لئے جو یہ عمل و فعل کر کے جواب دیا اس کا مقصد یہ تھا کہ سائل اور دوسرے تمام حضرات کے ذہن میں اس سوال کا جواب خوب اچھی طرح سے آجائے بیٹھ جائے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٢٩)

١۔مسدّد:۔یہ مسدد بن مُسرھد ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢)۔

٢۔ملازم بن عمرو الحنفي:۔یہ ملازم بن عمرو الحنفي السُحَیمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٨٢)۔

٣۔عبداللّٰہ بن بَدر:۔یہ عبداللّٰہ بن بَدر بن عمیرة بن الحارث بن شمر (ویُقال: سُمرة) الحنفي السُحَیمِيّ (مصغرًا) الیمامي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٨٢)۔

٤۔قیس بن طلق:۔یہ قیس بن طلق بن علي بن المنذر الحنفي الیمامي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٨٢)۔

۵۔عن أبیه :۔اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع قیس بن طلق ہیں لٰہذا أبٌ سے مراد قیس کے والد حضرتِ طلق بن علیؓ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۲)۔

(۷۹)بَابُ الرَّجُلِ یَعْقِدُ الثَّوْبَ فِيْ قَفَاهُ ثُمَّ یُصَلِّيْ

اس شخص کا بیان جو کپڑے کو اپنی گدّی پر باندھ لے اور پھر نماز پڑھے (یعنی گردن کے پیچھے کپڑے کو باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)(۷۹)

الحدیث/ ٦٣٠ -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ،قَالَ: ((لَقَدْ رَأَیْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِيْ أُزُرِهِمْ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ مِنْ ضِیْقِ الْأُزُرِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الصَّلَاةِ کَأَمْثَالِ الصِّبْیَانِ،فَقَالَ قَائِلٌ:یَامَعْشَرَ النِّسَاءِ لَاتَرْفَعْنَ رُؤُوْسَکُنَّ حَتّٰی یَرْفَعَ الرِّجَالُ)).

ترجمہ/**٦٣٠**:۔فرمایا امام ابوداوٗدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے (سفیان) نے روایت کیا ابوحازم سے ابوحازم نے سہل بن سعدؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے لوگوں کو (یعنی صحابہؓ کو) دیکھا اپنی ازاروں (تہبندوں) کو انکے تنگ (چھوٹا) ہونے کی وجہ سے بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے (جبکہ وہ) آپ ﷺ کے پیچھے نماز میں (تھے یعنی تہبندیں تنگ اور چھوٹی چھوٹی تھیں جس کی وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے دوران بچوں کی طرح اپنی گردنوں کے پیچھے گدّیوں پر اُن تہبندوں میں گرہ لگا رکھی تھیں) تو ایک کہنے والے نے کہا (غالبًا یہ حضرتِ بلالؓ تھے اوران کو یہ کہنے کیلئے آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔بہرحال انہوں نے کہا) اے عورتو! تم اپنے سَروں کو مت

اٹھایا کرو جب تک مرد (اپنے سَروں کو نہ) اٹھالیا کریں (یعنی اے عورتو! تم سجدہ سے اپنا سَر جب اٹھایا کرو جب مرد حضرات سجدہ سے اٹھ کر اچھی طرح بحالتِ جلوس ہو جایا کریں تا کہ تمہاری نگاہیں مردوں کے ستر کی جگہ پر نہ پڑیں۔ واضح رہے کہ یہ حضرات ایک ہی ازار وتہبند کو گردن کے پیچھے باندھ کر جو نماز پڑھ رہے تھے اس کی وجہ قلتِ ثیاب تھی لہٰذا جب قلتِ ثیاب نہ ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ دو کپڑوں میں ہی نماز پڑھنی چاہئے اگر چہ صرف ایک ازار وتہبند میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٣٠)

١۔محمد بن سليمان الأنباري: ۔یہ محمد بن سليمان الأنباري أبوهارون بن أبي داوٗد ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٦٦)۔

٢۔وكيع: ۔یہ وكيع بن الجراح الرؤاسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٥)۔

٣۔سفيان: ۔یہ سفيان الثوريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٦)۔

٤۔أبو حازم: ۔یہ سلمة بن دينار مولٰى الأسود بن سفيان التمار المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٤٠)۔

٥۔سهل بن سعدؓ: ۔آپؓ سهل بن سعد بن مالک بن خالد الأنصاري الخزرجي أبو العباس الساعديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢١٤)۔

(٨٠) بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ بَعْضُهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ

اس شخص کا بیان جو نماز پڑھے ایک ایسے کپڑے میں جس کا بعض حصّہ اس کے علاوہ دوسرے شخص کے جسم پر ہو (یعنی کیا اس طرح سے ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟) (٨٠)

الحديث/٦٣١ -حَدَّثَنَا أَبُوالْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَبِيْ

حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ)).

ترجمہ /٦٣١:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوالولید طیالسی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا زائدہ نے ابوحصین سے نقل کرتے ہوئے (ابوحصین نے) روایت کیا ابوصالح سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبیِ کریم ﷺ نے نماز پڑھی ہے ایک ایسے کپڑے میں جس کا بعض حصّہ مجھ پر تھا (غالبًا یہ کپڑا ایک بڑی اور کشادہ کملی یا چادر ہوگی کیونکہ جب ہی ایسا ممکن ہے۔ بہرحال اس حدیث سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ ایک کپڑے میں کا بعض حصّہ عورت پر ہو اور اس کے کچھ حصّے کو اوڑھ، پہن کر مرد نماز پڑھ سکتا ہے تو یہ تو بطریقِ اولیٰ معلوم ہوگیا کہ اگر اُس کپڑے کا کچھ حصّہ کسی مرد پر ہو اور کچھ حصّہ کو ایک دوسرا شخص اوڑھ اور پہن کر نماز پڑھے تو بھی جائز و صحیح ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٣١)

١۔أبو الوليد الطيالسي: ۔ یہ هشام بن عبدالملک الطيالسي الباهليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٠٠)۔

٢۔زائدة: ۔ یہ زائدة بن قدامة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦٩)۔

٣۔أبو حَصِيْن: ۔ یہ عثمان بن عاصم یازیدبن کثیر الأسدي الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١)۔

٤۔أبو صالح: ۔ یہ ذكوان أبو صالح السمان الزيات ہیں۔ دیکھیں حدیث (٨).

(٨١) بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ فِيْ قَمِيْصٍ وَاحِدٍ

اس شخص کا بیان جو صرف ایک کرتے میں نماز پڑھے یعنی ایسا کرنا کیسا ہے؟ (٨١)

الحديث/٦٣٢ -حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ - يَعْنِيْ ابْنَ مُحَمَّدٍ - عَنْ مُوْسَى بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ ((قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ أَصِيْدُ أَفَأُصَلِّيْ فِيْ الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ)).

ترجمہ / ٦٣٢: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالعزیز۔یعنی عبدالعزیز بن محمد۔نے انہوں نے نقل کیا موسیٰ بن ابراہیم سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے (یہ کہ سلمہ بن اکوع نے) کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو شکار کرتا ہے (یعنی میں شکاری ہوں اور مجھے بہت بھاگنا دوڑنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے میں صرف ایک قمیص، کرتہ پہنے رہتا ہوں یعنی اس کے نیچے تہبند نہیں باندھتا) تو کیا میں (صرف) ایک کرتہ، قمیص میں نماز پڑھ لیا کروں؟ (آپ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے) فرمایا ہاں (پڑھ لیا کرو، پڑھ سکتے ہو) لیکن (اتنا کرلیا کرو) کہ اس کو (یعنی اپنے قمیص، کرتہ یعنی اس کے گریبان کو) باندھ لیا کرو اگرچہ کسی کانٹے ہی سے (باندھ لیا کرو تاکہ جھکتے وقت تمہاری اپنی نگاہ بھی تمہاری شرمگاہ وستر پر نہ پڑے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٣٢)

١۔القعنبي: ۔یہ عبداللّٰہ بن مسلمة القعنبي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١)۔

۲۔عبدالعزيز:۔ یہ عبدالعزيز بن محمد بن عبيد الدراوردي ہیں۔دیکھیں حدیث (۱).

۳۔موسیٰ بن إبراهيم :۔یہ موسیٰ بن إبراهيم بن عبدالرّحمٰن بن عبداللّٰه بن أبي ربيعة المخزوميّ ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے ور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔سَلَمة بن الأكوَع :۔آپؓ سلمة بن عمرو بن الأكوع مشہور صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۱۷)۔

الحديث/٦٣٣-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَوْمَلٍ الْعَامِرِيِّ. قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ، وَهُوَ أَبُوْ حَرْمَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ((أَمَّنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ قَمِيْصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ قَمِيْصٍ))۔

ترجمہ/٦٣٣:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حاتم بن بَزِیع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰ بن ابی بُکَیر نے (انہوں نے روایت کیا) اسرائیل سے انہوں نے ابوحَوْمَل عامری سے۔امام ابوداؤدؒ نے کہا کہ انہوں نے (یعنی محمد بن حاتم نے تو اپنی سند میں) اسی طرح کہا (یعنی ابوحَوْمَل بالواوٴ کہا) لیکن یہ صحیح ابوحَرْمَل (یعنی بالراء) ہے۔بہرحال انہوں نے (یعنی ابوحَرْمَل نے) روایت کیا محمد بن عبدالرّحمٰن بن ابی بکر سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے والد سے (یعنی عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے) یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ امامت کی ہماری (یعنی ہم کو نماز پڑھائی) جابر بن عبداللہؓ نے (صرف) ایک قمیص (کرتہ) میں (اور) نہیں تھی اُن پر چادر (یعنی تہبند کی جگہ یا

اوپر رداء و چادر بھی پہنے ہوئے نہیں تھے) تو جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے (تو لوگوں نے پوچھا آپ نے بغیر رداء، چادر کے صرف ایک قمیص و کرتہ میں نماز کیوں پڑھائی جبکہ آپ کی رداء و چادر یہاں پر رکھی ہوئی ہے) تو انہوں نے کہا (کہ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صرف ایک قمیص (کرتہ) میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (اور میں نے یہ چاہا کہ تم ناواقفوں کو آپ ﷺ کا یہ عمل کر کے بتا اور دکھلا دوں)۔ (بہر حال اس حدیث شریف سے یہ معلوم و ثابت ہو رہا ہے کہ صرف ایک قمیص (کرتہ اور کپڑے) میں بغیر رداء اور دوسرے کپڑے کے نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔ لیکن واضح رہے کہ کپڑے ہوتے ہوئے ایک کرتہ اور کپڑے میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں دو کپڑوں اور رداء میں نماز پڑھنا ہی افضل و بہتر ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جن احادیث میں ایک قمیص و کرتہ میں نماز پڑھنے کی بات مذکور ہے وہ ایسے کرتہ کے بارے میں ہے جو اتنا لمبا اور بڑا ہو کہ اُسی سے پورا ستر ڈھک اور چھپ جائے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۳۳)

۱۔**محمد بن حاتم بن بَزِيع**: ۔ یہ **محمد بن حاتم بن بَزِيع أبوبكر أو أبوسعيد البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۲۔**يحيٰ بن أبي بُكَير** : ۔ یہ **يحيٰ بن أبي بكير الأسدي القيسي أبوزكريا الكرماني** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۵۳)۔

۳۔**إسرائيل**: ۔ یہ **إسرائيل بن يونس السبيعي الهمداني أبويوسف الكوفي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۴۔**أبو حَوْمَل العامري** : ۔ واضح رہے کہ صحیح **أبو حَرْمل** ہے جیسا کہ بحوالۂ ابوداؤد متن و ترجمۂ حدیث میں واضح ہو چکا ہے۔ بہر حال امام ذہبیؒ نے ان کو **لايعرف** (غیر معروف) لکھا ہے۔

انہوں نے صرف محمد بن عبدالرحمٰن سے اوران سے صرف إسرائیل بن یونس نے روایت بیان کی ہے۔اوران کوجو العامريّ کہاجاتا ہے یہ یمامہ کے ایک گاؤں العامریہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہاجاتا ہے۔اورحافظؒ نے انکے بارے میں ''مجهولٌ من السادس''لکھا ہے.

۵۔أبو داوٗد:۔ یہ مصنفِ کتابؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)۔

۶۔أبو حَرْمَل:۔ یہ أبو حَوْمَل ہی میں دوسرا قول ہے جوامام ابوداؤ د کے نزدیک راجح اور صحیح ہے۔تفصیل کے لئے اِسی حدیث میں نمبر(۴) پردیکھیں۔

۷۔محمد بن عبدالرّحمٰن:۔یہ محمد بن عبدالرّحمٰن بن أبي بكر بن عبيد اللّٰه بن أبي مليكة التيمي المكّيُ(المدني) ہیں۔حافظؒ نے ان کی کنیت أبو غِرَارَة الجُدعاني لکھی ہے نیز لکھا ہے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ الجُدعاني نہیں ہیں کیونکہ أبو غِرَارة ''لَيّن الحديث'' ہیں اور الجُدعاني ''متروك الحديث'' ہیں۔اورلکھا ہے کہ یہ دونوں ہی یعنی أبو غِرَارة اور الجُدعاني ساتویں طبقہ میں آتے ہیں۔اورصاحبِ المنہل نے ان کے بارے میں بحوالۂ أبو زُرعة اور أحمد ''لابأس به''،بحوالۂ بخاری ''منكر الحديث''،بحوالۂ نسائی وازدی ''متروك الحديث''، بحوالۂ ابن حبان ''لايَحتج به'' اور بحوالۂ ابنِ معین ودارَقطنی ''ضعيف'' نقل کیا ہے۔

۸۔عن أبيه:۔اس میں ضمیرِ مجرور محمدبن عبدالرّحمٰن کی طرف راجع ہے لہٰذا أبٌ سے مراد محمد کے والد عبدالرحمٰن ہیں یعنی عبد الرحمن بن أبي بكر بن عبيد اللّٰه بن أبي مُليكة التيمي المدني۔حافظؒ نے ان کوضعیف راوی لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۹۔جابر بن عبداللّٰهؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ جابر بن عبداللّٰه بن عمرو بن حَرَام الأنصاريّ ثم السَّلَمي (بفتحتين) صحابیؓ ابن صحابیؓ ہیں، یہ آپ ﷺ کے ساتھ انیس(۱۹)

غزوات میں شریک رہے ہیں، چوہتر سال کی عمر پا کر ۷۸ھ کے بعد ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

(۸۲) بَابٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا يَتَّزِرُ بِهٖ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ جب کپڑا ضیق (تنگ اور چھوٹا) ہو تو اس کو کمر پر یعنی تہبند کی طرح باندھ لینا چاہئے) (۸۲)

الحديث/٦٣٤-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّمِشْقِيُّ وَيَحْيَ بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ- يَعْنَى ابْنَ إِسْمَاعِيلَ - حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُوحَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا، - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ- قَالَ: ((سِرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَقَامَ يُصَلِّيْ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِيْ وَكَانَتْ لَهَا ذَبَاذِبُ فَنَكَسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ تَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا لَاتَسْقُطُ، ثُمَّ جِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَدَارَنِيْ حَتّٰى أَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ، فَجَاءَ ابْنُ صَخْرٍ حَتّٰى قَامَ عَنْ يَسَارِهٖ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا حَتّٰى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. قَالَ: وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْمُقُنِيْ وَأَنَا لَا أَشْعُرُ ثُمَّ فَطِنْتُ بِهٖ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ أَتَّزِرَ بِهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَاجَابِرُ؟ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلٰى حِقْوِكَ))۔

ترجمہ / ۶۳۴: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن عمّار، سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی اور یحیٰ بن فضل سجستانی نے (ان تینوں نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا حاتم ۔یعنی حاتم بن اسماعیل۔ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوحَزرہ یعقوب بن مجاہد نے انہوں نے روایت کیا عبادہ بن ولید بن عبادہ بن الصامت سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم حضرتِ جابرؓ ۔یعنی جابر بن عبداللہؓ۔ کے پاس گئے (تو دیکھا کہ وہ ایک کپڑے میں اشتمال کئے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں تو کسی نے یا انہیں عبادہ بن ولید نے کہا اللہ رحم کرے آپ پر کیا آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں) تو انہوں نے (یعنی حضرتِ جابرؓ نے) فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں گیا (تو میں نے اس غزوہ کے دوران دیکھا) کہ آپ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے اور (اس وقت) مجھ پر (یعنی میرے پاس) صرف ایک چادر تھی تو میں مخالفت کرنے لگا اس کے دونوں کناروں کے درمیان (یعنی اشتمال کرنے لگا اور اس کے داہنے کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کو دائیں کندھے پر ڈالنے لگا لیکن) وہ کافی نہ ہوئی مجھے (یعنی چونکہ وہ چادر چھوٹی تھی اس لئے میں جو کرنا چاہتا تھا وہ نہ کرسکا) مگر اس میں کنارے (یعنی چھور) تھے تو میں نے انہیں (چھوروں) کو اُلٹ لیا (یعنی نیچے کا اوپر کرلیا اور) پھر اس کے کناروں کے درمیان مخالفت کی (یعنی اشتمال کیا) اور جھک گیا (اور گردن سے اس کو روکے اور دبائے رہا) تاکہ گر نہ پڑے (یعنی چونکہ کندھوں تک پہونچ نہ سکی تھی اس لئے ذرا جھُک کر گردن ہی سے اسے دَبالیا تاکہ وہ چادر نہ گرے اور رُکی رہی بہرحال ایسا کرکے) پھر میں آکر رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھمایا یہاں تک مجھے اپنی داہنی جانب (کرکے) کھڑا کردیا، پھر ابن صَخر آئے اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے (جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا کہ ہم آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں دو ہوگئے ہیں) تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ہمیں پکڑا اور ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کردیا (یعنی اپنے داہنے ہاتھ سے حضرتِ جابرؓ کا بایاں ہاتھ اور

اپنے بائیں ہاتھ سے ابنِ صَخر کا داہنا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر کے کھڑا کر دیا۔ حضرتِ جابرؓ کا) بیان ہے کہ اور آپ ﷺ مجھے کنکھیوں سے دیکھنے لگے لیکن میں سمجھ نہیں پا رہا (تھا۔ یعنی آپ ﷺ میری طرف اس طرح سے دیکھ رہے تھے جیسے کسی ناگوار چیز کو دیکھ کر کوئی شخص تنبیہ کے ارادہ سے دیکھتا ہے مگر میں سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد) پھر میں سمجھ گیا (آپ ﷺ کی) نظر کو، تو آپ ﷺ نے اشارہ کیا مجھے یہ (یعنی اشارہ سے یہ فرمایا) کہ میں اس کو بطورِ تہبند باندھلوں (یعنی چونکہ چادر چھوٹی تھی اس وجہ سے اس کا اشتمال کرنے میں تکلیف ہو رہی تھی اور ستر کے کھلنے کے ڈر سے جھکنا اور گردن سے دبانا پڑ رہا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو تہبند کی طرح باندھلو اور اشتمال مت کرو) پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے (تو مجھے مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا اے جابر! میں نے کہا لبیک (حاضر ہوں) یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا (سنو) جب وہ (یعنی چادر) کشادہ (اور گنجائش دار) ہو تو اس کے کناروں کے درمیان مخالفت کر لیا کرو (یعنی اشتمال کر لیا کرو اور اس کے داہنے کنارہ کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارہ کو داہنے کندھے پر ڈال لیا کرو) اور جب وہ (چادر) تنگ ہو (یعنی کشادہ اور گنجائش دار نہ ہو) تو اس کو اپنی کمر پر (یعنی تہبند باندھنے کی جگہ پر تہبند ہی کی طرح) باندھ لیا کرو (یعنی ایسی شکل میں اشتمال نہ کیا کرو بلکہ صرف ستر چھپانے کی فکر کیا کرو)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۳۴)

۱۔ **هشام**:۔ یہ **هشام بن عمّار بن نُصير أبو الوليد الدمشقي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷۲)۔

۲۔ **سليمان بن عبدالرّحمٰن**:۔ یہ **سليمان بن عبدالرّحمٰن بن عيسٰى التميمي أبو أيوب الدمشقي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۱)۔

۳۔ **يحيٰ بن الفضل**:۔ یہ **يحيٰ بن الفضل السجستاني** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴۸۱).

۴۔حاتم بن إسماعيل :۔ یہ حاتم بن إسماعيل المدني أبو إسماعيل الحارثيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۱)۔

۵۔يعقوب بن مجاهد :۔ یہ يعقوب بن مجاهد القرشي أبو حزرة المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۹)۔

۶۔عبادة بن الوليد :۔ یہ عبادة بن الوليد بن عُبادة بن الصامت الأنصاري أبو الصامت المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷۹)۔

۷۔جابر بن عبداللهؓ :۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ جابر بن عبداللهؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

۸۔ابن صَخر :۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ جبار بن صخر بن أمية بن خنساء بن سِنان بن عبيد بن عدي الأنصاري أبو عبدالله السلميؓ ہیں۔ آپؓ بدر واحد اور تمام جنگوں میں آپ کے ساتھ شریک رہے ہیں۔ آپؓ کی وفات (۶۲) سال کی عمر پا کر حضرتِ عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ۳۰ھ میں ہوئی ہے۔

(۸۳) بَابٌ مَنْ قَالَ يَتَّزِرُ بِهٖ إِذَا كَانَ ضَيِّقًا

ان لوگوں (کی دلیل) کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ جب کپڑا تنگ (غیر کشادہ، چھوٹا) ہو تو اس کو تہبند کی طرح باندھ لینا چاہئے (۸۳)

الحديث/٦٣٥ -حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، أَوْ قَالَ قَالَ عُمَرُؓ: ((إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُمْ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَّزِرْ بِهٖ

وَلا يَشْتَمِلُ اشْتِمَالَ الْيَهُودِ))۔

ترجمہ/۶۳۵: ۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے (حماد) نے نقل کیا ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یا کہا کہ حضرتِ عمرؓ نے فرمایا (یہ شکِّ راوی ہے پہلی شکل میں روایت مرفوع ہوگی اور دوسری میں موقوف یعنی حضرتِ عمرؓ کا قول ہوگی۔ بہرحال آپ ﷺ کا فرمان ہے یا حضرتِ عمرؓ کا قول ہے کہ) جب تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو چاہئے کہ ان دونوں میں نماز پڑھے (یعنی دونوں کپڑوں کو پہن کر نماز پڑھے) اور اگر نہ ہو مگر ایک ہی کپڑا تو چاہئے کہ اس کو تہبند کی طرح باندھلے (یعنی جب ایک ہی کپڑا ہو اور تنگ و چھوٹا بھی ہو کیونکہ اگر کشادہ اور بڑا ایک کپڑا ہو تو اس کو اوپر تک لپیٹے اور دونوں شانوں پر ایک ایک کنارہ مخالف کر کے ڈالے جیسا کہ پچھلی روایتوں میں آچکا ہے۔ بہرحال اگر ایک کپڑا ہو اور تنگ و چھوٹا بھی ہو تو اس کو تہبند کی طرح باندھے) اور یہودیوں کے لٹکانے کی طرح نہ لٹکائے (یعنی جس طرح یہودی چادر کو اوڑھتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بھی اس کے اندر کر لیتے ہیں اور دونوں کناروں کو لٹکا رہنے دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس کی ممانعت کی مصلحت یہ ہے کہ ضرورت کے وقت آدمی اپنے ہاتھ نہیں نکال پاتا اور نتیجۃً نقصان اٹھا بیٹھتا ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۳۵)

۱۔سلیمان بن حرب: ۔ یہ سلیمان بن حرب الأزدي الواشحي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۲۔حماد بن زید: ۔ یہ حماد بن زید بن درھم الأسدي ہیں دیکھیں حدیث (۱۳۴)۔

۳۔أیوب:۔یہ أیوب بن أبي تمیمة کَیسان السختیاني ہیں، دیکھیں حدیث (۷۲).

۴۔نافع:۔یہ نافع مولٰی ابن عمرؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۵۔ابن عمرؓ:۔آپؓ عبداللّٰہ بن عمر بن الخطاب ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۶۔عمرؓ:۔آپؓ أمیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

الحديث/٦٣٦-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ فَارِسٍ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ تُمَيْلَةَ يَحْيَ بْنُ وَاضِحٍ حَدَّثَنَا أَبُوْالْمُنِيْبِ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْعَتَكِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّصَلِّي فِيْ لِحَافٍ لَا يَتَوَشَّحُ بِهٖ، وَالْآخَرُ أَنْ يُّصَلِّي فِيْ سَرَاوِيْلَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ))۔

ترجمہ/۶۳۶:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحیٰی بن فارس ذُہلی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعید بن محمد نے (سعید بن محمد نے) کہا ہم سے بیان کیا ابوتُمیلہ یحیٰی بن واضح نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابومُنیب عبیداللہ عَتَکی نے انہوں نے روایت کیا عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے والد (حضرتِ بریدہؓ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ نماز پڑھی جائے ایک ایسی چادر میں جس کی توشیح نہ کرے (توشیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چادر کو یا کپڑے کو اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے یعنی سینہ کی طرف سے اور داہنے کندھے پر جو کنارہ پڑا ہوا ہے اس کو بائیں ہاتھ کے نیچے سے اور بائیں کندھے پر جو کنارہ ہو اس کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکالے اور پھر ان دونوں کناروں کو سینہ پر باندھ دے تا کہ رکوع میں جاتے وقت نمازی کو اپنا ستر نہ نظر آئے اور نہ ہی رکوع وسجدہ کرتے وقت یہ چادر و کپڑا گرے) اور نبیِ کریم ﷺ نے ایک دوسری (چیز سے بھی منع فرمایا اور وہ دوسری چیز۔) یہ ہے کہ نماز پڑھی جائے (صرف)

سراویل میں (یعنی صرف شلوار، پائجامہ یا ازار پہن کر) اور اُس پر (یعنی نمازی کے بدن پر) چادر نہ ہو (یعنی اوپر کی چادر، یا کرتہ وقمیص کے ہوتے ہوئے بھی صرف ایک ازار، شلوار یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنے سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٣٦)

١۔**محمدبن يحيٰ بن فارس الذُّهَلِيّ**:۔دیکھیں حدیث نمبر (١١)۔

٢۔**سعيد بن محمد**:۔یہ **سعيدبن محمدبن سعيدالجَرمي أبومحمد الكوفي** ہیں۔حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں اور ان پر تشیع کا الزام ہے اور یہ گیارہویں طبقہ میں آتے ہیں۔

٣۔**أبو تميلة**:۔یہ **يحيٰ بن واضح الأنصاري أبو تُمَيْلَة المروَزي** ہیں۔اپنے نام کے مقابلہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔حافظؒ نے انکو ثقہ راوی لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے.

٤۔**أبو المُنِيب**:۔یہ **عبداللّٰه یا عبيد اللّٰه بن عبداللّٰه العَتَكي أبوالمُنيب المروزيّ** ہیں۔حافظؒ نے ان کو "**صَدوق يَخطئ**" لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے (واضح رہے کہ ان کی کنیت **أبو المُنيب** کو صاحبِ المنہل نے ضبط کرتے ہوئے لکھا ہے بفتح المیم وکسر النون مگر حافظؒ نے اس کو بضم المیم وکسر النون ضبط کیا ہے)۔

٥۔**عبداللّٰه بن بريدة**:۔یہ **عبداللّٰه بن بريدة بن الحُصَيب الأسلمي أبوسهل المروزيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٥٥)۔

٦۔**عن أبيه**:۔اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع **عبداللّٰه** ہیں اور **أبٌ** سے مراد حضرتِ **عبداللّٰه** کے والد **بريدة** ہیں اور ان کے یعنی حضرتِ **بريدة بن الحُصيب**ؓ کے لئے دیکھیں حدیث (١٥٥)۔

(٨٤) بَابُ الْإِسْبَالِ فِيْ الصَّلَاةِ نماز میں کپڑا لٹکانے کا بیان (۸۴)

نوٹ:۔ واضح رہے کہ باب نمبر (۸۳) اور (۸۴) ہمارے یہاں رائج نسخہ میں مقدم ومؤخر ہیں۔

الحديث/٦٣٧-حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْدَاوُدَ عَنْ أَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِيْ صَلَاتِهٖ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا جَمَاعَةٌ عَنْ عَاصِمٍ مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِنْهُمْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُوْالْأَحْوَصِ وَأَبُوْمُعَاوِيَةَ۔

ترجمہ /۶۳۷:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا زید بن اَخزم نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوداؤد (طیالسی) نے انہوں نے روایت کیا ابوعوانہ سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابوعثمان سے (ابوعثمان نے روایت کیا) حضرتِ ابنِ مسعودؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنی ازار (تہبند و پائجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے نماز میں ازراہِ غرور وتکبر تو اللہ کی طرف سے وہ نہیں ہے نہ حلال میں اور نہ حرام میں (واضح شراح حضرات نے اس جملہ کے بہت سے مطالب لکھے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ اس کے لئے نہ جنت حلال کرے گا اور نہ ہی اُس پر دوزخ حرام کرے گا (۲) اللہ تعالیٰ نہ اس کے گناہ بخشے گا اور نہ ہی اُسے برے کاموں سے بچائے گا (۳) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص اللہ سے جُدا ہو گیا اور اس کو حلال وحرام سے کوئی غرض نہ رہی (۴) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالکل بے وقعت و بے حیثیت ہے اور اس کی نماز کی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی اہمیت وحیثیت نہیں ہے۔ بہر حال نماز میں کپڑا لٹکانا غلط ہے صحیح نہیں ہے چنانچہ حنابلہ اور شوافع کا مسلک یہ ہے کہ بقصدِ

تکبر نماز میں کپڑ الٹکانا حرام ہے اور اگر بغیر قصدِ تکبر وغرور ہو تو شوافع مکروہ اور حنابلہ جائز لا بأس به کہتے ہیں اور احناف یہ کہتے ہیں کہ بقصدِ تکبر کپڑ الٹکانا مکروہ (تحریمی) ہے اور اگر بدونِ ارادۂ تکبر ہو تو مکروہ نہیں ہے)۔

امام ابوداؤدؒ نے کہا کہ اس حدیث (نمبر ۶۳۷) کو ایک جماعت نے بواسطۂ عاصم موقوف علی ابن مسعود (یعنی ابن مسعودؓ کا قول کہہ کر) بیان کیا ہے اور اُس روایت کرنے والی جماعت میں سے حماد بن سَلَمہ، حماد بن زید، ابوالاحوص اور ابومعاویہ بھی ہیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۳۷)

۱۔زيدبن أخزم: ۔یہ زيدبن أخزم النبهاني الطائي أبوطالب البصريّ ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ اور حافظِ حدیث لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ ۲۵۷ھ میں بصرہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

۲۔أبوداوٗد: ۔یہ أبوداوٗد سليمان بن داوٗد الطيالسي ہیں۔دیکھیں حدیث (۸۲)۔

۳۔أبوعوانة: ۔یہ الوضاح بن عبدالله أبوعوانة ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۴۔عاصم: ۔یہ عاصم بن سليمان الأحول أبوعبدالرّحمٰن البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔

۵۔أبوعثمان: ۔یہ عبدالرّحمٰن بن ملّ أبوعثمان النهديّ ہیں۔یہ نبیِ کریم ﷺ کے زمانہ میں مسلمان تو ہو چکے تھے مگر ان کی آپ ﷺ سے ملاقات نہیں ہے۔حافظؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مخضرم تابعی ہیں اور اپنے نام کے مقابلہ کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں یہ ثقہ، ثبت راوی اور نہایت عبادت گذار شخص تھے۔اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی

وفات ۹۵ھ یا اس کے کچھ بعد لکھی ہے اور انہوں نے ایک سوتیس (۱۳۰) سال یا ایک قول کے مطابق ایک سو چالیس (۱۴۰) سال کی عمر پائی ہے۔اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ بعد میں کوفہ اور پھر بصرہ میں رہنے لگے تھے لیکن حضرتِ ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پھر مدینہ منورہ آگئے تھے۔اور ان کے ثقہ راوی ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۷)۔

۶۔ابن مسعود:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ عبداللہ بن مسعود ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۷۔أبو داوُدؒ:۔یہ مصنفِ کتابؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۸۔حماد بن سَلَمة:۔یہ حماد بن سَلَمة بن دینار ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۹۔حماد بن زید:۔یہ حماد بن زید بن درهم ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۱۰۔أبو الأحوص:۔یہ سلّام بن سُلیم أبو الأحوص الکوفي الحائط ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۱۱۔أبو معاویة:۔یہ محمد بن خازم الضریر ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

الحديث/٦٣٨-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَايَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ))۔

ترجمہ /٦٣٨ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اَبان نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰ نے ابوجعفر سے نقل کرتے ہوئے (ابوجعفر نے روایت کیا) عطاء بن یَسار سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ جس وقت ایک آدمی اپنے ازار (تہبند یا پائجامہ یا شلوار کو ٹخنوں سے نیچے ازراہِ تکبر وغرور) لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا تو اُس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جا کر وضو کر۔تو وہ شخص گیا اور وضو کر کے پھر (آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ ﷺ نے) پھر فرمایا جاؤ اور وضو کرو، وہ گیا اور وضوء کر کے پھر (آپ ﷺ کے پاس) آیا تو (یہ دیکھ کر) ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا (یعنی یہ شخص تو طاہر اور باوضو تھا پھر آپ ﷺ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا) تو آپ ﷺ نے (جواب دیتے ہوئے) فرمایا (کہ میں نے اس کو وضوء کرنے کا حکم اس لئے دیا) کہ وہ اپنے ازار کو لٹکائے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ازار کو لٹکانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا (آپ ﷺ کے جواب کا ظاہری مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز غیر مقبول ہوتی ہے اور یہ غیر مقبول ہونا طہارت پر بھی اثر کرتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔اَب ظاہر ہے ایسے شخص کی نماز کا قبول نہ ہونا نیز دوبارہ وضوء کرنا یہ دونوں ہی باتیں ایسی ہیں جو دیگر احادیث اور اجماعِ امت کے خلاف ہیں لہٰذا تضاد وتعارض کا اشکال ہوسکتا ہے۔تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرنے کا حکم تو اکمل وافضل پر ابھارنے اور ترغیب دینے کے لئے ہے نہ کہ نقضِ وضوء کی وجہ سے۔اَب رہ جاتی ہے یہ بات کہ مسبلِ ازار کی نماز قبول نہیں ہوتی یہ بھی چونکہ اجماع کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز اکمل وکامل ہو کر قبول نہیں ہوتی۔اگرچہ اس کے علاوہ بھی دیگر یہ دو جواب دئے گئے ہیں (١) یہ حدیث ضعیف ہے (٢) یہ حدیث

منسوخ ہے)۔واللہ أعلم بالصواب۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۳۸)

۱۔موسیٰ بن إسماعیل:۔یہ موسیٰ بن إسماعیل المنقري التبوذكي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔أبان:۔یہ أبان بن یزید العطار أبویزید البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۳۱)۔

۳۔یحيٰ:۔یہ یحيٰ بن أبي کثیر الطائي أبو نصر الیمامي ہیں دیکھیں حدیث (۱۵اور۳۱).

۴۔أبو جعفر:۔یہ أبو جعفر الأنصاري المدني المؤذن ہیں۔انہوں نے ابو ہریرہؓ سے اوران سے یحیٰ بن ابی کثیر نے روایات نقل کی ہیں۔امام ترمذی نے کہا ان کا نام معلوم نہیں ہے۔ دارمی اور ابنِ قطان نے کہا کہ ابو جعفر ایک انصاری شخص ہیں مگر مجہول الحال والاسم ہیں۔حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ أبو جعفر المدني المؤذن ہیں۔مقبول راوی ہیں اور تیسرے طبقہ میں آتے ہیں۔اور حافظؒ ہی نے لسان المیز ان میں ان کا نام محمد بن إبراهیم بتایا ہے۔

۵۔عطاء بن یسار:۔یہ عطاء بن یسار مولیٰ میمونة أم المؤمنینؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۶۔أبو هریرةؓ:۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

(۸۵) بَابٌ فِي كُمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے (۸۵)

الحدیث/۶۳۹-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ قُنْفُذٍ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ: مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ:

((تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا))۔

ترجمہ/٦٣٩: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے مالک سے نقل کرتے ہوئے (مالک نے) روایت کیا محمد بن زید بن قُنفذ سے انہوں نے اپنی والدہ سے یہ کہ انہوں نے (یعنی ان کی والدہ نے) حضرتِ امِّ سَلَمہؓ سے دریافت کیا کہ کیا ہے وہ کپڑوں میں سے جس میں عورت نماز پڑھے (یعنی عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے) تو (ام سلمہؓ نے جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ وہ (یعنی عورت) نماز پڑھ سکتی ہے ایک سَر بند اور ایک ایسی پوری کُرتی میں جو اس کے دونوں قدموں کے اوپری حصّہ کو (بھی) چھپالے (یعنی ایک سَر بند اور ایک ایسے پورے اور نیچے کرتہ میں جو پورے بدن کو اس طرح چھپانے والا ہو کہ اس کے پاؤں کو بھی چھپا اور ڈھانپ لے عورت نماز پڑھ سکتی ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٣٩)

١۔القعنبيّ: ۔یہ عبداللّٰہ بن مسلَمة القعنبي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١)۔

٢۔مالک: ۔یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحي ہیں۔دیکھیں حدیث (١٢)۔

٣۔محمد بن زید بن قُنفُذ: ۔یہ محمدبن زید بن قُنفُذ بن المهاجر بن عمير بن جدعان القرشي التيمي المدني ہیں۔ثقہ راوی ہیں پانچویں طبقہ میں آتے ہیں۔

٤۔عن أمه: ۔اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع محمد بن زید ہیں۔لہٰذا أمّ سے محمد بن زید کی والدہ مراد ہیں یعنی آمنة أمّ حرام۔ذہبیؒ نے ان کے بارے میں لاتعرف (غیر معروف ہیں) لکھا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٥۔أمّ سَلَمةؓ: ۔آپؓ أم المؤمنين هِند بنت أبي أمية أمّ سَلَمةؓ ہیں۔دیکھیں حدیث

نمبر (۲۳۷)۔

الحديث/ ٦٤٠ -حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ- يَعْنِيْ ابْنَ دِيْنَارٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا سَأَلَتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: ((أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِيْ دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟ قَالَ: إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّيْ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبَكْرُ بْنُ مُضَرَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَصَرُوْا بِهٖ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا۔

ترجمہ /۶۴۰: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مجاہد بن موسیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عثمان بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن عبداللہ (یعنی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار) نے محمد بن زید کے واسطہ سے اس حدیث کو (یعنی اسی سابقہ حدیث نمبر ۶۳۹ کو، اور کہا محمد بن زید نے اس حدیث کو بیان کرتے وقت) عن أم سلمة (یعنی انہوں نے اس روایت کو حضرتِ ام سلمہؓ سے نقل کیا) یہ کہ انہوں نے (یعنی حضرتِ امِ سلمہؓ نے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا عورت نماز پڑھ (سکتی) ہے ایک کرتہ اور ایک دوپٹے (سربند) میں (جبکہ) اُس پر کوئی ازار نہ ہو؟ (یعنی نہ قمیص وکرتہ کے نیچے ازار وشلوار ہو اور نہ اس کے اوپر تو کیا صرف ایک کرتہ اور ایک دوپٹہ میں نماز پڑھ سکتی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں پڑھ سکتی ہے جبکہ کرتہ اتنا پورا (اور لمبا چوڑا) ہو (کہ) ڈھانپ (اور چھپا لے اس کے پاؤں کے اوپر کے حصّہ کو (یعنی اگر کرتہ اوپر

سے لے کر پاؤں تک کے بدن کو چھپانے والا ہوتب تو عورت ایک سر بند اور صرف کرتہ میں نماز پڑھ سکتی ہے ورنہ ازار یا شلوار کا ہونا ضروری ہے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو (عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کے ساتھ ساتھ محمد بن زید سے) مالک بن انس، بکر بن مضر، حفص بن غیاث، اسماعیل بن جعفر، ابن ابی ذئب اور ابنِ اسحاق نے (بھی) روایت کیا ہے عن أمه عن أم سلمة کے طریق سے (نیز) ان میں سے کسی نے بھی نبیِ کریم ﷺ کا ذکر نہیں بلکہ اس حدیث کو امِ سَلَمہؓ پر موقوف کیا (یعنی اِن حضرات کی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی روایت میں دو فرق ہیں (۱) اِن حضرات نے محمد بن زید اور امّ سَلَمہؓ کے درمیان عن أمه یعنی محمدبن زید کی والدہ کے واسطہ کا اضافہ کیا ہے جبکہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اپنی روایت کی سند میں یہ واسطہ ذکر نہیں کیا (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور اِن حضرات نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت موقوفًا علٰى أمّ سَلَمة روایت کیا ہے۔ مصنفؒ اصل میں کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع وموقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن زیادہ تر راویوں نے اس کو موقوف ہی روایت کیا ہے۔ واضح رہے کہ حافظؒ نے اس روایت کے موقوف ہونے ہی کو درست وصواب بتایا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ موقوف روایت بھی مرفوع ہی کے حکم میں ہوگی کیونکہ اس میں ایک ایسا حکم بیان کیا گیا ہے جس میں رائے وخیال کو دخل نہیں ہوسکتا اور جس موقوف حدیث میں ایسی بات اور ایسا مسئلہ مذکور ہوتا ہے وہ موقوف حدیث مرفوع ہی کے حکم میں ہوتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ صحابیؓ یا صحابیہؓ نے یہ بات آپ ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہوگی لہٰذا اس حدیث نمبر (۶۴۰) کو بھی یہی سوچ کر مرفوع ہی کے حکم میں قرار دیا جائے گا)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۰)

۱۔ مجاهد بن موسٰى: ۔ یہ مجاهد بن موسٰى بن فروخ أبوعلي الخُتَّليّ ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۳۷۶)۔

۲۔عثمان:۔یہ عثمان بن عمربن فارس بن لقیط العبدي أبو عدي یاأبو محمد البصري ہیں۔حافظؒ نے لکھاہے کہ یہ اصلاً بخاری ہیں اور ثقہ راوی ہیں اورنویں طبقہ میں سے قرار دے کرسنِ وفات ۲۹۰ھ لکھاہے۔مگر صاحبِ المنہل نے انکا سنِ وفات ۲۰۷ھ یا ۲۰۸ھ نقل کیاہے.

۳۔عبدالرحمٰن بن عبداللّٰه:۔یہ عبدالرحمٰن بن عبداللّٰه بن دینار العدويّ مولیٰ ابن عمرؓ ہیں حافظؒ نے ان کو''صَدوق يُخطئ''لکھاہےاورساتویں طبقہ میں سے شمار کیاہے.

۴۔محمد بن زید:۔یہ محمد بن زید بن المهاجر بن قُنفُذ التيمي المدني ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھاہےاور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیاہے۔دیکھیں حدیث نمبر (۶۳۹)۔

۵۔أمّ سَلَمةؓ:۔آپؓ أم المؤمنین هِند بنت أبي أمية أمّ سَلَمةؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۷)۔

۶۔أبو داؤدؒ:۔یہ مصنفِ کتابؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰)۔

۷۔مالک بن أنس:۔یہ مشہورامام فقہ مالک بن أنس الأصبحي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۸۔بکربن مُضر:۔یہ بکر بن مُضر المصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۹)۔

۹۔حفص بن غیاث:۔یہ حفص بن غِیاث بن طلق بن معاویة النخعي أبو عمر الکوفي القاضي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۲)۔

۱۰۔إسماعیل بن جعفر:۔یہ إسماعیل بن جعفر الزرقي ہیں دیکھیں حدیث (۲۵).

۱۱۔ابن أبي ذئب:۔یہ محمد بن عبدالرحمٰن ابن أبي ذئب الإمام ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵اور۱۴۱)۔

۱۲۔ابن إسحاق:۔یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۳)۔

۱۳۔محمدبن زيد:۔یہ محمد بن زيد بن المهاجر بن قنفذ ہیں۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر(۴)پراوردیکھیں حدیث نمبر(۶۳۹)۔

۱۴۔عن أمه:۔اس کی ضمیرِ مجرور محمد بن زيد کی طرف راجع ہےاور أمّ سے مراد حضرتِ محمد بن زيد کی والدۂ محترمہ امِ حرام ہیں اوران کے بارے میں حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ والدۂ محمد بن زید ہیں اوران کا نام آمـــــنۃ بیان کیا جاتا ہے نیز ان کو چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۳۹)۔

۱۵۔أم سلمةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين هند بنت أبي أميةؓ ہیں۔دیکھیں حدیث(۲۳۷)۔

(۸٦)بَابُ الْمَرْأَةِ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ

عورت کے بغیر دوپٹے (یعنی سَر چھپائے اورڈھانپے بغیر) نماز پڑھنے کا بیان (یعنی عورت کو سَر ڈھانپ کرنماز پڑھنا ضروری ہے اس کا بیان)(۸٦)

الحديث/٦٤١-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰي حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ)).

قَالَ أَبُودَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدٌ - يَعْنِى ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

ترجمہ/٦٤١:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے انہوں نے کہا

کہ ہم سے بیان کیا حجاج بن منہال نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا قتادہ سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے صفیہ بنتِ حارث سے (صفیہ) نے حضرتِ عائشہؓ سے (حضرتِ عائشہؓ نے) نبیِ کریم ﷺ سے یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا حائض (یعنی سنِ بلوغ کو پہونچی ہوئی بالغ عورت) کی نماز مگر خمار (یعنی دوپٹے اور سر بندھن) کے ساتھ (واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بالغ عورت کو نماز کے دوران اپنے سَر کا ڈھانپنا ضروری ہے اگرچہ نابالغ اور چھوٹی بچی کی نماز بغیر سَر ڈھانپے بھی صحیح ہو سکتی ہے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ اس روایت کو قتادہ ہی سے سعید بن ابی عروبہ نے (بھی) بیان کیا ہے (مگر انہوں نے) عن قتادة عن الحسن عن النبيّ ﷺ کہہ کر روایت کیا ہے (امام ابوداؤدؒ نے اس تعلیق سے یہ بتانا چاہا ہے کہ اس حدیث کو قتادہ سے دو لوگوں نے روایت کیا ہے یعنی حماد نے اور سعید نے مگر دونوں کی روایت میں فرق یہ ہے کہ حماد نے تو اس روایت کو عن عائشة عن النبيّ ﷺ کے طریق سے متصلاً ذکر کیا ہے اور سعید نے عن الحسن عن النبيّ ﷺ کہہ کر مرسلاً روایت کیا ہے کیونکہ حسن بصری نے آپ ﷺ کو نہیں پایا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ بیچ میں سے صحابی کا واسطہ حذف ہے اور جس روایت میں صحابی کا واسطہ حذف ہوتا ہے ظاہر ہے وہ روایت مرسل ہوتی ہے لہٰذا یہ روایت بھی مرسل ہی ہوگی)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۱)

۱۔محمدبن المثنّٰی:۔ یہ محمد بن المثنّٰی العنزيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔حجاج بن مِنهال:۔ یہ حجاج بن منهال الأنماطيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۰۲).

۳۔حماد:۔ یہ حماد بن سَلَمة بن دينار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۴۔قتادة:۔ یہ قتادة بن دِعامة السدوسيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔محمدبن سيرين:۔یہ محمد بن سيرين الأنصاري ہیں دیکھیں حدیث(٦٩).

٦۔صفية بنت الحارث:۔یہ صفية بنت الحارث بن طلحة بن أبي طلحه العبدي ہیں۔انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے اوران سے قتادہ بن دعامہ اورمحمد بن سیرین نے روایت کیا ہے۔ابنِ حبّان نے ان کوثقاتِ تابعین میں ذکرکیا ہے لیکن حافظؒ نے ان کوصحابیہؓ بتایا ہے۔

۷۔عائشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين حضرتِ عائشہ صدیقہؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١٨)۔

۸۔أبو داوٗدؒ:۔یہ مصنفِ کتاب أبو داوٗد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١٠)۔

۹۔سعيد:۔یہ سعيدبن أبي عروبةاليشكريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١١٧اور٣٣)۔

١٠۔ابن أبي عروبة:۔یہ سعيد بن أبي عروبة اليشكريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١١٧اور٣٣)۔

١١۔قتادة:۔یہ قتادة بن دِعامة السدوسيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦)۔

١٢۔الحسن:۔یہ الحسن بن أبي الحسن البصريّ الزاهد ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١١٧اور٢٧)۔

الحديث/٦٤٢ -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ، ((أَنَّ عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلٰى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتًا لَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ وَفِيْ حُجْرَتِيْ جَارِيَةٌ، فَأَلْقٰى إِلَيَّ حَقْوَهُ وَقَالَ لِيْ: شُقِّيْهِ بِشَقَّتَيْنِ فَأَعْطِيْ هٰذِهِ نِصْفًا وَالْفَتَاةَالَّتِيْ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ نِصْفًا فَإِنِّيْ لَاأُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ أَوْلَاأُرَاهُمَا إِلَّاقَدْ حَاضَتَا)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ هِشَامٌ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ۔

ترجمہ /٦٤٢: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عُبید نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے انہوں نے روایت کیا ایوب سے انہوں نے محمد سے یہ کہ (ایک مرتبہ) حضرتِ عائشہؓ صفیہ امِ طلحہ کے پاس گئیں (یعنی واقعۂ جمل کے بعد عبداللہ بن خلف کے گھر بصرہ میں گئیں تو انہوں نے ان کی (بالغ) بیٹیوں کو (سَر کھلے ہوئے) دیکھا تو (حضرتِ عائشہؓ نے بطورِ تعلیم یہ واقعہ اور حدیث سنائی کہ ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ (میرے پاس میرے کمرہ میں) تشریف لائے اس وقت جبکہ میرے کمرہ میں (میری آزاد کردہ ایک جوان) لڑکی تھی (اور جب آپ ﷺ نے اس جوان لڑکی کو سَر کھولے ہوئے دیکھا) تو آپ ﷺ نے مجھے ایک لنگی (تہبند وازار) دی اور مجھ سے فرمایا کہ اس (لنگی) کے دو ٹکڑے کرلو (یعنی اس لنگی کو پھاڑ کر آدھی آدھی کے دو ٹکڑے کرلو) اور آدھی (لنگی کا ٹکڑا) اس کو (یعنی اپنی لونڈی کو) دیدو اور آدھی (لنگی کا ٹکڑا) اُس جوان (لڑکی) کو دیدو جو امِ سلمہ کے پاس ہے (تاکہ تمہاری اور ام سلمہ کی دونوں لونڈیاں اس کا دوپٹہ بنا کر اپنے سَر کو چھپا لیا کریں) کیونکہ میرا خیال (وغالب گمان) اس کے بارے میں یہی ہے کہ یہ بالغ ہوچکی ہے۔ یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میرا خیال (وغالب گمان) ان دونوں کے بارے میں یہی ہے کہ یہ بالغ ہوچکی ہیں۔ (واضح رہے کہ اگر کسی کو اس روایت پر یہ اشکال ہو کہ ابن ماجہ کی روایت میں تو اپنے عمامہ میں سے تھوڑا سا ٹکڑا پھاڑ کر دینے کا ذکر ہے اور یہاں پر اس روایت میں ایک لنگی کے دو ٹکڑے کرکے دینے کا ذکر ہے تو ان احادیث میں یہ تعارض کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں دو الگ الگ واقعے مذکور ہیں اس لئے آپ کو تضاد وتعارض کا کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا اور ایسے ہی (یعنی جس طریقہ سے ایوب نے اس روایت کو محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے ویسے ہی) اس حدیث کو ہشام (بن حسّان) نے بھی محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۲)

۱۔محمدبن عبید:۔ یہ محمدبن عبیدبن حساب البصريّ ہیں.دیکھیں حدیث(۷۲).

۲۔حماد بن زید:۔ یہ حماد بن زید بن درهم ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴)۔

۳۔أیوب:۔ یہ أیوب بن أبي تميمة السختياني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۷۱)۔

۴۔محمد:۔ یہ محمد بن سیرین الأنصاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۶۹)۔

۵۔عائشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں دیکھیں حدیث(۱۸).

۶۔صفية أم طلحة الطلحات:۔ یہ صفية بنت الحارث بن طلحة بن أبي طلحة العبدي أمّ طلحة الطلحات ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۴۱)۔

۷۔أم سَلَمةؓ:۔آپؓ هندبنت أبي أمية أم المؤمنينؓ ہیں دیکھیں حدیث نمبر(۲۳۷).

۸۔أبو داؤدؒ:۔ یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)۔

۹۔هشام:۔ یہ هشام بن حسان الأزدي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۹)۔

۱۰۔ابن سيرين:۔ یہ محمد بن سيرين الأنصاري ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۹)۔

(۸۷)بَابُ مَاجَاءَ فِيُ السَّدُلِ فِيُ الصَّلَاةِ

اُن احادیث کا بیان جو وارد ہوئی ہیں نماز میں سدل (کپڑا لٹکانے) کے بارے میں (۸۷)

الحديث/٦٤٣ -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بُنُ الُعَلَاءِ وَإِبُرَاهِيُمُ بُنُ مُوسٰى عَنِ ابُنِ الُمُبَارَكِ عَنِ الُحَسَنِ بُنِ ذَكُوَانَ عَنُ سُلَيُمَانَ الُأَحُوَلِ عَنُ عَطَاءٍ، قَالَ إِبُرَاهِيُمُ عَنُ أَبِيُ هُرَيُرَةَ: ((أَنَّ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰي عَنِ السَّدُلِ فِيُ الصَّلَاةِ،

وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ عِسْلٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰي عَنِ السَّدْلِ فِيْ الصَّلَاةِ)).

ترجمہ/٦٤٣:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء اور ابراہیم بن موسیٰ نے (ان دونوں نے روایت کیا) ابنِ مبارک سے انہوں نے حسن بن ذکوان سے انہوں نے سلیمان اَحول سے انہوں نے عطاء سے (اور محمد بن علاء اور ابراہیم بن موسیٰ میں سے ہمارے شیخ) ابراہیم نے کہا عن أبي هريرةؓ (واضح رہے کہ مصنفؒ کے اس قول قال إبراهيم عن أبي هريرة کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) ہمارے شیخ إبراهيم نے تو اس روایت کو متصلاً اور مرفوعاً بیان کیا ہے لیکن ابنِ علاء نے مُرسلاً روایت کیا یعنی صحابی کا واسطہ حذف کر کے (۲) ہمارے شیخ ابراہیم نے تو اس روایت کو متصلاً مرفوعاً بیان کیا ہے اور محمد بن علاء نے موقوفاً یعنی حضرتِ ابوہریرہؓ کا قول کر کے بیان کیا ہے۔ بہرحال حضرتِ ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ) بے شک رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سَدل (کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا ہے نیز اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ آدمی (کپڑے یا عمامہ اور رومال سے) اپنے منہ کو (نماز کے دوران) ڈھانپ لے (واضح رہے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مجوسی اپنی عبادت کے دوران ایسا کرتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کی مشابہت سے حفاظت کی خاطر یہ ممانعت فرمائی ہے اور سَدل سے ممانعت کی حکمت و مصلحت یہودیوں کی مشابہت سے بچانا ہے کیونکہ وہ نماز کے دوران ایسا کرتے تھے)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ روایت کیا اس کو (یعنی اسی سابقہ حدیث نمبر (٦٤٣) کو) عِسل نے بھی عن عطاء عن أبي هريرة کے طریق سے (یعنی جس طریقہ سے حضرت عطاء سے اس حدیث کو

متصلاً ومرفوعاً سلیمان اَحول نے روایت کیا ہے ویسے ہی متصلاً ومرفوعاً حضرتِ عِسل نے بھی روایت کیا ہے۔اور عسل کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں)''**أن النبيّ ﷺ نهٰي عن السدل في الصّلاة**'' (واضح رہے کہ مصنفؒ نے اپنی اس عبارت **قال أبو داؤد الخ** سے دو باتیں کہنی چاہی ہیں (۱) اس حدیث کے مرفوع متصل ہونے کی تائید (۲) دوسری بات یہ بتائی ہے کہ اس حدیث میں اِن الفاظ یعنی ''**وَأن يغطي الرجل فاه**'' کے اضافہ کو نقل کرنے والے صرف سلیمان اَحول ہیں)۔

نوٹس:۔اس حدیث میں مذکور ''**سَدل**'' کی کیفیت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جن کو بڑی بڑی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے تاہم کچھ نہ کچھ یہاں بھی لکھا جاتا ہے۔خطابی کا کہنا ہے کہ سَدل یہ ہے کہ کپڑے کو چھوڑ دے اور وہ زمین تک لٹکا رہے۔صاحبِ نہایہ نے لکھا ہے کہ سَدل اس کو کہتے ہیں کہ کپڑا اوپر سے اوڑھ کر چھوڑ دیا جائے اور ہاتھوں کو اس کے اندر کرلیا جائے جیسے یہودی کرتے ہیں۔یا یہ ہے کہ سَر پر سے چادر اوڑھی جائے اور اس کے دونوں کناروں کو دائیں بائیں ایسے ہی لٹکتا ہوا چھوڑ دیا جائے یعنی بُکّل نہ مارا جائے۔علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کندھوں پر لٹکا ہوا رومال۔ہاتھوں کو آستینوں میں ڈالے بغیر پہنی جانے والی قمیص، قبا، جبہ اور کرتہ بھی اسی میں یعنی سَدل میں داخل ہے۔**واللّٰه أعلم بالصواب**۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۳)

۱۔**محمد بن العلاء**:۔یہ **محمد بن العلاء بن كريب الهمداني** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۔**إبراهيم بن موسٰى**:۔یہ **إبراهيم بن موسٰى بن يزيد الرازيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۳۔ابن المبارک:۔یہ عبدالله بن المبارک المروزيّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۸).

۴۔الحسن بن ذكوان :۔یہ الحسن بن ذكوان المعلّم البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۱۱اور۲۹۳)۔

۵۔سليمان الأحول :۔یہ سليمان بن أبي مسلم المكي الأحول ہیں۔انہوں نے سعید بن جُبیر، مجاہد، طاؤس اور طارق بن شہاب وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں اوران سے شعبہ، ابن عیینہ، حسین معلّم اورابنِ جریج وغیرہ نے۔حافظؒ نے ان کو"ثقة ثقة"لکھاہےاور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔عطاء:۔یہ عطاء بن أبي رَباح القرشي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸۶)۔

۷۔إبراهيم:۔یہ إبراهيم بن موسیٰ بن يزيد الرازيّ ہیں دیکھیں حدیث نمبر(۳۵)۔

۸۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ مشہوراورکثیرالراویہ صحابیؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

۹۔أبو داؤدؒ:۔یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)۔

۱۰۔عِسْل:۔یہ عِسْل(بكسر العين و سكون السين وقيل بفتحتين) ابن سفيان التميمي اليربوعي أبو قرّة البصريّ ہیں۔انہوں نے ابن ابی ملیکہ اورعطاء بن ابی رَباح سے روایت کیا ہے اوران سے حمادَین اورروح بن عبادہ نے۔حافظؒ نے ان کوضعیف راوی لکھاہےاور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۱۱۔عطاء:۔یہ عطاء بن أبي رَباح ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸۶)۔

۱۲۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

الحديث/٦٤٤-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ حَدَّثَنَا

حَـجَّـاجٌ عَـنِ ابْـنِ جُـرَيْـجٍ، قَـالَ: ((أَكْثَرُ مَارَأَيْتُ عَطَاءً يُصَلِّي سَادِلًا)). قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَهٰذَا يُضعِّفُ ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ۔

ترجمہ / ۶۴۴: ۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ بن طبّاع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حجاج نے انہوں نے روایت کیا ابنِ جریج سے (یہ کہ) انہوں نے فرمایا کہ میں نے اکثر حضرتِ عطاء کو سادِلا (یعنی کپڑا لٹکائے ہوئے) نماز پڑھتے دیکھا ہے (یعنی اپنی روایت کے خلاف عمل کرتے تھے) فرمایا امام ابوداؤد نے اور یہ (یعنی حضرتِ عطاء کا یہ فعل) ضعیف ثابت کررہا ہے اس حدیث کو (یعنی سابقہ حدیث نمبر۶۴۳ کو)۔

نوٹس: ۔مصنفؒ نے حضرتِ عطاء کے اس اثر کو پہلی روایت یعنی حدیث نمبر (۶۴۳) کے بعد لاکر شاید یہ بتانا چاہا ہے کہ حضرتِ عطاء اس روایت کو ضعیف سمجھتے تھے جب ہی تو اس کے خلاف عمل کرتے تھے۔ یا ان کے نزدیک جوازِ سَدل اور عدمِ جوازِ سدل میں جواز کا قول راجح تھا ورنہ ایسا عمل نہ کرتے۔ اور واضح رہے کہ جوازِ سَدل کی حضرتِ عطاء کے علاوہ اور بھی ایک بڑی جماعت قائل ہے۔۔۔ یہاں پر یہ بھی واضح کردینا مناسب ہے کہ بعض نسخوں میں یہ عبارت یعنی حضرتِ عطاء کا یہ اثر پچھلی روایت یعنی حدیث نمبر (۶۴۳) میں پائے جانے والے قال أبو داؤد الخ سے پہلے مکتوب و منقول ہے۔ اور بعض نسخوں میں اس اثرِ عطاء یعنی حدیث نمبر (۶۴۴) کے بعد۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۴)

۱۔**محمدبن عیسٰی:** ۔یہ محمد بن عیسٰی بن نجیح أبو جعفر بن الطبّاع ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۲۔**حجاج:** ۔یہ حجاج بن محمدالمِصّیصي الأعور ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۴)۔

۳۔ابن جريج:۔ یہ عبدالملک بن عبدالعزيز بن جُريج الأمويّ المكيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲۴)۔

۴۔عطاء:۔ یہ عطاء بن أبي رَباح ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸۶)۔

۵۔أبو داؤدؒ:۔ یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)۔

(۸۸)بَابُ الصَّلاةِ فِيْ شُعُرِ النِّسَاءِ

عورتوں کے کپڑوں پر(یعنی اُن کپڑوں پر جو جسم سے لگے ہوتے ہیں)نماز پڑھنے(یا نہ پڑھنے)کا بیان(۸۸)

الحديث/٦٤٥-حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثنا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدٍ - يَعْنِى ابْنَ سِيْرِيْنَ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَؓ، قَالَتْ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُصَلِّيْ فِيْ شُعُرِنَا أَوْلُحُفِنَا)). قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: شَکَّ أَبِيْ۔

ترجمہ/٦٤٥:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبیداللہ بن معاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اشعث نے انہوں نے روایت کیا محمد سے۔یعنی محمد بن سیرین سے۔انہوں نے عبداللہ بن شقیق سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے(یہ کہ)انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے شُعُر (یعنی اُن کپڑوں میں جو بدن سے لگے رہتے ہیں مثلاً قمیص،ازار،ساری،شلوار اور کرتی وغیرہ)میں یا(میرے والد معاذ نے فرمایا کہ حضرتِ

عائشہؓ نے) في لُحُفنا یعنی ہمارے لُحُف (اوڑھنے کی چادروغیرہ) میں نماز نہیں پڑھتے تھے فرمایا۔ راویِ حدیث حضرتِ عبید اللہ بن معاذ نے فرمایا کہ شک (کا اظہار) میرے والد نے کیا ہے (یعنی حضرتِ عائشہؓ نے حدیث بیان کرتے وقت فِيْ شعرنا فرمایا تھایا في لُحُفِنا فرمایا تھا یہ شک میرے والد حضرت معاذ کو ہوا ہے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف پر جو باب ہے اسمیں جو في شعرنا النساء کا لفظ ہے اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مؤلفؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شُعُر النساء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے نہ کہ لُحف النساء میں کیونکہ اسکی کراہت وممانعت کی وجہ ہے حیض کے خون کا کپڑوں کو لگ جانے کا امکان اور یہ شُعُر میں ہوتا ہے نہ کہ لُحُف میں اسلئے ممانعت وکراہت بھی شُعُر ہی میں ہوگی نہ کہ لُحُف میں اور ایک خاص بات یہاں پر یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ یہی باب کتاب الطھارۃ میں بھی بالکل اسی نام یعنی باب الصلاۃ في شعر النساء کے نام سے گذر چکا ہے اور اسمیں بھی بالکل یہی حدیث اسی سند کے ساتھ مذکور ہے۔ دیکھیں باب نمبر (۱۳۴۔ حدیث نمبر ۳۶۷۔) اور یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں یہاں پر کتاب الصلاۃ میں نہ یہ باب ہے اور نہ ہی یہ حدیث مذکور ہے۔ اور یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا مناسب ہے کہ بعض اُن نسخوں میں جنمیں یہاں پر یعنی کتاب الصلاۃ میں یہ باب اور یہ حدیث مذکور ہے اس حدیث کی سند میں عن عبداللّٰہ بن شقیق کے بعد عن شقیق کا اضافہ مذکور ہے تو سمجھ لیں کہ ان نسخوں میں یہ اضافہ غلط ہے یا یہ کہہ لو کہ نساخ کی بھول اور سہو ہے کیونکہ اسی حدیث کو ترمذیؒ، نسائیؒ اور خود ابوداؤدؒ نے بھی کتاب الطھارۃ میں باب نمبر (۱۳۴) میں ذکر کیا ہے اور ہر ایک نے عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن عائشۃؓ ہی کہا ہے یعنی عبد اللّٰہ اور عائشۃؓ کے درمیان شقیق کا اضافہ ذکر نہیں کیا ہے اس لئے اس اضافہ کو غلطی یا نساخ کی بھول اور سہو ہی کہا جائے گا۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٤٥)

١۔عبیداللّٰہ بن معاذ:۔یہ عبید اللّٰہ بن مُعاذ العنبري أبوعمرو البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٥٣)۔

٢۔أبي:۔اس میں أبٌ سے مراد عبید اللّٰہ کے والد مُعاذ العنبريّ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (١٥٣)۔

٣۔الأشعث:۔یہ أشعث بن عبداللّٰہ بن جابر الأزدي البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٢٧)۔

٤۔محمد:۔یہ مشہورامامِ فقہ محمدبن سیرین الأنصاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦٩)۔

٥۔ابن سیرین:۔یہ محمد بن سیرین الأنصاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦٩)۔

٦۔عبداللّٰہ بن شقیق:۔یہ عبداللّٰہ بن شقیق العُقَیلي البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٣٦٧)۔

٧۔عاعشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنین عائشة بنت أبي بکر الصدیقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١٨)۔

٨۔عبید اللّٰہ:۔یہ عبیداللّٰہ بن معاذ العنبري أبوعمرو البصري ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١٥٣)۔

٩۔أبي:۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ عبیداللّٰہ کے والد حضرت مُعاذ العنبري ہیں۔ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(١٥٣)۔

(٨٩)بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ عَاقِصًا شَعْرَهُ

اُس شخص (کے حکم) کا بیان جو اپنے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جو شخص اس حال میں نماز پڑھے کہ اپنے بالوں کو موڑ کر جوڑا باندھے ہوئے ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟) (٨٩)

الحديث/٦٤٦ -حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ، ((أَنَّهُ رَأَى أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّيْ قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضُفُرَهُ فِيْ قَفَاهُ، فَحَلَّهَا أَبُوْ رَافِعٍ فَالْتَفَتَ حَسَنٌ إِلَيْهِ مُغْضَبًا، فَقَالَ أَبُوْرَافِعٍ: أَقْبِلْ عَلٰى صَلَاتِكَ وَلَاتَغْضَبْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ. كِفْلُ الشَّيْطَانِ)) يَعْنِيْ مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ - يَعْنَى مَغْرِزَ ضُفُرِهٖ۔

ترجمہ/٦٤٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے انہوں نے روایت کیا ابن جریج سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمران بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کیا سعید بن ابی سعید المقبُریؒ سے (یہ کہ وہ) بیان کرتے ہیں اپنے والد (ابوسعید مقبری) سے نقل کرتے ہوئے یہ کہ انہوں نے دیکھا (تھا) ابورافع مولیٰ النبی ﷺ کو کہ وہ (یعنی ابورافع) حسن بن علیؓ کے پاس سے گذرے (اُس وقت) جبکہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنے بالوں (کی میریوں) کو اپنی گدّی پر (یعنی گردن کے

پیچھے جوڑے کی طرح) باندھ رکھا تھا (جب ابورافع نے ان کے بالوں کو اس طرح بندھا دیکھا) تو ان کو کھول دیا (ابورافع کے اس عمل کی وجہ سے) حضرتِ حسن ان کی طرف غصہ سے متوجہ ہوئے (یعنی ان کی طرف غصہ سے اور غضبناک ہوکر دیکھا) تو ابورافع نے کہا: اپنی نماز میں متوجہ رہو اور غصہ نہ کرو (یعنی نماز پڑھتے رہو اور میرے اس عمل پر غصہ نہ کرو) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ (یعنی بالوں کو جوڑا بنا کر موڑ کر باندھنا) شیطان کا حصہ ہے (یعنی نمازی کے نماز میں سے یہ کام شیطان کا حصّہ ہوتا ہے) یعنی بالوں کا باندھنا شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہوتا ہے۔ (واضح رہے کہ مصنفؒ نے جو یہ جملے بڑھائے ہیں) **يَعْنِي مَقْعَدَ الشَّيْطَانِ - يَعْنِي مَغْرِزَ ضُفُرِهِ** ان میں سے پہلے جملہ سے تو **كفل الشيطان** کی تفسیر و وضاحت کی ہے کیونکہ کِفْل اصل میں اُس چادر کو کہتے ہیں جو اونٹ کے کوہان کے اردگرد سوار کو گرنے سے بچانے کے لئے باندھی اور بچھائی جاتی ہے اور جس پر سوار بیٹھتا ہے یعنی گویا کِفْل سوار کی بیٹھک اور بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے لہٰذا **كفل الشيطان** کا مطلب ہوگا شیطان کی بیٹھک اور اس کے بیٹھنے کی جگہ۔ اور دوسرے جملہ سے "**ذٰلک كفل الشيطان**" میں جو اسمِ اشارہ **ذٰلک** ہے اس کا مشار الیہ بتایا ہے یعنی اس کا مشار الیہ ہے بالوں کا جوڑا بنا کر باندھنا۔ یا باندھنے کی جگہ۔ کیونکہ جب بال بندھے ہوتے ہیں تو سجدہ نہیں کرتے لہٰذا بالوں کے کھلا ہونے کی شکل میں ان کے بھی سجدہ کرنے کی وجہ سے مصلی کو جو ثواب ملتا ہے وہ ان کے بندھا ہونے کے وقت سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مصلی کو نہیں ملتا اور ثواب گھٹنا یا نہ ملنا شیطان کی خوشی اور سرور کی بات ہے اس لئے شیطان بالوں کے باندھنے کی جگہ پر بیٹھ کر خوش اور مسرور ہوتا ہے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے بالوں کا جوڑا باندھنے اور ان کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے کی کراہت و مذمت معلوم ہورہی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ مذمت و کراہت مردوں کے لئے ہے نہ کہ عورتوں کے لئے کیونکہ بال تو ستر میں داخل ہیں اَب اگر وہ بھی ان کو نہ باندھیں گی اور ایسے ہی چھوڑے رکھیں گی تو ان کا

چھپانا مشکل ہوگا اور بسا اوقات کشفِ عورت کی وجہ سے بطلانِ صلاۃ کی نوبت آجائے گی.

تعارف رجالِ حدیث (٦٤٦)

١۔الحسن بن عليّ: ۔یہ الحسن بن عليّ بن محمد الهذلي أبوعلي الخلال الحلواني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢٧)۔

٢۔عبدالرزاق:۔یہ عبد الرزاق بن همام الحميَري ہیں۔دیکھیں حدیث (٢٧)۔

٣۔ابن جُریج:۔یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج ہیں دیکھیں حدیث (١٩اور٢٤).

٤۔عمران:۔یہ عمران بن موسٰی بن عمرو بن سعيد بن العاص الأمويّ ہیں۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز اور سعید مقبری سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف عبدالملک بن عبد العزیز بن جریج نے۔ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور ان کو ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٥۔سعید:۔یہ سعيد بن أبي سعيد المقبُريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢٥١)۔

٦۔عن أبيه :۔اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع سعید ہیں اور اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ سعید کے والد أبو سعيد المقبريّ ہیں۔یعنی أبو سعيد كَيُسان المقبُريّ مولٰى أم شريک۔ اور ان کے بارے صاحبِ المنهل نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ انہوں نے حضرتِ عمرؓ، علیؓ، ابو ہریرہؓ اور ابوسعید خدری سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے ان کے بیٹے سعید نے اور ثابت بن قیس، عبدالملک بن نوفل اور حمید بن زیاد نے۔ابنِ سعد نے ان کو اہلِ مدینہ کے طبقۂ اولی میں ذکر کیا ہے۔واقدی نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث اور حافظ نے مقبول کہا ہے اور دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور واقدی نے ان کی وفات ١٠٠ھ میں بتائی ہے اور ابنِ سعد نے ولید بن عبدالملک کے دورِ

خلافت میں۔اور طحاویؒ نے جوان کی وفات ۱۲۵ھ میں بتائی ہے حافظؒ کا کہنا ہے کہ وہ ان کا وہم ہے کیونکہ یہ تو ان کے بیٹے سعید کا سنِ وفات ہے نہ کہ ان کا۔اصل میں طحاویؒ نے ان کے ابورافع اور حسن بن علی سے سماع کا انکار کرنا چاہا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے بالجزم والیقین یہ بات کہی ہے کہ ان کا سماع حضرتِ عمرؓ سے ثابت ہے اور جب اُن سے ثابت ہے تو ابورافعؓ اور حسن بن علیؓ سے تو بطریقِ اولیٰ ہوگا۔اور ایک وجہ طحاویؒ کے قول کے وہم ہونے کی یہ بھی ہے کہ ان کے قول کے حساب سے ابوسعید مقبُری کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال بیٹھتی ہے جبکہ کسی نے بھی ان کی یہ عمر نہیں بتائی ہے۔اور مزید تفصیل کے لئے۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۸۵)۔

۷۔أبو رافع:۔یہ إبراهيم یا أسلم أبو رافع مولیٰ النبي ﷺ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۹)۔

۸۔حسن بن عليؓ:۔آپؓ حسن بن علي بن أبي طالب الهاشمي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۷۶)۔

الحديث/٦٤٧-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا، مَولَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ ((أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوْصٌ مِنْ وَرَائِهِ، فَقَامَ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ وَأَقَرَّلَهُ الْآخَرُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَالَكَ وَرَأْسِي؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ))۔

ترجمہ/۶۴۷:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ نے انہوں نے کہا

کہ ہم سے بیان کیا ابنِ وہب نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن الحارث سے یہ کہ بُکیر نے اُن سے (یعنی عمرو بن الحارث سے) بیان کیا یہ کہ کُریب مولیٰ ابنِ عباس نے اُن سے (یعنی کُریب سے) یہ بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) حضرتِ عبداللہ بن عباسؓ نے عبداللہ بن حارث کو ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کا سَر (یعنی سَر کے بال) ان کے پیچھے کو (موڑ کر جوڑے کی طرح) بندھے ہوئے تھے تو (حضرتِ ابن عباسؓ یہ دیکھ کر) ان کے پیچھے کو کھڑے ہوکر اس کو (یعنی ان کے بالوں کے بندھے ہوئے جوڑے کو) کھولنے لگے اور دوسرے (یعنی عبداللہ بن حارث) اس کے لئے (یعنی ابن عباسؓ کے اس کھولنے کے عمل کے لئے چپ چاپ) برقرار (کھڑے) رہے۔ اور جب وہ (یعنی ابنِ حارث) نماز سے فارغ ہوئے تو ابنِ عباس کے پاس آ کر (یا ان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے) کیا ہوا آپ کو اور میرے سر کو (یعنی آپ نے میرے سَر کے بال کیوں چھوئے اور کھولے تو) انہوں نے (یعنی ابنِ عباسؓ نے (جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اس لئے کھولے ہیں کیونکہ) بے شک مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہی حقیقت ہے کہ اس کی مثال (یعنی جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے والے کی مثال) اُس شخص کی سی ہے جو نماز پڑھ رہا ہو ایسی حالت میں کہ وہ (یعنی اس کے ہاتھ پیچھے کو رسی وغیرہ سے) بندھے ہوئے ہوں۔ (اور چونکہ رسی وغیرہ سے پیچھے کو ہاتھ بندھے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ اور بُرا ہے اس لئے بالوں کا پیچھے کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا بھی مکروہ اور بُرا ہی ہے اس لئے میں نے تمہارے بالوں اور جوڑے کو کھولا ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۷)

۱۔محمد بن سَلَمة: ۔یہ **محمد بن سَلَمة ابن أبي فاطمة المراديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۲۔ابن وهُب: ۔یہ **عبدالله بن وهُب بن مسلم القرشي الفهريّ** ہیں۔دیکھیں

حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔عمرو بن الحارث :۔ یہ عمرو بن الحارث بن یعقوب الأنصاريّ أبو أیوب المصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۲۰)۔

۴۔بُکَیر:۔ یہ بُکَیر بن عبداللّٰہ بن الأشج القرشي المخزوميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۰)۔

۵۔کُریب:۔ یہ کُریب بن أبي مسلم مولیٰ ابن عباسؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۴۵).

۶۔عبد اللّٰہ بن عباسؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۷۔عبداللّٰہ بن الحارث:۔ یہ عبداللّٰہ بن الحارث کون ہیں اس بارے میں مجھے کہیں کوئی صراحت نہ مل سکی اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپکے پاس اس سلسلہ میں کوئی تفصیل ہو تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔جزاک اللہ محمد یامین قاسمی ۲۴۱۶۵۵۹.۰۵۹۱۔

۸۔ابن عباسؓ :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشي ہیں۔دیکھیں حدیث (۳)۔

(۹۰)بَابُ الصَّلَاةِ فِيُ النَّعْلِ

جوتوں میں نماز پڑھنے (کے جواز وعدمِ جواز) کا بیان (یعنی جوتے اتار کر نماز پڑھنی چاہیئے یا جوتوں سمیت اس باب میں یہ بیان ہوگا)(۹۰)

الحديث/٦٤٨-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحيٰ عَنِ ابُنِ جُرَيُجٍ حَدَّثَنِيُ مُحَمَّدُ بُنُ عَبَّادِ بُنِ جَعُفَرٍ عَنِ ابُنِ سُفُيَانَ عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ السَّائِبِ، قَالَ:

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ))۔

ترجمہ /۶۴۸:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ نے انہوں نے نقل کیا ابنِ جُریج سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن عباد بن جعفر نے انہوں نے روایت کیا ابنِ سفیان سے انہوں نے عبداللہ بن سائب سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتحِ (مکہ) کے دن دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنے نعلین مبارکین کو نکال (کر) اپنی بائیں جانب (رکھ) رکھا (تھا)۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب نمازی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے جوتوں کو نکال کر اپنی بائیں طرف رکھے تاکہ اس کی داہنی جانب اور سائڈ اقذار و گندگی سے محفوظ رہے یہ بھی واضح رہے کہ یہ بائیں جانب جوتے رکھنے والی بات تب ہے جب آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو کیونکہ جب اس کے دائیں اور بائیں دوسرے نمازی ہوں تو پھر جوتوں کو اپنے پاؤں کے درمیان رکھے۔ دیکھئے اس کے بعد اَب یہ اشکال بھی نہ ہوگا کہ اس حدیث نمبر (۶۴۸) جس میں بائیں طرف جوتے رکھنے کا ذکر ہے اور ابنِ ماجہ کی اُس حدیث میں تضاد کیوں ہو رہا ہے جس میں پیروں کے بیچ میں جوتے رکھنے کا حکم ہے کیونکہ یہ حدیث نمبر (۶۴۸) تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے اور ابنِ ماجہ کی حدیث جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۴۸)

۱۔مسدّد:۔یہ مسدد بن مُسرهد الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔یحيٰ:۔یہ یحيٰ بن سعيد بن فروخ القطان ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ابن جُریج:۔یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج ہیں۔دیکھیں حدیث

نمبر(۱۹)اور(۲۴)۔

۴۔محمد بن عباد بن جعفر :۔یہ محمد بن عباد بن جعفر المخزوميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۶۳)۔

۵۔ابن سفيان :۔یہ عبدالله بن سفيان أبوسلَمة المخزوميّ ہیں۔یہ اپنی کنیت أبوسلَمة سے زیادہ مشہور ہیں۔انہوں نے عبدالله بن السائب اورأبوأمية بن الأخنس سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے محمد بن عباد، یحیٰ بن عبداللہ اورعمر بن عبدالعزیز نے۔حافظؒ نے ان کوثقہ لکھاہےاور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہےاورنوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ أبوسَلَمة بن سفيان بن عبدالأشهل المخزومي ہیں اورابواحمد حاکم نے ان کاذکر مَن لايعرف اسمه میں کیا ہے۔

۶۔عبد الله بن السائبؓ :۔آپؓ عبدالله بن السائب بن أبي السائب صيفي بن عائذ بن عبدالله بن عمر بن مزوم المخزومي أبوالسائب یاأبوعبدالرحمٰن المكّي ہیں ان کواوران کے والدالسائب بن أبي السائب دونوں کوشرفِ صحابیت حاصل ہے۔یہ اہلِ مکّہ کے مشہورقاری تھے مجاہدوغیرہ نے انہیں سے پڑھا ہے۔ان کی وفات مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن زبیر کے دورِامارت میں ہوئی ہےاورانکی نمازِ جنازہ حضرتِ عبداللہ بن عباسؓ نے پڑھائی ہے۔

الحديث/٦٤٩ -حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ عَاصِمٍ قَالَا أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِي أَبُوْسَلَمَةَ بْنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: ((صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ أَوْذِكْرَ

مُوسٰی وَعِیسٰی - ابْنُ عَبَّادٍ یَشُکُّ أَوِ اخْتَلَفُوا - أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَحَذَفَ فَرَكَعَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ لِذٰلِکَ))۔

ترجمہ /۶۴۹:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق اور ابو عاصم نے بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابنِ جریج نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا محمد بن عباد بن جعفر کو یہ کہتے ہوئے کہ مجھے خبر دی ابوسلمہ بن سفیان، عبداللہ بن مسیّب عابدی اور عبداللہ بن عمرو (تینوں) نے عبداللہ بن سائب سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ مکرمہ میں (فتحِ مکہ کے سال یا فتحِ مکہ کے دن) صبح کی (یعنی فجر کی) نماز پڑھائی تو (سورۂ فاتحہ کے بعد قراءت کرتے ہوئے) سورۂ مؤمنین (یعنی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کو پڑھنا) شروع کیا یہاں تک کہ جب (پڑھتے پڑھتے آپ ﷺ) موسیٰ اور ہارون کے ذکر (وقصہ یعنی اس آیت "ثُمَّ اَرْسَلْنَامُوْسٰی وَاَخَاهُ هَارُوْنَ -الآیة) پر پہونچے۔ یا۔ موسیٰ اور عیسیٰ کے ذکر (وقصہ یعنی اس آیت "وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗ آیَةً") پر پہونچے۔ یہ ابنِ عباد کو شک ہو رہا ہے یا انہوں نے (یعنی ابنِ عباد کے شیوخ ابوسلمہ وغیرہ ہی نے) اختلاف کیا ہے (اس کو بیان کرنے میں)۔ (واضح رہے کہ اس بات کو کہنے والے ابنِ جریج ہیں اور ان کے قول کا خلاصۂ وماحصل یہ ہے کہ یہ یا تو ابنِ عباد کو شک ہو رہا ہے یا ان کے شیوخ ہی نے اُن سے اس اختلاف کے ساتھ روایت بیان کی تھی یعنی کسی نے "حتی إذا جاءَ ذکر موسی وھارون" کہا تھا اور کسی نے ذکر موسٰی وعیسٰی کہا تھا یعنی ابنِ عباد کو روایت میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے شیوخ کی دونوں طرح کی روایت کو سامنے رکھ دیا ہے یعنی اپنے تلامذہ ابن جریج وغیرہ کے سامنے۔ بہر حال جب آپ ﷺ مذکورہ بالا کسی بھی آیت پر پہونچے تو ان کے قصہ میں تدبر وفکر کرنے کی وجہ سے رونے اور حلق میں خشکی وتکلیف کی بنا پر آپ ﷺ کو) کھانسی آنے لگی تو

(آپ ﷺ اس سورت کو پورا نہ کر سکے بلکہ قراءت کو یہیں) موقوف (وترک) کر کے رکوع میں چلے گئے۔اور عبداللہ بن السائب اس (واقعہ کے وقت وہاں) موجود (تھے)۔

نوٹس :۔سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جو "ذکر موسی وھارون اور ذکر موسٰی وعیسٰی" میں جو لفظِ ذکرؔ ہے اس کو بر بنائے فاعل مرفوع اور بر بنائے مفعول منصوب دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔اور حدیث کے بالکل آخر میں جو یہ جملہ "وعبد اللّٰه بن السائب حاضر لذٰلک" ہے اگر اس کو دیکھ کر یہ اشکال ہو کہ اس کو تو "وأنا حاضر لذٰلک" ہونا چاہئے تھا کیونکہ قیاس وقاعدہ کا تقاضہ یہی ہے تو پھر انہوں نے قیاس وقاعدہ کی مخالفت کیوں کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس وقاعدہ اگر چہ یہی تھا مگر چونکہ حدیث میں مذکور الفاظ "صَلّٰی بنا" میں ایک طرح کا ابہام تھا اس لئے اُس ابہام کو دور کرنے اور اپنی بیان کردہ حدیث کو مضبوط وقوی کرنے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے اور ایسے وجوہات ومقاصد کی بناء پر ایسا کرنے کو قیاس وقاعدہ کی مخالفت نہیں کہا جاتا۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ جناب اس حدیث میں تو جوتوں کا کوئی ذکر نہیں ہے تو پھر اس کو اس باب سے کیا مطابقت ہے اور اس کو اس باب میں کیوں لایا گیا؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کیونکہ یہ حدیث اپنے سے پہلے والی حدیث یعنی حدیث نمبر (٦٤٨) کی تفصیلی شکل ہے یعنی گویا دونوں حدیثیں ایک ہی ہیں اور پہلی میں جوتوں کا ذکر ہے لہٰذا اس میں بھی ہے۔اور یہ دونوں ایک ہی حدیث ہیں اس کی تائید مسندِ احمد اور نسائی کی روایت سے ہوتی ہے کیونکہ ان کی روایت میں یہ پورا تفصیلی واقعہ بھی مذکور ہے اور آپ ﷺ کا اپنے جوتوں کو نکال کر اپنی بائیں جانب رکھنا بھی مذکور ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٤٩)

١۔الحسن بن عليّ : ۔یہ الحسن بن عليّ بن محمد الهذلي أبوعلي الخلال

الحلواني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔عبدالرزاق:۔یہ عبد الرزاق بن همام الحميَريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۳۔أبو عاصم:۔یہ أبو عاصم ضحاک بن مخلد النبيل ہیں۔دیکھیں حدیث (۳۵).

۴۔ابن جُريج:۔یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج ہیں دیکھیں حدیث (۱۹ اور ۲۴).

۵۔محمد بن عباد بن جعفر :۔یہ محمد بن عباد بن جعفر المخزوميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۳)۔

۶۔أبو سلمة بن سفیان:۔یہ عبداللّٰہ بن سفیان أبو سَلَمة المخزومي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۶۴۸)۔

۷۔عبداللّٰہ بن المسیَّب :۔یہ عبداللّٰہ بن المسیَّب بن أبي السائب بن صیفي بن عابد (یاعائذ) بن عبداللّٰہ بن عمر بن مخزوم المخزومي العابديّ ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صَدوق راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کو صحابہؓ میں شمار کیا ہے ان کو وہم ہوا ہے۔اور صاحبِ المنہل نے ان کی وفات کچھ اوپر ۶۰ھ میں لکھی ہے۔

۸۔عبداللّٰہ بن عمرو:۔یہ عبداللّٰہ بن عمرو المخزومي العابدي الحجازيّ ہیں۔واضح رہے کہ یہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نہیں ہیں اور جنہوں نے بھی ایسا کہا ہے حافظؒ نے اس کو ان کا وہم بتایا ہے۔اور حافظؒ نے ان کے یعنی عبداللّٰہ بن عمرو المخزومي کے بارے میں لکھا ہے کہ انہی کو عبداللّٰہ بن عمرو بن عبدٍ، القاريّ بھی کہا جاتا ہے اور یہ مقبول راوی ہیں چوتھے طبقہ میں آتے ہیں۔

۹۔عبداللّٰہ بن السائب:۔یہ عبداللّٰہ بن السائب بن أبي السائب المخزومي

المکّي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴۸)۔

۱۰۔ابن عباد:۔ یہ محمدبن عبادبن جعفر المخزومي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۳)۔

الحديث/ ٦٥٠-حَـدَّثَـنَـا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَـنْ أَبِـي نَـعَامَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: ((بَيْنَمَا رَسُـوْلُ الـلّـهِ ﷺ يُـصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ الْـقَـوْمُ أَلْـقَـوْا نِـعَـالَهُـمْ، فَـلَـمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: مَـاحَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ؟ قَالُوْا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا، أَوْ قَـالَ أَذًى، وَقَـالَ: إِذَا جَـاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذَراً أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا))۔

ترجمہ/٦٥٠:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسی بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے انہوں نے روایت کیا ابونعامہ سعدی سے انہوں نے ابونضرہ سے انہوں نے حضرتِ ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ جس وقت (یعنی ایک بار) رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک (نماز پڑھتے پڑھتے ہی آپ ﷺ نے) اپنے نعلین مبارکین کو نکالا اور ان کو اپنی بائیں طرف رکھ دیا اور جب لوگوں نے اس کو (یعنی آپ ﷺ کے اس عمل کو) دیکھا (تو آپ ﷺ کا اتباع واقتداء کرتے ہوئے) انہوں نے بھی اپنی جوتیاں نکال دیں۔ پھر جب آپ ﷺ نے اپنی نماز کو پورا کرلیا (یعنی نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے تو لوگوں سے) فرمایا کیا ہے وہ چیز جس نے تم کو اپنی جوتیاں اتارنے پر آمادہ کیا (یعنی تم نے اپنی جوتیاں کیوں اتاریں؟) تو

(لوگوں نے جواب دیتے ہوئے) کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی جوتیاں اتاری ہیں تو ہم نے بھی (آپ ﷺ کا اقتداء کرتے ہوئے) اپنی جوتیاں اتارڈالیں، پس (ان کی یہ بات سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ میرے جوتی اتارنے کی وجہ تو یہ تھی کہ) جبریلؑ نے میرے پاس آکر مجھے یہ بتایا تھا کہ ان میں (یعنی میری جوتیوں میں) نجاست (لگی ہوئی) ہے۔ یا آپ ﷺ نے کلمہ ٔ أذًی کہا تھا۔ (یعنی راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے "أَن فیھما قَذَرًا فرمایا تھا یاأن فیھما أذًی" فرمایا تھا مطلب قذرًا اور أذًی دونوں کا ایک ہی ہے یعنی نجاست) اور (پھر آپ ﷺ نے ایک مستقل حکم اور اصولی قاعدہ بتاتے ہوئے) فرمایا کہ جب (بھی) تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دیکھے (یعنی وہ مسجد میں آنے والا شخص اپنی جوتیوں کو اچھی طرح سے دیکھ لے) پس اگر اپنی جوتیوں میں نجاست یا گندگی دیکھے تو اس کو (یعنی اُس نجاست وگندگی کو یا اپنی جوتی کو جس میں نجاست لگی ہوئی دیکھی ہے) صاف کردے (یعنی زمین پر رگڑ کر اس کو صاف کردے) اور (پھر) اُن (جوتیوں) میں نماز پڑھ لے (اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر جوتوں پر نجاست لگ جائے تو مٹی سے رگڑنے اور صاف کرنے سے وہ جوتے پاک ہوجاتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جوتے صاف و ستھرے اور نجاست سے پاک وصاف ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٥٠)

١۔ **موسی بن إسماعیل**:۔ یہ **موسی بن إسماعیل المنقريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (٣).

٢۔ **حماد بن زید**:۔ یہ **حماد بن زید بن درهم** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٤)۔

٣۔ **أبو نعامة السعديّ**:۔ یہ **أبو نَعامة السعديّ البصريّ** ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں دو قول ہیں (١) ان کا نام **عبدربه** ہے (٢) ان کا نام **عمرو** ہے انہوں نے **عبداللّٰه بن الصامت، أبو نضرة، مطرف بن عبداللّٰه** اور **شهر بن حوشب** سے روایات نقل کی ہیں۔

حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔أبو نضرة:۔ یہ أبو نضرة المنذر بن مالك العبديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۸۹).

۵۔أبو سعيد الخدريّ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ سعد بن مالك أبو سعيد الخدريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

الحديث/٦٥١-حَـدَّثَنَا مُوسَى -يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَـدَّثَـنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِهٰذَا قَالَ: ((فِيهِمَا خَبَثًا قَالَ فِي الْمَوْضِعَيْنِ خَبَثًا))۔

ترجمہ /۶۵۱:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ (یعنی موسیٰ بن اسماعیل) نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابان نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا بکر بن عبداللہ نے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے روایت کیا (اور انہوں نے یعنی اَبان نے بھی بیان کیا) اس کو (یعنی حماد بن زید کی سابقہ حدیث نمبر (۶۵۰) کو لیکن انہوں نے یعنی اَبان نے اپنی روایت میں یہ) کہا "فيهما خبثا" (یعنی جہاں حماد نے اپنی روایت میں "فإن رأى في نعليه قَذَرًا" کہا ہے حماد نے وہاں اپنی روایت میں "فإن رأى فيهما خبثًا" کے الفاظ بیان کئے اگر چہ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے یعنی اگر جوتوں میں نجاست وگندگی دیکھے۔ اور انہوں نے یعنی اَبان نے) دونوں جگہ پر (بھی) خَبَثًا ہی کہا ہے (یعنی سابقہ حدیث نمبر (۶۵۰) میں حماد نے جو دونوں جگہوں پر یعنی اپنی روایت میں جو "أخبرني أن فيهما قذَرًا ۔اور فإن رأى في نعليه قَذَرًا" دونوں جملوں میں لفظِ قذرًا کو بیان کیا ہے وہاں پر اَبان نے اپنی روایت میں ان دونوں جملوں میں لفظِ خَبَثًا کو نقل کیا اور بیان کیا ہے)۔

نوٹس :۔ امامؒ نے اَبان کی اس روایت کو لاکر یعنی حدیث نمبر (٦٥١) کو لاکر بس یہی فرق بتانا چاہاہے کہ حماد کی روایت یعنی حدیث نمبر (٦٥٠) میں جہاں جہاں لفظِ قــذرًا ہے وہاں وہاں اَبان کی روایت میں لفظِ خَبَثًا منقول ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٥١)

١۔موسى يعني ابن إسماعيل :۔ یہ موسى بن إسماعيل المنقريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٣)۔

٢۔أبان:۔ یہ أبان بن يزيد العطار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٣١)۔

٣۔قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦)۔

٤۔بكر بن عبدالله :۔ یہ بكر بن عبداللّٰه بن عمرو المزني أبوعبداللّٰه البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٥٣)۔

الحديث/٦٥٢ -حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُوْنٍ الرَّمْلِيِّ عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ))۔

ترجمہ /٦٥٢ :۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مروان بن معاویہ فزاری نے انہوں نے روایت کیا ہلال بن میمون رملی سے انہوں نے روایت کیا یعلیٰ بن شداد بن اوس سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ ان کے والد نے)

بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم یہود کی مخالفت کرو (یعنی جوتوں اور موزوں میں نماز پڑھ کر ان کی مخالفت کرو) کیونکہ وہ (یعنی یہود) اپنے جوتوں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں اور نہ ہی اپنے موزوں میں (واضح رہے کہ یہ جوتوں اور موزوں میں نماز پڑھنے کا حکم جب ہی ہے جبکہ جوتے اور موزے طاہر و پاک ہوں۔ نیز یہ بھی معلوم رہے کہ اس حدیث شریف میں جو امر و حکم ہے یہ وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ اباحت و جواز کے لئے ہے کیونکہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے جوتوں میں نماز پڑھنے اور جوتے نکال کر نماز پڑھنے کے درمیان اختیار دیا ہے اور تخییر و اختیار ظاہر ہے مباح و جائز امر میں ہی دیا جاتا ہے نہ کہ واجب میں)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۵۲)

۱۔قتيبة بن سعيد:۔ یہ قتيبة بن سعيد الثقفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔مروان بن معاوية :۔ یہ مروان بن معاوية الفزاري أبوعبدالله الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۳۔هلال بن ميمون:۔ یہ هلال بن ميمون الرُملي الجهني ہیں دیکھیں حدیث (۱۸۵).

۴۔يعلٰى بن شداد:۔ یہ يعلٰى بن شدّاد بن أوس بن ثابت الأنصاريّ الخزرجي أبو ثابت النجاريّ ہیں۔ انہوں نے اپنے والد، عبادہ بن صامت۔ اِمِّ حرام اور معاویہ سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن، سلیمان بن عبداللہ، ہلال بن میمون اور عیسی بن سنان نے۔ ابنِ حبّان اور ابنِ سعد نے ان کو ثقہ لکھا ہے حافظؒ نے صَدوق لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔عن أبيه:۔ اس میں ضمیرِ مجرور کا مرجع يعلٰى بن شدّاد ہیں اور أبٌ سے مراد ان کے والد ہیں یعنی شداد بن أوس بن ثابت بن المنذر بن حرام أبويعلٰیؓ انہوں نے نبیِ کریم ﷺ اور

حضرتِ کعبِ اَحبار سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ بڑے حلیم و بردبار اور سنجیدہ قسم کے عالم صحابیؓ تھے چنانچہ حضرتِ عبادہ بن صامتؓ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ شداد بن اوسؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم اور حلم دونوں صفتیں عطاء کی گئی ہیں۔اوران کی وفات بہ عمر پچھتّر (۷۵) سال ۵۸ھ میں ہوئی ہے۔

الحديث/٦٥٣-حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُصَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا))۔

ترجمہ/ ٦٥٣: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن مبارک نے انہوں نے روایت کیا حسین معلّم سے انہوں نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد (یعنی شعیب بن محمد) سے انہوں نے (یعنی شعیب بن محمد نے) اپنے دادا (یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ) سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ننگے پاؤں (یعنی جوتے اتار کر) اور جوتا پہنے ہوئے (یعنی جوتے پہن کر دونوں حالتوں میں) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔(اس حدیث شریف سے جوتوں کو یعنی نجاست سے پاک وصاف جوتوں کو پہن کر اور نکال کر دونوں طرح نماز پڑھنا ثابت ہو رہا ہے لہٰذا یہ حدیث بھی اس بات کی تائید کر رہی ہے کہ اس سے پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (٦٥٢) میں جو جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے وہ اباحت وجواز پر محمول ہے یعنی امرِ وجوبی نہیں ہے بلکہ امرِ جوازی ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٥٣)

۱۔مسلم بن إبراهيم: ۔یہ مسلم بن إبراهيم الأزدي أبوعمرو البصريّ ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔علي بن المبارک:۔یہ علي بن المبارک الهُنائي بن مالک البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۹)۔

۳۔حسین المعلّم :۔یہ الحسین بن ذکوان المعلّم العَوذيّ الأزدي البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۴۔عمروبن شعیب :۔یہ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۵۔عن أبیه :۔اس میں ضمیرِ مجرور کا مرجع عمرو بن شعیب ہیں اور أبٌ سے مراد شعیب بن محمد بن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۶۔عن جده :۔اس میں ضمیرِ مجرور اگر شعیب کی طرف راجع مانیں تو جدّ سے مراد عبداللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ ہوں گے اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۷) اور اگر اس ضمیرِ مجرور کا مرجع عمرو بن شعیب کو مانیں تو جدّ سے مراد عمرو کے دادا یعنی محمد بن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ ہوں گے اور یہی مرجع مانتے ہوئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس میں جدِّ عمرو سے عمرو کے جدِّ اعلیٰ یعنی عبداللّٰہ بن عمرو بن العاصؓ ہیں اور انکے لئے دیکھیں حدیث (۳۷)۔

(۹۱) بَابُ الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ أَيْنَ يَضَعُهَا

یہ باب ہے اس بارے میں کہ نمازی اگر (نماز پڑھنے کے لئے) اپنے جوتے اتارے تو ان کو (نماز پڑھنے کے دوران) کہاں رکھے؟

الحديث/٦٥٤-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا

صَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ أَبُوعَامِرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَلَا عَنْ يَسَارِهِ فَتَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِ غَيْرِهٖ إِلَّا أَنْ لَّا يَكُوْنَ عَنْ يَسَارِهٖ أَحَدٌ وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ))۔

ترجمہ/ ۶۵۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوعامر صالح بن رستم نے انہوں نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن قیس سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرے) تو اپنے جوتوں کو نکال کر) اپنی داہنی جانب نہ رکھے (کیونکہ جہتِ یمین کو شرعاً ایک عظمت وحیثیت حاصل ہے اس لئے نجاست وگندگی وغیرہ سے اس کی حفاظت ہونی چاہئے اور جوتوں میں ظاہر ہے نجاست وغیرہ لگے ہونے کا احتمال ہے اس لئے ان کو داہنی جانب نہیں رکھنا چاہئے) اور نہ ان کو (یعنی جوتوں کو) اپنی بائیں جانب رکھے کیونکہ وہ (یعنی اس کی بائیں جانب) اس کے علاوہ (یعنی اس کے پاس میں کھڑے ہوئے دوسرے نمازی) کی داہنی جانب ہوگی (اور داہنی جانب کسی کی بھی ہو اس کا احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے نیز ایسا کرنے میں اس کے برابر والے نمازی کو ایذا اور تکلیف بھی ہوگی اور کسی کو تکلیف دینے سے بچنا بھی ضروری ہے) مگر یہ کہ نہ ہو اس کی بائیں جانب کوئی (یعنی اگر ایسی شکل ہو کہ یہ صف کا بائیں طرف آخری شخص ہو اور اس کے بعد کوئی نمازی نہ ہو تو پھر یہ شخص اپنے جوتوں کو اپنی بائیں طرف رکھسکتا ہے کیونکہ ایسی شکل میں نہ تو کسی کی داہنی جانب کی بے احترامی ہوگی اور نہ ہی کسی کو تکلیف ہوگی) اور چاہئے کہ (نمازی) رکھے ان کو (یعنی اپنے جوتوں کو)

اپنے دونوں پاؤں کے درمیان (یعنی اگر بائیں طرف کوئی دوسرا نمازی ہے تو پھر اپنے جوتوں کو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھنا چاہئے)۔

نوٹس:۔ یہ جو حدیث شریف میں دونوں پاؤں کے درمیان جوتے رکھنے کی بات کہی گئی ہے اس کی مراد و مطلب کے بارے میں دو باتیں کہی گئی ہیں (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دونوں قدموں سے آگے ایسی طرح رکھے کہ جب بیٹھے یا سجدہ کرے تو یہ جوتے اس کی پنڈلیوں کے درمیان ہو جائیں (۲) ان کو اپنے سینہ کے نیچے اور سجدہ کرنے کی جگہ سے ذرا پہلے رکھے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۵۴)

۱۔الحسن بن عليّ:۔ یہ الحسن بن عليّ بن محمد الهذلي أبو علي الخلال الحلواني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔عثمان بن عمر:۔ یہ عثمان بن عمر بن فارس العبدي البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۳۔صالح بن رستم:۔ یہ صالح بن رُستم المزني أبو عامر الخزاز البصريّ ہیں۔ أبو بكر البزار اور محمد بن وضاح نے ان کی توثیق کی ہے، حاکم اور دارقطنی نے ان کے بارے میں ليس بالقوی لکھا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو "صدوق كثير الخطاء" راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۵۲ھ ہی میں بتائی ہے۔

۴۔عبدالرحمٰن بن قيس:۔ یہ عبدالرحمٰن بن قيس العتكي أبو روح البصريّ ہیں۔انہوں نے یحیٰ بن یعمر، ابن ابی رافع، طلحہ بن عبداللہ اور یوسف بن ماہک سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے عبدالرحمٰن بن مہدی، یحیٰ قطّان، وہب بن جریر اور أبو عامر

الخزاز نے۔ابنِ حبان نے ان کوثقات میں ذکر کیا ہے ابنِ معین نے بھی ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کومقبول راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔یوسف بن ماھک :۔یہ یوسف بن ماھَک بن مهران الفارسی المکي مولٰی قریش ہیں۔نسائی، ابن معین، ابن خراش اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے، ابنِ حبان نے بھی ان کوثقات میں ذکر کیا ہے۔کہا جاتا ہے کہ ان کی وفات ۱۱۶ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ یوسف بن ماھک بن بُھزادالفارسي المکي ہیں۔ثقہ راوی ہیں تیسرے طبقہ میں آتے ہیں ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی ہے اور ایک قول اس سے پہلے کا بھی ہے۔

٦۔أبوهريرةؓ:۔آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

الحديث/٦٥٥-حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَلَا يُؤْذِ بِهِمَا أَحَدًا، لِيَجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَوْلِيُصَلِّ فِيْهِمَا))۔

ترجمہ/٦٥٥:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبدالوہاب بن نَجدہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا بقیہ اور شعیب بن اسحاق نے اوزاعی سے روایت کرتے ہوئے (اوزاعی نے کہا) مجھ سے بیان کیا محمد بن ولید نے انہوں نے روایت کیا سعید بن ابی سعید سے انہوں نے اپنے والد (ابوسعید) سے انہوں نے حضرتِ ابوہریرہؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا (ہے کہ) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرے) اور اتارے اپنے جوتوں کوتو نہ تکلیف پہونچائے اُن (جوتوں) کے ذریعہ کسی کو (یعنی ان کوکسی ایسی جگہ نہ

رکھے جس سے کسی کو تکلیف ہو بلکہ) ان کو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھے (یعنی اگر بائیں طرف کوئی ہو تب ورنہ بائیں طرف رکھے) یا (اگر وہ جوتے طاہر و پاک ہوں) تو انہیں میں (یعنی ان کو پہنے پہنے ہی) نماز پڑھ لے۔

نوٹس:۔ ایک بات تو یہ ذہن میں رکھ لیں کہ حدیث شریف کے جملہ أو لیُصَلِّ میں جو أوْ ہے یہ تخییر کے لئے ہے۔ اور حدیث شریف میں جو پیچھے جوتے رکھنے کی بات نہیں کہی گئی اور نہ حکم دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے جوتوں کو اپنے پیچھے بھی نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اس کا تو خلف او پیچھا ہوگا مگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا اَمام اور آگا ہوگا۔ نیز پیچھے جوتے رکھنے میں یہ بھی خدشہ ہے کہ ضیاع و گمشدگی کے خوف کی وجہ سے اس کا خشوع و خضوع ختم ہوسکتا ہے اس لئے بھی آپ ﷺ نے پیچھے جوتے رکھنے کی اجازت و ہدایت نہیں دی ہے.

تعارف رجالِ حدیث (٦٥٥)

۱۔عبد الوهاب بن نَجْدَةَ: ۔ یہ عبدالوهاب بن نَجدة الحوطي الجبلي ہیں۔ ابنِ قانع، ابن ابی عاصم اور یعقوب بن حمصی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے بھی ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دے کر وفات ۲۳۲ھ میں بتائی ہے۔

۲۔بقية: ۔ یہ بقية بن الوليد بن صائد بن كعب الكُلاعي أبو يُحْمَد الحمصي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۳۔شعيب بن إسحاق: ۔ یہ شعيب بن إسحاق بن عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ بن راشد الدمشقي الأموي مولىٰ رملة بنت عثمان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۸)۔

۴۔الأوزاعي: ۔ یہ عبدالرحمٰن بن عمرو الأوزاعي الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۲۲۳)۔

۵۔محمد بن الوليد :۔یہ محمد بن الوليد بن عامر أبو الهذيل الحمصي الزبيدي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔

٦۔سعيد بن أبي سعيد:۔یہ سعيد بن أبي سعيد المقبري ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۵۱).

۷۔عن أبيه :۔اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع سعید ہیں اوراس میں أبٌ سے مراد أبو سعيد كَيسان المقبريّ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۸۵) اورحدیث نمبر (٦۴٦)۔

۸۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

(۹۲) بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ۔　چھوٹے بورئے پرنماز پڑھنے کا بیان (۹۲)

الحديث/٦٥٦-حَدَّثَنَا عَمْرُو بُنُ عَوُنٍ أَنُبَأَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيُبَانِيِّ عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ شَدَّادٍ حَدَّثَنِيُ مَيُمُونَةُ بِنُتُ الْحَارِثِ، قَالَتُ: ((كَانَ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حِذَاءَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِيُ ثَوُبُهُ إِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّيُ عَلَى الْخُمُرَةِ))۔

ترجمہ /٦٥٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد نے انہوں نے روایت کیا شیبانی سے انہوں نے عبداللہ بن شدّاد سے (عبداللہ بن شدّاد نے کہا کہ) مجھ سے بیان کیا میمونہ بنتِ حارث نے (اور کہا کہ) رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی ایسے بھی) نماز پڑھتے کہ میں بحالتِ حیض آپ ﷺ کے برابر میں ہوتی اور سجدہ کرنے کے وقت کبھی کبھی آپ ﷺ کا کپڑا مجھے لگ جاتا (معلوم ہوا کہ اگر نمازی کا کپڑا حائضہ عورت کو لگ جائے تو نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا) اور آپ ﷺ نماز پڑھتے خُمرہ (یعنی چھوٹے بورئے) پر (بھی)۔

نوٹس:۔خُمرَۃٌ بروزن غُرفَۃٌ ہے اوراس کے معنی ہوتے ہیں ''بُنی ہوئی اس چھوٹی سی ٹکلی یا

چٹائی کے جس کو سجدہ کی حالت میں آدمی اپنے چہرہ کے نیچے رکھ کر اپنی پیشانی وغیرہ کو سردی اور گرمی کی شدت سے بچا سکے‘‘۔ نیز بڑے بوریئے اور چٹائی پر بھی (یعنی ایک آدمی کے نماز پڑھنے کے لائق بورئے اور چٹائی کی جائے نماز پر بھی) اس کا اطلاق ہوتا ہے اور حدیث میں یہی بڑا بوریہ ہی مراد ہے۔ بہر حال اس حدیث شریف سے زمین کے علاوہ یعنی مٹی کے علاوہ کسی اور چیز یعنی چٹائی اور مصلے وغیرہ پر بھی سجدہ کا جواز معلوم ہو رہا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٥٦)

١۔عمرو بن عون: ۔یہ **عمرو بن عون بن أوس بن الجعد أبو عثمان الواسطي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٤٢)۔

٢۔خالد: ۔یہ **خالد بن عبداللّٰه الواسطي أبو محمد المزني** ہیں دیکھیں حدیث (٤٣).

٣۔الشيباني: ۔یہ **أبو إسحاق سليمان بن أبي سليمان الشيباني الكوفي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٧٣)۔

٤۔عبداللّٰه بن شدّاد: ۔یہ **عبداللّٰه بن شداد بن الهاد الليثي أبو الوليد المدني** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢٩٦)۔

٥۔ميمونة بنت الحارث: ۔آپؓ **أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث الهلالية** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٦٨ اور ٢٤٥)۔

(٩٣) بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ

چٹائی و بورئے (یعنی بڑی چٹائی اور بورئے) پر نماز پڑھنے کا بیان (٩٣)

الحديث/٦٥٧ -حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: ((يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ ضَخْمٌ ۔وَكَانَ ضَخْمًا --لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ، وَصَنَعَ لَهُ طَعَامًاوَدَعَاهُ إِلٰى بَيْتِهِ، فَصَلِّ حَتّٰى أَرَاكَ كَيْفَ تُصَلِّيْ فَأَقْتَدِيَ بِكَ، فَنَضَحُوْا لَهُ طَرَفَ حَصِيْرٍ لَهُمْ، فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ فُلَانُ بْنُ الْجَارُوْدِ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَ: لَمْ أَرَهُ صَلّٰى إِلَّا يَوْمَئِذٍ))۔

ترجمہ /٦٥٧:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن معاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا انس بن سیرین سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے (آپ ﷺ سے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں موٹا آدمی ہوں۔اور یہ موٹے تھے۔آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا (یعنی میں اتنا موٹا ہوں کہ اُس مٹاپہ کی وجہ سے مسجد میں حاضر ہوکر آپ ﷺ کے ساتھ باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتا اور (انہوں نے آپ ﷺ سے جب یہ درخواست کی تھی تو یا تو درخواست کرنے کے بعد یا درخواست کرنے سے پہلے ہی) آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا (تھا) اور آپ ﷺ کو اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت دی (تھی اور آپ ﷺ جب اس کی دعوت پر اس کے گھر تشریف لائے) تو اس نے آپ ﷺ سے کہا (کہ یا رسول اللہ ﷺ) آپ (یہاں) نماز پڑھ لیجئے تاکہ میں آپ ﷺ کو دیکھ لوں کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں اور پھر آپ ﷺ کی پیروی کیا کروں (یعنی آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی طرح نماز پڑھ لیا کروں) اور لوگوں نے (آپ ﷺ کے نماز شروع کرنے سے پہلے) آپ ﷺ کے لئے اپنے بورئے کا کونہ دھویا (یعنی اس بورئے میں چونکہ نجاست لگی ہوئی تھی اس لئے دھویا۔اور اگر نضحوا کو رَشُّوا یعنی پانی

چھڑکنے کے معنی میں لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اس بورئے کو نرم کرنے کے لئے اُس پر پانی چھڑکا۔ بہر حال جو بھی شکل رہی ہو) پھر آپ ﷺ نے (اس بورئے پر) کھڑے ہو کر دو رکعت (نماز) پڑھی۔

فلان بن جارود نے (یعنی عبد الحمید بن المنذر بن الجارود نے کیونکہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں فلاں کی بجائے اس نام کی صراحت موجود ہے بہر حال ابنِ جارود نے) حضرتِ انس بن مالکؓ سے پوچھا کیا آپ ﷺ ضُحٰی (یعنی چاشت کے وقت) نماز پڑھا کرتے تھے (یعنی یہ جو آپ ﷺ نے اُس انصاری شخص کے گھر نماز پڑھی تھی تو ضُحٰی یعنی چاشت کے وقت پڑھی تھی اس لئے حضرتِ انس بن مالکؓ کے ایک شاگرد نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا اسوقت میں نماز پڑھنا آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی یا ویسے ہی بس اُسی دن پڑھی تھی تو) حضرتِ انسؓ نے انکا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے (اسوقت میں) نماز پڑھی ہو مگر (صرف) اسی دن (یعنی آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ اُس وقت نماز پڑھنے کی نہ تھی یا کہہ لیجئے کہ آپ ﷺ اسوقت میں روزانہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ مَیں نے آپ ﷺ کو اس وقت میں صرف اسی دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے جہاں بورئے پر نماز پڑھنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے وہیں یہ تین باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) اگر علم و فضل والے لوگ گھر پر آرہے ہوں تو ان کے لئے کھانا بنانا مستحب ہے (۲) اگر کوئی مانع نہ ہو تو دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنا چاہئے (۳) اگر کسی کو ایسا عذر ہو جس کی وجہ سے اس کے لئے مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مشکل و شاق ہو تو اس کے لئے مسجد میں نہ جا کر اپنے گھر میں اکیلے نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۵۷)

۱۔عبیداللّٰہ بن مُعاذ:۔ یہ عبیداللّٰہ بن مُعاذ العنبري البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر(۱۵۳)۔

۲۔أبي:۔اس میں أبٌ سے مُعاذ بن معاذ بن نضر بن حسّان العنبريّ البصريّ مراد ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۵۳)۔

۳۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتکي البصريّ ہیں دیکھیں حدیث(۵).

۴۔أنس بن سیرین:۔یہ أنس بن سیرین مولٰی أنس بن مالک ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۸۶)۔

۵۔أنس بن مالکؓ:۔آپؓ آپ ﷺ کے خادمِ خاص اور کثیر الروایہ صحابیِ رسول ﷺ أنس بن مالک بن النضر الأنصاريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۴اور۱۹)۔

۶۔رجلٌ من الأنصار:۔شراح حضرات نے اس رجل کی تعیین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ عتبان بن مالکؓ ہیں اوران کا تعارف کراتے ہوئے حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ عتبان بن مالک بن عمرو العجلان، الأنصاريّ، السلمي مشہور صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔ان کی وفات حضرتِ معاویہؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی ہے۔

۷۔فلان بن الجارود:۔یہ عبدالحمید بن المنذر بن الجارود العبديّ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

الحديث/٦٥٨-حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الذَّرَّاعُ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ سُلَيْمٍ فَتُدْرِكُهُ الصَّلَاةُ أَحْيَانًا فَيُصَلِّي عَلٰى بِسَاطٍ لَنَا وَهُوَ حَصِيرٌ فَنَضَحَهُ بِالْمَاءِ))۔

ترجمہ/۶۵۸:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں

نے کہا ہم سے بیان کیا مثنّٰی بن سعید ذرّاع نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا قتادہ نے حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے یہ کہ نبیِ کریم ﷺ (اکثر حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) امِّ سلیم کے یہاں جایا کرتے تھے (اور جب آپ ﷺ ان کے یہاں جاتے) تو کبھی کبھی آپ کو پالیتا نماز (کا وقت)۔ (یعنی ان کے گھر میں ہوتے ہوئے اُن نفل نمازوں کا وقت ہوجاتا جن کے پڑھنے کا آپ ﷺ کا معمول تھا یا صلاة الضحی چاشت کی نماز کا وقت ہوجاتا) تو آپ ﷺ نماز پڑھ لیتے ہمارے ایک فرش پر اور وہ فرش ایک بوریہ (چٹائی تھی)۔ (اور حضرتِ امِ سلیم اگر اُس بوریہ پر نجاست ہوتی تو) اس کو پانی سے دھوڈالتی تھیں (اور یا یہ کہہ لو کہ اس بورئے کو نرم و ملائم کرنے کی غرض سے حضرتِ امِّ سلیم اُس بورئے پر پانی چھڑکتیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٥٨)

١۔مسلم بن إبراهيم: ۔یہ **مسلم بن إبراهيم الأزديّ أبو عمرو البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٣)۔

٢۔المثنّٰى بن سعيد: ۔یہ **المثنّٰى بن سعيد الذرّاع الضُبَعي القسام أبو سعيد البصريّ** ہیں۔احمد،ابنِ معین،ابوزرعہ،ابوحاتم،عجلی اور ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے اور ابنِ حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے لیکن کہا ہے "وكان يخطئ" اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٣۔قتادة: ۔یہ **قتادة بن دعامة السدوسي** ہیں۔دیکھیں حدیث (٦)۔

٤۔أنس بن مالك رضی اللہ عنہ: ۔آپ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خادمِ خاص اور کثیر الروایہ صحابی **أنس بن مالك بن النضر الأنصاريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٤) اور (١٩)۔

٥۔أم سُليم: ۔یہ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدۂ محترمہ حضرتِ **أم سُليم بنت ملحان**

ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۳۶)۔

الحديث/٦٥٩-حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ وَالْحَدِيْثِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْأَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي عَوْنٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَى الْحَصِيْرِ وَالْفَرْوَةِ الْمَدْبُوْغَةِ))۔

ترجمہ/٦٥٩:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبیداللہ بن عمر بن مَیسرہ نے اورعثمان بن ابی شیبہ نے (بھی ہم سے بیان کیا انہیں یعنی عبیداللہ بن میسرہ کی حدیث کے مضمون کو انہیں یعنی عبیداللہ بن میسرہ کی سند کے ساتھ یعنی اصلاً تو یہ حدیث عبیداللہ بن میسرہ نے ابوداؤدؒ سے بیان کی ہے لیکن جس سند سے عبیداللہ بن میسرہ نے یہ حدیث بیان کی ہے بالکل اُسی سند سے عثمان بن ابی شیبہ نے اس حدیث کا مفہوم ومضمون ابوداؤد سے بیان کیا ہے۔اور حدیث بیان کرتے وقت ان دونوں یعنی عبیداللہ بن میسرہ اور عثمان بن ابی شیبہ نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا ابواحمد زبیری نے انہوں نے روایت کیا یونس بن حارث سے انہوں نے ابوعون سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرتِ مغیرہ بن شعبہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی بڑے) بورئے (چٹائی) پر اور دباغت دئے ہوئے چمڑے پر (بھی) نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بورئے، چٹائی اور دباغت دئے ہوئے چمڑے پر نماز پڑھنا بلا کسی کراہت کے جائز ہے۔اسی کے اندر داخل ہے چمڑے اور نباتات تنکوں اور دھاگے وغیرہ سے بنایا ہوا ہر وہ فرش جس کو بچھا کر نماز پڑھی جائے۔اور واضح رہے کہ یہ روایت اگر چہ ایک راوی کی جہالت کی بناء پر ضعیف ہے لیکن آپ ﷺ کا حصیر و چٹائی پر نماز پڑھنا اور بھی بہت سی صحیح

سندوں سے ثابت ومنقول ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٥٩)

١۔عبیداللہ بن عمر: ۔یہ عبیداللہ بن عمر بن میسرة القواريري أبو سعيد البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٥ااور ٢٩)۔

٢۔عثمان بن أبي شيبة: ۔یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفي ہیں۔دیکھیں حدیث (١٦).

٣۔أبو أحمد الزبيريّ: ۔یہ محمد بن عبداللہ بن الزبير بن عمر بن درهم الأسديّ أبو أحمد الزبيريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٦١٥)۔

٤۔یونس بن الحارث: ۔یہ یونس بن الحارث الثقفي الطائفي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٤٤)۔

٥۔أبو عون: ۔یہ محمد بن عبيداللہ بن سعيد الثقفي أبو عون الكوفي ہیں۔ابنِ مَعین، ابوزرعہ، نسائی، ابنِ حبان اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ان کی وفات ١١٦ھ میں ہوئی ہے۔حافظؒ نے ان کا نام محمد بن عبيداللہ بن سعيد أبو عون الثقفي الكوفي الأعور لکھا ہے اور ان کو ثقہ راوی بتا کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٦۔عن أبيه: ۔اس میں ضمیرِ مجرور أبو عون کی طرف راجع ہے اور أبٌ سے مراد حضرتِ عبید اللہ بن سعید الثقفي الكوفي ہیں۔انہوں نے صرف حضرتِ مغیرہ بن شعبہؓ سے اور اِن سے صرف ان کے بیٹے أبو عون نے روایت کیا ہے۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقہ تبعِ تابعین میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مقطوع احادیث روایت کرتے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے ان کی حضرتِ مغیرہؓ سے یہ حدیث مرسل ہوگی، أبو حاتم نے ان کو مجہول کہا ہے اور حافظؒ نے بھی ان کو مجہول ہی لکھا ہے اور

چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔المغيرة بن شعبة ؓ :۔آپؓ مغيرة بن شعبة بن مسعود الثقفي مشہور صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

(٩٤)بَابُ الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلٰى ثَوْبِهٖ

اس شخص کا بیان جو اپنے کپڑے پر سجدہ کرے (۹۴)

الحديث/٦٦٠-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَدَّثَنَا بِشْرٌ-يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ))۔

ترجمہ/٦٦٠:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبلؒ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بِشر۔یعنی بِشر بن مفضل۔نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا غالب قطّان نے انہوں نے روایت کیا بکر بن عبداللہ سے انہوں نے حضرتِ انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم سخت گرمی میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور جب (سخت گرمی کی وجہ سے) ہم میں سے کوئی اپنے چہرہ کو زمین پر رکھنے کی طاقت نہ رکھتا (یعنی زمین کے گرم ہونے کی وجہ سے اُس پر سجدہ نہ کر پاتا) تو اپنے کپڑے کو بچھا کر اُس پر سجدہ کرتا۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف میں جو کپڑے کا ذکر ہے اس سے نمازی کا وہ کپڑا مراد ہے جو اُس سے متصل اور اس کے جسم سے لگا ہوا ہو۔اور اس حدیث شریف سے گرمی اور سردی کے عذر کی وجہ

سے نمازی کے لئے اپنے ثوبِ متصل پر بھی سجدہ کرنے کا جواز معلوم ہورہا ہے چنانچہ امام ابوحنیفہؒ سمیت جمہور علماء اسی کے قائل ہیں، لیکن امام شافعیؒ نمازی کے ثوبِ متصل پر سجدہ کرنے کے جواز کے قائل نہیں ہیں اور اس حدیث شریف میں جس کپڑے کا ذکر ہے ان کا کہنا ہے کہ اس سے ثوبِ متصل نہیں بلکہ ثوبِ منفصل مراد ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ بلاوجہ وعذر نمازی کے لئے اپنے ثوبِ متصل پر سجدہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے۔

اور اگر کسی کو یہ حدیث پڑھ کر یہ اشکال ہو کہ سخت گرمی میں تو نماز اِبراد یعنی دن کے ٹھنڈا ہوجانے پر پڑھی جاتی تھی تو پھر سجدہ کے لئے اس کپڑے کے بچھانے کی ضرورت کیوں پڑتی تھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ إبراد کے بعد بھی مسجد میں سخت گرمی ہوتی تھی اس لئے اس کی ضرورت تھی لہٰذا اشکال کی کوئی بات نہیں ہے اور اس حدیث اور اِبراد والی حدیثوں میں کوئی تعارض وتضاد بھی نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٠)

١۔أحمد بن حنبل: ۔ یہ مشہور اِمامِ فقہ أحمد بن محمد بن حنبل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٢٧ اور ٢٣٨)۔

٢۔بِشْر: ۔ یہ بِشْر بن المفضل الرقّاشي أبو إسماعيل البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٢٦)۔

٣۔غالب القطّان: ۔ یہ غالب بن خُطّاف بن أبي غيلان أبو سليمان القطان مولٰى بني تميم البصريّ ہیں۔ امام احمد، ابنِ مَعین اور نسائی نے انکی توثیق کی ہے اور ابوحاتم نے انکو صدوق صالح کہا ہے۔ اور حافظؒ نے بھی انکو صدوق لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٤۔بكر بن عبدالله: ۔ یہ بكر بن عبدالله بن عمرو المزني أبو عبدالله

البصريّ ہیں۔ثقہ راوی ہیں۔حافظؒ نے ان کو"ثقة ثبت جليل"لکھا ہےاور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۰۶ھ میں بتائی ہے۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۳)۔

۵۔أنس بن مالکؓ :۔آپؓ آپ ﷺ کے خادمِ خاص اور کثیر الروایہ صحابیؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۴ اور ۱۹)۔

(۹۵)بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ۔ صفیں درست و برابر کرنے کا بیان (۹۵)

الحديث/۶۶۱-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشَ عَنْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِيْ الصُّفُوْفِ الْمُقَدَّمَةِ، فَحَدَّثَنَا عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ،قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ: يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْمُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِيْ الصَّفِّ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/۶۶۱:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد نفیلی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا زہیر نے انہوں نے کہ میں نے سلیمان اعمش سے دریافت کیا حضرتِ جابر بن سمرہؓ کی اُس حدیث کے بارے میں جو اُن سے اگلی صفوں کے سلسلہ میں روایت کی گئی ہے (ایسا لگتا ہے کہ زہیر نے حضرتِ جابر بن سَمُرہ کی اس حدیث کو کسی ایسے آدمی سے سنا ہوگا جس پر ان کو وثوق واعتماد نہ ہوگا اس لئے انہوں نے اس حدیث کے بارے میں حضرت سلیمان اعمش سے بطورِ تصدیق دریافت کیا) تو انہوں نے (یعنی حضرتِ سلیمان اعمش نے حضرتِ جابر بن سَمُرہؓ کی اسی حدیث کو) ہمارے سامنے عن المسيب بن رافع عن تميم بن طرفة عن جابر بن سمرة

کے طریق سے بیان کیا (حضرتِ جابر بن سَمُرہ نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کیا تم صفیں نہیں باندھتے (بناتے) جیسے کہ فرشتے صفیں باندھتے (بناتے) ہیں اپنے رب کے پاس؟ (یعنی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت۔ یا اپنے رب کی عبادت و اطاعت کرنے کے وقت۔ یا اپنے رب کے عرش کے پاس۔ یا یہ کہلو کہ اس عندیت اور پاس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کسی اَور کو اس کا علم نہیں ہے) ہم نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ!) فرشتے اپنے پروردگار کے پاس کس طرح صفیں باندھتے (اور بناتے) ہیں؟ تو (آپ ﷺ نے) فرمایا (پہلے) پورا کرتے ہیں اگلی صفوں کو (یعنی پہلے صفِ اول کو پھر دوسری کو پھر تیسری کو الغرض کسی صف کو جب تک شروع نہیں کرتے جب تک اُس سے پہلی صف کو مکمل اور پورا نہیں کر لیتے) اور صف میں ایک دوسرے سے مِل مِل کر کھڑے ہوتے ہیں (یعنی بیچ میں بالکل کوئی جگہ، خلل اور کشادگی نہیں چھوڑتے بالکل مِل کر اور صفیں درست کر کے کھڑے ہوتے ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦١)

۱۔عبداللہ بن محمد النفيلي:۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔زهير:۔ یہ **زهير بن معاوية الكوفي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔سليمان الأعمش:۔ یہ **سليمان بن مهران الأعمش** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔جابر بن سَمُرةؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول حضرتِ **جابر بن سَمُرة بن جُنادة السُؤائي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

۵۔المسيَّب بن رافع:۔ یہ **المسيَّب بن رافع الأسدي** ہیں دیکھیں حدیث (۳۲)۔

٦۔تَمِيم بن طَرُفَة :۔یہ تـمـيـم بـن طَرُفة (بفتح الطاء وسكون الراء) الكوفي ہیں۔انہوں نے حضرت جـابـر بـن سـمـرة، عدي بن حاتم اورالـضـحـاك بن قيس سے روایات نقل کی ہیں اوران سے عبـدالـعـزيـز بن رفيع، سِماك بن حرب اورالـمسيّب بن رافع نے۔الـعـجـلـي نے ان کوثقہ تابعی،نسائی اورابن سعد نے ثقہ قلیل الحدیث اورابوداؤدؒ نے ثقہ مامون کہا ہے لیکن امام شافعیؒ نے مجہول کہا ہے۔ان کی وفات ۹۳ھ یا ۹۴ھ میں ہوئی ہے۔

واضح رہے کہ حافظؒ نے ان کا نام تـمـيـم بـن طـرفة (بـفـتـح الـطـاء والراء) الطائيّ الـمُسْلِيّ لکھا ہے نیز ان کوثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات بالتعیین ۹۵ھ میں نقل کی ہے۔

الحديث/٦٦٢-حَـدَّثَـنَـا عُثْـمَـانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَـرِيَّـا بْـنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَـقُـوْلُ: ((أَقْبَـلَ رَسُـوْلُ الـلّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثَلاثًا وَاللّٰهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ. قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٦٢ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے انہوں نے زکریا بن ابی زائدہ سے روایت کیا انہوں نے ابوالقاسم جدلی سے یہ کہ (ابوالقاسم نے) بیان کیا کہ میں نے نعمان بن بشیرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اقامت کہے جانے کے بعد اور تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے) اپنا چہرۂ انور لوگوں کی طرف کیا اور تین مرتبہ أقيـمـو صـفـوفـكم فرمایا (یعنی آپ ﷺ تکبیرِ تحریمہ کہنے سے پہلے

لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تین مرتبہ یہ فرماتے تھے کہ اپنی صفوں کو درست اور برابر کرلو۔اور ایک مرتبہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ) اللہ کی قسم تم اپنی صفوں کو (نماز پڑھتے وقت) درست وصحیح اور برابر کرلیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف (وپھوٹ) ڈال دے گا (یعنی اگر تم اپنی صفوں کو درست نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم میں آپس میں عداوت ومخالفت اور بغض ودشمنی پیدا کردے گا کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے۔راویِ حدیث حضرتِ نعمان بن بشیرؓ) کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مونڈھے کو اپنے ساتھی (پاس والے) کے مونڈھے سے اور اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی (پاس والے) کے گھٹنے سے اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی (پاس والے) کے ٹخنے سے ملا (کر کھڑا ہوتا) تھا (یعنی آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد لوگ صفوں کو درست وبرابر کرنے میں اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے شانوں، گھٹنوں اور ٹخنوں سے ملا ملا کر کھڑے ہوتے تھے اور صفوں میں بے اعتدالی اور آگے پیچھے ہونے سے بہت احتیاط اور پرہیز کرتے تھے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٢)

۱۔عثمان بن أبي شيبة:۔یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفي ہیں دیکھیں حدیث (١٦)۔

۲۔وکیع:۔یہ وكيع بن الجراح الرؤاسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٥)(٢٠)۔

۳۔زكريا بن أبي زائدة:۔یہ زكريا بن أبي زائدة الهمداني ہیں دیکھیں حدیث (١٨)۔

۴۔أبو القاسم الجَدَلي:۔یہ حسين بن الحارث الكوفي أبو القاسم الجَدَلي ہیں انہوں نے ابنِ عمر، نعمان بن بشیر اور عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے ابو مالک اشجعی، زکریا بن ابی زائدہ، شعبہ اور عطاء بن سائب نے روایات نقل کی ہیں۔ابنِ مدینی نے ان کو معروف راوی کہا ہے اور ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔حافظؒ نے ان کو صدوق

راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔النعمان بن بَشیرؓ:۔آپ صحابیِ رسول ﷺ نعمان بن بَشِیر الخزرجي أبو عبدالله المدنيؓ ہیں اور صحابی ابنِ صحابیؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۴۱۹)۔

الحديث/٦٦٣-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُوْلُ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّيْنَا فِيْ الصُّفُوْفِ كَمَا يُقَوَّمُ الْقِدْحُ حَتّٰى أَذَا ظَنَّ أَنْ قَدْ أَخَذْنَا ذٰلِكَ عَنْهُ وَفَقِهْنَا أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ إِذَا رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ بِصَدْرِهِ فَقَالَ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفُكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٦٣:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے روایت کیا سماک بن حرب سے (یہ کہ) انہوں نے کہا کہ میں نے حضرتِ نعمان بن بشیرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (ہے) کہ نبیِ کریم ﷺ ہم کو صفوں میں اس طرح برابر (و درست) کیا کرتے تھے جس طرح تیر کی لکڑی کو (اس میں پَر اور پھلکہ لگانے سے پہلے) درست (و برابر) کیا جاتا ہے۔(یعنی آپ ﷺ صفوں کی درستگی میں بہت مبالغہ کیا کرتے تھے اور برابر اس عملِ تسویۂ صفوف کو کرتے رہے اور اس پر ہم لوگوں کو ابھارتے اور تیار کرتے رہے) یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کو یہ خیال و گمان (بلکہ کہئے کہ یقین) ہو گیا کہ ہم نے آپ ﷺ سے اس کو (یعنی تسویۂ صفوف کے عمل کو) سیکھ لیا اور سمجھ لیا ہے (تو آپ ﷺ نے یہ عمل ترک فرما دیا اور پھر) ایک دن متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص اپنا سینہ آگے نکالے ہوئے ہے (یعنی جب آپ ﷺ نے ایک دن لوگوں کے تسویۂ صفوف کا جائزہ ان کی طرف متوجہ ہو کر لیا تو ایک شخص کو اپنا سینہ صف سے

آگے نکالے ہوئے پایا تو یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے) فرمایا کہ تم اپنی صفوں کو برابر (و درست) کرلیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت (و پھوٹ) ڈال دے گا (اس چہروں کی مخالفت کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں (۱) چہرے گدّی کی طرف کو پھیر دئے جائیں گے (۲) یہ مجاز پر محمول ہے اور مطلب وہی ہے کہ تم میں آپس میں دشمنی، بغض اور عداوت پیدا کردے گا (۳) تمہارے نقطہائے نظر اور ارادوں میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ بہرحال مطلب جو بھی ہو خلاصہ یہ ہے کہ تسویۂ صفوف بہت اہم مسئلہ ہے اس کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے نقصانات ہو سکتے ہیں کیونکہ ظاہر کا اثر ظاہر پر تو پڑتا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ باطن بھی اس سے متأثر ہوتا ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٣)

۱۔موسیٰ بن إسماعيل :۔یہ **موسیٰ بن إسماعيل المنقريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔حماد:۔یہ **حَمّاد بن سَلَمة بن دينار أبوسلمة البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔سِماک بن حرب :۔یہ **سِماک بن حرب بن أوس الذهليّ أبوالمغيرة الكوفي** ہیں۔دیکھیں حدیث (٦٨)۔

۴۔النعمان بن بَشِير ؓ:۔آپ ؓ صحابیِ رسول ﷺ **نعمان بن بَشير الخزرجي أبوعبد الله المدني** ہیں۔اور صحابیؓ ابنِ صحابیؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۱۹)۔

الحديث/٦٦٤ -حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُوْعَاصِمِ بْنِ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ أَبِيْ الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلٰى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُوْلُ: لَاتَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، وَكَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٦٤:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ہناد بن سَری اور ابوعاصم بن جوّاس حنفی نے ابوالاحوص سے نقل کرتے ہوئے (ابوالاحوص نے) روایت کیا منصور سے انہوں نے طلحہ یامی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوسَجہ سے انہوں نے حضرتِ براء بن عازبؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے اندر آتے تھے ادھر سے اُدھر تک (اور) پھیرتے تھے (اپنے ہاتھ کو) ہمارے سینوں اور ہمارے شانوں پر (یعنی آپ ﷺ ہماری صفوں کی درستگی کے خیال سے صفوں کے اندر آ کر اِدھر سے اُدھر تک تشریف لے جاتے اور اِدھر سے اُدھر تک آنے جانے کے دوران ہمارے سینوں اور شانوں کو ہاتھ پھیر پھیر کر برابر اور درست کرتے تھے تا کہ ہماری صفیں بالکل سیدھی اور درست و برابر ہو جائیں) اور (اس تسویۂ صفوف کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ) فرمایا کرتے تھے کہ (صفوں میں) آگے پیچھے مت ہو کہ اس کی وجہ سے تمہارے دلوں میں بھی اختلاف ہو جائے (یعنی اس ظاہری اختلاف اور آگے پیچھے ہونے کی وجہ سے تمہارے باطن پر بھی اثر پڑے گا اور تمہارے دلوں میں بغض وعداوت اور دشمنی پیدا ہو جائے گی اس لئے تمہیں آگے پیچھے ہونے سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ رکھنا ہے اور اپنی صفوں کو درست رکھنا ہے) نیز (آپ ﷺ یہ بھی) فرمایا کرتے تھے کہ بے شک اللہ عزوجل اپنی رحمت بھیجتا ہے پہلی صف والوں پر اور اس کے فرشتے دعاء کرتے ہیں (ان پہلی صف والے لوگوں کے لئے)۔ (اس حدیث شریف کا

خلاصہ یہ ہے کہ امام کو متقدیوں کی صفیں سیدھی کرانے کے لئے اپنی نظر وزبان اور ہاتھ کا بھی استعمال کرنا چاہئے اور متقدیوں کو صفوں میں آگے پیچھے ہونے اور صف کو نا درست وخراب کرنے سے بچنا چاہئے اور اگلی صفوں میں شامل ہونے اور کھڑا ہونے کے لئے سبقت وکوشش کرنی چاہئے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٤)

١۔هناد بن السَّرِيّ:۔یہ هناد بن السَّريّ التيميّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٢٠)۔

٢۔أبوعاصم بن جوّاس:۔یہ أحمد بن جَوّاس الكوفي أبوعاصم الحنفي ہیں۔ابن حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔حافظؒ نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ٢٣٨ھ میں بتائی ہے۔

٣۔أبو الأحوص:۔یہ سلّام بن سليم الحنفي أبو الأحوص الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦٨)۔

٤۔منصور:۔یہ منصور بن المعتمر السلميّ أبوعتّاب الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢١)۔

٥۔طلحة الياميّ:۔یہ طلحة بن مصرف بن عمرو الهمدانيّ اليامي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٣٢)۔

٦۔عبدالرحمٰن بن عَوْسجة:۔یہ عبدالرحمٰن بن عَوْسجة الهمدانيّ الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٥٤٣)۔

٧۔البراء بن عازبؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ براء بن عازب الأنصاريؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٥٩۔١٨٤)۔

الحديث/٦٦٥ -حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ- يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - حَدَّثَنَا حَاتِمٌ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَغِيرَةَ- عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَوِّي- يَعْنِي صُفُوفَنَا - إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ)).

ترجمہ حدیث **نمبر**/٦٦٥:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ معاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا خالد۔یعنی خالد بن حارث نے۔انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حاتم۔ یعنی حاتم بن ابی صَغیرہ نے۔انہوں نے روایت کیا سماک سے(سماک نے) کہا کہ میں نے سنا حضرتِ نعمان بن بَشیرؓ سے(یہ کہ) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ برابر(ودرست) فرمایا کرتے تھے۔ یعنی جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے(اور اقامت کہہ دی جاتی تو آپ ﷺ ہاتھ سے یا اشارہ سے یا زبان سے) ہماری صفوں کو سیدھا(برابر و درست) فرماتے تھے، اور جب ہم برابر ہوجاتے(یعنی ہماری صفیں درست و برابر ہوجاتیں تو تب آپ ﷺ) تکبیرِ تحریمہ کہتے۔(واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں دلیل ہے اُن حضرات کی جو اس بات کے قائل ہیں کہ امام تکبیرِ تحریمہ صفوں کی درستگی کے بعد کہے نہ کہ مکبّر کے قول **قدقامت الصلاة** کے فوراً بعد۔نیز یہ حدیث اُن حضرات کے خلاف بھی ہے جو مکبّر کے قول **قدقامت الصلاة** کے بعد امام کیلئے تکبیرِ تحریمہ کہنے کے قائل ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث(٦٦٥)

۱۔**ابن معاذ** :۔یہ **عبيد الله بن معاذ بن معاذ بن نصر العنبري البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۵۳)۔

۲۔**خالد**:۔یہ **خالد بن الحارث بن عبيد بن سليم الهُجَيْمي أبوعثمان**

البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۸۰)۔

۳۔حاتم:۔یہ حاتم بن أبي صَغيرة القُشيري (وقيل الباهلي) أبويونس البصري ہیں۔انہوں نے سماک بن حرب،ابن ابی ملیکہ،عمرو بن دیناراور عطاء سے روایات نقل کی ہیں اوران سے رَوح بن عبادہ،عبداللہ بن بکرالسہمی ،ابن ابی عدی،شعبہ اورابنِ مبارک نے۔ابنِ معین،ابوحاتم، نسائی،احمداورابنِ سعد نے ان کوثقہ قرار دیا ہے۔حافظؒ نے ان کوثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔سِماک:۔یہ سِماک بن حرب بن أوس الذهلي أبوالمغيرة الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(٦٨)۔

۵۔النعمان بن بشيرؓ:۔آپ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ نعمان بن بشير الخزرجي أبوعبد الله المدني ہیں۔اورصحابی ابنِ صحابی ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۱۹)۔

الحديث/٦٦٦-حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغَافِقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح. وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ - وَحَدِيثُ ابْنُ وَهْبٍ أَتَمُّ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ أَبِي شَجَرَةَ، لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عُمَرَ ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَقِيْمُوْا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ- لَمْ يَقُلْ عِيسٰى بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ- وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: أَبُوْ شَجَرَةَ كَثِيْرُ بْنُ مُرَّةَ. قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَمَعْنٰى وَلِيْنُوْا

بِـأَيْـدِيْ إِخْوَانِكُمْ: إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الصَّفِّ فَذَهَبَ يَدْخُلُ فِيْهِ فَيَنْبَغِيْ أَنْ يُلَيِّنَ لَهُ كُلُّ رَجُلٍ مَنْكِبَيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ فِيْ الصَّفِّ۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٦٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن ابراہیم غافقی نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابنِ وہب نے۔تحویلِ سند۔(دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا لَیث نے (اورلَیث کے مقابلہ) ابنِ وہب کی حدیث زیادہ مکمل و مفصل ہے۔(بہرحال ان دونوں یعنی ابنِ وہب اورلَیث نے روایت کیا ہے) معاویہ بن صالح سے انہوں نے أبو الزاهِرِيّة سے انہوں نے کثیر بن مُرہ سے انہوں نے حضرتِ عبداللہ بن عمرؓ سے۔امام ابوداؤدؒ کے شیخ قتیبہ نے اس حدیث کونقل کرتے وقت عن أبي الزاهرِيّة عن أبي شَجَرةَ کہااورحضرتِ ابن عمرؓ کا ذکرنہیں کیا(یعنی یہ روایت امام ابوداؤدؒ کو دو استاذوں سے پہونچی ایک تو عیسیٰ بن ابراہیم سے دوسرے قتیبہ سے پہلے شیخ یعنی عیسیٰ بن ابراہیم نے تو اس حدیث کو بیان کرتے وقت سند میں عن أبي الزاهرية عن كثير بن مُرّةَعن عبداللّٰہ بن عمرَ کہااورحدیث کو متصلاً بیان کیا۔لیکن دوسرے شیخ یعنی قتیبہ نے اس حدیث کو بیان کرتے وقت سند میں عن أبي الزاهرية عن أبي شَجَرة کہا نیز حضرتِ عبداللہ بن عمر کا ذکر بھی نہیں کیا یعنی حدیث کو مرسلاً بیان کیا کیونکہ أبو شجرة تابعی ہیں صحابی نہیں ہے نیز سند کے ایک نام کی بجائے ان کی کنیت یعنی أبو شَجَرة سے ذکر کیا ہے۔بہرحال قتیبہ کی سند کے مطابق ابوشجرہ تابعیؒ نے بیان کیا اورعیسیٰ بن ابراہیم کی سند کے مطابق حضرتِ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا) یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں کے نماز کے لئے صفوں میں کھڑا ہونے کے بعد) فرمایا (یا کھڑا ہونے سے پہلے ہی فرمایا) اپنی صفوں کو قائم کرو (یعنی سیدھی و درست صفیں بنالو اورصفوں کی درستگی و برابری کے لئے)

محاذات کرو کندھوں کے درمیان (یعنی ہر ایک نمازی اپنے شانے اور کندھے کو اپنے برابر والے نمازی کے کندھے اور شانے کے برابر اور مقابل کرلے) اور صفوں کے اندر پائے جانے والے خَلَل (کشادگی اور خالی جگہ) کو بھرلو۔ اور نرم ہو جاؤ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں (واضح رہے کہ اس کے تین مطلب ہو سکتے ہیں (۱) اگر صف کو سیدھا اور برابر کرنے کے لئے کوئی شخص تمہیں ذرا آگے پیچھے کرے تو آگے پیچھے ہو جاؤ سختی نہ کرو۔ (۲) اگر کوئی شخص پچھلی صف میں تنہا ہونے کی وجہ سے تمہیں اگلی صف سے پیچھے ہٹائے تو پیچھے ہٹ کر اس کے ساتھ پچھلی صف میں کھڑے ہو جاؤ اور سختی نہ کرو۔ (۳) کوئی شخص آئے اور صف میں داخل ہو کر اور گھس کر کھڑا ہونا چاہے اور جگہ تھوڑی کم ہو تو تم اکڑ و مت بلکہ ہر ایک تھوڑی تھوڑی کشادگی کرے اور اظہارِ نرمی کرتے ہوئے اس کو صف میں داخل ہو کر کھڑا ہونے کا موقع فراہم کرو)۔ اور نہیں کہا عیسی نے بـأيـدي إخـوانـكـم (یعنی شیخ قتیبہ نے تو اپنی حدیث کے دوران وَلِيْـنُـوْا بِـأيـدي إخوانكم کہا تھا لیکن دوسرے شیخ عیسیٰ نے اپنی روایت کو بیان کرنے کے دوران بجائے اس پورے جملہ کے صرف وَلِيْـنُـوْا کہا تھا) اور مت چھوڑو تم (صفوں کے بیچ میں یا ایک دوسرے کے بیچ میں جگہیں (اور کشادگیاں) شیطان کے واسطے (تاکہ وہ شیطان تمہاری صفوں میں گھس کر تمہارے دلوں میں وسوسے نہ ڈال سکے) اور (سُنو) جو شخص صف کو ملاوے گا (یعنی صفوں میں پائی جانے والی خالی جگہوں کو پُر کر کے اور مِل مِل کر کھڑا ہو کر) تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اس عمل کی وجہ سے اپنی رحمت سے) ملا دے گا۔ اور جو صَف کو کاٹے گا (یعنی بلا وجہ بغیر نماز کے صف کے درمیان بیٹھ کر یا کسی دوسرے کو صف میں داخل ہونے سے روک کر یا مِل مِل کر کھڑا نہ ہو کر) تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا (یعنی محروم کر دے گا)۔

امام ابوداؤدؒ نے کہا کہ أبـو شجرة - كثيـر بـن مرّة ہیں (یعنی قتیبہ اور عیسیٰ کی بیان کردہ سند میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ ابوشجرہ اور کثیر بن مُرّہ ایک ہی شخص کا نام اور کنیت ہیں ایک شیخ نے سند

میں نام لے دیا اور ایک نے کنیت سے ذکر کر دیا ہے)۔

اور امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اس حدیث شریف میں پائے جانے والے الفاظ وَلِيْنُوْا بِأَيْدِيَ إِخْوَانِكُمْ کے معنی اور مطلب یہ ہیں کہ جب کوئی شخص آ کر صف میں داخل ہوکر اور گھس کر کھڑا ہونے لگے تو مناسب یہ ہے کہ ہر ایک شخص اس کے لئے اپنے کندھے کو نرم کر دے تا کہ وہ آنے والا شخص صف میں داخل ہوکر کھڑا ہو جائے (یعنی اکڑنا نہیں چاہئے بلکہ نرمی کے ساتھ اس کے لئے جگہ نکالنی چاہئے اور اس کو صف میں کھڑا کر لینا چاہئے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٦)

١۔عيسٰى بن إبراهيم:۔ یہ **عيسٰى بن إبراهيم بن عيسٰى الغافقي الأحدبي أبوموسٰى المصريّ** ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سنِ وفات ٢٦١ھ بتایا ہے نیز لکھا ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر نوّے (٩٠) سال سے زیادہ تھی۔

٢۔ابن وهُب:۔ یہ **عبدالله بن وهب بن مسلم القرشيّ أبومحمد المصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٠٢)۔

٣۔قتيبة بن سعيد:۔ یہ **قتيبة بن سعيد الثقفي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢٥)۔

٤۔اللَّيث:۔ یہ مشہور امامِ فقہ **ليث بن سعد أبوالحارث المصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٢٨)۔

٥۔معاوية بن صالح :۔ یہ **معاوية بن صالح بن حدير الحمصي الحضرمي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٠٥)۔

٦۔أبوالزاهِريّة:۔ یہ **حُدير بن كُريب الحضرمي (ويقال الحميري)**

أبو الزاهرية الحمصي ہیں۔حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہےاور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۰۰ھ کے بالکل شروع میں بتائی ہے۔

۷۔ كثير بن مُرّة:۔یہ كَثير بن مُرّة الرهاوي الحضرمي أبوشجرة الحمصي ہیں۔العجلي نے ان کو ثقہ تابعی اور ابنِ خراش نے صدوق لکھا ہےاور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دوسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کو صحابہؓ میں شمار کیا ہے ان سے وہم ہوا ہے۔

۸۔عبدالله بن عمرؓ:۔آپؓ عبدالله بن عمر بن الخطاب العدوي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۱۱ اور حدیث نمبر۱۲)۔

۹۔أبو شجَرَة:۔یہ كثير بن مرّة ہی ہیں جیسا کہ امام ابوداؤدؒ نے صراحت کی ہے اور ان کے لئے اسی حدیث کے تحت نمبر(۷)پر دیکھیں۔

۱۰۔ابن عمرؓ:۔آپؓ عبدالله بن عمر بن الخطاب العدويؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۱۱ اور ۱۲)۔

۱۱۔أبو داوٗد:۔یہ مصنفِ کتاب أبو داوٗد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۰۔۲۲).

الحديث/٦٦٧-حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((رُصُّوا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٦٧:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم

نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابان نے انہوں نے روایت کیا قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک سے (انس بن مالکؓ نے) رسول اللہ ﷺ سے (یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا جڑواپنی صفوں کو (یعنی صفوں میں خوب مِل مِل کر کھڑے ہو بالکل ایسے جیسے دیوار بناتے وقت ایک اینٹ کو دوسری اینٹ سے ملا کر رکھا اور جوڑا جاتا ہے) اور قرب رکھو صفوں کے درمیان (یعنی ایک صف کو دوسری صف سے نزدیک رکھو اور ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رکھو اور جتنا صفوں کے درمیان کا فاصلہ علمائے شریعت نے بتایا ہے مثلاً تین ہاتھ اُس سے زیادہ فاصلہ صفوں کے درمیان نہ رکھو کیونکہ اس ظاہری تقارب سے تمہاری روحوں اور دلوں کے درمیان تقارب وتآلف پیدا ہوگا اور شیاطین کو وساوس ڈالنے کا موقع نہیں ملے گا) اور گردنوں کے ساتھ محاذات کرو (یعنی ایک دوسرے کی گردنوں کو بالکل ایک دوسرے کی گردن کے برابر رکھو ایسا نہ کرو کہ ایک کی گردن دوسرے کی گردن سے خارج اور ہٹی ہوئی ہو۔ اور محاذاتِ اعناق کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اونچی نیچی جگہ میں کھڑے نہ ہو) کیونکہ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں دیکھتا ہوں شیاطین کو کہ وہ گھس آتے ہیں صف کے اندر جو خالی جگہ ہوتی ہے وہاں سے (ایسے بن کر جیسے) گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہوں (یعنی اگر صف کے اندر خالی جگہ ہوتی ہے یا اگلی پچھلی صفوں میں ضرورت سے زیادہ فاصلہ ہوتا ہے اور تقارب ونزدیکی نہیں ہوتی تو شیاطین بکری کے بچہ کی طرح چھوٹے سے بن کر اُس چھوٹی سی جگہ میں سے گھس آتے ہیں اور تمہیں وسواس میں مبتلا کر کے تمہاری نمازوں کو خراب کرنے میں لگ جاتے ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٧)

۱۔ **مسلم بن إبراهيم** :۔ یہ **مسلم بن إبراهيم الأزدي أبوعمرو البصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ **أبان** :۔ یہ **أبان بن يزيد العطار** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۳۔قتادة:۔یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦)۔

۴۔أنس بن مالکؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے خادمِ خاص ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۴اور۱۹)۔

الحديث/٦٦٨-حَدَّثَنَا أَبُوالْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٦٨:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوالولید طیالسی اور سلیمان بن حرب نے ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا قتادہ سے انہوں نے حضرتِ انسؓ سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''برابر کرو اپنی صفوں کو کیونکہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا ہونے میں سے ہے (یعنی تسویۂ صفوف کو فضول کام مت سمجھو بلکہ جس طرح نماز کا اہتمام کرتے ہو ویسے ہی اس کا بھی اہتمام کرو کہ کسی بھی صف میں فرج (خالی جگہ) نہ رہ پائے نیز اگلی پچھلی صفوں کے درمیان ضرورت سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگلی صف کے مکمل و پورا ہونے سے پہلے پچھلی صف میں نہ کھڑا ہوا جائے کیونکہ نماز کے حسن وکمال ہی کا ایک حصہ تسویۂ صفوف بھی ہے۔واضح رہے کہ ابن حزم کا یہ کہنا ہے کہ تسویۂ صفوف اگر نہ ہوگا تو نماز سرے سے ہوگی ہی نہیں کیونکہ انہوں نے اس حدیث شریف میں جو لفظِ ''تمام'' ہے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے لیکن ان کے علاوہ دیگر حضرات یہ کہتے ہیں کہ نماز ادا تو ہو جاتی ہے مگر وہ نماز حسن وکمال سے خالی ہوتی ہے بہر حال نماز کا حسن وکمال سے خالی ہونا بھی کم نقصان وخسارہ کی بات نہیں ہے اس لئے ہم لوگوں کو تسویۂ صفوف کا بہت زیادہ اور خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٨)

١۔أبو الوليد الطيالسي :۔یہ هشام بن عبدالملک أبو الوليد الطيالسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٠٠)۔

٢۔سليمان بن حرب :۔یہ سليمان بن حرب بن بُجيل الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٣٤)۔

٣۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكي ہیں۔دیکھیں حدیث (٥۔٢٣).

٤۔قتادة:۔یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٦)۔

٥۔أنسؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ أنس بن مالکؓ ہیں دیکھیں حدیث (٤ اور ١٩)۔

الحديث/٦٦٩-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ السَّائِبِ صَاحِبِ الْمَقْصُوْرَةِ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ تَدْرِيْ لِمَ صُنِعَ هٰذَا الْعُوْدُ؟ فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ عَلَيْهِ يَدَهُ فَيَقُوْلُ: اسْتَوُوْا وَاعْدِلُوْا صُفُوْفَكُمْ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٦٩ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حاتم بن اسماعیل نے انہوں نے روایت کیا مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے صاحبِ مقصورہ محمد مسلم بن سائب سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن حضرتِ انس بن مالکؓ کے پہلو میں (کھڑے ہوکر) نماز پڑھی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم

جانتے ہو یہ لکڑی (یہاں) کیوں رکھی ہے (یعنی کیا تمہارے علم میں ہے کہ آپ ﷺ کی مسجد میں جو یہ لکڑی رکھی ہوئی ہے اس کا کیا مقصد تھا) تو (محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم (مجھے معلوم نہیں ہے) (تو پھر انہوں نے یعنی حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نے بتاتے ہوئے) فرمایا آپ ﷺ اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے برابر ہو جاؤ اور صفوں کو سیدھا کرلو (یعنی آپ ﷺ جب لوگوں کو تسویۂ صفوف کا حکم دیتے تھے تو اس لکڑی پر اپنا دستِ مبارک رکھتے یا اس لکڑی کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ بات فرماتے اور اس لکڑی کو ہاتھ میں لینے کی مصلحت یہ ہوتی تھی کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ جیسی یہ لکڑی سیدھی ہے ویسے ہی تم بھی سیدھے و برابر ہو جاؤ اپنی صفوں کو بھی سیدھا اور برابر و درست کرلو)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٦٩)

١۔قتيبة:۔ یہ قتيبة بن سعيد الثقفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٥)۔

٢۔حاتم بن إسماعيل:۔ یہ حاتم بن إسماعيل المدني أبوإسماعيل الحارثي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٤٨١)۔

٣۔مُصعب بن ثابت:۔ یہ مُصعب بن ثابت بن عبدالله بن الزبير بن العوام الأسديّ ہیں۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں "صدوق كثير الغلط ليس بالقويّ" لکھا ہے، دارَقطنی اور نسائی نے ان کو "ليس بالقوي" کہا ہے اور ابنِ معین اور احمد نے ضعیف کہا ہے۔ ان کی روایات صحاحِ ستہ میں سے صرف ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ میں منقول ہیں۔ ان کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو لین الحدیث راوی اور عابد و زاہد شخص لکھ کر ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ نیز ان کی وفات بہ عمر (۷۳) سال ۱۵۷ھ میں بتائی ہے۔

۴۔**محمد بن مسلم** :۔یہ محمد بن مسلم بن السائب بن الخباب صاحب المقصورة المدني ہیں۔انہوں نے اپنے والد اور حضرتِ انسؓ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے صرف العلاء بن عبدالرحمٰن اور مصعب بن ثابت نے۔ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔**أنس بن مالکؓ** :۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے خادمِ خاص ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۴ اور ۱۹)۔

الحديث/ ٦٧٠ -حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَنَسٍ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أَخَذَهُ بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: اعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ، ثُمَّ أَخَذَهُ بِيَسَارِهِ فَقَالَ: اعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٧٠ :۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حمید بن اسود نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مصعب بن ثابت نے انہوں نے روایت کیا محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرتِ انسؓ سے اسی حدیث کو (یعنی حاتم بن اسماعیل کی طرح اسی سابقہ حدیث نمبر (٦٦٩) کو حمید بن اسود نے بھی بیان کیا مگر انہوں نے اپنی حدیث میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ حضرتِ انسؓ نے اُس مسجدِ نبوی میں رکھی ہوئی لکڑی کا مقصد وغرض محمد بن مسلم کو بتاتے ہوئے) فرمایا کہ بے شک جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اس (لکڑی) کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتے (اور) پھر (اپنی داہنی طرف کے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اُس لکڑی سے اشارہ کرتے) اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ اور صفوں کو درست کرلو۔ پھر

اُس (لکڑی) کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیتے (اور اُس طرف کے لوگوں کو متوجہ ہوکر اور اُس لکڑی سے اشارہ کرکے) فرماتے سیدھے ہوجاؤ (اور) اپنی صفوں کو درست (و برابر اور صحیح) کرلو۔ (واضح رہے کہ اگر حدیث نمبر (۶۶۹ اور ۶۷۰) میں کسی کو کچھ مخالفت نظر آئے تو وہ اس طرح سمجھ لے کہ کوئی مخالت نہیں ہے کیوں کہ کبھی ایسا کرتے جیسا حدیث نمبر (۶۶۹) میں مذکور ہے اور کبھی ایسا کرتے جیسا حدیث نمبر (۶۷۰) میں مذکور ہے۔ یا یوں سمجھ لے کہ حدیث نمبر (۶۶۹) کا مطلب بھی وہی ہے جو حدیث نمبر (۶۷۰) میں مذکور ہے کیونکہ مفصل روایت مجمل روایت کی تفسیر اور اس کا مطلب ہوا کرتی ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۷۰)

۱۔مسدد:۔ یہ **مسدد بن مسرهد** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔حميد بن الأسود:۔ یہ **حميد بن الأسود بن الأشعر أبو الأسود الكرابيسي** ہیں۔ ان کے بارے میں **الساجي** اور **الأزدی** کا کہنا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں مگر ان کی مُنکر روایتیں بھی بہت ہیں، دارَقطنی نے ان کے بارے میں ”**ليس به بأس**“ کہا اور **القواريري** نے ان کو صَدوق بتایا اور ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ”**صدوق ويهم قليلًا**“ لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۳۔مُصعب بن ثابت:۔ یہ **مُصعب بن ثابت بن عبدالله بن الزبير بن العوام الأسديّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶۹)۔

۴۔محمد بن مسلم:۔ یہ **محمد بن مسلم بن السائب المدنيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶۹)۔

۵۔أنس:۔آپ ؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے خادمِ خاص ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۴ اور ۱۹)۔

الحديث/٦٧١-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ- يَعْنِيْ ابْنَ عَطَاءَ- عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتِمُّوْا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِيْ الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ))۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٧١:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبدالوہاب۔یعنی عبدالوہاب بن عطاء نے۔انہوں نے روایت کیا سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے حضرتِ انس بن مالک ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے(کہ پہلے) اگلی صف(صفِ اول) کو پورا کیا کرو پھر اس کے بعد والی کو(اور پھر اس کے بعد والی کو یعنی جتنی بھی صفیں ہوں ان کو اسی ترتیب سے پہلے اگلی کو پھر اس کے بعد والی کو اسی طرح الی آخرہ صفیں پوری اور مکمل کیا کرو۔اور اگر کچھ نقص و کمی رہے) تو وہ نقص و کمی آخری صف میں رہے(یعنی اگر لوگوں کی کمی کی وجہ سے نقص اور خالی جگہ رہنی ضروری ہو تو اگر دو صف ہوں تو دوسری میں اور تین ہوں تو تیسری اور مثلاً بیس صف ہوں تو بیسوی میں یعنی اگلی ساری صفیں مکمل و پوری ہوں اور نقص و کمی اور خالی جگہ سب سے آخری صف میں ہونی اور رہنی چاہئے)۔

تعارف رجالِ حدیث(۶۷۱)

۱۔محمدبن سلیمان:۔یہ محمدبن سلیمان الأنباري ہیں دیکھیں حدیث(٦٦)۔

۲۔عبدالوهاب:۔یہ عبدالوهاب بن عطاء الخفاف ہیں۔دیکھیں حدیث (۳۴)۔

۳۔سعید:۔یہ سعیدبن أبي عروبة اليَشكُري ہیں دیکھیں حدیث نمبر (۱۷اور۳۳)۔

۴۔قتادة:۔یہ قتادة بن دِعامة السدوسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦)۔

۵۔أنس بن مالک:۔آپؓ مشہور خادمِ رسول ﷺ صحابی ہیں دیکھیں حدیث (۴اور۱۹).

الحديث/٦٧٢-حَـدَّثَـنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ يَـحْيَ بْـنِ ثَـوْبَانَ أَخْبَرَنِي عَمِّيْ عُمَارَةُ بْنُ ثَوْبَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِيْ الصَّلَاةِ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: جَعْفَرُ بْنُ يَحْيٰ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ۔

ترجمہ حدیث نمبر/٦٧٢:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ بشار نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوعاصم نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جعفر بن یحیٰ بن ثوبان نے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی میرے چچا عُمارہ بن ثوبان نے انہوں نے روایت کیا عطاء سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے بہترین شخص تم میں کے نماز کے دوران زیادہ نرم مونڈھوں والے ہیں (یعنی تم میں سے سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جن کو اگر نماز کے دوران تعدیلِ صفوف یا سدِّ خلل کی وجہ سے کوئی شخص ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سیدھا کرے یا آگے پیچھے کرے تو وہ فوراً اس کی بات کو مانتے ہوئے صفوں کو درست کرلیں اور اگر درمیان میں کوئی خلل وکشادگی ہو اسکو پُر کرلیں اور آگے پیچھے ہونے کی ضرورت ہو تو ہوجائیں۔ اور بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ تم میں کے سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو ایسی طمانینت و سکون کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں کہ بالکل اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہیں۔یا

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ سب سے اچھے اور بہتر ہیں جو کسی شخص کو تنگ جگہ ہونے یعنی صف میں تھوڑی سی جگہ ہونے کے باوجود صف میں داخل ہوکر کھڑا ہونے سے روکتے نہیں ہیں بلکہ بجائے روکنے اور اکڑنے کے نرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس شخص کو صف کے درمیان کھڑا کر لیتے ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٧٢)

١۔ابن بشار:۔یہ **محمدبن بشار بن عثمان العبديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (١٣)۔

٢۔أبو عاصم:۔یہ **ضحاک بن مخلدأبو عاصم النبیل** ہیں دیکھیں حدیث (٣٥)۔

٣۔جعفر بن یحيٰ:۔یہ **جعفر بن یحییٰ بن ثوبان (وقیل ابن عمارۃ بن ثوبان) الحجازيّ** ہیں۔انہوں نے صرف اپنے چچا عُمارہ سے اور اِن سے عبید بن عقیل الہلالی اور ابو عاصم نے روایات نقل کی ہیں۔ابنِ مدینی نے ان کو مجہول کہا ہے نیز لکھا ہے کہ ان سے ابو عاصم کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے۔ابنِ قطان نے بھی ان کو مجہول الحال کہا ہے اور ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی قرار دیا ہے اور آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

٤۔عُمارۃ بن ثوبان:۔یہ **عمارۃ بن ثوبان الحجازيّ** ہیں انہوں نے **أبو الطفیل، موسٰی بن باذان** اور **عطاء بن أبي رباح** سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف ان کے بھتیجے **جعفر بن یحيٰ بن ثوبان** نے۔ابنِ قطان نے ان کو مجہول الحال کہا ہے اور ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو "مَستور" راوی لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

٥۔عطاء:۔یہ **عطاء بن أبي رباح القرشيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (٨٦)۔

٦۔ابن عبّاسؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (٣)۔

(۹۶)بَابُ الصُّفُوْفِ بَيْنَ السَّوَارِيْ

ستونوں کے بیچ (اور درمیان) میں صفوں (کے قائم کرنے اور بنانے) کا بیان (۹۶)

الحديث/٦٧٣-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَ بْنِ هَانِيءٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدُفِعْنَا إِلَى السَّوَارِيْ فَتَقَدَّمْنَا وَتَأَخَّرْنَا، فَقَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَتَّقِيْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))۔

ترجمہ/۶۷۳:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن بشار نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے انہوں نے روایت کیا یحییٰ بن ہانی سے انہوں نے عبدالحمید بن محمود سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے جمعہ کے دن حضرتِ انس بن مالکؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو ہمیں ستونوں کی طرف کر دیا گیا (یعنی نمازی بہت تھے اور مزاحمت وہجوم تھا اس لئے ہم کو ستونوں کے بیچ میں کھڑا ہونے کے لئے کہا گیا) تو ہم آگے پیچھے ہو گئے۔اور حضرتِ انسؓ کا بیان ہے کہ ہم اس سے (یعنی ستونوں کے بیچ و درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بچا کرتے (اور احتراز کیا کرتے) تھے۔

نوٹس:۔ اگر بھیڑ ہو جگہ تنگ ہو تو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مطلقاً بلا کراہت جائز ہے اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر جگہ وسیع و کشادہ ہو اور ستونوں کے درمیان کھڑا ہونے کی ضرورت نہ ہو تو اس مسئلہ میں اختلاف ہے اس کو مطوّلات میں دیکھیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۷۳)

۱۔محمد:۔یہ محمد بن بشار بن عثمان العبديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۳)۔

۲۔عبدالرحمٰن:۔یہ عبدالرحمٰن بن مهديّ العنبريّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۵)۔

۳۔سفیان:۔یہ سفیان بن سعيد بن مسروق الثوريّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۶)۔

۴۔یحیٰ بن هانئ:۔یہ یحیٰ بن هانئ بن عروة بن قعاص (ويقال فضفاض) المرادي أبو داؤد الكوفي ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کی حضرتِ ابن مسعودؓ سے جو بھی روایات ہیں وہ مرسل ہیں۔

۵۔عبدالحميد بن محمود:۔یہ عبدالحميد بن محمود المعوَلي البصريّ أو الكوفيّ ہیں۔انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ اور انسؓ سے روایات نقل کی ہیں۔نسائی نے ان کو ثقہ اور دارقطنی نے يحتج به کہا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔أنس بن مالكؓ:۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۴اور۱۹)۔

(۹۷)بَابُ مَنْ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ فِيْ الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ

اُن لوگوں کا بیان جن کے لئے صف میں امام کے متصل (اس کے پیچھے کھڑا ہونا) مستحب ہے نیز ایسے لوگوں (کے امام کے متصل کھڑا ہونے کی بجائے) پیچھے (اور دور کھڑا ہونے کی) کراہت کا بیان (۹۷)

الحديث/٦٧٤ -حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ))۔

ترجمہ / ٦٧٤:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابن کثیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے (اعمش نے روایت کیا) عمارہ بن عُمیر سے انہوں نے ابومعمر سے انہوں نے ابومسعود انصاریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاہیئے کہ میرے قریب رہیں تم میں سے (وہ لوگ) جو اہلِ حِلم واہلِ عقل ہوں پھر وہ جو اُن سے قریب قریب ہوں پھر وہ جو اُن سے قریب قریب ہوں (یعنی نماز میں میرے پیچھے متصلاً تو وہ لوگ کھڑے ہوا کریں جو سب سے زیادہ عقل و دانش کے مالک ہوں پھر ان کے بعد وہ لوگ جو ان اوصاف میں ان سے کچھ کم ہوں اور پھر وہ جو ان سے کچھ کم ہوں۔ واضح رہے کہ یہ حکم آپ ﷺ نے چند وجوہات کی بنا پر دیا ہے مثلاً ان لوگوں کی عزت وشرافت اوران کے آپ ﷺ کی نماز کو خوب اچھی طرح ضبط ومحفوظ کرنے کی وجہ سے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اگر دورانِ نماز کسی وجہ سے کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ بنانا پڑے تو ان حضرات میں سے کسی کو بنا دیا جائے یا اگر امام کو کسی قسم کی ضرورت یعنی لقمہ وغیرہ دینے کی ضرورت پڑے تو ان میں سے کوئی دے دے۔ اور شاہ ولی اللہؒ صاحب نے اس کی مصلحت بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی مصلحت بڑے اور صاحبِ شرف وعزت لوگوں کی توقیر وتعظیم ہے اور چونکہ اہلِ عقل ودانش لوگوں کو یہ بات شاق گذرتی ہے کہ ان سے کم درجہ کے لوگوں کو اُن سے آگے رکھا جائے اس لئے آپ ﷺ نے یہ حکیمانہ حکم دیا۔ خلاصہ یہ کہ پہلے افضل لوگ کھڑے ہوں پھر اُن سے کم افضل پھر اُن سے کم افضل الی آخرہ)۔

نوٹس:۔ مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں بعض لوگوں نے یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ اس کا

مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سب سے آگے عقلمند بالغ لوگ کھڑے ہوں پھران کے بعد باتمیز قریب البلوغ بچے اور پھران کے بعد عورتیں کھڑی ہوں۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٧٤)

ا۔ابن کثیر:۔یہ محمد بن کثیر العبديّ أبوعبدالله البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٥٦)۔

٢۔سفیان:۔یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (١٦)۔

٣۔الأعمش:۔یہ سلیمان بن مهران الأعمش ہیں۔دیکھیں حدیث (٧)۔

٤۔عُمارة بن عمیر:۔یہ عُمارة بن عُمیر بن ثعلبة الكوفي التيمي ہیں۔احمد، ابنِ مَعین، ابوحاتم، نسائی اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے۔ابنِ حبّان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ان کی وفات ٨٢ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ ثبت لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ١٠٠ھ سو ہجری کے بعد لکھی ہے نیز ایک قول ١٠٠ھ سو ہجری سے دوسال پہلے کا بھی لکھا ہے۔

٥۔أبومعمر:۔یہ عبدالله بن سَخبرة أبومعمر الأزديّ الكوفي ہیں۔انہوں نے حضرتِ عمر، علی، ابومسعود، عقبہ بن عمر انصاری، مقداد اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے ابراہیم نخعی، مجاہد، تمیم بن سلمہ اور یزید بن شریک نے۔ابنِ مَعین، ابنِ سعد اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے اور تابعی لکھا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دوسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز وفات عبیداللہ بن زیاد کے دورِ امارت میں لکھی ہے۔

٦۔أبومسعودؓ:۔آپؓ عقبة بن عمرو بن ثعلبة الأنصاري أبومسعود البدريؓ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

الحدیث/٦٧٥ -حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ وَزَادَ: ((وَلَاتَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ))۔

ترجمہ/٦٧٥:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یزید بن زریع نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا خالد نے انہوں نے روایت کیا ابومعشر سے انہوں نے روایت کیا ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے حضرتِ عبداللہ (بن مسعودؓ) سے انہوں نے نبیِ کریم ﷺ سے اسی کے مثل (یعنی حضرت ابومسعودؓ کی سابقہ حدیث نمبر (٦٧٤) کی مانند) اور (ابنِ مسعودؓ نے اپنی روایت میں) اضافہ (نقل) کیا (ہے ان الفاظ) وَلَاتختلفو الخ کا یعنی نہ اختلاف کروتم (یعنی دورانِ نماز صفوں میں آگے پیچھے نہ ہوا کرو کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے) تو (بہت ممکن ہے کہ) تمہارے قلوب بھی مختلف ہوجائیں (اس اختلافِ قلوب کی وضاحت کے لئے حدیث نمبر (٦٦٣ اور ٦٦٤) کا مطالعہ کرلیں) اور بچاؤ (محفوظ رکھو تم اپنے آپ کو) بازاروں کے (سے) شور سے (یعنی مسجدوں میں شور وغل نہ کرو، آوازیں بلند کرکے نہ بولو اور اگر ضرورت ہی ہو تو بہت آہستہ سے بات کرو)۔

نوٹس:۔ شراح حضرات نے اس حدیث شریف کے جملہ **وإياكم وهَيشات الأسواق** کے کئی مفہوم ومطلب لکھے ہیں (۱) اس کا مطلب وہی ہے جو ترجمہ میں بیان کیا گیا یعنی مسجدوں میں زور زور سے بولو اور جھگڑو مت بلکہ آہستہ آہستہ بولو، اور باب سے مناسبت کرنے کے لئے مزید کہا جائے گا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بازاری لوگوں کی طرح اس طرح گھسٹر پسٹر صفیں نہ بناؤ کہ اہلِ حِلم

وعقل، بچوں اورعورتوں کی ترتیب کا بھی خیال نہ رکھو بلکہ جو تمہیں ہدایت دی گئی ہے اس کے مطابق ہر ایک شخص اپنے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کرتے ہوئے اُسی جگہ کھڑا ہو۔(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ سے مناجات اور اس کے سامنے حاضری ہوتی ہے اس لئے نہایت خشوع وخضوع اور آدابِ عبودیت کا لحاظ کرتے ہوئے نماز پڑھو(۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو امورِ دنیا میں مشغول ہونے سے بچاؤ کیونکہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو نماز میں میرے متصل اور میرے پاس کھڑے نہ ہوسکوگے۔

تعارف رجالِ حدیث(٦٧٥)

۱۔مسدّد:۔یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲)۔

۲۔يزيد بن زريع:۔یہ يزيد بن زريع البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦۴)۔

۳۔خالد:۔یہ خالد بن مهران الحذاء ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۳)۔

۴۔أبو مَعْشر:۔یہ زیاد بن کُلَیب الحنظلي أبو معشر الكوفيّ ہیں دیکھیں حدیث(۳۳).

۵۔إبراهيم:۔یہ إبراهيم بن يزيد النخعي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۷) اور(۱۷۸).

٦۔علقمة:۔یہ علقمة بن قيس النخعي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸۵)۔

۷۔عبدالله:۔یہ عبداللہ بن مسعود مشہور صحابیِ رسول ﷺ ہیں دیکھیں حدیث(۳۹).

الحديث/٦٧٦-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ)).

ترجمہ/٦٧٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں

نے کہا ہم سے بیان کیا معاویہ بن ہشام نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہوئے (اسامہ بن زید نے روایت کیا) عثمان بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے کہ) بے شک اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے صفوں کی داہنی جانبوں پر اور اس کے فرشتے دعاء واستغفار کرتے ہیں (واضح رہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صفوں کی بائیں جانب والے سرے سے اللہ کی رحمت کے نزول اور فرشتوں کی دعاء کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت بائیں جانب والوں پر نازل ہونے سے پہلے صفوں کی داہنی جانب والوں پر ہوتی ہے ایسے ہی ملائکہ پہلے استغفار و دعاء صفوں کی دائیں جانب والوں کے لئے کرتے ہیں اور بعد میں بائیں جانب والوں کے لئے کیونکہ ایک حدیث میں صراحۃً یہ بات مذکور ہے "**إن لـلّٰـه ينزل الرحمةَ أوّلًا على يمين الإمام إلٰى آخر اليمين ثم علي اليسار إلى آخره**")۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ اس حدیث سے صفوں کی داہنی جانب کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے لیکن واضح رہے کہ دوسری یا تیسری اور چوتھی صف کی داہنی جانب کو یہ افضلیت جب ہی حاصل ہوگی جب اُس سے اگلی یعنی پہلی، دوسری اور تیسری صف میں جگہ خالی نہ ہو اگر بالفرض اگلی والی صف میں بائیں جانب جگہ خالی ہو تو پچھلی صف کی داہنی جانب سے افضل اُس خالی اگلی صف کی بائیں جانب ہی ہوگی۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٧٦)

١۔عثمان بن أبي شيبة:۔ یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث (١٦)۔

٢۔معاوية بن هشام:۔ یہ معاوية بن هشام الدستوائي ہیں۔ دیکھیں حدیث (٢٩)۔

۳۔سفيان:۔ یہ سفيان بن سعيد بن مسروق الثوريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۴۔أسامة بن زيد:۔ یہ أسامة بن زيد الليثي أبوزيد المدني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۸)اور (۲۵۲)۔

۵۔عثمان بن عروة:۔ یہ عثمان بن عروة بن الزبير بن العوّام الأسديّ المدني ہیں۔ یہ ہشام بن عروہ سے اگرچہ چھوٹے تھے مگر ان کی وفات اُن سے پہلے ہوئی ہے۔ اِنہوں نے اپنے والد عروہ سے روایت کیا ہے اور اِن سے أسامة بن زيد، سفيان بن عيينة، ان کے بھائی ہشام بن عروہ اور ایک کثیر جماعت نے۔ ابنِ معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، ابنِ حبّان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابنِ سعد نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث کہا ہے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں چھٹے طبقہ میں آتے ہیں۔ ان کی وفات ۱۳۶ھ یا ۱۳۷ھ میں ہوئی ہے۔

۶۔عائشةؓ:۔ یہ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)اور (۳۳)۔

(۹۸)بَابُ مُقَامِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّفِّ

صفوں میں بچوں (یعنی لڑکوں) کے کھڑے ہونے کی جگہ کا بیان (یعنی نابالغ لڑکے صف میں کہاں کھڑے ہوں گے اس کا بیان) (۹۸)

الحديث/٦٧٧-حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ شَاذَانَ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ، قَالَ قَالَ أَبُومَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ

بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ الْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ، فَذَكَرَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا صَلَاةُ. قَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى: لَا أَحْسَبُهُ إِلَّا قَالَ أُمَّتِي)).

ترجمہ /٦٧٧:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن شاذان نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عیّاش رقّام نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالاعلیٰ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا قرّہ بن خالد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا بُدیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شہر بن حَوشب نے انہوں نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن غنم سے (یہ کہ انہوں نے) کہا کہ (ایک مرتبہ) ابومالک اشعریؓ نے فرمایا کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز (کی صفت وکیفیت) نہ بیان کروں؟ (ظاہر ہے حاضرین نے کہا ہوگا کیوں نہیں ضرور بیان فرمائیے تو حضرتِ ابومالک اشعریؓ نے) فرمایا کہ (جب نماز کا وقت آ گیا) تو آپ ﷺ نے اقامتِ صلاۃ (یعنی نماز شروع کرنے اور تکبیر کہنے کا حکم دیا) اور آپ ﷺ نے (سب سے آگے) مردوں کی صف (یا صفیں) بنوائیں (اور ان کے بعد) ان کے (یعنی بالغ مردوں کے) پیچھے لڑکوں (یعنی نابالغ لڑکوں) کی پھر (یعنی صفوں کو اس ترتیب سے بنانے کا حکم دینے اور بنائے جانے کے بعد آپ ﷺ نے) ان کو نماز پڑھائی۔ اور (آگے حضرتِ ابومالک اشعریؓ نے) آپ ﷺ کی نماز کی پوری کیفیت کو بیان کیا پھر (یعنی آپ ﷺ کی پوری نماز کو بیان کرنے کے بعد حضرتِ ابومالک نے) فرمایا ایسے تھی نماز (آپ ﷺ کی)۔ (اور اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابومالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا طریقہ پر صفوں کو بنوانے اور نماز پڑھانے کے بعد فرمایا تھا کہ ایسے اور یہی ہے میری امت کی نماز) عبدالاعلی نے کہا نہیں گمان ہے میرا ان کے بارے میں مگر یہ کہ انہوں نے کہا اُمّتی (صاحبِ المنہل

وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ "قال عبدالأعلیٰ لاأحسبه إلاقال" کے الفاظ ھکذا صلاۃ اور لفظِ أمتی کے درمیان جملۂ معترضہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ عبدالأعلیٰ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ مجھے اگرچہ پورے طور پر یقین تو نہیں ہے مگر غالب گمان یہ ہے کہ میرے شیخ قرۃ بن خالد نے اپنی سندِ متصل سے جب اس روایت کو نبیِ کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا تھا تو انہوں نے اپنی روایت میں ھکذا صلاۃُ کے بعد لفظِ أمتي کا بھی اضافہ کیا تھا یعنی ھکذا صلاۃ أمتي فرمایا تھا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں (۱) اگر کسی شخص کی نماز آپ ﷺ کی نماز کی طرح اور آپ ﷺ کے طریقہ پر نہ ہو تو اس کو یہ فکر کرنی چاہئے کہ کہیں وہ آپ ﷺ کا امتی ہونے سے بھی خارج نہ ہو جائے (۲) نماز پڑھتے وقت پہلے مردوں کی پھر نابالغ اور قریب البلوغ لڑکوں اور پھر آخر میں عورتوں کی صفیں بنوانی چاہئیں۔ لیکن واضح رہے کہ اگر اتفاق سے صرف ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کے ساتھ ہی ایک سائڈ میں کھڑا کیا جائے گا یعنی پیچھے نہیں کھڑا کیا جائے گا جمہور تو اسی کے قائل ہیں اگرچہ امام احمدؒ اس کو مکروہ کہتے ہیں اور حضرتِ عمرؓ، ابووائل اور زر بن حبیش سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ اگر وہ کسی بچہ کو مردوں کی صف میں دیکھتے تو اس کو صف میں سے نکال دیتے تھے۔ لیکن واضح رہے کہ عورت چاہے ایک ہی ہو اس کو ہر حال میں پیچھے ہی کھڑا کیا جائے گا۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٧٧)

۱۔عیسیٰ بن شاذان:۔ یہ عیسیٰ بن شاذان البصريّ الحافظ نزیل مصر ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ اور حافظِ حدیث لکھا ہے اور گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ ان کی وفات ۲۴۰ھ کے بعد ہوئی ہے۔

۲۔عيّاش الرقّام:۔ یہ عيّاش بن الوليد الرقّام أبو الوليد القطّان ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ان کی وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی ہے۔

۳۔عبدالأعلیٰ:۔ یہ عبدالأعلیٰ بن عبدالأعلی البصريّ أبو همام السامي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۷)۔

۴۔قرة بن خالد:۔ یہ قرة بن خالد أبو خالد السدوسي ہیں۔حافظؒ نے ان کو ثقہ اور ضابط لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۵۴ھ میں بتائی ہے۔

۵۔بُدَيل:۔ یہ بديل بن ميسرة العقيلي البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۶)۔

۶۔شَهْر بن حَوْشَب:۔ یہ شهر بن حوشب الأشعريّ أبو سعيد أو أبو عبداللّٰه أو أبو عبدالرحمٰن أو أبو الجعد الشامي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۷۔عبدالرحمٰن بن غَنْم:۔ یہ عبدالرحمٰن بن غَنْم بن كُريب بن هانئ الأشعريّ ہیں۔ان کی صحابیت میں اختلاف ہے امام بخاری اور لیث کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔عجلی نے ان کو کبارِ تابعین میں ذکر کیا ہے اور ابنِ حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے نیز کہا ہے کہ لوگوں کا خیال ان کے صحابی ہونے کا ہے مگر یہ خیال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ یہ مسلمان تو آپ ﷺ کے زمانہ میں ہوگئے تھے لیکن انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور ملاقات نہیں کی ہے۔بہرحال ان کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی ہے۔

۸۔أبو مالك الأشعريؓ:۔ یہ صحابیِ رسول ﷺ ہیں،ان کے نام کے بارے میں کئی قول ہیں(۱)ان کا نام الحارث بن الحارث بن هانئ بن كلثوم ہے(۲)عبيد بن الحارث بن هانئ بن كلثوم ہے(۳)ان کا نام عامر بن الحارث بن هانئ بن كلثوم ہے۔ان کی وفات حضرتِ عمرؓ کے دورِ خلافت میں طاعونِ عمواس میں ہوئی ہے۔

(۹۹)بَابُ صَفِّ النِّسَاءِ وَكَرَاهِيَّةِ التَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

عورتوں کی صفوں کا بیان اور (مردوں کے) پہلی صف میں شریک نہ ہونے کی کراہت کا بیان (۹۹)

الحديث/٦٧٨-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنا خَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَاأَوَّلُهَا))۔

ترجمہ /٦٧٨:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن صباح بزّاز نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا خالد اور اسماعیل بن زکریا نے (ان دونوں نے روایت کیا) سہیل بن ابی صالح سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرتِ ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر صف اُن صفوں میں کی پہلی صف ہے (یعنی سب سے زیادہ فضیلت پہلی صف کو حاصل ہے اور سب سے زیادہ اجروثواب کے مستحق پہلی صف میں نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور فرشتوں کی دعاء و استغفار پہلے صفِ اول والوں کے لئے ہوتا ہے) اوران میں سب سے بُری ان میں کی آخری ہے (یعنی مردوں کی صفوں میں سب سے کم ثواب والی آخری صف ہے اوراس کی کئی وجہیں ہیں (۱) امام سے دوری (۲) مسجد میں پہلے آکر صفِ اول میں شریک ہونے کی فضیلت کو ترک کرنا (۳) کیونکہ یہ آخری صف عورتوں سے قریب ہوتی ہے)۔ اورعورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر اُن (صفوں) میں

کی آخری (صف) ہے اور اُن (صفوں) میں کی سب سے بری اُن (صفوں) میں کی سب سے پہلی ہے (کیونکہ عورتوں کی سب سے آخری صف مردوں سے دور ہوتی ہے اس لئے سب سے زیادہ ثواب والی اور بہتر وہی ہوئی اور چونکہ عورتوں کی پہلی صف مردوں سے بہت قریب ہوتی ہے اس لئے سب سے کم ثواب والی ان کی اول صف ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ معاملہ جب ہے جب عورتیں مردوں کے ساتھ ان کے پیچھے ایک ہی مقام و مسجد میں نماز پڑھیں لیکن اگر ان کی جگہ مردوں سے الگ بالکل ایک طرف اور علیحدہ ہو تو پھر انکی بھی زیادہ ثواب والی صفِ اول اور کم ثواب والی صفِ آخر ہی ہوگی)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں مردوں کو صفِ اول میں حاضر ہونے کی ترغیب دی گئی ہے اور صفِ اول کی شرکت سے پیچھے رہنے پر تنبیہ کی گئی، ڈرایا گیا اور اس کی کراہت کو بتایا گیا ہے نیز یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مرد و عورتیں ایک ہی مکان میں نماز پڑھیں تو عورتوں کی سب سے افضل اور زیادہ ثواب والی صف صفِ آخر ہوتی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٧٨)

ا۔ **محمد بن الصبّاح**:۔ یہ **محمد بن الصبّاح البزّاز الدولابي** ہیں دیکھیں حدیث (٩٥).

٢۔ **خالد**:۔ یہ **خالد بن عبد اللّٰه الواسطي أبو محمد المزني** ہیں دیکھیں حدیث (٤٣).

٣۔ **إسماعيل بن زكريا**:۔ یہ **إسماعيل بن زكريا بن مُرّة الخُلُقاني أبو زياد الكوفي** ہیں۔ صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ ابنِ عدی نے ان کو صالح حسن الحدیث کہا ہے، احمد اور ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے ليس بالقويّ کہا ہے، ابنِ معین اور عجلی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور ان کی وفات ۱۷۳ھ یا ۱۷۴ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق يخطئ قليلًا لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۴ھ میں بتائی نیز اس کے بعد وقیل

قبلها بھی لکھا ہے۔

۴۔سهيل بن أبي صالح :۔یہ سهيل بن أبي صالح ذكوان السمان أبويزيد المدني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۷)۔

۵۔عن أبيه :۔اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع سهيل ہیں اوراس میں أبٌ سے مراد ان کے والد أبو صالح ذكوان السمان الزيات ہیں اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

٦۔أبو هريرةؓ:۔آپؓ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث/٦٧٩-حَدَّثَنَا يَحيَ بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَايَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ النَّارِ))۔

ترجمہ /۶۷۹:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ بن مَعین نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے انہوں نے روایت کیا عکرمہ بن عمار سے انہوں نے یحیٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ برابر صفِ اول سے پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے کردے گا جہنم میں (یعنی لوگ صفِ اول کی فضیلت کو حاصل کرنے کا اہتمام وکوشش اوراس کی پرواہ نہیں کریں گے تو اللہ ان کے اس طریقۂ کار کی وجہ سے جہنم سے نکالے جانے والے لوگوں میں سے ان کو سب سے آخر میں نکالے گا۔یا اس کا یہ مطلب ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے لوگوں میں ان کو سب سے پیچھے کردے گا یعنی یا تو جہنم میں داخل کر کے یا جہنم میں روک کر۔اوراس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا

ہے کہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اُس جہنم میں کے سب سے آخری اور اسفل طبقہ میں رکھے گا جو اُس نے گناہگار مومنین کے لئے مقرر کر رکھی ہے)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف میں جو وعیدِ شدید مذکور ہے اس کا تعلق اُن لوگوں سے ہے جو صفِ اول سے پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنالیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ اس وعید کا تعلق اُن لوگوں سے ہے جو سرے سے نماز ہی نہ پڑھیں اور پڑھیں تو وقت گذار کر قضاء پڑھیں کیونکہ نماز کو کسی بھی صف میں کھڑے ہو کر جماعت سے ادا کرنے والا بلکہ منفرداً بدونِ جماعت ادا کرنے والا بھی دخولِ نار کا مستحق نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ اسفلِ نار کا مستحق ہو جائے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٧٩)

١۔يحيٰ بن مَعين: ۔یہ يحيٰ بن مَعين الغطفاني إمام الجرح و التعديل ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٥٢)۔

٢۔عبدالرزاق: ۔یہ عبدالرزاق بن همام الحميريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٢٧)۔

٣۔عكرِمة بن عمار: ۔یہ عكرِمة بن عمّار العجليّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٥).

٤۔يحيٰ بن أبي كثير: ۔یہ يحيٰ بن أبي كثير الطائي ہیں۔دیکھیں حدیث (١٥۔٣١).

٥۔أبو سلَمة: ۔یہ عبد الله يا إسماعيل بن عبدالرحمٰن بن عوف الزهريّ أبو سلَمة المدني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١)۔

٦۔عائشةؓ: ۔آپؓ أم المؤمنين عائشة بنت أبي الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (١٨).

الحديث/ ٦٨٠ -حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوالْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ((أَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَأَی فِيْ أَصْحَابِہٖ تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَھُمْ: تَقَدَّمُوْا فَأْتَمُّوْا بِيْ، وَلْیَأْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ، وَلَایَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ)).

ترجمہ /٦٨٠:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل اور محمد بن عبداللہ خزاعی نے ان دونوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابواشہب نے انہوں نے روایت کیا ابونضرہ سے انہوں نے حضرتِ ابوسعید خدریؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں پیچھے ہٹنے کو (غالباً ان حضرات نے جب آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا تھا لیلینی منکم أولو الأحلام والنھیٰ تو انہوں نے اپنے اندر اس مرتبہ کی کمی کو محسوس کیا تھا اور اس کی وجہ سے یہ حضرات صفِ اول سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہونے لگے تھے تو جب آپ ﷺ نے ان کا یہ صفِ اول سے اور آپ ﷺ سے ذرا دور ہو کر کھڑے ہونے کا عمل دیکھا) تو آپ ﷺ نے ان سے (یہ) فرمایا آگے آؤ (یعنی صفِ اول میں آ کر کھڑے ہوا کرو) اور تم میرا اقتدا و اتباع کیا کرو (یعنی جیسے جیسے میں نماز پڑھتا ہوں تم بھی ویسے ویسے ہی نماز پڑھا کرو) اور پیروی (واتباع کیا کریں) تمہاری وہ لوگ جو تم سے پیچھے (یعنی پچھلی صفوں میں کھڑے) ہوں (واضح رہے کہ یہ جو پچھلی صف والوں کے لئے اگلی صف والوں کی اتباع و پیروی کی بات کہی گئی ہے اس سے پچھلی صف والوں کا مقتدی اور اگلی صف والوں کا امام ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ اقتداء تو صرف ایک امام کی ہی ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد ہیں اگلی صف والوں کے افعال و اعمال۔ ہاں اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ مقتدی کے لئے امام کی متابعت کے سلسلہ میں امام کے مبلّغ و مکبّر پر اعتماد و بھروسہ کرنا جائز ہے ایسے ہی اپنے آگے کی صف میں کھڑے ہوئے اُن لوگوں کے افعال و اعمال پر بھی اعتماد و بھروسہ جائز ہے جو امام کو دیکھ رہے ہوں اور اس کا اقتدا کر رہے ہوں۔ بہر حال آپ ﷺ نے اس اگلی صف میں کھڑے ہونے کی اہمیت کو مزید مؤکد کرتے ہوئے فرمایا کہ) کچھ لوگ برابر (اگلی صف سے) پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے کر دے (اور ڈال

دے) گا (واضح رہے کہ اس پیچھے کرنے کا ایک مطلب تو وہی ہے جو پچھلی حدیث میں بیان کیا گیا لیکن چونکہ یہاں پر فی النار کا لفظ موجود نہیں ہے اس لئے اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اگلی صف سے پیچھے رہنے کی عادت بنا لینے کی وجہ سے اپنے فضل ورحمت سے پیچھے اور دور کر دے گا اور ان کو بڑے مراتب اور علم جیسی عظیم نعمت سے پیچھے اور محروم کر دے گا)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٨٠)

١۔موسیٰ بن إسماعیل:۔یہ موسیٰ بن إسماعیل المنقري ہیں۔دیکھیں حدیث (٣).

٢۔محمدبن عبداللّٰہ:۔یہ محمد بن عبداللّٰہ بن عثمان الخزاعي أبوعبداللّٰہ البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٤٢٦)۔

٣۔أبو الأشُھَب:۔یہ جعفر بن حیّان السعديّ العطارديّ البصريّ أبو الأشُھَب الخزَّاز ہیں۔ابنِ مَعین،ابوزرعہ،ابوحاتم،ابنِ سعد اور ابنِ مدینی نے ان کی توثیق کی ہے۔وفات ١٦٥ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں،ثقہ راوی ہیں نیز چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ عمر پچانوے (٩٥) سال ١٦٥ھ میں بتائی ہے۔

٤۔أبو نَضُرۃ:۔یہ المنذر بن مالک أبو نضرۃ العبديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (٣٨٩).

٥۔أبوسعید الخدريؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ سعد بن مالک بن سِنان أبو سعید الخدريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٥)۔

(١٠٠) بَابُ مَقَامُ الْإِمَامِ مِنَ الصَّفِّ

یہ باب ہے (اس بارے میں کہ) امام صف (اور مقتدیوں کے آگے کس) مقام پر کھڑا ہو (١٠٠)

الحدیث/٦٨١ -حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَیْکٍ

عَنْ يَحْيَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ فَسَمِعَتْهُ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِي أَبُوْهُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَسِّطُوْا الْإِمَامَ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ))۔

ترجمہ /۶۸۱:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن مسافر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن ابی فُدیک نے انہوں نے روایت کیا یحیٰ بن بَشیر بن خلّاد سے انہوں نے اپنی والدہ سے یہ کہ وہ (ایک مرتبہ) محمد بن کعب قُرظی کے یہاں گئیں تو انہوں نے محمد بن کعب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے حضرتِ ابوہریرہؓ نے (یہ) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا (ہے) کہ بیچ میں کھڑا کرو امام کو اور بند کرو (یعنی بھرلو صفوں کے درمیان کی) خالی جگہوں کو۔

نوٹس:۔ یہ امام کو درمیان میں کھڑا کرنے والی جو بات ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مقتدی اپنی صف کے درمیان اور بیچ میں امام کو کھڑا کریں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی اپنی اگلے صف کے آگے بالکل بیچ و بیچ امام کو کھڑا کریں کیونکہ امام کا جو مقام و رتبہ ہے وہ آگے کھڑا ہونے ہی کا ہے نہ کہ برابر میں بیچ میں۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر کے اعتبار سے مطلق ہے چاہے مقتدی دو ہوں یا دو سے زیادہ ہوں بہرکیف امام آگے بیچ میں کھڑا ہوگا اور یہ حدیث بظاہر حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر اُن لوگوں کے خلاف ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اگر مقتدی صرف دو ہوں تو امام کو ان کے درمیان میں کھڑا ہونا چاہیئے نہ کہ ان کے آگے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ امام کا مقتدیوں کی صف کے آگے بالکل بیچ و بیچ کھڑا ہونے کا جو حکم اس حدیث میں دیا گیا ہے یہ استحبابی ہے نہ کہ وجوبی یعنی افضل و مستحب تو یہی ہے لیکن اگر اس کے خلاف کیا جائے تو بھی بغیر کسی اختلاف کے نماز صحیح ہو جائے گی۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۸۱)

۱۔**جعفر بن مسافر**: ۔ یہ **جعفر بن مسافربن راشد التِّنِّيسي أبوصالح الهذلي** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۳۱)۔

۲۔**ابن أبي فُديک**: ۔ یہ **محمد بن إسماعیل بن مسلم بن أبي فدیک** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۴۶)۔

۳۔**یحيٰ بن بَشیر**: ۔ یہ **یحي بن بَشیر بن خلّاد الأنصاريّ** ہیں۔ انہوں نے صرف اپنی والدہ سے اور اِن سے صرف ابن ابی فدیک اور ابراہیم بن منذر نے روایت کیا ہے۔ ابنِ قطان نے ان کو مجہول لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو مستور الحال راوی لکھا اور نویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔**عن أمه**: ۔ اس کی ضمیرِ مجرور کا مرجع **یحيٰ بن بَشیر** ہیں اور اُمّ سے مراد حضرتِ یحی بن بشیر کے والد ہیں اور ان کا نام بتاتے اور تعارف کراتے ہوئے شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ **أمة الواحد بنت یامین بن عبدالرحمٰن بن یامین** ہیں، انہوں صرف محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف ان کے بیٹے یحی بن بشیر بن خلّاد نے۔ اور حافظؒ نے ان کو مجہول راویہ لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔**محمد بن کعب القرظي**: ۔ یہ **محمد بن کعب بن سُلیم القرظي أبوحمزة المدني** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶)۔

۶۔**أبوهريرةؓ**: ۔ آپؓ مشہور کثیر الراویہ صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **عبدالرحمٰن بن صخر الدوسيّ أبوهريرة الیمانيؓ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

(۱۰۱)بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ خَلفَ الصَّفِّ

اس شخص کا بیان جو صف کے پیچھے تنہا (کھڑا ہوکر) نماز پڑھے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ کیا صف کے پیچھے اکیلے اور تنہا کھڑے ہوکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟)(۱۰۱)

الحديث/٦٨٢-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ، ((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ. فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ)) قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ((الصَّلَاةَ))۔

ترجمہ/٦٨٢:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب اور حفص بن عمر نے اُن دونوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن مرّہ سے انہوں نے ہلال بن یساف سے انہوں نے عمرو بن راشد سے انہوں نے حضرتِ وابصہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلا (کھڑے ہوکر) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو یہ حکم دیا کہ اعادہ کرے (یعنی دوبارہ پڑھے نماز کو)۔سلیمان بن حرب نے (**أن یعید** کے بعد) **الصلاةَ** (کالفظ بھی) کہا (مصنفؒ اس عبارت یعنی **قال سلیمان بن حرب "الصلاةَ"** سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے شیخ حفص بن عمر نے تو اپنی روایت میں صرف **أن یعید** تک کے الفاظ بیان کئے تھے لیکن ہمارے دوسرے شیخ یعنی سلیمان بن حرب نے **أن یعید** کے بعد مفعول یعنی لفظِ **"الصلاة"** کو بھی ذکر کیا تھا)۔

نوٹس:۔ یہ حدیث شریف بظاہر تو یہی بتا رہی ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہوکر

پڑھنے والے کی نماز باطل ہوجاتی ہے چنانچہ نخعی، وکیع، ابن ابی لیلی، حسن بن صالح، ابنِ منذر، احمد اور اسحاق اسی کے قائل ہیں۔ امام نوویؒ کا بیان ہے کہ اسحاق اور احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ منفرد خلف الصّف کی تحریمہ تو صحیح ہوجاتی ہے اَب اگر وہ رکوع سے پہلے پہلے صف میں داخل وشامل ہوجاتا ہے تو نماز صحیح ہوجائے گی ورنہ باطل ہوگی۔

جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ منفرد خلف الصّف کی نماز باطل تو نہیں ہوتی لیکن مکروہ ضرور ہوتی ہے۔ اور یہ جو ایسے شخص کے بارے میں اعادۂ صلاۃ کی روایتیں ہیں یہ زجر وتوبیخ اور تشدید وتغلیظ پر محمول ہیں۔۔ یہاں پر ایک مسئلہ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص اگلی صف کو بالکل مکمل اور بھری ہوئی پائے اور اس میں اپنے کھڑے ہونے کے لئے جگہ نہ پائے تو کیا کرے یعنی پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہو یا آگے سے کسی شخص کو اپنے ساتھ پیچھے کھڑا کرے۔ تو اس کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ تنہا پچھلی صف میں کھڑا ہوجائے اور اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ پیچھے نہ کھڑا کرے کیونکہ اگر ایسا کرے گا تو دوخرابی ہوں گی (۱) اُس شخص کو جو صفِ اوّل کی فضیلت حاصل تھی وہ اس سے محروم ہوجائے گا (۲) ایسا کرنے کی وجہ سے اگلی صف میں خلل اور خالی جگہ ہوجائے گی جو شرعاً مذموم وممنوع ہے۔۔ امام احمد، اوزاعی، اسحاق اور داؤد بھی اس کی کراہت ہی کے قائل ہیں۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جو آدمی خلف الصّف منفرداً نماز پڑھے گا اس کی نماز مکمل اور صحیح ہوجائے گی اور اس کو اگلی صف میں سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ نہیں کھڑا کرنا چاہئے اور اگر کوئی کسی آدمی کو اگلی صف میں سے کھینچنے لگے تو اس شخص کو کھینچنے والے کی بات نہیں ماننی چاہئے اور پیچھے آکر اس کے ساتھ کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔

اور امام ابوحنیفہؒ اس سلسلہ میں یہ فرماتے ہیں کہ اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو انتظار کرے کسی دوسرے شخص کے آنے کا اور جب دوسرا شخص آجائے اس کے ساتھ مل کر پچھلی صف میں کھڑا ہو اور اگر

ایسا اتفاق ہو کہ کوئی دوسرا شخص آئے ہی نہیں اور امام رکوع میں جانے لگے تو اَب اگلی صف میں سے ایک آدمی کو پیچھے کھینچ لے اور اس کے ساتھ پچھلی صف میں کھڑا ہوتا کہ منہی عنہ کے ارتکاب سے محفوظ رہے۔

امام شافعیؒ کا قول ومسلک اگر چہ وہ ہے جو اوپر لکھا جا چکا مگر اکثر علمائے شوافع کا ایسی شکل میں خیال یہ ہے کہ اگلی صف سے ایک شخص کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا کر کھڑا کرے اور جس کو اگلی صف سے کھینچا جائے اس کو اس کی موافقت کرنی اور بات مان لینی چاہئے۔ اور جو حضرات بھی ایسی شکل میں اگلی صف میں سے کسی شخص کو کھینچ کر اپنے ساتھ پچھلی صف میں ملا کر کھڑا کرنے کے قائل ہیں ان کی ایک دلیل تو یہی ہے یعنی منہی عنہ کے ارتکاب سے بچنا۔ نیز حضرتِ وابصہؓ کی ہی ایک روایت ہے جو طبرانی اوسط اور بیہقی میں ہے اور اس میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے فرمایا اے مصلّی تو صف میں کیوں داخل ہو کر کھڑا نہیں ہوا (اور اگر یہ ممکن نہ تھا تو) تو نے اگلی صف میں سے ایک شخص کو کھینچ کر (کیوں نہ اپنے ساتھ کھڑا کر لیا)۔ اسی طرح طبرانی ہی میں ابنِ عباسؓ کی ایک روایت ہے جس میں یہ منقول ہے کہ صفوں کے مکمل ہونے کے بعد آنے والے شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اگلی صف میں سے ایک شخص کو اپنی طرف کھینچے اور اس کو اپنے ساتھ اپنے پہلو میں کھڑا کرے۔ یہ دونوں روایتیں بھی اُن لوگوں کی دلیل ہیں جو اگلی صف سے کسی شخص کو کھینچ کر اپنے ساتھ پچھلی صف میں مِلا کر کھڑا کرنے کے قائل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ صف کے پیچھے تنہا اکیلے کھڑا نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی آ جائے تو فبہا ورنہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا کر کھڑا کر لینا چاہئے کیونکہ احادیث میں اسی کا حکم ہے اور تنہا کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس کی حکمت ومصلحت یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو عین ممکن ہے کہ تنہا دیکھ کر شیطان اس پر اپنا تسلط جما لے اور اسکی نماز کے خشوع وخضوع کو ختم کر دے کیونکہ

اکیلے آدمی پر شیطان کا حملہ وتسلط بہت ممکن اور آسان ہوتا ہے جبکہ جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد و نصرت شاملِ حال ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٨٢)

١۔سليمان بن حرب: ۔یہ سليمان بن حرب بن بجيل الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (١٣٤)۔

٢۔حفص بن عمر :۔یہ حفص بن عمر بن حارث الأزديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢٣)۔

٣۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكي ہیں۔دیکھیں حدیث (٥۔٢٣)۔

٤۔عمرو بن مُرّة:۔یہ عمرو بن مرّة الكوفي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٢٢٩)۔

٥۔هلال بن يَساف:۔یہ هلال بن يَساف الأشجعي ہیں۔دیکھیں حدیث (٩٧)۔

٦۔عمرو بن راشد:۔یہ عمرو بن راشد الأشجعي أبوراشد الكوفي ہیں۔ انہوں نے عمر، علی اور وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے هلال بن يَساف اور نسير بن ذعلوق نے۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٧۔وابصةؓ:۔آپؓ وابصة بن معبد بن عتبة بن الحارث بن مالك الأسديّ الصحابيؓ ہیں ان کی کنیت أبو سالم یا أبو الشعثاء یا أبو سعيد ہیں۔یہ ۹ھ میں ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے۔ واضح رہے کہ ابوحاتم نے ان کا نام وابصہ بن عبیدہ بتایا ہے اور معبد کو ان کا لقب بتایا ہے۔

(۱۰۲) بَابُ الرَّجُلِ يَرْكَعُ دُوْنَ الصَّفِّ

اس شخص کا بیان جو (امام کو رکوع میں دیکھ کر جلدی کے مارے) صف سے پیچھے (یعنی صف میں داخل ہونے سے پہلے) ہی رکوع میں چلا جائے (یعنی کیا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟) (۱۰۲)

الحديث/٦٨٣ -حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ زِيَادٍ الْأَعْلَمِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ أَبَابَكْرَةَ، حَدَّثَ ((أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ رَاكِعٌ، قَالَ: فَرَكَعْتُ دُوْنَ الصَّفِّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَاتَعُدْ))۔

ترجمہ / ٦٨٣: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حمید بن مسعدہ نے یہ کہ یزید بن زریع نے اُن سے بیان کیا (اور کہا کہ) ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا انہوں نے زیاد اَعلم سے روایت کیا (زیاد اَعلم نے کہا) ہم سے حسن نے یہ بیان کیا کہ حضرتِ ابوبکرہؓ نے اُن سے یہ بیان کیا (ہے کہ) وہ (ایک مرتبہ) مسجد میں آئے اس حال میں کہ نبِی کریم ﷺ (اس وقت) رکوع میں تھے۔ حضرتِ ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ (میں نے آپ ﷺ کو رکوع میں دیکھ کر جلدی کے مارے) صف کے پیچھے ہی رکوع کرلیا (یعنی صف میں داخل ہونے سے پہلے ہی رکعت کو پانے کی غرض سے رکوع کرلیا اور پھر رکوع ہی کی حالت میں چلتے چلتے صف میں شامل ہوگیا) تو (نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون شخص تھا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ میں ہوں اور میں نے رکعت کے فوت ہوجانے کے ڈر سے ایسا کیا ہے تو میری بات سن کر) نبِی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

تجھے (نیکی کی) اس سے زیادہ حرص عطاء کرے اور (پھر ایسا) دوبارہ مت کرنا (یعنی پھر کبھی صف میں داخل ہونے سے پہلے رکوع مت کرنا)۔

نوٹس: ۔اس حدیث شریف میں جولفظِ ''لاتعد'' ہے اس میں دو امکان ہیں ایک تو وہی جو ترجمہ میں بتایا گیا یعنی دوبارہ پھر کبھی ایسا مت کرنا۔ دوسرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ الإعادة سے ہی ہو اور لَاتُعِدُ ہولیکن مطلب یہ ہو کہ تم نے جو نماز صف میں شامل ہونے سے پہلے تحریمہ باندھ کر پڑھی ہے اس کے اعادہ کی ضروت نہیں ہے۔ اور اس لفظ کے ولاتُعِدُ ہونے سے یہ حدیث اُن لوگوں کی دلیل بھی بن سکتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صف کے پیچھے اور اکیلے تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز صحیح ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٨٣)

١۔**حُميد بن مَسعدة:** ۔یہ حُميد بن مسعدة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (١٣٩).

٢۔**يزيد بن زريع:** ۔یہ يزيد بن زريع البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٦٤)۔

٣۔**سعيد بن أبي عروبة:** ۔یہ سعيد بن أبي عروبة اليشكريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٧) اور (٣٣)۔

٤۔**زياد الأعلم:** ۔یہ زياد الأعلم بن حسان الباهليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (٢٣٣).

٥۔**الحسن:** ۔یہ الحسن بن أبي الحسن البصريّ الزاهد ہیں دیکھیں حدیث (١٧۔٢٧).

٦۔**أبو بكرةؓ:** ۔آپؓ نفيع بن الحارث أبو بكرة الثقفي ہیں۔ دیکھیں حدیث (٢٣٣).

الحديث/٦٨٤ -حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا زِيَادٌ الْأَعْلَمُ عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أَبَابَكْرَةَ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُونَ

الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: ((أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: زِيَادُ الْأَعْلَمُ زِيَادُ بْنُ فُلَانِ بْنِ قُرَّةَ، وَهُوَ ابْنُ خَالَةِ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ۔

ترجمہ / ۶۸۴:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زیاد اعلم نے حسن سے روایت کرتے ہوئے یہ کہ (ایک مرتبہ) حضرتِ ابوبکرہؓ آئے (یعنی مسجد پہونچے) اس وقت جبکہ آپ ﷺ رکوع میں تھے تو حضرتِ ابوبکرہؓ نے (تکبیرِ تحریمہ کہی اور) رکوع کرلیا (صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی) صف کے پیچھے پھر چلے (اور رکوع کی حالت ہی میں چل کر) صف میں (شامل ہوگئے) تو جب آپ ﷺ اپنی نماز پوری کر چکے (یعنی نماز سے فارغ ہوگئے) تو فرمایا تم میں سے کون ہے وہ جس نے (صف میں پہونچنے سے پہلے) صف کے پیچھے رکوع کیا اور پھر چل کر صف میں شامل ہوا (ہے) تو حضرتِ ابوبکرہؓ نے کہا کہ میں ہوں (یعنی میں نے ایسا کیا ہے) تو (میری بات سن کر) نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اضافہ کرے تجھ میں حرص کا اور دوبارہ مت کرنا (یعنی اللہ تعالیٰ تیری رکعت پالینے کی خواہش میں مزید اضافہ کرے مگر دیکھو ایسا دوبارہ مت کرنا بلکہ جلدی مسجد میں حاضر ہونا تا کہ یہ نوبت ہی آئے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ زیاد اَعلم زیاد بن فلاں بن قرّہ ہیں جو یونس بن عبید کی خالہ کے بیٹے ہیں (واضح رہے کہ اس عبارت سے امامؒ زیاد اَعلم کا تعارف کرارہے ہیں یعنی وہ زیاد بن حسان بن قرہ

ہیں جو یونس بن عبید کے خالہ زاد بھائی ہیں)۔

نوٹس:۔ یہ بات تو پہلے ہی واضح کی جاچکی ہے کہ اس میں جو"ولا تعد" کے الفاظ ہیں اس کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں مثلاً (۱) دوبارہ اس نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں (۲) دوبارہ مسجد میں دیر کر کے مت آنا تا کہ ایسی نوبت ہی نہ آئے (۳) پھر دوبارہ ایسا مت کرنا کہ صف کے پیچھے ہی رکوع کرلو بلکہ پہلے صف میں شامل ہونا اور پھر رکوع کرنا (۴) رکعت پانے کے لئے اطمینان سے چل کر آنا دوڑ کر مت آنا۔۔۔ اور اس حدیث میں جو یہ نماز کی حالت میں چلنے کا ذکر ہے اس سلسلہ میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں کہ نماز کی ہی مصلحت و فائدہ کی خاطر بحالتِ نماز کتنا چلنا جائز ہے جس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ تو بعض احناف کا خیال یہ ہے کہ ایک قدم یا دو قدم چلنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور بعض احناف کا خیال یہ ہے کہ پاؤں سے لے کر سجدہ تک کی جتنی جگہ ہوتی ہے اتنا چلنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ شوافع کا خیال یہ ہے کہ بالتوالی اور پے در پے تو ایک یا دو قدم ہی چلنا جائز ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن رک رک کر اور منقطعاً چاہے سو قدم چل لیا جائے تب بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور مالکیہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر صف کی خالی جگہ کو بھرنے کی خاطر چلا جائے تو دو اور تین صف کے بقدر چلنا جائز ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اور اگر اپنے سامنے سے کی گذرنے والے کو روکنے یا جانور وغیرہ کی وجہ سے چلا جائے تو اس میں عرف کو دیکھا جائے گا یعنی اگر اتنا چلا ہے کہ عرفاً اس کو تھوڑا سا سمجھا جاتا ہے تو نماز باطل نہیں ہوگی اور اگر اتنا چلا ہے کہ عرفاً اس کو کثیر اور زیادہ چلنا سمجھا جاتا ہے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۸۴)

۱۔ موسیٰ بن إسماعيل:۔ یہ موسیٰ بن إسماعيل المنقريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳).

۲۔حماد:۔ یہ حماد بن سلَمة بن دینار ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

۳۔زیادالأعلم:۔ یہ زیادالأعلم بن حسان بن قرّۃالباھليّ ہیں دیکھیں حدیث(۲۳۳).

۴۔الحسن:۔ یہ الحسن البصريّ الزاھد ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۷۔۲۷)۔

۵۔أبوبکرۃؓ:۔آپؓ نفیع بن الحارث أبوبکرۃ الثقفي الصحابيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۳۳).

۶۔أبو داؤد:۔ یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانیؒ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۰۔۲۲).

۷۔زیادالأعلم:۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر(۳) پراور تفصیل کیلئے دیکھیں حدیث(۲۳۳).

۸۔زیادبن فلان بن قرۃ:۔اس میں فلان سے حسان مراد ہیں اور یہ زیادالأعلم بن حسان بن قرّۃالباھليّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۲۳۳)۔

۹۔ابن خالۃِ یونس بن عبید:۔اس میں ابن سے زیاد الأعلم مراد ہیں دیکھیں حدیث نمبر(۲۳۳)۔

۱۰۔یونس بن عبید:۔ یہ یونس بن عبید بن دینار العبديّ أبوعبداللّٰہ أو أبوعبید البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۷۴)۔

(۱۰۳) بَابُ مَايَسْتُرُ الْمُصَلِّيْ

اُن چیزوں کا بیان جن کو نمازی (بحالتِ نماز اپنے آگے) سترہ بنا سکتا ہے (۱۰۳)

الحديث/٦٨٥ -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَعَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلَا يَضُرُّكَ

مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْکَ))۔

ترجمہ/۶۸۵:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر عبدی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسرائیل نے سِماک سے روایت کرتے ہوئے (سماک نے روایت کیا) موسیٰ بن طلحہ سے انہوں نے روایت کیا اپنے والد طلحہ بن عبیداللہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ہے) کہ جب تو اپنے سامنے رکھ لے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر تو تجھے نقصان نہیں پہونچائے گا وہ شخص جو تیرے سامنے سے گذرے (یعنی جب نمازی اپنے آگے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کا سترہ کھڑا کرلے تو اَب اس کے سامنے سے گذرنے والوں کا گذرنا اس کے لئے مضر نہ ہوگا اور نہ ہی گذرنے والے گناہگار ہوں گے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف میں کئی باتیں سمجھنے کی ہیں (۱) اس میں جو لفظِ ''مؤخرۃ'' ہے اسمیں چار لغتیں ہیں (۱) یہ میم کے ضمہ، ہمزہ کے سکون اور فاء کے کسرہ کے ساتھ ہے یعنی مُؤْخِرَۃ (۲) میم کا ضمہ، ہمزہ کا سکون اور فاء کا فتحہ یعنی مُؤْخَرَۃ (۳) میم کا ضمہ ہمزہ کا فتحہ اور خاء مکسورہ مشددہ یعنی مُؤَخِّرَۃ (۴) میم کا ضمہ ہمزہ کا فتحہ اور خاءِ مشددہ مفتوحہ یعنی مُؤَخَّرَۃ۔ اور ایک لغت اس میں آخِرَۃ کی بھی ہے بہرحال معنی سب کے ایک ہی ہیں یعنی پالان کی پچھلی لکڑی جس پر سوار ٹیک اور سہارا لگاتا ہے۔

(۲) سترہ کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے یعنی کتنا لمبا اور کتنا موٹا ہونا چاہئے تو اس سلسلہ میں علمائے کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ نوویؒ کا کہنا ہے کہ لمبائی میں تو سترہ کجاوہ اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہئے اور رہی چوڑائی اور موٹائی تو اس میں کوئی ضابطہ نہیں ہے کتنا بھی موٹا اور کتنا بھی پتلا و باریک ہوسکتا ہے کیونکہ حضرتِ ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سترہ پالان کی

پچھلی لکڑی کے برابر کافی ہے اگرچہ بال کی برابر باریک ہو ولو بدقة شعرة ۔ نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ بحالتِ نماز سترہ کھڑا کیا کرو اگرچہ تیر ہی کا ہو ولـو بسهـم واضح رہے کہ شوافع اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے۔ اور مالکیہ کا یہ کہنا ہے کہ سترہ موٹائی میں نیزہ کی برابر اور لمبائی میں ایک ہاتھ ہونا چاہئے۔ اور حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ سترہ ایک ہاتھ لمبا اور ایک انگلی کی برابر موٹا ہونا چاہئے۔

(۳) اور یہ جو حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ''سترہ کھڑا کرنے کے بعد تیرے آگے سے گذرنے والوں کا گذرنا تجھے کوئی ضرر ونقصان نہیں دے گا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنے کے بعد اَب جو بھی سترہ کے پرے سے گذرے گا اس کی وجہ سے تیری نماز اور اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور اُس گذرنے والے کو کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔ اور وضاحت کے ساتھ یوں کہہ لو کہ جن حضرات کے نزدیک گدھا یا کتا یا عورت کے گذرنے یا کالا کتا گذرنے سے نماز فاسد یا مشکوک ہو جاتی ہے۔ اور گذرنے والا مرد ہو تو وہ تو سب کے نزدیک ہی گناہ گار ہوتا ہے لیکن سترہ کھڑا کرنے کے بعد نہ تو اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی سترہ کے پَرے سے گذرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۸۵)

۱۔ محمد بن كثير العبديّ: ۔ یہ محمد بن كثير العبدي البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ إسرائيل: ۔ یہ إسرائيل بن يونس الهمداني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۳۔ سِماك: ۔ یہ سِماك بن حرب الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۴۔ موسٰى بن طلحة: ۔ یہ موسٰى بن طلحة بن عبيد الله القرشي التيميّ أبو عيسٰى یا أبو محمد المدني ہیں۔ ابنِ سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث لکھا ہے اور عجلی نے ثقہ تابعی ان کی وفات ۱۰۴ھ یا ۱۰۳ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ''ثقة جليل'' لکھا ہے اور دوسرے طبقہ

میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے عہدِ حیات میں پیدا ہو چکے تھے۔اوران کی وفات صحیح قول کے مطابق ۱۰۳ھ میں ہوئی ہے۔

۵۔عن أبيه طلحة بن عبيد اللهؓ :۔یہ موسیٰ بن طلحة کے والد طلحة بن عبيد الله القرشي الصحابیؓ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۰)۔

الحديث/٦٨٦-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: ((آخِرَةُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهُ))۔

ترجمہ/٦٨٦:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے انہوں نے نقل کیا ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ آخرة الرحل یعنی پالان کی جو پچھلی لکڑی (آخرة، مؤخرة) ہوتی ہے وہ ایک ہاتھ (کی ہوتی) ہے یا اُس سے کچھ زیادہ (واضح رہے کہ یہ اثر دلیل ہے اُن لوگوں کی جو یہ کہتے ہیں کہ سترہ کی لمبائی کم سے کم ایک ہاتھ ہونی چاہئے)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٨٦)

۱۔الحسن بن علي:۔یہ الحسن بن علي الخلال الحُلواني ہیں دیکھیں حدیث (۲۷).

۲۔عبدالرزاق:۔یہ عبدالرزاق بن همام الحميريّ أبوبكر الصنعاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ابن جُريج:۔یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج ہیں دیکھیں حدیث (۱۹۔۲۴).

۴۔عطاء:۔یہ عطاء بن أبي رباح القرشي المكّي سيد التابعين ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸۶)۔

الحديث/٦٨٧-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ))۔

ترجمہ/٦٨٧:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابنِ نُمیر نے انہوں نے روایت کیا عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب نکلتے تھے عید کے دن (یعنی عید کی نماز کے لئے جب عیدگاہ کے لئے تشریف لے جاتے تو) برچھا (لیجائے جانے) کا حکم دیتے (تاکہ جب نماز پڑھائیں تو اس کو اپنے آگے سترہ کی جگہ کھڑا کرلیں کیونکہ عیدگاہ ایک کھلی فضاء اور جنگل میں تھی جہاں کوئی آڑ وغیرہ نہ تھی۔بہرحال عیدگاہ پہونچ کر جب آپ ﷺ نماز پڑھاتے) تو اس (برچھے) کو آپ ﷺ کے آگے (سامنے) کھڑا کیا جاتا اور آپ ﷺ اس کی طرف کو نماز پڑھتے اس حال میں کہ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے (کھڑے ہوتے) اور آپ ﷺ یہ سفر میں (بھی) کیا کرتے تھے (یعنی جہاں دیوار وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں ہوتی تھی) اور یہیں سے (یعنی آپ ﷺ کے اسی طریقۂ کار کی وجہ سے) امراء اور حکام نے اس کو اختیار کیا ہے (یعنی حکام وامراء بھی جب سفر میں جاتے ہیں تو ساتھ میں حربہ اور برچھا لیجائے جانے کا حکم دیتے ہیں چاہے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں یعنی اصل چیز نماز کا تو اتنا اہتمام کرتے نہیں ہاں اس حربہ اور برچھے کا اہتمام ضرور کرتے ہیں جبکہ یہ تو تابع یعنی نماز کے تابع کے درجہ کی چیز ہے۔یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا وہی حربہ اور برچھ جو آپ ﷺ کو نجاشی نے ہدیہ کیا تھا اور آپ ﷺ سفر اور عیدگاہ جاتے وقت جس کے لیجائے جانے کا حکم کرتے تھے اسی نیزہ و برچھے کو بعد کے امراء وحکام

یکے بعد دیگرے اپنے پاس منتقل کرتے رہے اور سفر میں جاتے وقت لیجائے جانے کا حکم دیتے رہے ہیں اور اس کا بہت اہتمام کرتے رہے ہیں اگر چہ اصل چیز یعنی نماز کا ان کے یہاں اتنا اہتمام نہیں رہا۔ یہاں پر یہ بھی واضح رہے کہ یہ جملہ یعنی "**فمن ثم اتخذها الأمراءُ**" ابن عمرؓ کا کلام اور حدیث کا جزء نہیں ہے بلکہ یہ نافع کا بڑھایا ہوا اور فرمایا ہوا جملہ ہے)۔

نوٹس: ۔اس حدیث سے یہ تین باتیں بھی معلوم ہوئیں ایک تو نماز کے لئے کھلی فضاء میں سترہ کھڑا کرنے کی بات۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آدمی کو اپنے ساتھ ایسی چیز لے کر گھر سے نکلنا چاہیئے جس سے نقصان وضرر کا دفاع کر سکے اور خاص طور پر سفر پر جاتے وقت ایسا ضرور ہی کرے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آدمی کا اپنے لئے کوئی خادم بنانا اور مقرر کرنا جائز ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٨٧)

١۔**الحسن بن علي:** ۔یہ الحسن بن علي الخلال الحُلواني ہیں دیکھیں حدیث (٢٧).

٢۔**ابن نمير:** ۔یہ عبداللّٰه بن نُمير الهمداني أبوهشام الكوفي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٤١)۔

٣۔**عبيدالله:** ۔یہ عبيدالله بن عمر بن حفص بن عاصم العمريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٨٠) اور (٢٣٦)۔

٤۔**نافع:** ۔یہ نافع مولٰى ابن عمرؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٦)۔

٥۔**ابن عمرؓ:** ۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰه بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١١) اور (١٢)۔

الحديث/٦٨٨ -حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ خَلْفَ الْعَنَزَةِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ))۔

ترجمہ /٦٨٨:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے اپنے والد سے یہ کہ نبیِ کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ) ان کو (یعنی بہت سے لوگوں کو جن میں یہ بھی ایک تھے) بطحاء (نامی جگہ جو مکہ سے باہر ایک جگہ جس کو أبطح بھی کہا جاتا ہے وہاں) نماز پڑھائی اس حال میں کہ آپ کے سامنے برچھی (بطورِ سترہ کھڑی) تھی (اور آپ ﷺ نے جو یہ نماز پڑھائی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ) ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں (پڑھائیں یعنی چونکہ سفر میں تھے اس لئے نمازِ قصر دو رکعتیں پڑھائیں اور جب آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے تو دورانِ نماز) برچھی کے پیچھے (سے یعنی برچھی کے اُس پار سے) عورت اور گدھے گذرتے (جاتے تھے)۔

نوٹس:۔اس روایت میں جو لفظِ العَنَزة اور اس سے پہلے جو لفظِ الحَرْبة استعمال ہوا ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی برچھی، بلّم۔ اصل میں نیزہ اور لاٹھی کے درمیان لوہے کی نوک دار پھل یا سہام لگی ہوئی لاٹھی کو الحرْبة اور العَنَزة کہا جاتا ہے۔

اس حدیث شریف سے تین مسئلے معلوم ہوئے (۱) سفر میں سترہ کھڑا کر کے ہی نماز پڑھنی چاہئے چاہے کسی گذرنے والے کے گذرنے کا خوف ہو یا نہ ہو (۲) سترہ کے لئے عَنَزة کی برابر موٹی چیز ہونی چاہئے جیسا کہ مالکیہ کا مسلک ہے (۳) سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے یعنی چار رکعت والی نماز کو صرف دو رکعتیں پڑھنا چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٨٨)

۱۔حفص بن عمر:۔یہ حفص بن عمر بن حارث الأزديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۳)۔

۲۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكي ہیں۔دیکھیں حدیث(۵۔۲۳)۔

۳۔عون بن أبي جحيفة:۔یہ عون بن أبي جحيفة وهب بن عبد اللّٰه السوائي الكوفي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۲۰)۔

۴۔عن أبيه:۔اس کی ضمیرِ مجرور عون کی طرف راجع ہے اور أبٌ سے مراد حضرتِ عون کے والد حضرتِ أبو جحيفة وهب بن عبداللّٰه السوائي رضی اللہ عنہ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵۲۰)۔

(١٠٤) بَابُ الْخَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصًا

اگر نمازی کے پاس لکڑی نہ ہو تو (سترہ کی غرض سے) خط (ولکیر کھینچنے کے جواز وعدمِ جواز) کا بیان (۱۰۴)

الحديث/٦٨٩ -حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمَفَضَّلِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَايَضُرُّهُ مَامَرَّ أَمَامَهُ))۔

ترجمہ/٦٨٩:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا کہ

ہم سے بیان کیا بشر بن مفضل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل بن امیہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابوعمرو بن محمد بن حریث نے یہ کہ انہوں نے سنا اپنے دادا حُریث کو حضرتِ ابوہریرہؓ کے واسطہ سے یہ بیان کرتے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرے) تو اپنے منہ کے سامنے کرلے کسی چیز کو (یعنی بطورِ سترہ کسی درخت، دیوار، یا ستون کو۔ یا اور کسی ایسی چیز کو جو کم سے کم پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو اپنے سامنے کھڑی کرلے) اور اگر کوئی چیز نہ ہو تو (اپنی) عصا (لاٹھی ہی) کو (اپنے آگے) کھڑا کرلے، اور اگر اس کے ساتھ (وپاس) عصا (لکڑی، لاٹھی بھی) نہ ہو تو ایک خط (لکیر) کھینچ لے (کیونکہ) پھر (یعنی بطورِ سترہ مذکور بالا کوئی کام کرنے کے بعد بحالتِ نماز) جو بھی چیز اس کے آگے سے گذرے گی وہ اس کو نقصان نہیں پہونچائے گی (یعنی کسی بھی چیز کا اس کے آگے سے گذرنا نہ اس کی نماز کو فاسد و باطل کرے گا اور نہ ہی اس کی نماز کا ثواب کم ہوگا اور نہ ہی گذرنے والا گناہ گار ہوگا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے بوقتِ ضرورت لکیر اور خط کے سترہ بننے کا جواز معلوم ہو رہا ہے چنانچہ امام احمدؒ اور اکثر شوافع اور بعض حنفیہ کا یہی قول و مسلک ہے لیکن مالکیہ، بعض شوافع اور اکثر حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ خط و لکیر سترہ نہیں بن سکتا کیونکہ سترہ کا مقصد ہے گذرنے والوں کو یہ بتانا اور جتلانا کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے اور لکیر و خط سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا اور یہ حضرات اس حدیث نمبر (۶۸۹) کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب اور ضعیف ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے جہاں سترہ کا شرعی ثبوت ہو رہا ہے وہیں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ سترہ کے لئے کوئی شے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر سترہ بننے کے لائق چیز جس کو نمازی اپنے آگے کرلے اُسی سے سترہ کے حکم پر عمل ہو جائے گا۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۸۹)

۱۔مسدد :۔ یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔بِشر بن المفضل :۔یہ بشر بن المفضل الرقاشي أبوإسماعيل البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔

۳۔إسماعيل بن أمية :۔یہ إسماعيل بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص الأمويّ ہیں۔ابنِ معین،نسائی،ابوزرعہ،ابوحاتم اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے اور کثیر الحدیث بتایا ہے۔اوران کی وفات ۱۳۹ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ،ثبت لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۴ھ میں بتائی ہے نیز لکھا ہے وقيل قبلها یعنی ان کی وفات کے بارے میں اس سے پہلے کے بھی اقوال ہیں۔

۴۔أبوعمرو بن محمد بن حُريث :۔یہ أبوعمرو بن محمد بن حريث العذريّ ہیں۔طحاویؒ نے ان کو مجہول کہا نیز حافظؒ نے بھی ان کو مجہول ہی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔جدّه حريثا :۔اس میں ضمیرِ مجرور کا مرجع أبوعمرو ہیں اور جدّ سے مراد أبوعمرو بن محمد کے دادا ہیں یعنی حريث بن سليم یاحريث بن سليمان یاحريث بن عمار العذريّ۔ بہرحال یہ بنوعُذرہ میں سے ہیں انہوں نے صرف حضرتِ ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔طحاویؒ نے ان کو مجہول کہا ہے۔اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ ان کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔اوراپنی رائے دیتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے نزدیک اس حدیثِ خط کو روایت کرنے والے صحابیؓ نہیں ہیں بلکہ ایک مجہول شخص ہیں جو تیسرے طبقہ میں آتے ہیں۔

۶۔أبوهريرةؓ :۔آپؓ کثیر الروایہ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

الحديث/ ٦٩٠ -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - يَعْنِي ابْنَ الْمَدِيْنِيِّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عُذْرَةَ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ الْخَطِّ.

قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ نَجِدْشَيْئًا نَشُدُّ بِهٖ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَجِئْ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانِ: إِنَّهُمْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ. فَفَكَّرَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَاأَحْفَظُ إِلَّا أَبَامُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ سُفْيَانُ: قَدِمَ هَاهُنَا رَجُلٌ بَعْدَ مَامَاتَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَطَلَبَ هٰذَا الشَّيْخَ أَبَا مُحَمَّدٍ حَتّٰى وَجَدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَخَلَطَ عَلَيْهِ.

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ- يَعْنِيْ ابْنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ- سُئِلَ عَنْ وَصْفِ الْخَطِّ غَيْرَ مَرَّةٍ،فَقَالَ:هٰكَذَاعَرْضًامِثْلَ الْهِلَالِ.قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُسَدَّدًا قَالَ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ: الْخَطُّ بِالطُّوْلِ.

ترجمہ/٦٩٠:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحی بن فارس نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی۔یعنی علی بن مدینی۔نے انہوں نے روایت کیا سفیان سے انہوں نے اسماعیل بن امیہ سے انہوں نے ابومحمد بن عمرو بن حریث سے انہوں نے اپنے دادا حریث۔یعنی بنوعُذرہ کے ایک شخص۔سے انہوں نے روایت کیا حضرتِ ابوہریرہؓ سے انہوں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔انہوں نے (یعنی علی بن مدینی نے) کہا کہ پھر (آگے ہمارے شیخ سفیان نے اسی) خط پر مشتمل حدیث کو (یعنی اسی حدیث نمبر (٦٨٩) کو جس میں بوقتِ ضرورت خط ولکیر کو سترہ بنانے کا ذکر ہے اس

کو) ذکر و بیان کیا (مگر بیان کرنے کے بعد حضرتِ) سفیان نے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی چیز (یعنی سند یا اور کوئی دلیل) نہیں مِلی جس کے ذریعہ ہم اس حدیث (نمبر ۶۸۹) کو قوی (ومضبوط) کرسکیں اور یہ حدیث (نمبر ۶۸۹) صرف اسی ایک سند سے (یعنی **إسماعيل بن أمية عن أبي محمد بن عمرو بن حُريث عن جده حريث** کے طریق ہی سے) مروی ہے (واضح رہے کہ سفیان نے اپنی اس عبارت وتقریر سے اس حدیث کو غریب کہنا چاہا اور بتایا ہے) علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ حضرتِ) سفیان سے معلوم کیا کہ لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں (یعنی اسماعیل بن امیہ کے شیخ کے نام میں لوگوں کا اختلاف ہے کوئی ان کا نام **أبو محمد بن عمرو** کہتا ہے اور کوئی راوی اپنی سند میں **أبو عمرو بن محمد بن حريث** کہتا ہے تو یہ اختلاف کیوں ہے اور اس میں صحیح کیا ہے) تو (میری یہ بات سن کر شیخ) سفیان نے تھوڑی دیر تک سوچا اور پھر (غور وفکر کرنے اور سوچنے کے بعد) فرمایا کہ مجھے تو اسماعیل بن امیہ کے شیخ کا نام) صرف **أبو محمد بن عمرو** ہی یاد ہے۔ پھر حضرتِ سفیان نے بیان کیا (کہ اصل میں ہوا یوں کہ) **إسماعيل بن أميه** کی وفات کے بعد ایک شخص (یعنی عتبہ ابومعاذ یہاں کوفہ میں آیا تھا) اور اُس نے ان شیخ ابومحمد کی تلاش (وجستجو کی اور وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہوا) حتی کہ اُس شخص نے ان کو (یعنی ابومحمد کو) پالیا اور اُن شیخ سے اس حدیثِ (خط۔ یعنی حدیث نمبر ۶۸۹) کے بارے میں دریافت کیا پس اُس پر خلط والتباس ہو گیا (یعنی اُس شخص کو التباس وخلط ہوا اور اس نے ان شیخ کا نام بجائے **أبو محمد بن عمرو بن حريث** کے **أبو عمرو بن محمد بن حريث** ذکر کر دیا)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے متعدد بار سنا ہے کہ ان سے خط (کھینچنے کی کیفیت) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایسے ہو عرضاً ہلال کی طرح (واضح رہے کہ مصنفؒ اپنے اس قول میں کہنا اور بتانا یہ چاہ رہے ہیں کہ اس حدیث میں جو سترہ کے لئے خط کھینچنا مذکور

ہے تو لوگوں نے امام احمدؒ سے اس کھینچنے کی کیفیت اور طریقہ کوئی مرتبہ پوچھا اور میں نے کئی مرتبہ سنا کہ انہوں نے جواب دیا اور ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ اس خط کو چاند کی طرح دونوں کناروں کو ذرا منعطف کرتے اور موڑتے ہوئے کھینچا جائے۔ واضح رہے کہ حمیدیؒ بھی امام احمدؒ ہی کی طرح خط کھینچنے کے قائل ہیں۔ لیکن کچھ حضرات کا قول یہ ہے کہ اس خط کو نمازی اپنے آگے چوڑائی میں بغیر کناروں کو موڑے ہوئے شمالاً و یمیناً کھینچے)۔

(اور) فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ میں نے سنا مسدّد سے یہ کہ انہوں نے کہا کہ ابنِ داؤد نے فرمایا کہ خط طول میں ہوگا (یعنی مسدّد نے بحوالۂ عبد اللہ بن داؤد خریبی اس خط کے کھینچنے کی کیفیت کے سلسلہ میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ خط نمازی اپنے آگے بالکل سیدھا قبلہ کی طرف کو لمبا کھینچے گا۔ واضح رہے کہ بعض حنفیہ بھی اسی کے قائل ہیں)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ مؤلفؒ نے اس حدیث نمبر (٦٩٠) کو لاکر ایک تو اسماعیل بن امیہ کے شیخ کے نام کے بارے میں ابو محمد بن عمرو بن حریث ہونے کو ترجیح دینا اور قوی کرنا چاہا ہے، اور دوسرے بطورِ سترہ خط کھینچنے کی کیفیت کو بتانا چاہا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩٠)

١۔ محمد بن يحيٰ:۔ یہ محمد بن يحيٰ بن فارس الذهلي ہیں۔ دیکھیں حدیث (١١).

٢۔ علي يعني ابن المديني:۔ یہ علي بن عبد اللّٰه بن جعفر بن نَجيح أبو الحسن ابن المديني السعديّ البصريّ صاحب التصانيف ہیں۔ امام بخاریؒ کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ یہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابنِ حبان کا کہنا ہے کہ یہ عللِ حدیثِ رسول ﷺ کے اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ جاننے والے اور ماہر تھے۔ نسائی نے ان کو ثقہ

مامون اورامام فی الحدیث لکھا ہے، ابوزرعہ کا قول ہے کہ ان کے صدوق وثقہ ہونے میں کسی کوشک نہیں ہے۔ان کی وفات ۲۳۴ھ میں ہوئی ہے۔اورحافظؒ نے ان کا نام علي بن عبدالله بن جعفر بن نَجيح لکھا ہے۔اوران کوثقہ،ثبت اورامام بتایا ہے۔نیز دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سنِ وفات صحیح قول کے مطابق ۲۳۴ھ لکھا ہے۔

۳۔سفيان:۔یہ سفيان بن عيينة الهلالي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۹)۔

۴۔إسماعيل بن أمية:۔یہ إسماعيل بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص الأمويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۸۹)۔

۵۔أبو محمد بن عمرو بن حريث:۔اس میں یہ ذہن میں رکھ لیں کہ سفیان نے اس نام کواسی طرح صحیح بتایا ہے اور پچھلی روایت میں أبو عمرو بن محمد بن حريث گذرا ہے۔ بہرحال جوبھی ہو یہ مجہول راوی ہیں اورحافظؒ نے ان کو چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔عن جده حريث:۔یہ حضرتِ ابوعمرو کے دادا حريث بن سليم یا حريث بن سليمان یا حريث بن عمار العذريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۸۹)۔

۷۔رجل من بني عُذرة:۔اس میں رجل سے مراد حضرتِ حریث ہی ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۶۸۹)۔

الحديث/٦٩١-حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ((رَأَيْتُ شَرِيْكًا صَلّٰى بِنَا فِيْ جَنَازَةٍ الْعَصْرَ فَوَضَعَ قَلَنْسُوَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ- يَعْنِيْ فِيْ فَرِيْضَةٍ حَضَرَتْ))۔

ترجمہ/۶۹۱:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد زہری نے

انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے (اور دورانِ بیان) کہا کہ میں نے دیکھا ہے شریک کو کہ انہوں نے ہمارے ساتھ ایک جنازہ میں عصر کی نماز پڑھی (یعنی ہم لوگ ایک جنازہ میں گئے ہوئے تھے اور وہاں عصر کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی یا پڑھائی) تو رکھ لیا اپنی ٹوپی کو اپنے آگے۔ یعنی (یہ ٹوپی کو آگے بطورِ سترہ رکھنے والا عمل انہوں نے) اُس عصر کی فرض نماز کو پڑھنے کے دوران کیا جس کا وقت ہو گیا تھا۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ ان کی یہ ٹوپی ایسی بڑی، سخت، کڑک اور لمبی ہوگی جو پالان کی پچھلی لکڑی کے مانند و برابر ہو اس لئے انہوں نے اس ٹوپی کو بطورِ سترہ اپنے آگے رکھ لیا تھا کیونکہ اگر ٹوپی ایسی نہ ہو تو اس کو سترہ بنانا صحیح نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩١)

۱۔**عبدالله بن محمد:** ۔یہ **عبدالله بن محمد بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمة الزهريّ البصريّ** ہیں۔ابوحاتم نے ان کو صَدوق کہا ہے،نسائی اور دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ان کی وفات ٢٥٦ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو صَدوق راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ٢٥٦ھ میں بتائی ہے۔

۲۔**سفیان بن عیینة:**۔یہ **سفیان بن عیینة الهلالي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۹)۔

۳۔**شریک:**۔یہ یا تو **شریک بن عبدالله النخعي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۵)۔ اور یا یہ **شریک بن عبدالله بن أبی نمر النمريّ أبوعبدالله المدنيّ** ہیں اور ان کو حافظؒ نے "**صَدو یخطئ**" لکھا ہے اور پانچویں طریقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۰ھ کے آس پاس بتائی ہے۔

(۱۰۵)بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ

اونٹ کی طرف کو (یعنی اس کو سترہ کی جگہ کر کے) نماز پڑھنے کا بیان (۱۰۵)

الحديث/۶۹۲-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَوَهَبُ بْنُ بَقِيَّةَ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ إِلٰى بَعِيْرِهٖ))۔

ترجمہ/۶۹۲:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ، وہب بن بقیہ، ابن ابی خلف اور عبداللہ بن سعید نے اور عثمان نے کہا **حدثنا أبو خالد** یعنی ہم سے ابوخالد نے بیان کیا (واضح رہے کہ آگے جو روایت ہے وہ ابوداؤدؒ کے چاروں شیخ یعنی عثمان، وہب، ابن ابی خلف اور عبداللہ کی ہے مگر ابوداؤدؒ نے جو خاص طور پر یہ یعنی **قال عثمان حدثنا** کہا ہے غالباً یہ اس بات کو بتانے کے لئے کہا ہے کہ صرف عثمان بن ابی شیبہ نے تو اس روایت کو **حدثنا** کہہ کر بیان کیا ہے اور باقی شیوخ نے اس روایت کو بطریقِ عنعنہ بیان کیا ہے۔ بہرحال ابوخالد نے کہا کہ) ہم سے بیان کیا عبیداللہ نے انہوں نے روایت کیا نافع سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عمرؓ سے یہ کہ نبیِ کریم ﷺ نماز پڑھ لیتے تھے اپنے اونٹ کی طرف کو (بھی یعنی اپنے اونٹ کو بحالتِ نماز سترہ کے قائم مقام سمجھ کر کبھی کبھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ حیوان و جانور اور سواری کو بھی سترہ بنایا جا سکتا ہے۔ اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ آپ ﷺ نے تو معاطنِ ابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے تو یہ حدیث نمبر (۶۹۲) تو بظاہر اس کے معارض ومخالف نظر آ رہی ہے۔ تو اس کا

جواب یہ ہے کہ کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ ممانعت والی حدیث کا تعلق حالتِ اقامت سے ہے اور اس حدیث نمبر (۶۹۲) کا تعلق حالتِ سفر سے ہے۔ نیز سترہ بنا کر نماز پڑھنا معاطنِ اہل میں نماز پڑھنے سے الگ ایک چیز ہے اس لئے بھی کوئی تعارض کا اشکال آپ کو نہیں ہونا چاہئے۔

اور یہ حدیث حنفیہ اور حنابلہ کی دلیل ہے کیونکہ یہ حضرات کسی بھی جاندار حتی کہ انسان کو بھی سترہ بنائے جانے کے جواز کے قائل ہیں۔ اور یہ حدیث امام شافعیؒ کے خلاف ہے کیونکہ وہ عورت اور جانور کو سترہ بنانے کے جواز کے قائل نہیں ہیں، نوویؒ کا کہنا ہے کہ عورت کو سترہ بنانے کے عدمِ جواز والی بات تو صحیح ہے کیونکہ عورت انسان کے ذہن کو مشغول کر سکتی ہے لیکن دابہ اور جانور کو سترہ بنائے جانے کے عدمِ جواز والی بات چونکہ صحیح احادیث کے خلاف ہے اور امام شافعیؒ کا کہنا ہے کہ جب صحیح حدیث میرے قول کے مخالف نظر آئے تو صحیح حدیث پر عمل کرنا اور میرے قول کو چھوڑ دینا اس لئے امام شافعیؒ کے اس قول کو نہیں مانا جائے گا اور صحیح حدیث پر عمل کرتے ہوئے دابہ اور جانور کو سترہ بنائے جانے کے جواز کی بات ہی کو صحیح قرار دیا جائے گا۔

اور امام مالکؒ کے یہاں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ جانور جس کو سترہ بنایا جائے غیر ماکول اللحم ہے تو اس کو سترہ بنانا مطلقاً مکروہ ہے۔ اور اگر ماکول اللحم ہے اور بندھا ہوا ہے تو بغیر کسی کراہت کے اس کو سترہ بنانا جائز ہے اور اگر بندھا ہوا نہیں ہے تو اس کو سترہ بنانا مکروہ ہے نیز اجنبی عورت کو بھی سترہ بنانا مکروہ ہے اور محرم عورت کے بارے میں ایک قول کراہت کا اور ایک عدمِ کراہت کا ہے۔ اور کسی مرد کو سترہ بنانے کے سلسلہ میں ان کا کہنا یہ ہے کہ اگر اس کا منہ نمازی کی طرف کو نہیں ہے تو جائز ہے ورنہ مکروہ ہے اور اسی طرح مخنث اور مابون کو بھی امام مالکؒ کے یہاں سترہ قرار دینا مکروہ ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۹۲)

۱۔ عثمان بن أبي شيبة: ۔ یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶).

۲۔وهُب بن بقية:۔یہ وهُب بن بقية الواسطي ہیں۔دیکھیں حدیث (۴۳)۔

۳۔ابن أبي خلَف:۔یہ محمد بن أحمد بن أبي خلَف السليمي البغداديّ ہیں۔ان کو اپنے دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے محمد بن أبی خلَف کہا جاتا ہے۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۴۔عبدالله بن سعيد:۔یہ عبدالله بن سعيد بن حُصين أبو سعيد الأشج الكوفي الكنديّ ہیں۔ابوحاتم نے ان کو ثقہ صَدوق،نسائی نے صَدوق ليس به بأس کہا ہے۔ابنِ حبان،خلیلی اور مسلَمہ بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے۔اور ابنِ معین نے ان کے بارے میں ليس به بأس لكنه يروي عن قوم ضعفاء کہا ہے۔ان کی وفات ۲۵۷ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۷ھ میں بتائی ہے۔

۵۔عثمان:۔یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفي ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۶۔أبو خالد:۔یہ سليمان بن حيّان الأحمر أبو خالد الأزديّ الكوفي الجعفريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۶۰۴)۔

۷۔عبيدالله:۔یہ عبيدالله بن عمر بن حفص بن عاصم العمريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۸۔نافع:۔یہ نافع مولى ابن عمرؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۹۔ابن عمرؓ:۔یہ عبد الله بن عمر بن الخطاب العدويّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

(١٠٦)بَابٌ إِذَا صَلّٰى إِلٰى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ

یہ باب ہے اس بارے میں کہ جب ستون یا اس جیسی کسی چیز کو (سترہ بنا کر اس کی طرف کو) نماز پڑھے (تو نمازی) اس کو اپنے سے کہاں قرار دے (یعنی اس سترہ بنائے جانے والی چیز کو کس چیز کے مقابل اور سامنے کرے) (١٠٦)

الحديث/٦٩٣-حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْعُبَيْدَةَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَامِلٍ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ حُجْرٍ الْبَهْرَانِيِّ عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهَا، قَالَ: ((مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ إِلٰى عُوْدٍ وَلَاعَمُوْدٍ وَلَاشَجَرَةٍ إِلَّاجَعَلَهُ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا))۔

ترجمہ/ ٦٩٣:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمود بن خالد دمشقی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن عیّاش نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوعبیدہ ولید بن کامل نے انہوں نے روایت کیا مہلّب بن حُجر بہرانی سے انہوں نے ضباعہ بنتِ مقداد بن اسود سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے نہیں دیکھا آپ ﷺ کو کسی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف کو نماز پڑھتے ہوئے مگر (اس طرح کہ آپ ﷺ) کرتے تھے اس کو اپنی داہنی ابرو یا بائیں ابرو کے مقابل اور نہیں کرتے تھے اس کو (اپنی دونوں آنکھوں کے بیچ) بالکل سامنے۔ (مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جب بھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کو سترہ قرار دے کر نماز پڑھتے تو اس کو بالکل اپنے سامنے نہیں کرتے بلکہ داہنی ابرو یا بائیں ابرو کے مقابل کرتے تھے اور ایسا اس لئے کرتے تھے

تا کہ بت پرستوں کے ساتھ مشابہت وتشبہ نہ ہوجائے۔۔بہرحال اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی نمازی مذکورہ بالا اشیاء میں سے کی چیز کو یا انہی جیسی کسی اور چیز کوسترہ بنائے تو اس کو بالکل سامنے نہ کرے بلکہ اپنی داہنی ابرو یا بائیں ابرو کی طرف کو کرلے)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ یہ حدیث شریف سند ومتن دونوں اعتبار سے معلول وضعیف ہے سند کے اعتبار سے تو اس لئے کہ اس میں ولید بن کامل متکلم فیہ اور مہلب وضباعۃ مجهول راوی ہیں۔اور متن کے اعتبار سے اس لئے کہ یہی حدیث قال قال **رسول الله** ﷺ کرکے حضرتِ مقدادؓ ہی سے مروی ہے اوراس میں **وليجعله على جانبه الأسير** کے الفاظ ہیں یعنی صرف بائیں ابرو کے مقابل کرنے کا ذکر ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩٣)

١۔محمودبن خالد الدمشقي:۔یہ **محمود بن خالد السلمي أبوعلي الدمشقي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٩١)۔

٢۔علي بن عيّاش:۔یہ **علي بن عياش الألهاني أبو الحسن الحمصيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٩٢)۔

٣۔أبو عبيدة الوليد بن كامل:۔یہ **الوليدبن كامل بن معاذبن أبي أمية الشامي أبو عبيدة البجلي** ہیں۔ازدی نے ان کوضعیف کہا ہے،ابنِ قطان نے ان کے بارے میں **لاتثبت عدالته** لکھا ہے،حافظؒ نے **يروى المراسيل والمقاطيع** لکھا ہے لیکن نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔اور حافظؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ یہ **ليّن الحديث** ہیں اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

٤۔المهلّب بن حُجر:۔یہ **المهّلب بن حُجر البهراني** ہیں انہوں نے صرف

ضُبــاعة بنتِ مقداد سے اوران سے صرف ولید بن کامل نے روایت کیا ہے۔أبــوالــحسن بن الـقطان نے ان کومجہول الحال کہا ہے اورحافظؒ نے بھی ان کومجہول لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے مگرابنِ حبان نے ان کوثقات میں ذکر کیا ہے۔

۵۔ضُباعة بنت المقداد بن الأسود: ۔یہ ضُباعة بنت المقداد بن الأسود ہیں انہوں نے اپنے والد سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اوران سے صرف مہلّب بن حُجر ہی نے روایت کیا ہے۔ابن قطان نے ان کے بارے میں لاتعرف (غیرمعروف ہیں) کہا ہے اوراسی طرح حافظؒ نے بھی ان کو لاتعرف (غیرمعروف ہی) کہا ہے اورتیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٦۔عن أبيها: ۔اس میں أبٌ سے حضرتِ ضُباعہ کے والدمراد ہیں یعنی حضرتِ مقداد بن اسودؓ اوریہ مشہورصحابیِ رسول ﷺ حضرتِ المقداد بن عمرو بن ثعلبة بن مالک بن ربيعة البَهراني ثم الكندي ثم الزهري الصحابیؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۷)۔

(١٠٧)بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْمُتَحَدِّثِيْنَ وَالنِّيَامِ

باتیں کرنے والے (لوگوں) اورسونے والوں کی طرف (کورخ کرکے یا ان کے بیچ) نماز پڑھنے کے (جواز وعدمِ جواز) کا بیان (۱۰۷)

الحديث/٦٩٤-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ قُلْتُ لَهُ - يَعْنِيْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَاتُصَلُّوْاخَلْفَ النَّائِمِ وَلَاالْمُتَحَدِّثِ)).

ترجمہ / ۶۹۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالملک بن محمد بن اَیمن نے انہوں نے روایت کیا عبداللہ بن یعقوب بن اِسحاق سے انہوں نے اُس شخص سے جس نے اُن سے بیان کیا (اور اُس شخص نے جس نے ان سے بیان کیا روایت کیا) محمد بن کعب قرظی سے (یہ کہ محمد بن کعب قرظی نے) بیان کیا کہ میں نے اُن سے یعنی عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عباسؓ نے یہ بیان کیا ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا نہ نماز پڑھو تم سونے والے کے پیچھے اور نہ بات کرنے والے کے پیچھے (یعنی ان کی طرف کو رخ کر کے اور ان کو سترہ کی طرح بنا کر نماز نہ پڑھو)۔

نوٹس:۔ یہ جو محمد بن کعب قرظی کا بیان ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا الخ تو غالباً ایسا ہوا ہوگا کہ انہوں نے حضرتِ عمر بن عبدالعزیز کو کسی سونے والے یا بات کرنے والے کی طرف کو رخ کر کے اور اس کو سترہ کی طرح قرار دے کر نماز پڑھتے دیکھا ہوگا اور اس وجہ سے انہوں نے اُن سے یہ حضرتِ ابنِ عباسؓ والی حدیث بیان کی ہوگی۔ اور یہ جو سونے والے کی طرف کو نماز پڑھنے کی نہی اور ممانعت ہے اس کی وجہ و مصلحت یہ ہے کہ سونے والے کی طرف سے بہت ممکن ہے کہ کوئی ایسا کام ہو جائے جو نمازی کو اس کی نماز یا اس کے خشوع و خضوع سے محروم و غافل کر دے۔

امام مالک، طاوس اور مجاہد اسی حدیث کی وجہ سے صلاۃ إلی النائم کو مکروہ کہتے ہیں لیکن دوسرے حضرات اس کو جائز کہتے ہیں اور دلیل میں پیش کرتے ہیں حضرتِ عائشہؓ کی وہ روایت جس میں یہ منقول ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے آپ کے بستر پر چوڑائی میں سوئی ہوتی تھی'' اور اس موجودہ حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث تمام حفاظِ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

اور یہ صلاۃ إلی المتحدثین کی جو نہی اور ممانعت ہے اسکی وجہ ہے نمازی کا دھیان بٹنا اور سہو وخطاء کے ہونے کا امکان، اور اسی حدیث کی بناء پر امام احمد اور امام شافعیؒ صلاۃ إلی المتحدثین کو مکروہ کہتے ہیں اور ابن عباسؓ کی اُس حدیث کی وجہ سے بھی جس کو بزار نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو سونے والے اور بات کرنے والے کی طرف کو (یا ان کے بیچ) نماز پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔۔۔۔۔واضح رہے کہ امام ابوحنیفہؒ، ثوری اور اوزاعیؒ صلاۃ إلی المتحدثین کو جائز کہتے ہیں۔ اور یہ جواز وکراہت کا اختلاف صرف اس شکل میں ہے جب نمازی اپنی نماز کو بالکل صحیح طرح اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کرے۔ اور اگر اس کو رکاوٹ کا اندیشہ ہو تو بالاتفاق سب ہی لوگ صلاۃ إلی المتحدثین کو ناجائز ومکروہ کہتے ہیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۹۴)

۱۔عبداللّٰه بن مسلَمة: ۔یہ عبداللّٰه بن مسلَمة بن قعنب القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔عبدالملک: ۔یہ عبدالملک بن محمد بن أیمن الحجازي ہیں۔ انہوں نے صرف عبداللہ بن یعقوب سے اور اِن سے صرف یحیٰ بن مغیرہ اور قعنبی نے روایت کیا ہے۔ ابنِ قطان نے انکو مجہول الحال کہا ہے اور حافظؒ نے بھی ان کو مجہول ہی کہا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۳۔عبداللّٰه بن یعقوب: ۔یہ عبداللّٰه بن یعقوب بن إسحاق المدني ہیں۔ انہوں نے صرف عبداللہ بن عبدالعزیز حضرمی اور ابن ابی الزناد سے اور اِن سے صرف عبداللہ بن ابی زیاد، ابن وہب اور عبدالملک بن محمد نے روایت کیا ہے۔ ابنِ قطان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی ہر ممکن کوشش صَرف کی کہ کہیں ان کے حالات مل جائیں مگر مجھے کہیں کسی کی کتاب میں بھی ان کے حالات نہ مل سکے۔ اور حافظؒ نے بھی ان کو مجہول ہی کہا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔**عمن حدثه** :۔یہ بیان کرنے والے محدّث غالباً **أبـو المقدام هشام بن زياد** ہیں۔ کیونکہ ابن ماجہ میں اس کی صراحت ہے بہرحال یہ ضعیف اور غیر قابلِ احتجاج راوی ہیں، احمد اور ابوزرعہ وغیرہ نے ان کوضعیف قرار دیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کومتروک راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔**محمد بن كعب القرظيّ**:۔یہ **محمد بن كعب بن سليم القرظي أبوحمزة المدني** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦٦)۔

٦۔**عـمـر بن عبدالعزيز**:۔یہ **عـمـر بـن عبـدالعزيز أمير المؤمنين** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۹۴)۔

۷۔**عبدالله بن عباسؓ**:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **عبـدالله بن عباس بن عبدالمطلب القرشي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

(١٠٨)بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ

سترہ کے قریب(ہوکر) کھڑا ہونے کا بیان(۱۰۸)

الحديث/٦٩٥-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح. وَحَـدَّثَـنَـا عُثْـمَـانُ بْـنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَحَامِدُبْنُ يَحْىٰ وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ، يَبْلُغُ بِهِ الـنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَايَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ))۔

قَـالَ أَبُـوْدَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ

عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَاخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ۔

ترجمہ/٦٩٥:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن صباح بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے۔تحویلِ سند (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ، حامد بن یحییٰ اور ابنِ سرح نے ان تینوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا صفوان بن سلیم نے نافع بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے انہوں نے نقل کیا سہل بن ابی حثمہ سے وہ (یعنی سہل ابن ابی حثمہ) اس کو پہونچاتے ہیں نبی کریم ﷺ تک (یعنی اپنی اس روایت کو مرفوعاً بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے) فرمایا جب تم میں سے کوئی سترہ کی طرف کو (یعنی سترہ کھڑا کر کے اس کی آڑ میں) نماز پڑھے تو اس کے قریب ہوجائے (یعنی سترہ کے قریب اور نزدیک کھڑا ہو کر نماز پڑھے تاکہ) شیطان اُس پر اس کی نماز کو قطع نہ کرے (یعنی تاکہ شیطان کسی عورت، یا کتے یا گدھے کو اس کے سامنے سے سترہ کے اندر سے گذار کر اس کی نماز کو نہ توڑ دے جیسا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر عورت، کتا یا گدھا سامنے سے گذر جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور فاسد ہوجائے گی جبکہ اگر یہ سترہ کے قریب ونزدیک ہو کر نماز پڑھے گا تو شیطان ایسا کرنے پر قادر نہ ہوسکے گا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان سے مراد یہاں پر کتا اور گذرنے والا ہی ہے اور ارشادِ نبوی ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ سترہ کے قریب و نزدیک کھڑے ہو کر نماز پڑھو تاکہ کتا یا گذرنے والا تمہارے آگے اور سامنے سے سترہ کے اندر سے گذر کر تمہاری نماز کو توڑ اور فاسد نہ کردے۔اور ایک مطلب اس کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سترہ کے قریب و نزدیک کھڑے ہو کر نماز پڑھو تاکہ شیطان کتے، گدھے، عورت یا کسی کو بھی تمہارے سامنے سے سترہ کے اندر سے گذار کر تمہاری نماز کا خشوع وخضوع نہ ختم کردے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور روایت کیا ہے اس کو (یعنی اسی حدیث نمبر ٦٩٥ کو) واقد بن محمد نے

عن صفوان عن محمد بن سهل عن أبيه أوعن محمد بن سهل عن النبي ﷺ کے طریق سے۔اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ صفوان بن سلیم نے اس روایت کو **عن نافع بن جبير عن سهل بن سعد** کے طریق سے بیان کیا ہے لہٰذا اس کی سند میں اختلاف ہوگیا (اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے)۔

(واضح رہے کہ مصنفؒ اس عبارت **ورواه واقد بن محمد الخ** سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے چنانچہ ایک سند تو یہ ہے کہ سفیان۔صفوان سے اور صفوان نافع سے روایت کرتے ہیں۔دوسری سند یہ ہے کہ واقد بن محمد، صفوان سے اور صفوان محمد بن سہل سے اور محمد اپنے والد سہل سے اور سہل نبی کریم ﷺ سے یعنی متصلا۔اور تیسری سند یہ ہے کہ واقد۔صفوان سے صفوان۔محمد سے اور محمد۔نبی کریم ﷺ سے یعنی مرسلاً کیونکہ محمد بن سہل تابعی ہیں اور ان کی ملاقات آپ ﷺ سے نہیں ہے۔اور ایک چوتھی سند یہ ہے کہ اس حدیث کو صفوان بن سلیم نے نافع بن جبیر سے اور نافع نے سہل بن سعد بن مالک ساعدی سے اور سہلؓ نے آپ ﷺ سے۔خلاصہ یہ کہ چونکہ اس حدیث کی سند میں اتنا اختلاف ہے اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے سترہ کے قریب ہوکر نماز پڑھنا معلوم ہورہا ہے نیز یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ جو آدمی سترہ کے قریب ونزدیک ہوکر نماز پڑھے گا وہ اپنی نماز کو فاسد ہونے اور خشوع وخضوع سے خالی ہونے سے محفوظ کرلے گا۔

یہ بھی واضح رہے کہ یہ سترہ کے قرب ونزدیکی کا جو حکم ہے یہ استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے۔اور یہ قرب ونزدیکی کتنی ہونی چاہئے اسکی تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔۔۔اور یہ جو **قال أبو داؤد** کے بالکل آخر میں **واختلف في إسناده** کے الفاظ ہیں اس میں جو واؤ ہے یہ تفریعیہ بمعنی فاء ہے اسی وجہ سے اس کا مطلب وترجمہ یہ بتایا اور کیا گیا ہے ''پس، لہٰذا اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے اور

جس حدیث کی سند میں اختلاف و اضطراب ہوجاتا ہے وہ حدیث ضعیف ہوجاتی ہے اس لئے یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۶۹۵)

۱۔محمد بن الصباح: ۔یہ محمد بن الصباح بن سفیان الجرجرائيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶۹)۔

۲۔سفیان: ۔یہ سفیان بن عیینة الهلالي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔عثمان بن أبي شيبة: ۔یہ عثمان بن محمد بن أبي شيبة الكوفي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔حامد بن یحیٰ: ۔یہ حامد بن یحیٰ بن هانئ أبو عبدالله البجَلي ہیں۔ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ اور حافظ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۴۲ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ابن السرح: ۔یہ أحمد بن عمرو بن السرّح ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۶۔سفیان: ۔یہ سفیان بن عیینه الهلالي ہیں۔کیونکہ مزیؒ نے صراحت کی ہے کہ ابوداؤد میں محمد بن الصباح، عثمان بن ابی شیبہ، حامد بن یحی اور احمد بن عمرو بن سرح نے جس سفیان سے احادیث روایت کی ہیں وہ سفیان بن عیینہ الہلالی ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۷۔صفوان بن سلیم: ۔یہ صفوان بن سلیم المدني أبو عبدالله الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸۳)۔

۸۔نافع بن جُبیر: ۔یہ نافع بن جُبیر بن مُطعم بن عدي بن نوفل أبو محمد المدني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۳)۔

۹۔سهل بن أبي حَثْمةؓ: ۔آپؓ سهل بن أبي حَثْمة بن ساعدة بن عامر بن عدي بن مجدعة بن حارثة الأنصاريّ أبوعبدالرحمٰن الأوسي الصحابيؓ ہیں۔ان کی وفات حضرتِ معاویہؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی ہے اور حافظؒ نے ان کی پیدائش ۳ھ میں بتائی ہے اور ان کو صغارِ صحابہؓ میں سے لکھا ہے۔

۱۰۔أبوداؤدؒ: ۔یہ مصنفِ کتاب أبوداؤد السجستانیؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۱۔واقد بن محمد: ۔یہ واقد بن محمد بن زيد بن عبدالله بن عمر بن الخطاب العدويّ ہیں۔احمد، ابوداؤد اورابنِ مَعین نے ان کی توثیق کی ہے اور ابوحاتم نے ان کے بارے میں کہا ہے لا بأس به ثقة يحتج بحديثه- اور حافظؒ نے بھی ان کو ثقہ لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۱۲۔صفوان: ۔یہ صفوان بن سليم المدني أبوعبدالله الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸۳)۔

۱۳۔محمد بن سهل: ۔یہ محمد بن سهل بن أبي حثمة الأنصاريّ المدنيّ ہیں۔ یہ تابعی ہیں اور ان کی پیدائش آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی ہے کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کے والد سہل بن ابی حثمہؓ کی عمر صرف آٹھ (۸) سال تھی۔ بہرحال یہ روایت اگر حضرتِ سہلؓ کی مانی جائے تو منقطع ہوگی کیونکہ صفوان کا سماع سہلؓ سے نہیں ہے اور اگر محمد بن سہل کی مانی جائے تو مرسل ہوگی کیونکہ یہ تابعی ہیں۔

۱۴۔عن أبيه: ۔اس میں أبٌ سے مراد محمد کے والد سهل بن أبي حثمة الأنصاريؓ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۹) پر۔

الحديث/٦٩٦-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ وَالنُّفَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: وَكَانَ بَيْنَ مَقَامِ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرُّ عَنْزٍ۔۔۔۔ قَالَ أَبُودَاوُدَ: الْخَبَرُ لِلنُّفَيْلِيِّ۔

ترجمہ/٦٩٦: ۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے قعنبی اور نفیلی نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی میرے والد نے حضرتِ سہلؓ سے روایت کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے کھڑا ہونے کی جگہ اور قبلہ کے درمیان ایک بکری کے بچہ کے گذرنے کی جگہ تھی (یعنی آپ ﷺ جس جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے تھے اس جگہ اور قبلہ کی طرف والی مسجد کی دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا تھا جس میں ایک بکری کا بچہ گذر سکے)۔امام ابوداؤدؒ نے کہا کہ خبر (یعنی مذکورہ حدیث کے جو الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں وہ) عبداللہ بن محمد النفیلی (کی روایت) کے ہیں (یعنی اگرچہ یہ روایت ہم سے ہمارے دونوں شیخ یعنی قعنبی اور نفیلی نے بیان کی ہے لیکن ہم نے جو الفاظ یہاں لئے اور نقل کئے ہیں یہ ہمارے شیخ عبداللہ بن محمد نفیلی کے بیان کردہ ہیں)۔

نوٹس: ۔اس روایت سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ نمازی کو سترہ کے قریب ونزدیک ہوکر نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ ’’مـمـر العنـز‘‘ بکری کے بچہ کی گذرگاہ ایک ہاتھ سے بھی کم جگہ ہوتی ہے۔لیکن یہاں یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ جب ایک ہاتھ سے بھی کم فاصلہ پر کھڑے ہوکہ نماز پڑھے گا تو پھر سجدہ کرتے وقت تو سترہ سے آگے نکل جائے گا۔تو اس کا جواب سب سے اچھا یہ ہے کہ اس حدیث میں سجدہ کرتے وقت ہی کا فاصلہ مذکور ہے نہ کہ قیام کے وقت کا یعنی اس طرح اور اتنے سترہ کے قریب ہو کر نماز پڑھی جائے کہ سجدہ کے وقت سترہ ایک ہاتھ کی برابر فاصلہ پر رہے اور اس حدیث شریف کا یہ

مطلب لینے اوراس حدیث کوسجدہ کی حالت پرمحمول کرنے سے یہ اشکال بھی ختم ہوجائے گا کہ مسندِ احمد کی ایک روایت میں تین ہاتھ کا فاصلہ مذکور ہے اوراس حدیث میں ایک ہاتھ سے بھی کم کا فاصلہ تو یہ تضاد وتعارض کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس حدیث کوسجدہ کی حالت پرمحمول کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسندِ احمد کی روایت میں حالتِ قیام کا فاصلہ مذکور ہے اور اِس روایت میں حالتِ سجدہ کا اور جب دونوں حدیثوں میں الگ الگ وقت کا فاصلہ مذکور ہے تو تضاد وتعارض کیسا۔۔اوراس تضاد وتعارض والے اشکال کو کچھ حضرات نے اس طرح بھی ختم کیا ہے کہ ایک حدیث میں نمازی اورسترہ کے درمیانی فاصلہ کی کم سے کم مقدار یعنی ایک ہاتھ یا اُس سے بھی کم مذکور ہے اور دوسری یعنی مسندِ احمد کی روایت میں اس فاصلہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار یعنی تین ہاتھ مذکور ہے اس لئے تضاد وتعارض بین الاحادیث کی کوئی بات نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩٦)

١۔القعنبي :۔ یہ عبداللّٰہ بن مسلَمة بن قعنب القعنبي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(١)۔

٢۔النفیلي:۔ یہ عبداللّٰہ بن محمد بن علي بن نُفَیل النفیلي أبوجعفر الحراني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٨)۔

٣۔عبدالعزیز بن أبي حازم :۔ یہ عبدالعزیز بن أبي حازم سلَمة بن دینار أبوتمام المدني ہیں۔عجلی،ابن نمیراورنسائی نے ان کی توثیق کی ہے،ابنِ معین نے ان کو"ثقة صدوق لیس به بأس" کہا ہے اورامام احمد کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ امام مالکؒ کے بعدمدینہ منورہ میں ان سے بڑا فقیہ کوئی نہ تھا۔ان کی وفات ١٨٢ھ یا ١٨٤ھ میں ہوئی ہے۔اورحافظؒ نے ان کو صَدوق راوی اورفقیہ لکھا ہے نیز آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سنِ وفات ١٨٤ھ بتایا ہے نیز اس کے بعد وقیل قبل ذلک بھی لکھا ہے۔

۴۔أبي:۔اس میں أبؒ سے مراد عبدالعزیز کے والد حضرتِ سلمة بن دینار الأعرج أبو حازم المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۰)۔

۵۔سهلؓ:۔آپؓ سهل بن سعد بن الساعديّ الأنصاريؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۵۹)اور(۲۱۴)۔

(۱۰۹)بَابُ مَايُؤْمَرُ الْمُصَلِّي أَنْ يَدْرَأَعَنِ الْمَمَرِّبَيْنَ يَدَيْهِ

اُن احادیث کا بیان جن سے یہ معلوم ہوگا کہ مصلی کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنے سامنے سے گذرنے والے کو گذرنے سے روکے(یعنی یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ شرعاً نمازی کے لئے یہ حکم ہے اوراس سے یہ مطالبہ ہے کہ اگر کوئی اس کے سامنے سے جانے لگے تو وہ اس کو روکے(۱۰۹)

الحديث/٦٩٧-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَااسْتَطَاعَ، فَإِنْ أبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))۔

ترجمہ/۶۹۷:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے روایت کیا زید بن اسلم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری سے انہوں نے حضرتِ ابوسعید خدریؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(ہے) کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو(یعنی جب اپنے آگے سترہ کھڑا کر کے نماز پڑھ رہا ہوتو) کسی کو اپنے آگے(سے)

نہ گذرنے دے اور (وہ نمازی اپنے اور سترہ کے درمیان سے گذرنے والے شخص کو) جہاں تک ہوسکے روکے، اور اگر وہ نہ مانے تو اُس سے لڑے کیونکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے (کہ نمازی کے آگے سے گذرنے والا شخص) شیطان (ہوتا) ہے۔

نوٹس:۔ اس حدیث میں نمازی کو جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ حتی الوسع وہ گذرنے والے کو روکے تو یہ جو صیغۂ امر ہے اس کے بارے میں نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ ندب واستحباب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے یعنی ایسا کرنا مباح و مستحب اور مندوب ہے واجب نہیں ہے۔ اور یہ جو روکنے اور دفع کرنے والی بات ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر قریب سے یا سترہ کے اندر سے گذر رہا ہے تو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر مثلاً لمبی وبڑی مسجد ہے اور اس کے اندر دور سے گذر رہا ہے تو اشارہ اور تسبیح سے روکے۔

یہ مسئلہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر گذرنے والا گذر جائے مگر ابھی پورا نہ گذرا ہو تو کیا اُسے روکا اور پیچھے کو لوٹا دیا جائے یا نہیں؟ تو اس بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ایسی شکل میں نمازی کو اُسے روکنا اور لوٹانا نہیں چاہئے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے گا تو یہ تو گویا ڈبل مرور اور گذرنا ہو جائے گا.

اور یہ جو فرمایا گیا کہ اگر نہ مانے تو "فلیقاتله" اُس سے لڑے اس کا مطلب قرطبیؒ نے یہ بتایا ہے کہ پہلے کے مقابلے اب ذرا زور سے روکے اور دھکا دے۔ اور یہ جو روکنے کے باوجود گذرنے سے نہ رکنے والے شخص کو شیطان کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ کام شیطانی کام ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اس کو گذرنے اور مرور پر آمادہ کرنے والا شیطان ہوتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ مار اور گذرنے والا شخص انسانی شیطان ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ نمازی کو اپنے آگے سے گذرنے والے کو روکنا چاہئے اور اس روکنے کیلئے مناسب سے مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن واضح رہے کہ

یہ حکم جب ہے جب نمازی سترہ کھڑا کر کے نماز پڑھ رہا ہو کیونکہ اگر بغیر سترہ کے ویسے ہی کہیں راستہ میں کھڑے ہو کر کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے تو ایسی شکل میں گذرنے والے پر کوئی حرج و گناہ نہیں ہوگا نیز نمازی کو اُسے روکنے اور دفع کرنے کا بھی حق نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ نمازی کے آگے سے گذرنے والا مثل شیطان کے ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نمازی کے آگے سے گذر کر اس کے دل کو مناجاتِ رب سے غافل کر دیتا ہے جو ظاہر ہے ایک شیطانی عمل ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگا کہ اگر کوئی شخص کسی کے دین میں فساد و بگاڑ پیدا کرے تو اس کو شیطان کہا جا سکتا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩٧)

١۔ **القعنبي**:۔ یہ **عبدالله بن مسلَمة بن قعنب القعنبي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١)۔

٢۔ **مالک**:۔ یہ مشہور امامِ فقہ **مالک بن أنس الأصبحيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (١٢)۔

٣۔ **زيد بن أسلم**:۔ یہ **زيد بن أسلم العدوي أبو أسامة أو أبو عبدالله المدني الفقيه** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٣٧)۔

٤۔ **عبدالرحمٰن**:۔ یہ **عبدالرحمٰن بن أبي سعيد الخدريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٣٤٤)۔

٥۔ **أبو سعيد الخدريّ** رضی اللہ عنہ:۔ آپ رضی اللہ عنہ مشہور صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ **سعد بن مالک بن سِنان بن عبيد الأنصاريّ أبو سعيد الخدريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٥)۔

الحديث/٦٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلٰى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ

مِنْهَا)) ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ۔

ترجمہ /٦٩٨:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوخالد نے انہوں نے روایت کیا ابنِ عجلان سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری سے انہوں نے اپنے والد (حضرتِ ابوسعید خدریؓ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترہ کی طرف کو (یعنی سترہ کھڑا کر کے اس کی آڑ میں) نماز پڑھے اور اس (سترہ) کے قریب ہو کر (یعنی اپنے اور سترہ کے درمیان کم سے کم ایک ہاتھ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو کر نماز پڑھے) پھر انہوں نے بیان کیا اس کے مضمون کو (یعنی محمد بن عجلان نے اپنی اس روایت میں جو انہوں نے زید بن اسلم سے نقل کی ہے اس سے آگے یعنی إذا صلى أحدكم فليصل إلٰى سترة وليدْنُ منها کے بعد امام مالک کی زید بن اسلم ہی سے روایت کردہ حدیث (یعنی حدیث نمبر ٦٩٧) کا ہی مضمون و مفہوم بیان کیا یعنی یہ بیان کیا کہ اپنے سامنے سے گذرنے والے کو نہ گذرنے دے جہاں تک ہو سکے مناسب طریقہ اختیار کر کے اس کو روکے اور وہ گذرنے والا گویا کہ شیطان ہے)۔

نوٹس:۔اس حدیث نمبر (٦٩٨) سے یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ پچھلی حدیث میں جو حکمِ درء ودفع للمار (یعنی گذرنے والے کو روکنے اور دھکا دینے کا حکم) مذکور ہے وہ اس شکل میں ہے جب نمازی سترہ کھڑا کیے ہوئے ہو اور ویسے ہی کہیں کسی راستہ میں نماز پڑھنے نہ کھڑا ہو گیا ہو)۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩٨)

١۔محمد بن العلاء:۔یہ محمد بن العلاء بن كريب الهمداني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (١٨)۔

۲۔أبو خالد:۔ یہ سليمان بن حيّان أبو خالد الأحمر ہیں۔دیکھیں حدیث(۶۰۴)۔

۳۔ابن عجلان:۔ یہ محمد بن عجلان المدني ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۸)۔

۴۔زيد بن أسلم:۔ یہ زید بن أسلم العدويّ أبو أسامة أو أبو عبدالله المدني الفقيه ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۷)۔

۵۔عبدالرحمٰن:۔ یہ عبدالرحمٰن بن أبي سعيد الخدريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۴۴)۔

۶۔عن أبيه:۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ عبدالرحمٰن کے والد حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۱۵)۔

الحديث/۶۹۹-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ أَخْبَرَنَا مَسَرَّةُ بْنُ مَعْبَدٍ اللَّخْمِيُّ، اللَّخْمِيُّ لَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ حَاجِبُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ قَائِمًا يُصَلِّي فَذَهَبْتُ أَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِي ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ))۔

ترجمہ/۶۹۹:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی سُریج رازی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابواحمد زبیری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی مَسرّة بن معبد لَخمی نے (ابواحمد زبیری اس طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ مجھے یہ حدیث بہت اچھی طرح سے یاد ہے کہہ رہے ہیں کہ) میری ملاقات اُن سے (یعنی مسرة بن معبد لَخمی سے) کوفہ میں ہوئی تھی (اور جب ہی انہوں نے ہمیں خبر دی تھی یہ کہہ کر کہ) مجھ سے بیان کیا سلیمان (بن عبدالملک) کے حاجب (و

دربان) ابوعبید نے (اور) کہا کہ میں نے عطاء بن یزید لیثی کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں ان کے سامنے سے جانے (اور گذرنے) لگا تو انہوں نے مجھے پھیر دیا (اور لوٹا دیا یعنی گذرنے نہیں دیا) پھر (یعنی نماز فراغت کے بعد) فرمایا کہ مجھ سے ابوسعید خدریؓ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے طاقت رکھے اس بات کی کہ نہ جانے دے اپنے اور اپنے قبلہ کے درمیان سے (یعنی اپنے اور اس سترہ کے درمیان سے جو قبلہ کی سمت میں ہوتا ہے) تو ایسا کرے (یعنی اُس گذرنے والے کو روک دے اور نہ جانے دے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ نمازی کو حتی الوسع مناسب طریقہ اختیار کرتے ہوئے اپنے آگے اور سترہ کے بیچ سے گذرنے والے شخص کو روکنا اور پھیر دینا چاہئے۔

تعارف رجالِ حدیث (٦٩٩)

١۔أحمد بن أبي سُريج:۔ یہ **أحمد بن أبي سُريج الرازيّ أبو جعفر النهشلي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٣١٠)۔

٢۔أبو أحمد الزبيريّ:۔ یہ **محمد بن عبدالله بن الزبير بن عمر بن درهم الأسديّ أبو أحمد الزبيريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (٦١٥)۔

٣۔مَسَرّة بن مَعْبد:۔ یہ **مَسَرّة بن معبد اللخمي الفلسطيني** ہیں۔أبو حاتم نے ان کو **شيخ مابه بأس** لکھا ہے،ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے مگر لکھا ہے یخطئ یعنی ثقہ تو ہیں مگر خطا و غلطی کرتے ہیں۔اور حافظؒ نے ان کو"**صدوق له أوهام**" لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٤۔أبو عبيد:۔ ان کے نامِ کے بارے میں چار قول ہیں (١) ان کا نام عبدالملک ہے

(۲)ان کا نام حيي بن أبي عمرو ہے۔(۳)ان کا نام حَيّ ہے(۴)ان کا نام حوي ہے۔ بہرحال یہ حيي بن أبي عمرو -أو- عبدالملک أبوعبيد المذحجي حاجبُ سليمان بن عبدالملک ہیں۔احمد،ابوزرعہ اور یعقوب بن سفیان نے ان کی توثیق کی ہے۔ابنِ حبان نے ان کو ثقات اور اتباعِ تابعین میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے نیز پانچویں طبقہ میں سے قرار دے کر وفات ۱۰۰ھ کے بعد بتائی ہے۔

۵۔عطاء بن يزيد:۔یہ عطاء بن يزيد الليثي المدني ہیں۔دیکھیں حدیث(۹)۔

٦۔أبو سعيد الخدريؓ:۔آپؓ سعد بن مالک بن سِنان بن عبيد الأنصاريّ أبو سعيد الخدريّؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۵)۔

الحديث/ ۷۰۰-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ -يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ-عَنْ حُمَيْدٍ -يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ -قَالَ قَالَ أَبُوْصَالِحٍ: أُحَدِّثُکَ عَمَّا رَأَيْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ، دَخَلَ أَبُوْ سَعِيدٍ عَلٰى مَرْوَانَ،فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِيْ نَحْرِهِ، فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَاهُوَشَيْطَانٌ))۔

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يَمُرُّ الرَّجُلُ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ يَدَيَّ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَأَمْنَعُهُ وَيَمُرُّ الضَّعِيفُ فَلَا أَمْنَعُهُ۔

ترجمہ/۷۰۰:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان۔یعنی سلیمان بن مغیرہ۔نے انہوں نے روایت کیا حُمید۔یعنی حُمید بن ہلال۔سے انہوں نے کہا کہ (ایک مرتبہ) ابوصالح کہنے لگے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ (عمل جو

میں نے)ابوسعید خدریؓ (کی طرف) سے (کیا جاتا ہوا) دیکھا ہے نیز میں نے اس کو اُن سے سنا بھی ہے (ہوا یہ کہ ایک مرتبہ میں یعنی ابوصالح اور حضرتِ ابوسعید خدریؓ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے ان کے سامنے سے گذرنا چاہا تو انہوں نے اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر اُسے روک دیا اُس نے اِدھر اُدھر سے گذرنا چاہا مگر کہیں کو راستہ نہ ملا اور پھر حضرتِ ابوسعید خدریؓ ہی کے سامنے سے گذرنے لگا انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے دھکا دے کر اس کو روک دیا۔ پھر بعد فراغتِ نماز یہ شخص اپنی شکایت لے کر مروان کے دربار میں پہونچ گیا اور حضرتِ ابوسعید خدریؓ کی شکایت مروان سے کی تو حضرتِ ابوسعید خدریؓ کو بلوایا گیا۔ بہرحال حضرتِ) ابوسعید (خدریؓ) مروان کے یہاں پہونچے اور (ماجرا سن کر) فرمایا کہ (میں نے یہ اس لئے کیا ہے کیونکہ میں نے) رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی چیز کو لوگوں سے آڑ (اور سترہ) بنا کر نماز پڑھے اور (پھر) دورانِ نماز اُس سترہ کے اندر سے ہوکر) کوئی اس کے آگے (اور سامنے) سے گذرنا چاہے تو وہ (نمازی) اس کے سینہ پر مارے (اور اس کو دھکا دے کر گذرنے سے روک دے) پھر بھی وہ اگر انکار کرے (یعنی نہ رُکے اور گذرنے سے باز نہ آئے) تو اس سے لڑے (یعنی اَب کی بار پہلے سے بھی زیادہ زور سے مارے اور دھکا دے کر روکے) کیونکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے (کہ روکے جانے پر بھی نہ رکنے والا) شیطان ہے (یعنی وہ یہ کام یا تو شیطان کے کرانے پر کر رہا ہے، یا اس کا یہ فعل شیطانی فعل ہے یا یہ نمازی کے آگے سے روکنے کے باوجود گذرنے والا شخص شیطان صفت انسان ہے)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ سفیان ثوری کا کہنا ہے کہ (اگر) میرے نماز پڑھنے کی۔ حالت میں (کوئی صحیح اور تندرست) آدمی اکڑ کر میرے سامنے سے گذرنے لگے گا تو میں اس کو تو گذرنے سے روکوں گا (اور لوگوں کو یہ مسئلہ بتاؤں گا کہ ایسے شخص کو روکو۔ اور اگر بحالتِ نماز میرے سامنے سے کوئی) ضعیف (وکمزور اور ناتواں بوڑھا شخص) گذرے گا تو اس کو میں (گذرنے سے) نہیں روکوں گا (اور

نہ ہی لوگوں کواس کے روکنے کا مسئلہ بتاؤں اور حکم دوں گا)۔

نوٹس:۔اس حدیث سے بھی نمازی کے آگے سے گذرنے کی ممانعت اور نمازی کی طرف سے اس کومناسب طریقہ پرروکے جانے والی بات سمجھ میں آرہی ہے جسکی تفصیل حدیث نمبر (۶۹۷اور ۶۹۸اور۶۹۹) میں آ ہی اور بتائی ہی جاچکی ہے وہاں دیکھ لیں۔۔۔۔اور یہ جو قال أبو داوٗد الخ میں سفیان ثوریؒ کا قول منقول ہے اس کے بارے میں شراح حضرات نے لکھا ہے کہ سفیان ثوری کا یہ قول اور تندرست وضعیف شخص کے بارے میں یہ فرق رکھنے والی بات ان کی اپنی رائے اور اپنا خیال ہے جس کی شریعت میں کوئی حدیث وغیرہ دلیل نہیں ملتی اس لئے ان کے اس قول کو بلا دلیل ہونے کی وجہ سے ماننا اور تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۰)

۱۔موسٰی بن إسماعيل:۔یہ موسٰی بن إسماعيل المنقريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳)۔

۲۔سليمان بن المغيرة :۔یہ سليمان بن المغيرة القيسي أبو سعد البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۴۴۱)۔

۳۔حميد بن هلال:۔یہ حميد بن هلال بن هبيرة العدويّ أبو نصر البصريّ ہیں۔ابنِ معین،نسائی،ابنِ سعد،عجلی اور ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ،عالم لکھا اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔أبو صالح:۔یہ أبو صالح ذكوان السمان الزيات ہیں۔دیکھیں حدیث(۸)۔

۵۔أبو سعیدؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ سعد بن مالک بن سِنان بن عبيد

الأنصاريّ أبو سعيد الخدريؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۶۔مروان:۔یہ مروان بن الحکم بن أبي العاص بن أمية الأموي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۱)۔

۷۔أبو داؤد:۔یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانیؒ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۰۔۲۲)۔

۸۔سفیان الثوريؓ:۔یہ سفیان بن سعید بن مسروق الإمام الثوريؒ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

(۱۱۰)بَابُ مَايُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

نمازی کے آگے سے گذرنے (اورجانے) کی ممانعت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ بحالتِ نماز نمازی کے آگے سے نکل کر جانا اور گذرنا ممنوع ہے اور ایسا کرنے سے گناہ ہوتا ہے)(۱۱۰)

الحديث/۷۰۱-حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلٰى أَبِي جُهَيْمٍ، يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ أَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))۔

قَالَ أَبُوالنَّضْرِ: لَاأَدْرِيْ قَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْسَنَةً۔

ترجمہ/۷۰۱:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت

کیا مالک سے انہوں نے ابونضر مولی عمر بن عبید اللہ سے انہوں نے بُسر بن سعید سے یہ کہ زید بن خالد جہنی نے ان کو حضرت ابوجہیمؓ کے پاس بھیجا (تا کہ وہ) حضرتِ ابوجہیمؓ سے یہ دریافت کریں کہ کیا فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے نمازی کے آگے سے گذرنے والے کے بارے میں (تو یہ یعنی بسر بن سعید۔ زید بن خالد جہنی کے حکم کے مطابق حضرت ابوجہیمؓ کے پاس اس بارے میں دریافت کرنے کے لئے گئے اور دریافت کیا) تو حضرتِ ابوجہیمؓ نے (ان کو جواب دیتے ہوئے) فرمایا (کہ میں نے آپ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گذرنے والے شخص کے بارے میں یہ سنا ہے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والا جان لے کہ کیا ہوگا اُس پر (یعنی نمازی کے آگے سے گذرنے کی وجہ سے یہ کتنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا اور اس گناہ کی وجہ سے اس کو کیا عذاب وسزا ہوگی) تو ہو چالیس تک کھڑا ہونا اس کے لئے بہتر اس کے سامنے سے گذرنے کے مقابلہ میں (یعنی نمازی کے سامنے سے گذرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر گذرنے والے کو اس کا علم ہو جائے تو یہ شخص چالیس دن تک کھڑا رہنے کو اپنے لئے بہتر سمجھے گا اور اس کے سامنے سے گذرے گا نہیں)۔

ابونضر نے کہا مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چالیس دن کہا تھا یا چالیس مہینے یا چالیس سال (یہ ابونضر سے روایت کرنے والے امام مالکؒ کا قول ہے جس سے امام مالکؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس روایت کے اندر ہمارے شیخ ابونضر نے أربعین کو بغیر تمیز کے مبہم ذکر کیا یعنی چالیس کے بعد یوما۔ شھراً۔ سنۃ میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں کیا اور اس کی وضاحت کے لئے فرمایا کہ ہمارے شیخ بُسر بن سعید نے تو أربعین کی تمیز ذکر کی تھی مگر مجھے یاد نہیں رہی کہ اس کی تمیز کے طور پر یوماً کہا تھا یا شھراً یا سنۃ ۔ بہرحال اگر کم سے کم والی بات یعنی چالیس دن کو بھی لے لیں تو بھی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا کتنا بڑا گناہ ہے کیونکہ چالیس دن تک کے انتظار کو گذرنے کے مقابلہ ترجیح دینا اور اچھا سمجھنا واضح ثبوت ہے اس کا کہ نمازی کے آگے سے گذرنا شدید اور بہت بڑا گناہ)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ یہ حدیث صاف صاف اس بات کو بتارہی ہے کہ نمازی کے آگے سے گذرنا شرعاً مذموم و بُرا ہے اور گذرنے والا سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور واضح رہے کہ یہ گناہ ہر ایک نمازی کے سامنے سے گذرنے سے ہوتا ہے چاہے وہ نماز پڑھنے والا فرض نماز پڑھ رہا ہو اور چاہے نفل۔ نیز چاہے وہ نماز پڑھنے والا امام ہو چاہے مقتدی اور چاہے منفرد۔

اور یہ جو باعثِ گناہ گذرنا ہے یہ نمازی سے کتنے فاصلہ پر گذرنا ہے اس سلسلہ میں تین قول ہیں (۱) یہ باعثِ گناہ مرور وہ ہے جو نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ اور سجدہ کرنے کی جگہ کے درمیان میں سے ہو (۲) نمازی کے کھڑا ہونے کی جگہ سے تین ہاتھ کی مقدار اور آگے تک کے درمیان سے گذرنا باعثِ گناہ ہے (۳) یہ نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ سے لے کر اتنی دور آگے تک کے درمیان سے گذرنا ہے جتنی دور اگر پتھر پھینکا جائے تو جا کر گرے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۱)

۱۔ **القعنبي**:۔ یہ **عبدالله بن مسلَمة بن قعنب القعنبي** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ **مالک**:۔ یہ مشہور امامِ فقہ **مالک بن أنس الأصبحيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۳۔ **أبو النضر**:۔ یہ **سالم بن أبي أمية أبو نضر مولٰی عمر بن عبيدالله التيمي المدني** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۷)۔

۴۔ **بُسُر بن سعيد**:۔ یہ **بُسر بن سعيد العابد المدني مولٰی ابن الحضرميّ** ہیں۔ ابنِ معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، عجلی نے ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے اور ابنِ سعد نے ثقہ کثیر الحدیث۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ اور جلیل القدر محدث و راوی لکھا ہے نیز دوسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۰۰ھ میں بتائی ہے۔

۵۔زیدبن خالدؓ:۔آپؓ زیدبن خالدالجهني الصحابي ہیں۔دیکھیں حدیث (۴۷)۔

۶۔أبوجهیمؓ:۔آپؓ عبداللّٰہ بن الحارث بن الصمة أبوجُهَیم الأنصاريّ الصحابيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶)اور(۳۲۹)۔

۷۔أبوالنضر:۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

(۱۱۱)بَابُ مَایَقْطَعُ الصَّلَاةَ

ان کا بیان (جن کے سامنے سے گذرنا) نماز کوتوڑ دیتا ہے (یعنی اس باب میں اُن چیزوں کا بیان ہوگا جن کے نمازی کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی اور فاسد ہوجاتی ہے)(۱۱۱)

الحديث/۷۰۲-حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح.وَحَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ وَابْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنٰى أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ـ قَالَ حَفْصٌ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((يَقْطَعُ صَلَاةَالرَّجُلِ ـوَقَالَاعَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُوْذَرٍّيَقْطَعُ صَلَاةَالرَّجُلِ إِذَالَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيْدُآخِرَةِالرَّحْلِ ،الْحِمَارُوَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ.فَقُلْتُ:مَابَالُ الْأَسْوَدِمِنَ الْأَحْمَرِمِنَ الْأَصْفَرِ مِنَ الْأَبْيَضِ؟ فَقَالَ: يَاابْنَ أَخِيْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَقَالَ: الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ))۔

ترجمہ/۷۰۲:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے۔تحویلِ سند۔(دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے

بیان کیا عبدالسلام بن مطہر اور ابن کثیر نے بھی (حفص کی حدیث کے) مضمون ومفہوم کو (بہر حال حفص بن عمر نے حدیث بیان کرتے ہوئے اور عبدالسلام وابنِ کثیر نے انہیں کی حدیث کا مضمون بیان کرے ہوئے یہ بیان کیا کہ) سلیمان بن مغیرہ نے ان کو خبر دی حمید بن ہلال سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ حمید بن ہلال نے روایت کیا) عبداللہ بن الصامت سے انہوں نے حضرتِ ابوذرؓ سے۔ (اور ہمارے شیخ حفص نے اپنی روایت بیان کرنے کے دوران کہا) **قال رسول اللہ ﷺ** یعنی حضرتِ ابوذر غفاریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (اور ہمارے شیخ عبدالسلام اور ابنِ کثیر نے اپنی روایت بیان کرنے کے دوران کہا) **عن سلیمان قال قال أبو ذر** یعنی سلیمان نے کہا کہ حضرتِ ابوذر غفاریؓ نے فرمایا (واضح رہے کہ اس عبارت سے ابوداؤدؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آگے آنے والی روایت **یقطع صلاۃ الرجل** الخ کو ہمارے شیخ حفص نے تو مرفوعاً بیان کیا ہے لیکن ہمارے شیخ عبدالسلام اور ابنِ کثیر نے اس روایت کو **موقوف علیٰ أبي ذر** یعنی حضرتِ ابوذرؓ کا قول کہہ کر بیان کیا ہے بہر حال حفص کی روایت کے اعتبار سے تو آگے ترجمہ کریں گے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، اور عبدالسلام اور ابنِ کثیر کی روایت کے اعتبار سے آگے ترجمہ کریں گے کہ فرمایا صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ ابوذرؓ نے یہ کہ) آدمی کی نماز کو فاسد و باطل کر دیتا ہے (یا اس کے ثواب کو کم کر دیتا اور اس کے خشوع وخضوع کو ختم کر دیتا ہے) گدھے، کالے کتے اور عورت (کا اس کے سامنے سے گذرنا) اگر اس (نمازی) کے آگے (بطورِ سترہ) پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر (کوئی چیز) نہ ہو (یعنی اگر کوئی نماز پڑھنے والا مرد یا عورت اپنے سامنے سترہ کی آڑ کئے بغیر نماز پڑھ رہا ہو اور ان مذکورہ بالا تینوں چیزوں یعنی گدھے، کالے کتے اور عورت میں سے کوئی بھی چیز اس کے سامنے سے گذر جائے اور قریب سے گذرے تو اس کی نماز فاسد و باطل ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ امام احمدؒ کے علاوہ ائمۂ ثلاثہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں **یقطع الصلاۃ** سے خشوع وخضوع کا ختم ہونا اور نماز کا ثواب کم ہونا مراد ہے نہ کہ

نماز کا فساد و بطلان۔ اور امام احمدؒ بھی عورت و گدھے کے گذرنے سے نماز کے فساد و بطلان کے قائل نہیں ہیں مگر کالے کتے کے گذرنے سے نماز کے فساد و بطلان ہی کے قائل ہیں۔ بہرحال اس بات کو سن کر یعنی **یقطع صلاۃ الرجل الخ** کو سننے کے بعد عبداللہ بن الصامت کہہ رہے ہیں کہ) میں نے (حضرتِ ابوذرؓ سے دریافت کرتے ہوئے) کہا کہ کالے کتے ہی کی کیا خصوصیت ہے سرخ، زرد اور سفید کے مقابلہ (یعنی صرف کالے کتے ہی کے گذرنے سے نماز کیوں فاسد و باطل ہوتی ہے اور دوسرے سرخ و زرد وغیرہ رنگ کے کتے کے گذرنے سے کیوں فاسد نہیں ہوتی) تو انہوں نے (میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے (بھتیجے) میں نے (بھی) رسول اللہ ﷺ سے (یہی) سوال کیا (اور پوچھا تھا) جیسا کہ تو نے مجھ سے پوچھا ہے (یعنی جو سوال تم نے مجھ سے کیا میں نے بھی بالکل اسی انداز میں یہی سوال آپ ﷺ سے کیا تھا) تو آپ ﷺ نے (میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا (تھا) کہ کالا کتا شیطان (ہوتا) ہے (یعنی کالے کتے اور دوسرے رنگ کے کتوں میں فرق یہ ہے کہ کالے کتوں کی شکل میں شیطان آتا ہے نہ کہ دوسرے رنگ کے کتوں کی شکل میں۔ یا یہ مطلب ہے کہ کالے کتے زیادہ ضرر رساں اور نقصان دہ ہونے کے اعتبار سے گویا کہ شیطان ہوتے ہیں نہ کہ دوسرے رنگ کے کتے اس لئے کالے کتوں کے گذرنے سے نماز فاسد و باطل۔ یا خشوع و خضوع سے خالی ہوجاتی ہے نہ کہ دوسرے رنگ کے کتوں کے گذرنے سے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہورہی ہیں (۱) نمازی کو بحالتِ نماز سترہ کھڑا کر کے نماز پڑھنے کی تاکید (۲) کالے کتوں سے نفرت دلانا اور ہوشیار رہنے کی ہدایت (۳) اگر نمازی سترہ کھڑا کئے بغیر نماز پڑھے اور اس کے سامنے سے قریب سے ہوکر گدھا، کالا کتا اور عورت میں سے کوئی ایک چیز بھی گذر جائے تو اس کی نماز خشوع و خضوع سے خالی اور بے روح و جان ہوجاتی ہے

اور گویا کہ فاسد و باطل ہونے کے قریب ہو جاتی ہے یا بقول بعضے فاسد و باطل ہی ہو جاتی ہے۔اور بقول امام احمدؒ کالے کتے کے گذرنے کی شکل میں تو فاسد و باطل ہو جاتی ہے۔اور عورت و گدھے کے گذرنے سے خشوع وخضوع سے خالی ہوکر بے روح و جان ہو جاتی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۲)

۱۔حفص بن عمر :۔یہ حفص بن عمر بن حارث الأزديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۳).

۲۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكي ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳).

۳۔عبدالسّلام بنُ مُطَهَّر :۔یہ عبدالسّلام بن مطهَّر الأزديّ أبوظفر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۴۔ابن كثير:۔یہ محمد بن كثير العبديّ البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۵۴)۔

۵۔سليمان بن المغيرة :۔یہ سليمان بن المغيرة القيسي أبوسعد البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۱)۔

۶۔حميد بن هلال:۔یہ حميد بن هلال بن هبيرة العدويّ أبونصر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۰۰)۔

۷۔عبدالله بن الصامت :۔یہ عبدالله بن الصامت البصريّ الغفاريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۱)۔

۸۔أبو ذرؓ:۔آپؓ جندب بن جنادة أبوذر الغفاريّ الصحابيؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۲)۔

۹۔حفص:۔یہ حفص بن عمر بن حارث الأزديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۱۰۔یاابن أخي :۔اس میں ابن أخي سے حضرتِ عبداللّٰہ بن الصامت مراد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۱)۔

الحديث/۷۰۳-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثنا يَحيٰ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثنا قَتادَةُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدَّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ،قَالَ: ((يَقْطَعُ الصَّلاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ))۔

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: أَوْقَفَهُ سَعِيْدٌ وَهِشَامٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ۔

ترجمہ/۷۰۳:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ نے شعبہ سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ شعبہ نے کہا) ہم سے بیان کیا قتادہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا جابر بن زید کو کہ وہ ابنِ عباسؓ سے نقل کررہے تھے۔مرفوعاً بیان کیا ہے اس کو (یعنی بعد میں ذکر ہونے والی حدیث کو) شعبہ نے۔(امام ابوداؤدؒ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ اس حدیث کو قتادہ سے ان کے بہت سے شاگردوں نے ذکر کیا ہے مگر اُن میں سے مرفوعاً صرف ان کے ایک شاگرد شعبہ نے نقل کیا ہے اور باقی تمام شاگردوں نے موقوف علی ابنِ عباس یعنی حضرتِ ابنِ عباسؓ کا قول وفرمان کہہ کر بیان کیا ہے۔بہرحال شعبہ نے چونکہ مرفوعاً روایت کیا ہے اور مصنفؒ نے حضرتِ شعبہ والی ہی سند یہاں پرلکھی ہے اس لئے ترجمہ یہ کریں گے کہ جابر بن زید نے ابنِ عباسؓ سے اور ابنِ عباسؓ نے آپ ﷺ سے نقل کیا یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا: نماز کو توڑ دیتا (اور فاسد کر دیتا) ہے (نمازی کے سامنے سے بحالتِ نماز) بالغ عورت اور (کالے) کتے (کا گذر جانا)۔

امام ابوداؤدؒ نے فرمایا کہ موقوف کیا ہے اس (حدیث نمبر۷۰۳) کو سعید، ہشام، ہمام نے اپنے

استاذ حضرتِ قتادہ سے بواسطۂ حضرتِ جابر بن زید نقل کرتے ہوئے ابنِ عباسؓ پر (مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرتِ قتادہ سے اسی طریق یعنی **عن قتادۃ عن جابر بن زید عن ابنِ عباس** کے طریق سے شعبہ کے علاوہ سعید، ہشام اور ہمام نے بھی روایت کیا ہے مگر ان تینوں نے اس کو موقوفاً اور حضرتِ ابن عباسؓ کا قول کہہ کر بیان کیا ہے جبکہ شعبہ نے اسی طریق سے اس حدیث کو مرفوعاً اور نبیِ کریم ﷺ کا فرمان بتاتے ہوئے نقل کیا ہے۔ واضح رہے کہ مصنفؒ اس روایت کے موقوف ہونے کو راجح اور مرفوع ہونے کو شاذ کہنا چاہ رہے ہیں کیونکہ مرفوعاً روایت کرنے والے صرف ایک شاگرد یعنی شعبہ ہی ہیں جبکہ موقوفاً روایت کرنے والے کئی شاگرد ہیں)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بالغ عورت اور کالے کتے کا نمازی کے سامنے سے گذرنا اس کی نماز کو فاسد و باطل کر دیتا ہے چنانچہ حضرتِ ابنِ عباسؓ اور حضرتِ عطاء کا یہی قول و مسلک بھی ہے اور کالے کتے کے بارے میں امام احمدؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔۔۔ لیکن جمہور چونکہ ان میں سے کسی چیز کے بھی نمازی کے سامنے سے گذرنے کو مبطل و مفسدِ صلاۃ نہیں مانتے اس لئے یہ حدیث بظاہر جمہور کے خلاف ہے یا کہئے کہ جمہور کا مسلک اس کے خلاف ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ جمہور کا مسلک حدیث کے خلاف کیوں ہے؟ تو اس کے بہت سے جوابات دئے جاتے ہیں مگر نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث اور اس طرح کے مضمون پر مشتمل دیگر احادیث کا سب سے اچھا اور بہتر جواب یہ ہے کہ جناب جمہور کا مسلک اس حدیث اور اس طرح کی دوسری احادیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ چیزیں نمازی کے سامنے سے گذرتی ہیں تو اس کی توجہ ان کی طرف ہوتی ہے اور نمازی کی توجہ کا ان کی طرف ہونا اس کی نماز کے خشوع و خضوع کو ختم کر کے اس کی نماز کو بے روح و جان کر دیتا ہے اور اُس نمازی کے ثواب کو کم کر دیتا اور گھٹا دیتا ہے لیکن فی نفسہ نماز ہو جاتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی۔ دیکھئے ان احادیث کا یہ مطلب لینے کے بعد جمہور کا

مسلک بھی ان احادیث کے مطابق ہی رہے گا نہ کہ مخالف اس لئے آپ بھی ان احادیث کا یہی مطلب سمجھ لیجئے تو آپ کو بھی قولِ جمہور اور احادیثِ رسول ﷺ کے درمیان تضاد وتعارض اور منافات کا بالکل اشکال نہ ہوگا۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۳)

۱۔مسدد:۔یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔يحيٰ:۔یہ يحيٰ بن سعيد بن فروخ التميمي أبوسعيد القطان ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتكي ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳)۔

۴۔قتادة:۔یہ قتادة بن دعامة السدوسي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔جابر بن زيد:۔یہ جابر بن زيد أبوالشعثاء الأزدي اليَحْمُديّ الجَوفيّ ہیں۔ ابنِ معین، ابوزرعہ اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے۔اور ان کے بارے میں ابنِ حبان نے لکھا ہے کہ یہ بہت بڑے فقیہ اور اپنے زمانہ کے کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ان کی وفات ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں ہوئی ہے۔اور حافظؒ نے ان کو ثقہ،فقیہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے سنِ وفات ۹۳ھ لکھا ہے اور ایک قول ۱۰۳ھ کا بھی لکھا ہے۔

۶۔ابن عباسؓ:۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰه بن عباس بن عبدالمطلب القرشي ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۷۔أبو داؤد:۔یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۰۔۲۲)۔

۸۔سعيد:۔یہ سعيد بن أبي عروبة اليشكريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۷اور۳۲)۔

۹۔هشام:۔یہ هشام بن أبي عبدالله الدستوائيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۱۰۔همام:۔یہ همام بن یحيٰ بن دینار العوذيّ أبوبکر البصريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۹)۔

الحديث/٧٠٤-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَحْسِبُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْخِنْزِيْرُ وَالْيَهُوْدِيُّ وَالْمَجُوْسِيُّ وَالْمَرْأَةُ، وَيُجْزِئُ عَنْهُ إِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ))۔

ترجمہ حدیث نمبر۷۰۴:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسماعیل بصری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا معاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام نے انہوں نے یحیٰ سے روایت کیا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابنِ عباسؓ سے (اور) عکرمہ نے کہا کہ میرا خیال (وغالب گمان) ابن عباسؓ کے بارے میں (یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو) **عن رسول اللّٰہ ﷺ قال** کہہ کر (یعنی مرفوعاً بیان کیا تھا۔کہ رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا (ہے) جب تم میں سے کوئی بغیر سترہ (قائم کئے ہوئے) نماز پڑھے تو بے شک توڑ دے گا (اور فاسد و باطل کردے گا) اس کی نماز کو کتے، گدھے، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت (کا اس کے سامنے سے گذرنا) اور کفایت کرے گا نمازی کی طرف سے (نماز کو فساد و بطلان سے بچانے کے لئے) ان کا گذرنا ڈھیلے کی مار پر (یعنی اگر یہ مذکورہ چیزیں نمازی کے آگے اتنی دور سے گذریں کہ ان کے گذرنے کی جگہ اور اس نمازی کے درمیان ڈھیلے کی مار کی برابر فاصلہ ہو تو اس کی نماز فاسد و باطل نہیں ہوگی بلکہ صحیح رہے گی)۔

نوٹس:۔اس حدیث سے بھی بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے

نمازی کے آگے سے اگر ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی اتنے قریب سے گذرے کہ اس کے اور اس گذرنے والی شے کے درمیان تین ہاتھ سے کم کا فاصلہ ہوتو اس کی نماز فاسد و باطل ہو جائے گی۔

یہاں پر بھی وہی قولِ جمہور اور اس حدیث کے درمیان تضاد وتعارض کا اشکال ہوگا لہٰذا اس کا بھی وہی جواب دیا جائے گا جو حدیث نمبر (۷۰۲) اور (۷۰۳) میں دیا گیا ہے یعنی اس حدیث کا مطلب فساد و بطلانِ صلاۃ نہیں ہے بلکہ خشوع وخضوع کا ختم ہو جانا اور نماز کے ثواب کا کم ہو جانا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۴)

۱۔محمد بن إسماعيل: ۔یہ محمد بن إسماعيل بن أبي سمينة البصريّ أبو عبدالله مولىٰ بني هاشم ہیں۔أبو حاتم اور صالح بن محمد نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے بھی ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۲۰۳ھ میں بتائی ہے۔

۲۔مُعاذ: ۔یہ معاذ بن هشام بن أبي عبدالله سنبر الدستوائي البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۳۔هشام: ۔یہ هشام بن أبي عبدالله سنبر أبوبكر البصريّ الدستوائي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۴۔يحيٰ: ۔یہ يحيٰ بن أبي كثير بھی ہو سکتے ہیں اور يحي بن سعيد الأنصاريّ بھی شراح حضرات نے اسی طرح دونوں احتمال لکھے ہیں بہر حال یحی بن ابی کثیر کے لئے تو حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱) دیکھیں۔اور یحی بن سعید انصاری کے لئے حدیث نمبر (۱۲)۔

۵۔عِكرِمة: ۔یہ عكرمة مولىٰ ابن عباس ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (٦٨)۔

٦۔ابن عباسؓ: ۔آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث/٧٠٥-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَوْلًى لِيَزِيدَ بْنِ نِمْرَانَ عَنْ يَزِيدَبْنِ نِمْرَانَ،قَالَ: ((رَأَيْتُ رَجُلًا بِتَبُوكَ مُقْعَدًا فَقَالَ:مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَ: اللَّهُمَّ اقْطَعْ أَثَرَهُ، فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ))۔

ترجمہ حدیث نمبر ۷۰۵:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے انہوں نے روایت کیا سعید بن عبدالعزیز سے انہوں نے مولیٰ یزید بن نمران سے انہوں نے یزید بن نمران سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو (مدینہ منورہ سے چودہ میل کے فاصلہ پر ملکِ شام کی سائڈ میں واقع) تبوک (نامی شہر) میں لنجا دیکھا (یعنی ایک ایسا شخص دیکھا جو اپنی جسمانی بیماری کی وجہ سے چلنے پھرنے پر قادر نہ تھا تو میں نے اس سے اس کی اس بیمارے اور لُنجا ہونے کی وجہ اور سبب کے بارے میں پوچھا) تو اس نے بتایا کہ میں (ایک مرتبہ) اپنے گدھے پر (سوار ہوکر) آپ ﷺ کے آگے سے گذرا تھا جبکہ آپ ﷺ (ایک کھجور کے درخت کو سترہ بنا کر) نماز پڑھ رہے تھے (یعنی آپ ﷺ سترہ قائم کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور میں اپنے گدھے پر سوار ہوکر بحالتِ نماز آپ ﷺ کے آگے سے گذر گیا تھا) تو (آپ ﷺ نے میری اس حرکت کی وجہ سے تب یہ) فرمایا تھا اللّٰھم اقطع أثرہ (یعنی اے اللہ اس کے پاؤں کاٹ دے اور اس کو ایسا کردے کہ اِسے زمین پر چلنا نصیب نہ ہو) تو میں (آپ ﷺ کی اس بددعاء کے نتیجہ میں لنجا ہوگیا اور اپنی اس بیماری کی وجہ سے آپ ﷺ کی بددعاء کے) بعد سے لیکر آج تک زمین پر (اپنے پاؤں سے) نہیں چل سکا ہوں۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حدودِ شرعیہ سے تجاوز کرے تو

اس کے لئے بددعاء کی جاسکتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ہر ایک دعاء اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ومستجاب ہوتی ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۵)

۱۔**محمد بن سلیمان**: ۔یہ **محمد بن سلیمان أبوهارون الأنباريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(٦٦)۔

۲۔**وکیع**:۔یہ **وکیع بن الجرّاح الرؤاسيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۵)اور(۲۰)۔

۳۔**سعیدبن عبدالعزیز**:۔یہ **سعیدبن عبدالعزیزالتنوخي** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۵۰)۔

۴۔**مولًی لیزیدَ بن نِمُرانَ**:۔یہ **سعید مولیٰ یزید بن نِمران** ہیں،انہوں نے صرف اپنے آقاء یزید بن نمران سے اور اِن سے صرف سعید بن عبدالعزیز نے روایت کیا ہے۔ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابوحاتم نے مجہول کہا ہے۔حافظؒ نے بھی تقریب میں ان کو مجہول لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔**یزید بن نمران**:۔یہ **یزید بن نِمران بن یزید بن عبداللّٰہ الذِّماريّ العابد** ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے بھی ان کو ثقہ لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٦۔**رأیت رجلاً**:۔یہ رجلِ مبہم ہیں اور شراح حضرات نے اس کی کوئی تعیین نہیں کی ہے۔

الحديث/٧٠٦-حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ-يَعْنِي الْمَذْحِجِيَّ- حَدَّثَنَا أَبُوحَيْوَةَعَنْ سَعِيدٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ فَقَالَ ((قَطَعَ صَلاتَنَا قَطَعَ اللّٰهُ أَثَرَهُ))۔

قَالَ أَبُودَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُومُسْهِرٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ فِيْهِ ((قَطَعَ صَلَاتَنَا))۔

ترجمہ حدیث نمبر ۷۰۶:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا کثیر بن عبید۔یعنی کثیر بن عبید مَذْحِجی نے۔انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوحیوہ نے انہوں نے روایت کیا سعید سے (اور آگے ابوحیوہ نے) انہی کی (یعنی وکیع ہی کی) سند اور انہی کی (یعنی وکیع ہی کی حدیث کے) مضمون کو بیان کیا (یعنی ابوحیوہ نے **عن سعید** کے بعد یہ کہا **عن مولیً لیزید بن نِمْرانَ عن یزید بن نِمْرانَ قال رأیت رجلاً الخ** اوراس سب کو بیان کرنے کے بعد ابوحیوہ نے اپنی روایت میں) مزید (بیان کیا کہ آپ ﷺ نے) فرمایا "**قطع صلاتنا قطع اللّٰہ أثرہ**" (یعنی ابوحیوہ نے بجائے **اللّٰھم اقطع أثرہ** کے مزید اضافہ کے ساتھ یہ الفاظ نقل کئے "**قطع صلاتنا قطع اللّٰہ أثرہ**" یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہماری نماز کو فاسد و باطل کیا ہے اے اللہ تو اس کے چلنے کی چیز یعنی پاؤں کو بے کار کردے)۔

امام ابوداؤدؒ نے کہا کہ: اورروایت کیا اس کو (یعنی اسی حدیث نمبر (۷۰۵) کو) **أبو مُسْہِر** نے بھی سعید (بن عبدالعزیز ہی) سے (اور انہوں نے بھی) اس (حدیث) کے اندر (ابوحیوہ کی طرح) **قطع صلاتنا** (کے مزید الفاظ واضافہ) کو ذکر کیا (اور بیان کیا) ہے۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس تعلیق کو ذکر کرکے ابوحیوہ کی **قطع صلاتنا** کے اضافہ والی روایت کو قوی اور راجح کرنا چاہا ہے۔ نیز اس حدیث نمبر (۷۰۶) اوراس تعلیق کو لانے کے بعد وکیع کی سابقہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۷۰۵) کی باب سے یعنی **باب مایقطع الصلاۃ** سے مطابقت بھی واضح ہوگئی ہے۔اور قولِ جمہور اوراس حدیث کے درمیان میں اگر آپ کو تضاد وتعارض کا اشکال ہو تو سابقہ حدیث نمبر (۷۰۲) اور (۷۰۳) وغیرہ کی تشریح وتوضیح کا مطالعہ فرمالیں۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۶)

۱۔ كثير بن عبيد: ۔ یہ كثير بن عبيد بن نُمير المَذْحِجيّ أبو الحسن الحمصيّ الحذاء المقرئ ہیں۔ ابوحاتم، مسلمہ بن قاسم اور ابوبکر بن ابی داؤد نے ان کی توثیق کی ہے۔ نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس به لکھا ہے اور ابنِ حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ خیارِ ناس میں سے تھے۔ ان کی وفات ۲۵۰ھ میں ہوئی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۰ھ کے آس پاس لکھی ہے۔

۲۔ أبو حيوة: ۔ یہ شريح بن يزيد الحمصيّ أبو حيوة الحضرميّ المؤذن ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۳ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ سعيد: ۔ یہ سعيد بن عبدالعزيز التنوخيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵۰)۔

۴۔ أبو داؤد: ۔ یہ مصنفِ کتاب أبو داؤد السجستانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۰۔۲۲)۔

۵۔ أبو مُسْهِر: ۔ یہ عبدالأعلیٰ بن مُسهر بن عبدالأعلى الغساني الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵۰)۔

۶۔ سعيد: ۔ یہ سعيد بن عبدالعزيز التنوخيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵۰)۔

الحديث/۷۰۷-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ ح. وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِيهِ، ((أَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوكَ وَهُوَ حَاجٌّ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُقْعَدٍ فَسَأَلَهُ عَنْ أَمْرِهِ فَقَالَ لَهُ: سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا فَلَا تُحَدِّثْ بِهِ مَا سَمِعْتَ أَنِّي حَيٌّ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

ﷺ نَزَلَ بِتَبُوکَ إِلٰی نَخْلَةٍ فَقَالَ: هٰذِهِ قِبْلَتُنَا، ثُمَّ صَلّٰی إِلَيْهَا، فَأَقْبَلْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَسْعٰی حَتّٰی مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَقَالَ: قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ اللّٰهُ أَثَرَهُ، فَمَا قُمْتُ عَلَيْهَا إِلٰی يَوْمِي هٰذَا))۔

ترجمہ حدیث نمبر ۷۰۷:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن سعید ہمدانی نے۔تحویلِ سند۔(دوسری سند)اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی سلیمان بن داؤد نے (احمد بن سعید اور سلیمان بن داؤد دونوں نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا ابنِ وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی معاویہ نے انہوں نے روایت کیا سعید بن غزوان سے انہوں نے اپنے والد (غزوان) سے یہ کہ وہ اترے (یعنی قیام کیا) تبوک میں جب وہ حج کو جارہے تھے (یعنی حج کو جاتے ہوئے انہوں نے تبوک میں قیام کیا) تو اچانک انہوں نے (تبوک کے اندر) ایک اپاہج (لنجا) شخص دیکھا تو انہوں نے (یعنی غزوان نے) اس کے معاملہ کے بارے میں پوچھا (یعنی حال چال پوچھنے کے بعد اس کے اپاہج ولنجا ہونے کی وجہ اور سبب پوچھا) تو اس نے ان سے کہا: میں تم سے (اپنے اَپاہج ولنجا ہونے کا سبب وقصہ بیان کرتا ہوں لیکن مت بیان کرنا تم یہ واقعہ (کسی سے) جب تک کہ میں زندہ ہوں (یعنی میں تم سے اس کی وجہ بتاتا ہوں مگر میری درخواست ہے کہ میری زندگی میں تم یہ بات کسی اور سے مت کہنا اور یہ درخواست کرنے کے بعد اُس شخص نے واقعہ بتاتے ہوئے کہا کہ ہوا یہ تھا کہ) رسول اللہ ﷺ اترے تھے (یعنی آپ ﷺ نے قیام کیا تھا) تبوک میں ایک درخت کے پاس اور فرمایا تھا کہ یہ ہمارا قبلہ (یعنی قبلہ کی جہت میں پایا جانے والا سترہ) ہے اور (جب نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے) اُس (درخت) کی طرف کو (یعنی اس کو سترہ بنا کر) نماز پڑھنی شروع کی اور میں (آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے دوران) دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اور اُس (سترہ بنائے ہوئے درخت) کے درمیان (وبیچ) میں سے ہوکر گذر گیا اور میں اس واقعہ کے وقت غلام (یعنی نوعمر لڑکا) تھا۔(جب میں آپ ﷺ

کے آگے سے گذرا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے ہماری نماز قطع کر دی (یعنی فاسد و باطل کر دی۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہماری نماز کا خشوع وخضوع ختم کر دیا اور اس کا ثواب کم کر دیا اور گھٹا دیا) اللہ اس کے نشان کو قطع کر دے (یعنی اس کے پاؤں کو بیکار کر دے جن سے یہ چلتا اور زمین پر نشانات ڈالتا ہے۔ بس آپ ﷺ کی یہ بد دعا مجھے ایسی لگی کہ) میں اپنے اِس دن تک (یعنی آج تک) اُس پر (یعنی زمین پر یا اپنے پاؤں پر) کھڑا نہ ہوسکا (اور آج تک اس طرح اپاہج ولنجا ہوں جیسا تم دیکھ رہے ہو)۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے بحالتِ نماز نمازی کے آگے سے گذرنے کی مذمت و برائی اور گناہ کا پتہ لگ رہا ہے اور یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ اتنا بُرا کام اور بڑا گناہ ہے کہ رحمۃ للعالمین اور مشفقِ انسانیت محمد ﷺ کی زبان پر بھی ایسے شخص کے لئے بد دعا آ گئی۔۔۔لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس میں سعید اور ان کے والد غزوان دونوں مجہول راوی ہیں۔

اور اس روایت کے بارے میں مَیں نے مفتی شبیر احمد صاحب وغیرہ بہت سے علماء سے مراجعت کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ روایت غیر قابلِ بیان ہے فضائل میں بھی اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا جو مضمون ہے وہ صحیح روایات کے مخالف اور آپ ﷺ کی شان سے بعید و مستبعد ہے پھر میں نے یہ دریافت کیا کہ امام ابوداؤدؒ اس کو اپنی کتاب میں کیوں لائے جبکہ ان کی کتاب تو صحاح میں سے ہے تو جواب ملا کہ صحاح میں تو موضوع روایات بھی ہیں یہ تو صرف ضعیف اور غیر قابلِ بیان ہی ہے بہر حال اس روایت کو بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۷)

۱۔أحمد بن سعید:۔ یہ أحمد بن سعید الهَمْدانيّ أبو جعفر المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

۲۔سلیمان بن داؤد:۔یہ سلیمان بن داؤد المهريّ الزهرانيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۳۱۹)۔

۳۔ابن وهب :۔یہ عبداللّٰه بن وهب بن مسلم القرشيّ أبومحمد البصريّ الفقیہ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰۲)۔

۴۔معاوية:۔یہ معاوية بن صالح بن حُدير الحضرميّ أبوعمرو الحمصيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۰۵)۔

۵۔سعید بن غزوان :۔یہ سعید بن غزوان الشاميّ ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کوثقات میں ذکر کیا ہے۔ابوداؤد نے ان کی صرف یہی ایک حدیث اپنی سنن میں ذکر کی ہے۔حافظؒ نے ان کو مستور راوی لکھا اور چھٹے طبقہ سے قرار دیا ہے۔

٦۔عن أبيه :۔اس میں أبٌ سے مراد سعید کے والد غزوان الشامی ہیں۔أبو الحسن بن القطان نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غزوان غیر معروف ہیں اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔اور صاحبِ المیزان نے لکھا ہے کہ تبوک کے مُقعَد(واپاہج ولنجے) کا قصہ بیان کرنے والے غزوان مجہول ہیں اُن سے ان کے بیٹے سعید کے علاوہ کسی اَور نے روایت نہیں کیا ہے۔حافظؒ نے تقریب میں ان کو مجہول لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

(۱۱۲)بَابٌ سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ

یہ باب ہے(اس بیان میں کہ)امام کا سترہ(ہی)اس کے پیچھے والوں(یعنی مقتدیوں) کا سترہ(ہوتا ہے اوران کو الگ سے دوسرا سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے)(۱۱۲)

الحديث/۷۰۸-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا

هِشَامُ بْنُ الْغَازِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ ((هَبَطْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ-يَعْنِيْ فَصَلّٰى إِلٰى جَدْرٍ فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَنَحْنُ خَلْفَهُ فَجَاءَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَازَالَ يُدَارِءُهَا حَتّٰى لَصِقَ بَطْنُهُ بِالْجَدْرِ وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ)) أَوْكَمَا قَالَ مُسَدَّدٌ-

ترجمہ /۷۰۸: ۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عیسی بن یونس نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام بن غاز نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد (شعیب) سے انہوں نے اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم (ایک مرتبہ دورانِ سفر) نبی کریم ﷺ کے ساتھ اترے اَذاخر گھاٹی میں (یہ ایک مقام ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان) پس نماز (کا وقت) ہوگیا (تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی) یعنی آپ ﷺ نے ایک دیوار کی طرف (کورخ کرکے) اوراس کو قبلہ (یعنی سمتِ قبلہ میں سترہ قرار دے کر) نماز پڑھی اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے (کھڑے ہوئے)۔ پس (اسی نماز پڑھنے کے دوران) ایک بَہمہ (یعنی بکری یا بھیڑ کا بچہ آیا اور) آپ ﷺ کے آگے (یعنی سامنے سے) گذرنے لگا تو آپ ﷺ برابر اس کو روکتے (اور دفع کرتے رہے اور تھوڑے تھوڑے آگے کو بڑھتے رہے تاکہ وہ آپ ﷺ کے آگے سے نہ گذر سکے) یہاں تک کہ آپ ﷺ کا شکمِ مبارک مل گیا دیوار سے اور (وہ چارپایہ آپ ﷺ کے آگے اور سترہ کے اندر سے نہ گذر سکنے کی وجہ سے) آپ ﷺ کے پیچھے سے گذرگیا (اور نکل گیا یعنی آپ ﷺ کے پیچھے اور مقتدیوں کے آگے سے۔ دیکھئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کا سترہ ہی مقتدیوں کے لئے بھی کافی ہوتا ہے) أوکما قال مسدّدٌ ۔ یا جیسا کہ فرمایا مسدّد نے (واضح رہے کہ ان الفاظ سے امام

ابوداؤدؒ اس طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث لفظ بہ لفظ اُس طرح یاد نہیں ہے جس طرح اور جن الفاظ میں ہمارے شیخ مسدّد نے بیان کی تھی لیکن مفہوم ومطلب وہی تھا جو میں نے بیان کیا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہورہی ہیں (۱) نمازی کو اپنے سامنے سے گذرنے والے کوحتی الوسع مناسب سے مناسب طریقہ اختیار کرکے روکنا اور دفع کرنا چاہئے تاکہ وہ اس کے سامنے سے نہ گذر سکے (۲) نماز میں کسی حاجت وضرورت کی وجہ سے مشیِ قلیل تھوڑا سا چلنا اور آگے پیچھے ہونا جائز ہے اور اس سے نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی (۳) امام کا سترہ ہی مقتدیوں کے لئے بھی کافی ہوتا ہے ان کو مستقلاً الگ سے اپنا سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۰۸)

۱۔مسدّد:۔ یہ **مسدّد بن مسرهد الأسديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔عيسٰى بن يونس:۔ یہ **عيسٰى بن يونس بن أبي إسحاق السبيعيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۳۔هشام بن الغاز:۔ یہ **هشام بن الغاز بن ربيعة أبوعبدالله** ہیں۔ابنِ مَعین اور عثمان دارمی نے ان کی توثیق کی ہے،ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نہایت عابد و فاضل شخص تھے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھ کر ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۱۵۳ھ میں بتائی ہے۔

۴۔عمرو بن شعيب:۔ یہ **عمرو بن شعيب بن محمد بن عبدالله بن عمرو بن العاص السهميّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۳۵)۔

۵۔عن أبيه:۔اس میں أبٌ سے مراد حضرتِ عمرو کے والد شعیب بن محمد بن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص السهميّ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۵)۔

۶۔عن جدّہ:۔اس میں جدّ سے مراد شعیب کے دادا حضرتِ عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص السهميّ الصحابيؓ ہیں۔اوران کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۳۷)۔اوراس سند یعنی عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده کی مزید تحقیق کے لئے دیکھیں حدیث نمبر(۱۳۵)۔

الحديث/٧٠٩-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَ بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّقِيْهِ))۔

ترجمہ/۷۰۹:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب اور حفص بن عمر نے (اُن دونوں نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن مرّہ سے انہوں نے یحیٰ بن جزار سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے یہ بیان کیا کہ) نبیِ کریم ﷺ (ایک مرتبہ) نماز پڑھ رہے تھے پس (دورانِ نماز) ایک بکری کا بچہ آپ ﷺ کے آگے (اورسترہ کے اندر) سے گذرنے لگا تو آپ ﷺ اس کو روکنے لگے (تاکہ وہ بکری کا بچہ آپ ﷺ اور سترہ کے درمیان سے ہوکر نہ گذرے بلکہ آپ ﷺ کے پیچھے اور مقتدیوں کے آگے سے گذر جائے۔واضح رہے کہ یہ مطلب اس لئے لیا گیا ہے کیونکہ ابوداؤدؒ اس روایت کو باب سترة لمن خلفهٗ میں لائے ہیں جسکا تقاضہ یہی ہے)۔

تعارف رجالِ حدیث(۷۰۹)

۱۔سليمان بن حرب:۔یہ سليمان بن حرب بن بجيل الأسديّ ہیں۔دیکھیں

حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۲۔حفص بن عمر:۔یہ حفص بن عمر بن حارث الأزديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۳).

۳۔شعبة:۔یہ شعبة بن الحجاج بن الوردالعتكي ہیں۔دیکھیں حدیث (۵اور۲۳)۔

۴۔عمرو بن مُرّة:۔یہ عمرو بن مُرّة الکوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۲۹)۔

۵۔یحيٰ:۔یہ یحيٰ بن الجَزّار العُرنيّ الکوفيّ ہیں۔ابوزرعہ،نسائی اورابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے،عجلی نے ان کوثقہ لکھا ہےمگر یہ قید لگائی ہے کان یتشیع۔ابنِ سعداور جوزَجانی نے بھی ان کوثقہ لکھا ہےمگر غالي في التشیع بھی بتایا ہے۔اورحافظؒ نےتقریب میں لکھا ہے کہ یہ صَدوق راوی ہیں مگران پر غالي في التشیع کاالزام ہے نیز ان کوتیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

٦۔ابن عباسؓ:۔آپؓ مشہورصحابیِ رسول ﷺ حضرتِ عبداللّٰہ بن عباس بن عبد المطلب القرشيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

(۱۱۳)بَابُ مَنْ قَالَ الْمَرْأَةُ لَاتَقْطَعُ الصَّلَاةَ

اُن لوگوں (کی دلیل) کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ عورت (کا نمازی کے آگے سے گذرنا اس کی) نماز کو فاسد (وباطل) نہیں کرتا (۱۱۳)

الحديث/ ۷۱۰-حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُرْوَةَعَنْ عَائِشَةَ،قَالَتْ: ((كُنْتُ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ)) قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهَا قَالَتْ ((وَأَنَا حَائِضٌ))۔

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ:وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّوَعَطَاءٌوَأَبُوبَكْرِبْنُ حَفْصٍ وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَعِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبُوالْأَسْوَدِ وَتَمِيمُ بْنُ سَلَمَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

وَإِبْـرَاهِيـمُ عَـنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبُو الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُوسَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ، لَمْ يَذْكُرُوا ((وَأَنَا حَائِضٌ))۔

ترجمہ/۷۱۰:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے روایت کیا سعد بن ابراہیم سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نبیِ کریم ﷺ اور قبلہ (کی سمت میں قائم کردہ سترہ) کے درمیان میں (سوتی اور لیٹی رہتی) تھی (اور آپ ﷺ نماز پڑھتے رہتے تھے)۔شعبہ نے کہا میرا گمان ہے حضرتِ عائشہؓ کے بارے میں (یہ کہ انہوں نے) و أنا حائض بھی کہا تھا (یعنی میں بحالتِ حیض آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے قائم کردہ سترہ کے درمیان سوئی اور لیٹی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز پڑھتے رہتے تھے۔۔ واضح رہے کہ یہ جو شعبہ کہہ رہے ہیں ظاہر ہے یہ بات ان کے شیخ نے انہیں بتائی ہوگی یعنی شعبہ نے بیان کیا کہ میرے شیخ سعد نے بواسطۂ عروہ یہ کہا تھا یعنی گویا اصلاً یہ بات عروہ نے بیان کی ہے کہ حضرتِ عائشہؓ نے و أنا حائض کے الفاظ بھی کہے تھے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ زہری، عطاء، ابوبکر بن حفص، ہشام بن عروہ، عراک بن مالک، ابوالاسود اور تمیم بن سلمہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اِن سب نے بھی اس روایت کو (حضرتِ سعد بن ابراہیم ہی کی طرح) عن عروة عن عائشة کے طریق ہی سے روایت کیا ہے (مگر ان تمام حضرات نے) و أنا حائض کے الفاظ کو ذکر نہیں کیا ہے۔ نیز ابراہیم نے عن عائشة کے طریق سے اور أبو الضحٰی نے عن مسروق عن عائشة کے طریق سے (اس روایت کو نقل کیا ہے) نیز قاسم بن محمد اور ابوسلمہ نے بھی اس روایت کو حضرتِ عائشہؓ سے نقل کیا ہے (مگر ان مذکورہ بالا حضرات میں سے کسی نے بھی) و أنا حائض کے الفاظ اپنی روایت میں ذکر و نقل نہیں کیئے ہیں۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ مصنفؒ ان تمام مذکورہ بالا تعلیقات کو لاکر اس طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ ''**وأنا حائض**'' کے مزید الفاظ والی سعد بن ابراہیم کی روایت شاذ ہے اوور ان الفاظ کو منفرداً تنِ تنہا صرف شعبہ نے حضرتِ سعد بن ابرایم سے نقل کیا ہے۔اس لئے صحیح اور راجح روایت ان الفاظ یعنی ''**وأنا حائض**'' کے الفاظ سے خالی والی روایت ہے۔۔۔۔۔اوراس حدیث شریف میں دلیل ہے ان لوگوں کی جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کا نمازی کے آگے سے گذرنا اس کی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا کیونکہ گذرنے میں تو عورت تھوڑی سی دیر کے لئے نمازی کے آگے ہوتی ہے اوراس حدیث میں تو یہ مذکور ہے کہ عورت یعنی حضرتِ عائشہؓ کبھی کبھی پوری نماز پڑھنے کے دوران نمازی یعنی آپ ﷺ کے سامنے ہوتی تھیں اور آپ ﷺ اپنی اس نماز کو فاسد و باطل نہیں قرار دیتے تھے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۰)

۱۔مسلم بن إبراهيم: ۔یہ **مسلم بن إبراهيم الأزديّ أبوعمرو البصريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۲۳)۔

۲۔شعبة: ۔یہ **شعبةبن الحجاج بن الوردالعتكي** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۵اور۲۳)۔

۳۔سعدبن إبراهيم: ۔یہ **سعدبن إبراهيم بن عبدالرحمٰن بن عوف أبوإسحاق الزهريّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۳۹۷)۔

۴۔عروة: ۔یہ **عروة بن الزبير بن العوام الأسديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۸)۔

۵۔عائشةؓ: ۔ آپؓ **أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكرالصديقؓ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۸)اور(۳۳)۔

۶۔أبوداؤد: ۔یہ مصنفِ کتاب **أبوداؤدالسجستانيؒ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۰۔۲۲).

۷۔الزهريّ:۔ یہ محمدبن مسلم۔ابن شهاب۔الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۹)۔

۸۔عطاء:۔ یہ عطاء بن أبي رباح سيد التابعين ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۶)۔

۹۔أبوبكر بن حفص:۔ یہ أبوبكر بن حفص بن عمر بن سعد بن أبيوقاص الزهريّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۱۰۔هشام بن عروة:۔ یہ هشام بن عروة بن الزبيربن العوام الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۱۱۔عراک بن مالک:۔ یہ عراک بن مالک الغفاريّ الكنانيّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۱۲۔أبو الأسود:۔ یہ أبو الأسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الأسود الأسديّ يتيمُ عروة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷۳)۔

۱۳۔تميم بن سلَمة:۔ یہ تميم بن سَلَمة السلميّ الكوفيّ ہیں۔ابنِ معین، نسائی اورابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی ہے۔حافظؒ نے ان کوثقہ لکھا ہے اورتیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۰۰ھ میں بتائی ہے۔

۱۴۔إبراهيم:۔ یہ إبراهيم بن يزيد النخعيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۷اور۱۷۸)۔

۱۵۔الأسود:۔ یہ الأسود بن يزيد بن قيس النخعيّ أبوعمرو أوأبوعبدالرحمٰن خالُ إبراهيم النخعيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۱۶۔أبو الضحي:۔ یہ أبو الضحیٰ مسلم بن صبيح الهمدانيّ الكوفيّ العطّار ہیں۔عجلی نے ان کوثقہ تابعی لکھا ہے، ابنِ معین، ابوزرعہ، نسائی اورابنِ سعد نے ان کوکثیر الحدیث ثقہ راوی لکھا ہےاوروفات ۱۰۰ھ میں بتائی ہے۔اورحافظؒ نے تقریب میں ان کوثقہ اورفاضل محدّث لکھا

ہےاور چوتھے طبقہ میں سے قرار دے کروفات ۱۰۰ھ میں بتائی ہے۔

۱۷۔مَسروق:۔یہ مَسروق بن الأجدع بن مالک الهمدانيّ الوادَعيّ أبو عائشة الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۴)۔

۱۸۔القاسم بن محمد :۔یہ القاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۴)۔

۱۹۔أبو سلَمة:۔یہ أبو سلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف الزهريّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

الحديث/۷۱۱-حَدَّثَنَا أَحْمَدُبْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَعَنْ عُرْوَةَعَنْ عَائِشَةَ،((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَرْقُدُ عَلَيْهِ حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ))۔

ترجمہ /۷۱۱:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یونس نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زہیر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام بن عروہ نے انہوں نے روایت کیا عروہ سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ رات میں نماز پڑھتے تھے اس حال میں کہ وہ (یعنی میں) آپ ﷺ کے اور قبلہ (کی سمت) کے بیچ میں اُس بستر پر جس پر آپ ﷺ سوتے تھے چوڑائی میں لیٹی رہتی تھی (اور یہ میرا چوڑائی میں آپ ﷺ کے سامنے لیٹے رہنا) اس حال میں ہوتا تھا کہ میں سوئی ہوئی ہوتی تھی۔اور جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو ان کو (یعنی مجھے) جگادیتے اور وہ بھی وتر پڑھ لیتیں (یعنی میں بھی وتر پڑھ لیتی)۔

نوٹس:۔اس حدیث شریف میں جو حتی إذا أراد الخ میں حتی ہے یہ بمعنی فآء عاطفہ ہے چنانچہ مسلم کی روایت میں صراحت کے ساتھ حتی کی بجائے فآء ہی ہے۔

جو حضرات نمازی کے آگے سے عورت کے گذرنے کو نماز کے لئے مفسد و باطل نہیں مانتے یہ دونوں حدیثیں یعنی حدیث نمبر (۷۱۰) اور (۷۱۱) ان کی دلیل ہیں کیونکہ جب نماز اوراس کی سمتِ قبلہ کے بیچ میں لیٹی ہوئی عورت سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو گذرنے والی عورت کے محض گذرنے سے تو بطریقِ اولیٰ نماز فاسد نہیں ہوگی اس لئے کہ عورت کے گذرنے میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوتا ہے بمقابلہ لیٹے ہوئے ہونے کے۔اَب اگر کوئی یہ کہے کہ جناب حضرتِ عائشہؓ تو آپ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ تھیں لہٰذا ان احادیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ بیوی کے اپنے شوہر نمازی کے آگے سے گذرنے سے اس کی نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اجنبی عورت کا نمازی کے آگے سے گذرنا بھی اس کی نماز کے لئے مفسد و مُبطل نہیں ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب اس میں کوئی فرق نہیں ہے اور آپ کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ افتتان وفتنہ میں پڑنے کا خوف واندیشہ جتنا اجنبی عورت سے ہے اتنا ہی بیوی سے بھی ہے بلکہ بسا اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوی کی طرف میلانِ نفس اور شہوت زیادہ ہوتی ہے بمقابلہ اجنبی عورت کے لہٰذا جب بیوی کے سامنے ہونے اور گذرنے سے ہی نماز فاسد نہیں ہوتی تو اجنبی عورت کا گذرنا تو بطریقِ اولیٰ مفسدِ صلاۃ نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہوئی (۱) اگر کسی نمازی اوراس کے سترہ کے درمیان میں سے کوئی عورت گذر جائے تو اس نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوگی (۲) کسی سونے والے شخص کی طرف کو منہ کر کے نماز پڑھنا بلا کسی کراہت کے جائز و صحیح ہے (۳) جس کو یہ امید ہو کہ آخر رات میں اس کی آنکھیں کھل جائیں گی یا کوئی اس کو جگادے گا تو ایسے شخص کے لئے مستحب یہ ہے کہ وتر کی نماز کو مؤخر کر کے آخر رات میں پڑھے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۱)

۱۔أحمد:۔یہ أحمد بن عبداللّٰہ بن یونس التمیمیّ الکوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۔زھیر:۔یہ زھیر بن معاویۃ بن حُدیج الجعفيّ الکوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۲۸).

۳۔ھشام بن عروۃ:۔یہ ھشام بن عروۃ بن الزبیر بن العوام الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۴۔عروۃ:۔یہ عروۃ بن الزبیر بن العوام الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۸)۔

۵۔عائشۃؓ:۔آپؓ أم المؤمنین عائشۃ بنت أبي بکر الصدیقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/۷۱۲-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحيٰ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((بِئْسَ مَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِيْ فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ))۔

ترجمہ/۷۱۲:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ نے انہوں نے روایت کیا عبیداللہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے قاسم کو حضرتِ عائشہ کی طرف سے یہ نقل کرتے ہوئے سنا ہے (کہ حضرتِ عائشہؓ کے سامنے جب یہ بیان کیا گیا کہ فلاں فلاں چیزوں کا نمازی کے آگے سے گذرنا نماز کو فاسد و باطل کردیتا ہے اور لوگوں کا

کہنا ہے کہ کتا، گدھا اور عورت اگر نمازی کے آگے سے گذر جائیں تو نماز فاسد اور باطل ہو جاتی ہے تو حضرتِ عائشہؓ نے) فرمایا بڑا ہی برا ہے تمہارا ہم کو (یعنی عورتوں کو) کتے اور گدھے کے برابر قرار دینا (یعنی تمہارا یہ کہنا کہ جس طرح اگر کتا یا گدھا نمازی کے آگے سے گذر جائے تو اس کی نماز جاتی رہتی اور فاسد ہو جاتی ہے ویسے ہی اگر کوئی عورت نمازی کے آگے سے گذر جائے تو بھی اس کی نماز فاسد و باطل ہو جاتی ہے غلط اور برا قول ہے کیونکہ) یقیناً میں نے تو آپ ﷺ کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ میں آپ ﷺ کے سامنے چوڑائی میں لیٹی ہوئی ہوتی تھی اور جب آپ ﷺ سجدہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو میرے پاؤں کو دبا دیتے اور میں ان کو اپنی طرف کو سمیٹ لیتی (اور سکوڑ لیتی) اور آپ ﷺ سجدہ کر لیتے۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ حضرتِ عائشہؓ نے آپ ﷺ کے اس طریقۂ کار سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر عورت کا نمازی کے آگے سے گذرنا کتوں اور گدھوں کی طرح مفسدِ صلاۃ ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی میرے اس طرح اپنے سامنے لیٹا ہوا ہونے کی حالت میں نماز نہ پڑھتے لیکن آپ ﷺ نے ایسی حالت میں نماز پڑھی ہے اس لئے جو حضرات نمازی کے آگے سے عورت کے گذرنے کو مفسدِ صلاۃ مانتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے مرورِ مرأۃ یعنی عورت کا گذرنا مفسدِ صلاۃ نہیں ہے۔ واضح رہے کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ کتا، عورت اور گدھے میں سے کسی کے بھی نمازی کے آگے سے گذرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور جن روایات میں بھی ان کے بارے میں **یقطع الصلاۃ** (نماز باطل ہو جاتی ہے) کے الفاظ آئے ہیں ان کا مطلب ہے خشوع وخضوع کا کم یا ختم ہو جانا اور اس کے نتیجہ میں نماز کا ثواب گھٹ جانا۔

اور حضرتِ عائشہؓ کی اس حدیث میں جو یہ الفاظ **غمز رجلي** ہیں ان سے یہ بات بھی ثابت ہوتی اور اُن لوگوں کی دلیل نکلتی ہے جو حضرات مسِ مرأۃ (عورت کے چھونے) کو ناقضِ وضوء نہیں مانتے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۲)

۱۔مسدد:۔یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔يحيٰ:۔یہ يحيٰ بن سعيد بن فروخ التميميّ أبوسعيد القطّان ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔عبيدالله:۔یہ عبيدالله بن عمر بن حفص بن عاصم العمريّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۴۔القاسم بن محمد :۔یہ القاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۴)۔

۵۔عائشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/۷۱۳-حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: ((كُنْتُ أَكُوْنُ نَائِمَةً وَرِجْلَايَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ ضَرَبَ رِجْلِيْ فَقَبَضْتُهَا فَسَجَدَ))۔

ترجمہ/۷۱۳:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عاصم بن نضر نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معتمر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبیداللہ نے انہوں نے روایت کیا ابونضر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ جس وقت آپ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تو میں سوتی رہتی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے آگے (یعنی

سامنے ہوتے) اور جب آپ ﷺ سجدہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو میرے پاؤں (پر) مار دیتے پس میں (سمجھ جاتی کہ آپ ﷺ اَب سجدہ کرنے جا رہے ہیں لہٰذا) میں ان کو (یعنی پاؤں کو) سمیٹ لیتی (اور سکوڑ لیتی) اور آپ ﷺ سجدہ کر لیتے (پھر جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو پھر پھیلا لیتی اور پھر دوبارہ سجدہ کرنے کے موقعہ پر اسی طرح سمیٹ لیتی اور آپ ﷺ سجدہ کر لیتے)۔ (واضح رہے کہ اس حدیث نمبر (۷۱۳) سے بھی وہی باتیں ثابت ہوں گی جو سابقہ حدیث نمبر (۷۱۲) سے ثابت ہوئی ہیں)۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۳)

۱۔عاصم بن النضُر:۔یہ **عاصم بن النضر (وقيل عاصم بن محمد بن النضر) بن المنتشر الأحول التيميّ أبوعمر البصريّ** ہیں۔ابنِ حبّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صَدوق راوی لکھا اور دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۲۔المعتمر:۔یہ **المعتمر بن سليمان التيميّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۷۲)۔

۳۔عبیداللّٰہ:۔یہ **عبیداللّٰہ بن عمر بن حفص بن عاصم العمريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۴۔أبو النضر:۔یہ **سالم بن أبي أمية أبو النضر مولٰى عمر بن عبيداللّٰه التيميّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۷)۔

۵۔أبو سلَمة بن عبدالرحمٰن:۔یہ **أبو سلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف الزهريّ المدنيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔عائشةؓ:۔ آپؓ **أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ** ہیں۔دیکھیں حدیث

نمبر(۱۸)اور(۳۳)۔

الحديث/ ٧١٤-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح. وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ -يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ- وَهٰذَا لَفْظُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: ((كُنْتُ أَنَامُ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ فِي قِبْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيُصَلِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَمَامَهُ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ. زَادَ عُثْمَانُ: غَمَزَنِي ثُمَّ اتَّفَقَا فَقَالَ تَنَحَّي))۔

ترجمہ / ۷۱۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن بشر نے۔تحویلِ سند۔(دوسری سند)اورفرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز۔یعنی عبدالعزیز بن محمد۔نے بیان کیا اور یہ انہی کے الفاظ ہیں(مصنفؒ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ حدیث ہمیں دوشیخ سے پہونچی ہے ایک تو عثمان بن ابی شیبہ سے بواسطۂ محمد بن بشر اور بہ الفاظ محمد بن بشر دوسرے قعنبی سے بواسطۂ عبدالعزیز اور بہ الفاظِ عبدالعزیز یعنی مضمون تو دونوں شیخ کی بیان کردہ حدیث کا ایک ہی ہے لیکن الفاظ الگ الگ ہیں اور ہم جو یہاں پر الفاظ نقل کررہے اور لکھ رہے ہیں وہ عبدالعزیز بن محمد کے الفاظ ہیں۔بہرحال محمد بن بشر اور عبدالعزیز دونوں نے روایت کیا ہے)محمد بن عمرو سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرتِ عائشہؓ سے یہ کہ انہوں نے یہ بیان کیا کہ میں آپ ﷺ کے قبلہ(کی سمت)میں چوڑائی میں لیٹے ہوئے سوتی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز پڑھتے رہتے تھے چونکہ میں آپ ﷺ کے آگے(سامنے ہی)ہوتی تھی لہٰذا جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے۔عثمان نے(یہاں پر)لفظِ غــمـزنـي کا اضافہ کیا۔پھر دونوں نے متفق(ہوکر یہ)نقل کیا۔تو آپ ﷺ فرماتے ایک طرف ہوجا(سَرک جا)۔

نوٹس: ۔ واضح رہے کہ **زاد عثمان الخ** کے الفاظ سے مصنفؒ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ اس روایت کوعثمان بن ابی شیبہ اور قعنبی ہمارے دونوں شیخ نے تقریباً متفق علیہ اور یکساں الفاظ میں روایت و نقل کیا ہے ہاں دونوں کی روایت میں اتنا فرق ضرور رہا ہے کہ **فإذا أراد أن يوتِر** کے بعد اور **فقال تَنَحَّى** کے الفاظ کے بیچ عثمان نے حضرتِ عائشہؓ کے قول ولفظِ **غمزني** کا اضافہ بھی نقل کیا ہے جبکہ قعنبی نے یہ اضافہ نقل نہیں کیا ہے۔یعنی عثمان نے تو یہ بیان کیا کہ جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو ذرا مجھے دبا دیتے تاکہ میں بھی اٹھ جاؤں اور وتر پڑھلوں اور فرماتے کہ ذرا ایک طرف اور ایک سائڈ کو ہوجاؤ۔لیکن قعنبی نے صرف یہ نقل کیا ہے کہ جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو حضرتِ عائشہؓ سے کہتے کہ ذرا ایک طرف کو ہوجاؤ اور سرک جاؤ۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۴)

۱۔**عثمان بن أبي شيبة:** ۔یہ **عثمان بن أبي شيبة الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶).

۲۔**محمد بن بِشر:** ۔یہ **محمد بن بِشر بن الفرافصة العبديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۳۔**القعنبيّ:** ۔یہ **عبدالله بن مسلَمة بن قعنب القعنبيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱)۔

۴۔**عبدالعزيز:** ۔یہ **عبدالعزيز بن محمد الدراورديّ** ہیں۔دیکھیں حدیث (۱)۔

۵۔**محمد بن عمرو:** ۔یہ **محمدبن عمروبن علقمة الليثيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔**أبوسلَمة بن عبدالرحمٰن:** ۔یہ **أبوسلَمة بن عبدالرحمٰن بن عوف الزهريّ المدنيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۷۔عائشةؓ:۔آپؓ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر(۱۸)اور(۳۳)۔

۸۔عثمان بن أبي شيبة:۔یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۱۶).

(۱۱٤)بَابُ مَنْ قَالَ الْحِمَارُ لَايَقْطَعُ الصَّلَاةَ

اُن لوگوں کے(دلائل)کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ(نمازی کے آگے سے)گدھے کا گذرنا نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا(۱۱۴)

الحديث/۷۱۵-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ ((جِئْتُ عَلٰى حِمَارٍ)) ح. وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ((أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِيْ الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ أَحَدٌ)).

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: وَهٰذَا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ. قَالَ مَالِكٌ: وَأَنَا أَرىٰ ذٰلِكَ وَاسِعاً إِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ/۷۱۵:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے انہوں نے روایت کیا زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن

عبداللہ سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں آیا گدھے پر۔ تحویلِ سند۔ (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ابنِ شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرتِ ابنِ عباسؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے میں ایک گدھی پر سوار ہوکر آیا اور میں اُن دنوں قریب البلوغ تھا، پس میں گذرا (یعنی چلتے چلتے) صفِ (اول) کے کچھ حصہ کے سامنے سے (گذرا) پھر اترا اور اپنی گدھی کو چَرنے کے لئے چھوڑ دیا اور میں (گدھی کو چرنے کے لئے چھوڑ کر) صف میں شامل ہوگیا (اور نماز پڑھنے لگا) اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا (یعنی میرے اس گذرنے پر کسی نے نکیر نہیں کی اور نہ ہی کچھ کہا)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ یہ قعنبی کے الفاظ ہیں (یعنی یہ حدیث ہمیں اگرچہ اپنے دو شیخ قعنبی اور عثمان سے پہونچی ہے لیکن ہم نے جو یہ الفاظ لکھے اور نقل کئے ہیں یہ ہمارے شیخ عبداللہ بن مسلَمہ قعنبی کے بیان کردہ ہیں) اور یہ (یعنی قعنبی کے الفاظ پر مشتمل حدیث یا الفاظ) زیادہ مکمل و مفصل ہیں (عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ پر مشتمل حدیث یا ان کے بیان کردہ الفاظ کے مقابلہ میں)۔ مالک نے کہا جب نماز کھڑی ہوجائے تو میں اس کو (یعنی مقتدیوں کے آگے سے گذرنے کو) جائز سمجھتا ہوں (واضح رہے کہ مصنفؒ نے امام مالک کے جس قول واثر کی طرف اشارہ کیا ہے وہ **الموطأ لمالک** میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے "**وأنا أری ذٰلک واسعًا إذا أقیمت الصلاۃ وبعدأن یحرم الإمام ولم یجد المرءُ مدخلًا إلی المسجد إلا بین الصفوف**"، یعنی اگر نماز کھڑا ہونے اور امام کے تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد کوئی شخص آئے اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ نہ ہو سوائے صفوں کے بیچ میں سے ہوکر تو ایسی صورت میں اُس شخص کے لئے مَیں اس کو جائز سمجھتا ہوں کہ وہ مقتدیوں اور صف کے آگے سے گذر کر مسجد میں داخل اور نماز میں شامل ہوجائے)۔

نوٹس:۔اس واقعۂ وحدیث میں حضرتِ ابنِ عباسؓ نے جو یہ جملہ قدناهزت الاحتلام یعنی میں قریب البلوغ تھا بڑھایا ہے تو شراح حضرات نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر پندرہ یا تیرہ سال تھی۔ بہرحال حضرتِ ابنِ عباسؓ نے اس جملہ سے یہ کہنا چاہا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب میں اتنا بڑا تھا کہ امر ونہی کو سمجھتا تھا لیکن میرے اس عمر کا ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے میرے اس عمل پر کوئی تعزیر و تنبیہ نہیں کی لہٰذا معلوم ہوا کہ میرا یہ عمل یعنی نمازیوں کے آگے سے گذرنا مباح و جائز تھا۔۔ نیز مصنفؒ نے اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا اور ثابت کیا ہے جیسا کہ جمہور کا مسلک بھی ہے کہ گدھے کے نمازی کے سامنے سے گذرنے سے اس کی نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی ہے کیونکہ حضرتِ ابن عباسؓ کا گذرنا گدھے پر بیٹھ کر تھا لہٰذا گدھے کا گذرنا بھی ہوا اور آپ ﷺ نے اعادۂ صلاۃ کیا نہیں ہے جو صاف صاف اس بات کی دلیل ہے کہ نمازی کے آگے سے مرورِ حمار مفسد و مبطلِ صلاۃ نہیں ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۵)

۱۔عثمان بن أبي شيبة:۔یہ عثمان بن أبي شيبة الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶).

۲۔سفيان بن عيينة:۔یہ سفيان بن عيينة الهلاليّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔الزهريّ:۔یہ محمد بن مسلم-ابن شهاب-الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۹).

۴۔عبيدالله:۔یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبة بن مسعود ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۹۶).

۵۔ابن عباسؓ:۔آپؓ عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔القعنبيّ:۔یہ عبداللہ بن مسلَمة بن قعنب القعنبيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱)۔

۷۔مالک:۔یہ مشہور امامِ فقہ مالک بن أنس الحميريّ الأصبحيّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۸۔ابن شهاب:۔یہ محمد بن مسلم-ابن شهاب-الزهريّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۹).

۹۔عبيدالله:۔یہ عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۹۶).

۱۰۔ابن عباسؓ:۔آپؓ عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۱۱۔لفظ القعنبيّ:۔یہ عبدالله بن مسلَمة بن قعنب القعنبيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱).

۱۲۔قال مالک:۔یہ مشہور امامِ فقہ مالک بن أنس الحميريّ الأصبحيّ المدنيّ ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

الحديث/٧١٦-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَ بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أَبِيْ الصَّهْبَاءِ، قَالَ:((تَذَاكَرْنَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ، فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ أَمَامَ الصَّفِّ فَمَا بَالَاهُ وَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَدَخَلَتَا بَيْنَ الصَّفِّ فَمَا بَالٰى ذٰلِكَ))۔

ترجمہ/۷۱۶:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوعوانہ نے انہوں نے روایت کیا منصور سے انہوں نے حکم سے انہوں نے یحییٰ بن جزّار سے انہوں نے ابوالصہباء سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نے ابنِ عباسؓ کے پاس ان چیزوں کا ذکر کیا جو نماز کو فاسد و باطل کر دیتی ہیں (یعنی ابنِ عباسؓ موجود تھے اور ہم مفسداتِ صلاۃ کا تذکرہ کر

رہے تھے اور اسی دوران ہم نے یہ بھی تذکرہ کیا کہ اگر گدھا یا عورت نمازی کے آگے سے گذر جائے تو بھی اس کی نماز فاسد و باطل ہو جاتی ہے) تو (ہماری یہ بات سن کر ابنِ عباسؓ نے) فرمایا: کہ میں اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک لڑکا ایک گدھے پر سوار ہو کر اُس وقت آئے جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے (یعنی جب آپ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں اور میرے بھائی فضل بن عباس ایک گدھے پر سوار ہو کر وہاں پہونچے) اور وہ لڑکا (یعنی فضل بن عباس) اور میں (دونوں گدھے سے) اترے اور گدھے کو صف کے آگے چھوڑ کر (صف میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے پیچھے جماعت کی نماز میں شامل ہو گئے) اور آپ ﷺ نے اس کی (یعنی گدھے کے نمازیوں کے آگے سے گذرنے کی کوئی پرواہ نہ کی (اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ فرمائی) اور (پھر) عبدالمطلب کی اولاد میں سے دو لڑکیاں آئیں اور وہ دونوں بھی صف میں داخل ہو گئیں (اور نماز پڑھنے لگیں) اور آپ ﷺ نے اس کی (یعنی ان لڑکیوں کے صف کے بیچ میں آنے اور نمازیوں کے سامنے سے گذرنے کی بھی کوئی) پرواہ نہ کی۔

نوٹس: ۔اس حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوا کہ نماز کے آگے سے مرورِ حمار اس کی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا اس لئے کہ اگر مرورِ حمار مفسدِ صلاۃ ہوتا تو آپ ﷺ اعادۂ صلاۃ فرماتے لیکن آپ ﷺ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ دوسری بات اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ نمازی کے آگے سے مرورِ مرأۃ بھی مفسدِ صلاۃ نہیں ہے کیونکہ اگر مرورِ مرأۃ مفسدِ صلاۃ ہوتا تو آپ ﷺ اپنی اس نماز کا اعادہ ضرور فرماتے مگر آپ ﷺ نے اعادۂ صلاۃ نہیں فرمایا۔۔۔۔ اَب اگر کوئی کہنے لگے جناب حضرتِ ابنِ عباسؓ ہی کی ایک روایت میں گدھے اور عورت کے نمازی کے آگے سے گذرنے کے بارے میں "**یقطع الصلاۃ**" مفسدِ صلاۃ ہونے والی بات مذکور ہے تو انہی ابنِ عباسؓ ہی کی روایتوں میں یہ تضاد و تعارض کیوں ہے؟۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے

کیونکہ یقطع الصلاۃ والی روایت کا مطلب نماز کو فاسد و باطل کرنا نہیں ہے بلکہ اس لفظ سے نماز کے ثواب کی کمی اور خشوع وخضوع کے گھٹ جانے کو مراد لیا گیا ہے لیکن مجازاً بطورِ تغلیظ وتشدید لفظِ یقطع الصلاۃ کا استعمال فرمایا گیا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۶)

۱۔مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔أبوعوانة:۔ یہ الوضاح بن عبداللّٰہ الیشکريّ أبوعوانة الواسطيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۳۔منصور:۔ یہ منصور بن المعتمر الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۱)۔

۴۔الحَکَم:۔ یہ الحَکَم بن عتیبة أبومحمد الکنديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵۷)۔

۵۔یحي بن الجزّار:۔ یہ یحيٰ بن الجزار العُرنيّ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷۰۹).

۶۔أبوالصهباء:۔ یہ صُهیب أبوالصَهباء البکريّ البصريّ أوالمدنيّ مولٰی ابن عباس ہیں۔ انہوں نے حضرتِ علیؓ، ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے روایات نقل کی ہیں اور اِن سے ابومعاویہ بجلی، ابونضرہ عبدی، سعید بن جبیر اور یحی بن جزار نے۔ ابوزرعہ نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ابن عباسؓ:۔ آپؓ عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۸۔وغلامٌ:۔ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں غلامٌ سے حضرتِ ابنِ عباسؓ کے

بھائی فضل بن عباسؓ مراد ہیں۔اور یہ یعنی الفضل بن عباس بن عبدالمطلب بن هاشم الهاشميّ۔آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور حضرتِ عباسؓ کے سب سے بڑے لڑکے ہیں۔ حضرتِ عمرؓ کے دورِ خلافت میں۔اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپؓ ۱۵ھ میں جنگِ یرموک میں شہید ہوئے ہیں۔

الحديث/٧١٧-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَدَاوُدُ بْنُ مِخْرَاقٍ الْفِرْيَابِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ اقْتَتَلَتَا فَأَخَذَهُمَا. قَالَ عُثْمَانُ: فَفَرَّعَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ دَاوُدُ: ((فَنَزَعَ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرىٰ فَمَا بَالٰى ذٰلِكَ))۔

ترجمہ/۷۱۷:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ اور داؤد بن مخراق فِریابی نے ان دونوں نے کہا ہم سے بیان کیا جریر نے انہوں نے روایت کیا منصور سے (اور جَریر نے بھی بواسطۂ منصور آگے) منصور ہی کی سند (یا سابقہ حدیث کی سند کے ساتھ یعنی **عن الحَكَم عن يحى بن الجزّار عن أبي الصهباء** کہہ کر) اس حدیث کو بیان کیا (اور اُن دولڑکیوں کی آنے والی بات کو کچھ اس طرح) بیان کیا کہ پھر عبدالمطلب کی اولاد میں سے دولڑکیاں لڑتی ہوئی آئیں پس آپ ﷺ نے اُن دنوں کو پکڑا (آگے عثمان اور داؤد دونوں کی روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے چنانچہ ابوداؤدؒ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ) عثمان نے (تو اپنی روایت میں کہا) **ففرّع بينهما** یعنی آپ ﷺ نے اُن دونوں کو الگ الگ کر دیا (اور جھگڑا ختم کرا دیا) اور (ہمارے شیخ) داؤد نے (اپنی روایت میں) بیان کیا **فنزع إحاهما من الأخرىٰ** یعنی آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو دوسری سے ہٹا دیا (اور الگ الگ کر کے جھگڑا مٹا دیا۔خلاصہ یہ کہ لفظی اختلاف ہے بات دونوں شیخ نے ایک

ہی بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے جھگڑے کو مٹاتے ہوئے انہیں الگ الگ کر دیا) اور آپ ﷺ نے اس کی (یعنی ان کے نمازیوں کے آگے سے گذرنے کی) پرواہ نہ کی (واضح رہے کہ اس حدیث سے جہاں اور باتیں معلوم ہورہی ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ مسِ مرأۃ عورت کو چھونا اور مس کرنا وضوء کو توڑنے والی چیز نہیں ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے ان لڑکیوں کو چھوا ہے اور دوبارہ وضوء کر کے اعادۂ صلاۃ نہیں کیا ہے)۔

نوٹس:۔ خلاصہ یہ کہ حدیث نمبر (۷۱۰) سے لے کر حدیث نمبر (۷۱۷) تک کی احادیث سے یہ مسئلہ معلوم ہورہا اور اس مسئلہ کی دلیل وعلت سامنے آرہی ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے سے گدھا یا عورت گذر جائے تو اس کی نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی۔ اور جن احادیث میں عورت یا گدھے کے گذرنے کو بطلانِ صلاۃ اور فساد کا سبب بتایا گیا ہے وہ مجاز پر محمول ہے یعنی مبطل ومفسدِ صلاۃ کہہ کر نماز کے ثواب کو گھٹانے اور اس کے خشوع خصوع کو کم یا ختم کرنے والا امر مراد لیا گیا ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۷)

۱۔عثمان بن أبي شيبة: ۔یہ **عثمان بن محمد بن أبي شيبة الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔داؤد بن مِخْراق: ۔یہ **داؤد بن مِخْراق (ويقال داؤد بن محمد) بن مخراق الفِريابي** ہیں۔ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔اور حافظؒ نے ان کو صَدوق راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں سے قرار دے کر وفات ۲۴۰ھ کے بعد بتائی ہے اور ایک قول ۲۴۰ھ سے پہلے یعنی ۲۳۹ھ کا بھی لکھا ہے۔

۳۔جَرير: ۔یہ **جَرير بن عبدالحميد بن قُرط الضبيّ الكوفيّ** ہیں۔دیکھیں حدیث

نمبر(۲۱)۔

۴۔منصور:۔یہ منصور بن المعتمر الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث(۲۱)۔

۵۔بإسناده:۔اس میں ضمیرِ مجرور کو منصور کی طرف بھی راجع مان سکتے ہیں یعنی جریر نے آگے منصور ہی کی سند سے اس حدیث کو بیان کیا۔اور اس ضمیرِ مجرور کا مرجع سابقہ حدیث نمبر (۷۱۶) کو بھی بنا سکتے ہیں یعنی جَریر نے آگے حدیث نمبر (۷۱۶) ہی کی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا بہرحال آگے کی سند ہے عن الحكم عن يحيٰ بن الجزار عن أبي الصهباء ۔اور الحكم کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۷) اور یحیٰ کیلئے حدیث نمبر (۷۰۹) اور أبو الصهباء کے لئے حدیث نمبر (۷۱۶)۔

۶۔عثمان:۔یہ عثمان بن محمد بن أبي شيبة الكوفيّ ہیں۔دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۷۔داؤد بن مِخُراق:۔یہ داؤد بن مِخُراق الفِريابيّ ہیں۔دیکھیں اسی حدیث میں نمبر(۲) پر۔

(۱۱۵)بَابُ مَنْ قَالَ الْكَلْبُ لَايَقْطَعُ الصَّلَاةَ

اُن لوگوں کے (دلائل کا) بیان جو یہ کہتے ہیں کہ کتے (کا نمازی کے سامنے سے گذرنا) اسکی نماز کو فاسد (وباطل) نہیں کرتا (۱۱۵)

الحديث/۷۱۸-حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنْ يَحْيَ بْنِ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَنَا مَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ

لَنَا وَ كَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى ذٰلِكَ))۔

ترجمہ /۷۱۸:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبدالملک بن شعیب بن لیث نے (یہ کہہ کر) کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ (شعیب بن لیث) نے انہوں نے نقل کیا میرے دادا (لیث بن سعد) سے انہوں نے یحیٰ بن ایوب سے انہوں نے محمد بن عمر بن علی سے انہوں نے عباس بن عبیداللہ بن عباس سے انہوں نے حضرتِ فضل بن عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم (اُس وقت) اپنے کھیت (جنگل) میں تھے (یعنی آپ ﷺ جنگل ہی میں ہمارے یہاں جلوہ افروز ہوئے) اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرتِ عباسؓ بھی تھے (جب عصر کی نماز کا وقت ہوگیا) تو آپ ﷺ نے صحراء (یعنی خالی زمین اور کُھلے جنگل) میں نماز ادا فرمائی (اور نماز پڑھنے کے دوران) آپ ﷺ کے آگے سترہ نہ تھا (یعنی چونکہ جنگل تھا اس لئے کسی کے مرور و گذر نے کا وہم وگمان نہ تھا اس وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے آگے سترہ کو قائم نہیں فرمایا تھا بہرحال آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے دوران) ہماری گدھی اور کتیا آپ ﷺ کے سامنے (اور آگے) کھیلتی (اور چلتی وکودتی پھرتی رہیں) اور آپ ﷺ نے اس کی (یعنی اس گدھی اور کتیا کے اپنے آگے عبث وکھیلنے کی کوئی) پرواہ نہ کی۔

نوٹس:۔ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ نمازی کے آگے سے کتے یا گدھے کا گذرنا نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا ہے۔ اور اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ اگر نمازی کو اپنے آگے سے کسی کے مرور و گذر کا اندیشہٗ وخوف نہ ہو مثلاً جنگل میں نماز پڑھ رہا ہو یا اونچی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے اپنے آگے سترہ کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ مالکیہ یہی کہتے ہیں اور اسی حدیث نمبر (۷۱۸) کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

اور شوافع، حنابلہ اور احناف چونکہ بہر حال اور ہر جگہ نمازی کے لئے اپنے آگے سترہ کھڑا کرنے کی سنیت کے قائل ہیں اور تمام اتخاذِ سترہ کی طلب پر دال احادیث اور آپ ﷺ کے سفر و حضر کے معمول کو اس کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ حدیث نمبر (۷۱۸) چونکہ ان حضرات کے خلاف ہے اس لئے یہ حضرات اِس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جناب آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ایسا اس لئے کر کے دکھایا تھا تا کہ اس کا بھی جواز معلوم ہو جائے اور اس پر بھی تنبیہ ہو جائے کہ اتخاذِ سترہ کا جو امر احادیث میں وارد ہوا ہے وہ وجوبی نہیں ہے بلکہ اُس سے سنیت و استحباب مراد ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۸)

١۔عبدالملک:۔ یہ **عبدالملک بن شعيب بن اللّيث بن سعد الفهميّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۰۶)۔

٢۔أبي:۔ اس میں أبٌ سے **عبدالملک** کے والد **شعيب** مراد ہیں یعنی **شعيب بن اللّيث بن سعد الفهميّ** اور ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۹)۔

٣۔جدّي:۔ اس میں جدّ سے مراد عبدالملک کے دادا ہیں یعنی **الإمام اللّيث بن سعد أبو الحارث المصريّ**۔ اور ان کے لئے دیکھیں حدیث (۱۲۸)۔

٤۔يحيٰ بن أيوب:۔ یہ **يحيٰ بن أيوب الغافقيّ أبو العباس المصريّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۸)۔

٥۔محمد بن عمر:۔ یہ **محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب الهاشميّ** ہیں۔ ابنِ سعد نے ان کو قلیل الحدیث راوی اور ابنِ قطان نے مجہول الحال راوی لکھا ہے اور حافظؒ نے صَدوق راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

٦۔عباس بن عبيدالله:۔ یہ **عباس بن عبيدالله بن عباس بن عبدالمطلب**

القرشيّ الهاشميّ ہیں۔ابنِ قطان نے ان کو غیر معروف الحال راوی لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔الفضل بن عباسؓ :۔آپ حضورِ اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی الفضل بن عباس بن عبدالمطلب بن هاشم القرشيّ الهاشميّ ہیں۔یہ آپ ﷺ کے ساتھ فتحِ مکہ،غزوۂ حنین اور حجۃ الوداع میں شریک رہے ہیں۔ان کی وفات کے بارے میں کئی اقوال ہیں جن میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرتِ عمرؓ کے دورِ خلافت میں ۱۵ھ میں ہونے والی جنگ یرموک میں یہ شہید ہوئے تھے۔دیکھیں حدیث نمبر(۷۱۶)۔

(۱۱۶)بَابُ مَنْ قَالَ لَايَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْئٌ

یہ باب ہے اُن لوگوں کے (دلائل کے بیان میں) جو یہ کہتے ہیں کہ نمازی کے آگے سے کسی چیز (کا بھی گذرنا) اسکی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا (۱۱۶)

الحديث/۷۱۹-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِيْ الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَايَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَادْرَأُوْا مَااسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))۔

ترجمہ /۷۱۹:۔فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابواسامہ نے انہوں نے روایت کیا ابوالودّاک سے انہوں نے حضرتِ ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (نمازی کے آگے سے کتے،عورت، گدھے یا اس کے علاوہ) کسی بھی چیز (کا گذرنا اس کی) نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا،لیکن جہاں تک تم سے ہو سکے اُس گذرنے والی شے کو) دفع کرو (اور روکو) کیونکہ وہ شیطان ہے (یعنی اس کام یعنی مُرور

اَمام المصلی پراس کوشیطان نے ہی ابھارااور آمادہ کیا ہے، یاوہ نافرمان ہےاورنافرمان کوشیطان کہاہی جاتا ہے۔مزیدتفصیلات کے لئے اسی مضمون کی سابقہ احادیث کی تشریح کا مطالعہ فرمالیں)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ یہ حدیث نمبر (۷۱۹) اوراس کے بعد آنے والی حدیث نمبر (۷۲۰) جمہور کی دلیل ہیں کیونکہ جمہوراسی کے قائل ہیں کہ نمازی کے آگے سے کسی چیز کا گذرنااس کی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا۔اَب اگرکوئی کہے کہ یہ حدیث ضعیف ہےاس سے استدلال کیسے صحیح ہوسکتا ہےتو اس کا جواب یہ ہے کہ مصنفؒ نے اس سے پہلے جو عورت، گدھے اور کتے کے مرور کو غیر مفسد بتانے والی روایات نقل کی ہیں وہ اور دارقطنی اور مؤطا لمالک میں منقول ومروی اسی مضمون پر مشتمل احادیث اس حدیثِ باب کو قوی،مضبوط اور قابلِ استدلال بنارہی ہیں اس لئے آپ کواس کے ضعف کی وجہ سے کوئی شبہ واشکال نہیں ہونا چاہئے۔اَب اگرکوئی کہے کہ پھراُن روایات کا کیا ہوگا اوران کا کیا مطلب ہے جن میں عورت، کتے اور گدھے وغیرہ کو مفسد ومبطلِ صلاۃ بتایا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُن روایات میں جو یقطع کالفظ استعمال ہے وہ یُبطِل کے معنی میں نہیں ہے یا یہ کہلو کہ اصلِ صلاۃ کوقطع وفاسد کرنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ دل کومشغول کرنے،نماز کے خشوع وخضوع کوقطع کرنے اورنماز کو بے روح و جان بنادینے کے معنی میں ہےاس لئے اُن روایات کو دیکھ کرآپ کو جمہور کے مسلک،ان کی مستدل روایات اوران **یقطع الصلاۃ** کےالفاظ پر مشتمل روایات کے درمیان تضاد و تناقض اورمنافات کااشکال بھی نہیں ہونا چاہئے۔

بہرحال اس حدیث نمبر (۷۱۹) سے تین باتیں معلوم ہوئیں (۱) نمازی کے آگے سے گذرنا اتنا بڑا مذموم اور برا کام ہے کہ اس کے کرنے والے کو نبیِ کریم ﷺ کی زبانِ مبارک نے شیطان کے نام سے پکارا ہے (۲) نمازی کے آگے سے اگرکوئی گذرنے لگےتو جہاں تک ہوسکےنمازی کو چاہئے کہ مناسب سے مناسب طریقہ اختیار کرکےاس کواپنے آگے سے گذرنے سے روکےاور گذرنے نہ

دے(۳) نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کا گذرنا اس کی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا اور اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے جیسا کہ جمہور کا مسلک ہے۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۱۹)

۱۔**محمد بن العلاء**:۔ یہ **محمد بن العلاء بن كريب الهمداني** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۸)۔

۲۔**أبو أسامة**:۔ یہ **حماد بن أسامة بن زيد القرشيّ أبو أسامة الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۴۱)۔

۳۔**مُجالد**:۔ یہ **مجالد بن سعيد بن عمير الهمدانيّ أبو عمرو الكوفيّ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۳۰۰)۔

۴۔**أبو الودّاک**:۔ یہ **أبو الودّاک جبر بن نوف الهمدانيّ البِكاليّ الكوفيّ** ہیں۔ انہوں نے صرف ابوسعید خدریؓ اور شریح قاضی سے روایت کیا ہے اور اِن سے صرف **مجالد بن سعيد الكوفي، قيس بن وهب، إسماعيل بن أبي خالد** اور **أبو التياح** نے۔ ابن مَعین اور ابنِ حبّان نے ان کی توثیق کی ہے، ابنِ سعد نے ان کو قلیل الحدیث راوی لکھا ہے، نسائی نے ان کو "**صالح ليس بالقويّ**" لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ صدوق راوی ہیں لیکن وہم کا شکار ہو جاتے تھے اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔**أبو سعيدؓ**:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ **سعد بن مالک بن سنان بن عبيد الأنصاريّ أبو سعيد الخدريؓ** ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۵)۔

الحديث/ ۷۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا

مُجَالِدٌ حَدَّثَنَا أَبُوالْوَدَّاکِ، قَالَ: ((مَرَّ شَابٌ مِنْ قُرَيْشٍ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَفَعَهُ، ثُمَّ عَادَ فَدَفَعَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّ الصَّلَاةَ لَايَقْطَعُهَا شَيْءٌ، وَلٰكِنْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ادْرَأُوْا مَااسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ))۔

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نُظِرَ إِلٰى مَا عَمِلَ بِهٖ أَصْحَابُهٗ رض مِنْ بَعْدِهٖ۔

ترجمہ/۷۲۰:۔فرمایاامام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالواحد بن زیاد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا مجالد نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابوالودّاک نے (اور اُس حدیث میں یہ بھی) بیان کیا کہ ایک قریشی نوجوان ابوسعید خدریؓ کے سامنے سے گذرنے لگا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے (یعنی یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نوجوان ولید بن عقبہ یا داؤد بن مروان نے ان کے سامنے سے گذر کر جانے کا ارادہ کیا) تو انہوں نے اس کو روکا پھر اُس نے (نکلنے کا ارادہ) دوبارہ کیا پھر بھی ابوسعید خدریؓ نے اس کو روک دیا (اور اپنے سامنے سے گذر کر جانے نہیں دیا اور اُس نوجوان کو چونکہ کسی اَور طرف سے جانے کا راستہ نہ مل سکا اس لئے اس نے اسی طرح ان کے سامنے سے گذرنے کا تین مرتبہ ارادہ کیا اور ابوسعید خدریؓ نے اس کو) تین مرتبہ روکا (اور جانے نہیں دیا) اور جب ابوسعید خدریؓ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بے شک نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ہے دفع کرو اور روکو تم جہاں تک ہوسکے کیونکہ وہ شیطان ہے (یعنی حضرتِ ابوسعید خدریؓ نے اپنے اس روکنے اور گذرنے نہ دینے کی دلیل بتاتے ہوئے کہا کہ تم یہ مت سمجھنا کہ میں نے یہ عمل ویسے ہی اپنی طرف سے اور اپنی رائے وخیال سے کیا ہے

اور نہ یہ سمجھنا کہ میں نے تم کو اس وجہ سے اپنے سامنے سے گذرنے نہیں دیا اور روکا کہ تمہارے گذرنے سے میری نماز فاسد و باطل ہو جاتی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کے گذرنے سے اس کی نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی بلکہ میں نے یہ عمل اس وجہ سے کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر بحالتِ صلاۃ تمہارے سامنے سے کوئی گذرنے اور نکلنے کا ارادہ کرے تو تم جہاں تک بھی ہو سکے اس کو گذرنے اور اپنے سامنے سے نکلنے سے روکو)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ جب نبیِ کریم ﷺ سے نقل کی جانے (اور آنے والی) خبریں (اور احادیث) متعارض (و متخالف) ہو جائیں تو دیکھا جائے گا اُس فعل کو جس پر آپ ﷺ کے بعد صحابہؓ نے عمل کیا ہو (یعنی جب احادیث میں تعارض ہوگا تو یہ دیکھیں گے کہ آپ ﷺ کے بعد صحابہ نے کیا عمل کیا اور دوسرے لوگوں کو کیا فتویٰ دیا ہے یعنی ایسے وقت میں فعلِ صحابہ اور صحابہؓ کے فتوی کو ترجیح دیجائے گی اور اسی پر عمل کیا اور کرایا جائے گا)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے بھی یہی پتہ چل رہا ہے کہ نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کا مرور و گذرنا اس کی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا لیکن نمازی کو حتی الوسع یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی کو اپنے سامنے سے گذرنے اور نکلنے نہ دے۔

اور **إذا تنازع الخبران الخ** کے الفاظ سے مصنفؒ نے اپنی رائے اور اپنے خیال کو واضح کیا اور مدلل کیا ہے کیونکہ مصنف کی اپنی رائے یہی ہے کہ نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کے گذرنے سے نمازی کی نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جو احادیث ہیں اُن میں تعارض و اختلاف ہے چنانچہ کچھ احادیث تو کچھ مخصوص اشیاء کے مرور و گذرنے کو مفسدِ صلاۃ بتا رہی ہیں اور کچھ احادیث میں بعض اشیاء کو غیر مفسدِ صلاۃ بیان کیا گیا ہے اور کچھ احادیث ایسی ہیں جن میں یہ ہے کہ کسی بھی چیز کا نمازی کے آگے سے گذرنا اس کی نماز کو فاسد و باطل نہیں کرتا اور اس کی دلیل یہ

ہے کہ اس سلسلہ میں جو احادیث ہیں اُن میں تعارض واختلاف ہے چنانچہ کچھ احادیث تو کچھ مخصوص اشیاء کے مرور وگذرنے کو مفسدِ صلاۃ بتارہی ہیں اور کچھ احادیث میں بعض اشیاء کو غیر مفسدِ صلاۃ بیان کیا گیا ہے اور کچھ احادیث ایسی ہیں جن میں یہ ہے کہ کسی بھی چیز کا نمازی کے آگے سے گذرنا اس کی نماز کو فاسد وباطل نہیں کرتا خلاصہ یہ کہ احادیث میں تعارض وتضاد ہے اور جب احادیث میں تعارض و تضاد ہوتا ہے تو پھر صحابہؓ کے عمل اوران کے فتوے کو دیکھا جاتا ہے اور اُس پر عمل کیا جاتا ہے اور صحابہؓ کا عمل وفتویٰ یہ ہے کہ کسی بھی چیز کا نمازی کے آگے سے گذرنا اس کی نماز کو فاسد وباطل نہیں کرتا لہٰذا ہم بھی یہی کہیں گے کہ نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کے گذرنے سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

اَب اگر کوئی کہنے لگے کہ صحابہؓ کی ایک بہت بڑی جماعت سے اس طرح کی روایات مروی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کا مذہب وفتویٰ یہ تھا کہ نمازی کے آگے سے کسی چیز مثلاً کتے، عورت اور گدھے کے گذرنے سے اس کی نماز فاسد ہوجاتی ہے تو پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد صحابہؓ کا عمل اوران کا فتوی یہ تھا کہ نمازی کے آگے سے کسی بھی چیز کا گذرنا اس کی نماز کو فاسد وباطل نہیں کرتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے مگر جب صحابہؓ سے نمازی کے آگے سے کسی چیز کے گذرنے کی وجہ سے قطعِ صلاۃ اور ابطالِ صلاۃ منقول ومروی ہے لیکن اُن میں سے کسی سے بھی یہ ثابت ومروی نہیں ہے کہ اُس نے ایسی شکل میں اپنی نماز کا اعادہ کیا اور نماز دوہرائی ہو اس لئے بہت ممکن ہے کہ ان کی مراد قطعِ صلاۃ سے اصلِ صلاۃ کا فساد وبطلان نہ ہو بلکہ نماز کے خشوع وخضوع کا ختم ہوجانا مراد ہو یعنی اصطلاحاً یوں کہلو کہ ان حضرات کے اقوال وروایات محتمل ہیں اور اس مسئلہ میں عدمِ قطعِ صلاۃ والے حضرات کی روایات واقوال مُحکم ہیں اور یہ اصول وقاعدہ ہے کہ جب محکم ومحتمل دونوں طرح کے اقوال وروایات ہوں تو مُحکم کو اختیار کرتے ہوئے اس پر عمل کیا جاتا ہے اور محتمل کو اُسی مُحکم والے مفہوم ومعنی میں لے لیا جاتا ہے اس لئے ہم نے بھی مُحکم یعنی اُن صحابہؓ کے اقوال وروایات کو

اختیار کیا جن میں صاف اور صریح طور پر عدمِ قطعِ صلاۃ والی بات مذکور ہے اور محتمل یعنی اُن اقوال و روایاتِ صحابہؓ کو جن میں قطعِ صلاۃ کے ساتھ ساتھ قطعِ خشوع وخضوع کا بھی احتمال تھا اُن مُحکَم اقوال و روایات کے تابع کر دیا۔ لہٰذا اَب آپ کو یہ اشکال نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم نے صحابہؓ کی ایک بہت بڑی جماعت کے اقوال وروایات کو چھوڑ کر کچھ دوسرے صحابہؓ کے اقوال وروایات کو اختیار کیا اور اُن پر عمل کیا ہے کیونکہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ ہم نے تمام ہی روایات اور تمام ہی اقوالِ صحابہؓ پر عمل کیا ہے کسی کو چھوڑا نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۲۰)

۱۔مسدّد:۔ یہ مسدد بن مسرهد الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲)۔

۲۔عبدالواحدبن زیاد :۔ یہ عبدالواحد بن زیاد العبديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۲۲)اور(۱۸۵)۔

۳۔مُجالد:۔ یہ مجالد بن سعید بن عمیر الهمدانيّ أبوعمرو الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۳۰۰)۔

۴۔أبو الودّاک:۔ یہ أبو الودّاک جَبر بن نوف الهمدانيّ البِکاليّ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۷۱۹)۔

۵۔أبو سعیدؓ:۔ آپؓ مشہور صحابیِ رسول ﷺ حضرتِ سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاريّ أبو سعید الخدريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۵)۔

۶۔أبو داؤدؒ:۔ یہ مصنفِ کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر(۱۰)اور(۲۲)۔

فہرست رُوات (درسِ ابوداوٗد۔جلدِ ثالث)

الرجال (حرف الألف)

(حرف الباء)

٢٣	حسين بن عيسٰى بن مسلم الحنفيّ أبوعبدالرحمٰن الكوفيّ	٥٩٠	٢١٤
٢٤	حُصين بن عبدالرحمٰن بن عمرو الأنصاريّ أبو محمد المدنيّ	٦٠٧	٢٧٤
٢٥	حفص بن بُغَيل الهمدانيّ، المُرْهِبيّ الكوفيّ	٦٢٤	٣١٣
٢٦	الحكم بن أبان أبوعيسٰى العدنيّ	٥٩٠	٢١٤
٢٧	حميد بن الأسود بن الأشعر أبوالأسود الكرابيسيّ	٦٧٠	٤٠٦
٢٨	حميد بن هلال بن هبيرة العدويّ أبو نصر البصريّ	٧٠٠	٤٧٥
٢٩	حميد بن هلال بن هبيرة العدويّ أبو نصر البصريّ	٧٠٢	

(حرف الخاء)

٣٠	خَرَشة بن الحُرّ الفزاريّ	٥٨١	١٧٦

(حرف الدال)

٣١	داوٗد بن قيس القرشيّ أبو سليمان الفرّاء الدبّاغ المدنيّ	٥٦٢	١٠١
٣٢	داوٗد بن مِخراق (ويقال: داوٗد بن محمد) بن مخراق الفِريابيّ	٧١٧	٥١٧

(حرف الزاء)

٣٣	زيد بن أخزم النبهاني الطائي أبوطالب البصريّ	٦٣٧	٣٣٥
٣٤	زيد بن أبي الزرقاء يزيد الثعلَبيّ أبومحمد الموصليّ نزيل الرملة	٥٥٣	٤٩

(حرف السين)

(حرف الشين)

(حرف الصاد)			
٤٩	صالح بن رُستم المزني أبوعامر الخذاز البصريّ	٦٥٤	٣٧٤
(حرف الطاء)			
٥٠	طلحة أمّ غراب	٥٨١	١٧٦
(حرف العين)			
٥١	عاصم بن النضر(وقيل عاصم بن محمد بن النضر) بن المنتشر الأحول التيميّ أبوعمر البصريّ	٧١٣	٥٠٧
٥٢	عباس بن عبيدالله بن عباس بن عبدالمطلب القرشيّ الهاشميّ	٧١٨	٥٢٠
٥٣	عبدالحميد بن محمود المعوَلي البصريّ أو الكوفيّ	٦٧٣	٤١١
٥٤	عبدالحميد بن المنذر بن الجارود العبديّ	٦٥٧	٣٨١
٥٥	عبدالرحمن بن أبي بكربن عبيدالله بن أبي مُليكة التيمي المدني	٦٣٣	٣٢٦
٥٦	عبدالرحمٰن بن حرملة بن عمرو الأسلميّ أبوحرملة المدنيّ	٥٨٠	١٧١
٥٧	عبدالرحمٰن بن خلّاد الأنصاريّ	٥٩١	٢٢٠
٥٨	عبدالرحمٰن بن رافع التَّنُّوخي ،قاضي إفريقية أبو الجهم المصريّ	٦١٧	٣٠٢
٥٩	عبدالرحمٰن بن سعد المدنيّ مولى الأسود بن سفيان	٥٥٦	٦٦
٦٠	عبدالرحمٰن بن عابس بن ربيعة النخعيّ الكوفيّ	٥٥٣	٥٠
٦١	عبدالرحمٰن بن عبدالله بن دينار العدويّ مولى ابن عمر رض	٦٤٠	٣٤٢

٧٨	عبدالله بن يزيد بن حُصين الأنصاريّ الخَطْميّ رضـ	٦٢٠	٣٠٦
٧٩	عبدالله بن يعقوب بن إسحاق المدنيّ	٦٩٤	٤٥٩
٨٠	عبدالملك بن أبي سليمان ميسرةأبومحمدالعَرْزَميّ	٦١٠	٢٨٣
٨١	عبدالملك بن محمد بن أيمن الحجازيّ	٦٩٤	٤٥٩
٨٢	عبدالوهاب بن نَجدة الحوطيّ الجبليّ	٦٥٥	٣٧٦
٨٣	عبدةبن عبدالله بن عبدةالخزاعيّ أبوسهل البصريّ	٦٠٧	٢٧٤
٨٤	عبيد بن البراء بن عازب الأنصاريّ الحارثيّ الكوفيّ	٦١٥	٢٩٩
٨٥	عبيدالله بن سعيد الثقفيّ الكوفيّ	٦٥٩	٣٨٤
٨٦	عبيدالله بن مِقْسم القرشيّ المدنيّ مولٰى ابن أبي نمر	٥٩٩	٢٥٠
٨٧	عتبان بن مالك بن عمرو العجلان، الأنصاريّ، السلميّ	٦٥٧	٣٨١
٨٨	عثمان بن عروة بن الزبير بن العوّام الأسديّ المدنيّ	٦٧٦	٤١٧
٨٩	عثمان بن عمربن فارس العبدي أبوعدي أو أبومحمدالبصريّ	٦٤٠	٣٤٢
٩٠	عِسْل ابن سفيان التميمي اليربوعي أبو قرّة البصريّ	٦٤٣	٣٥٠
٩١	عفيف بن عمرو بن المسيَّب السهميّ	٥٧٨	١٦٣
٩٢	على بن الأقمر بن عمروالهمدانيّ الوادعيّ أبوالوازِع الكوفيّ	٥٥٠	٣٧
٩٣	علي بن عبدالله بن نجيح بن جعفر أبوالحسن ابن المديني السعديّ البصريّ صاحب التصانيف	٦٩٠	٤٤٩

١٢٢	محمدبن إسماعيل بن أبي سمينةالبصريّأبو عبداللّٰه	٧٠٤	٤٨٧
١٢٣	محمد بن زِياد القرشيّ أبوالحارث الجُمحيّ المدنيّ	٦٢٣	٣١٢
١٢٤	محمدبن زيدبن قُنفُذبن المهاجرين عمير القرشي التيمي المدني	٦٣٩	٣٣٩
١٢٥	محمدبن سهل بن أبي حثمة الأنصاريّ المدنيّ	٦٩٥	٤٦٤
١٢٦	محمدبن صالح بن دينار التمار أبو عبداللّٰه المدنيّ مولٰى الأنصار	٦٠٧	٢٧٤
١٢٧	محمد بن صالح المدنيّ الأزرق مولٰى بني فهر	٦٠٧	٢٧٤
١٢٨	محمدبن طَحلاء المدني مولٰى غطفان(أو مولٰى بني ليث)	٥٦٤	١٠٩
١٢٩	محمدبن عبدالرّحمٰن بن أبي بكر بن عبيد اللّٰه التيمي (المدني)	٦٣٣	٣٢٦
١٣٠	محمد بن عبيداللّٰه بن سعيد الثقفيّ الكوفيّ	٦٥٩	٣٨٤
١٣١	محمد بن عمر بن عليّ بن أبي طالب الهاشميّ	٧١٨	٥٢٠
١٣٢	محمدبن مسلم بن السائب بن الخباب صاحب المقصورة المدنيّ	٦٦٩	٤٠٥
١٣٣	محمد بن معاذ بن عبّاد بن معاذ العنبريّ	٥٦٣	١٠٥
١٣٤	محمدبن الوليدبن عامر الزُبيديّ أبو الهذيل الحمصيّ القاضيّ	٥٧٢	١٤٣
١٣٥	المختار بن فُلفُل المخزوميّ مولٰى عمرو بن حريث	٦٢٤	٣١٣
١٣٦	مَسَرّة بن معبد اللخميّ الفلسطينيّ	٦٩٩	٤٧٢
١٣٧	مِسعَر بن حبيب الجِرميّ أبوالحارث البصريّ	٥٨٧	٢٠١
١٣٨	مَسلَمة بن محمد الثقفيّ البصريّ	٥٨٩	٢١١

١٣٩	مُصعب بن ثابت بن عبدالله بن الزبير بن العوام الأسديّ	٦٦٩	٤٠٤
١٤٠	مُصعب بن محمدبن عبدالرحمٰن العبدريّ المكّي	٦٠٣	٢٦٤
١٤١	معبد بن هُرمز المدنيّ الحجازيّ	٥٦٣	١٠٦
١٤٢	معدان بن أبي طلحة(أو معدان بن طلحة)الكنانيّ اليَعْمَريّ	٥٤٧	٢٥
١٤٣	معن بن عيسٰى بن يحيٰ الأشجعيّ أبويحيٰ المدنيّ القزاز	٥٧٧	١٦٠
١٤٤	مَغْراء العبديّ أبوالمُخارق الكوفيّ	٥٥١	٤١
١٤٥	المهّلب بن حُجْر البهرانيّ	٦٩٣	٤٥٦
١٤٦	مُوَرِّق بن مُشَمْرِج بن عبدالله العجليّ أبو المعتمر البصريّ	٥٧٠	١٣٣
١٤٧	موسٰى بن إبراهيم بن عبدالرّحمٰن بن عبدالله المخزوميّ	٦٣٢	٣٢٤
١٤٨	موسٰى بن أنس بن مالك الأنصاريّ قاضي البصرة	٦٠٩	٢٨١
١٤٩	موسٰى بن طلحة بن عبيد الله القرشيّ أبوعيسٰى المدنيّ	٦٨٥	٤٣٩
	(حرف النون)		
١٥٠	نوح بن صعصعة الحجازيّ المكّيّ	٥٧٧	١٦٠
	(حرف الهاء)		
١٥١	هارون بن زيد بن أبي الزرقاء الثعلبيّ أبوموسٰى الموصليّ نزيل الرملة	٥٥٣	٤٩
١٥٢	هارون بن عباد الأزدي أبوموسٰى المصيصيّ الأنطاكيّ	٥٨١	١٧٥

١٦٧	يزيد بن نِمران بن يزيد بن عبدالله الذماريّ العابد	٧٠٥	٤٨٩
١٦٨	يزيد بن يزيد بن جابر الرّقي الدمشقيّ	٥٤٩	٣٣
١٦٩	يعلىٰ بن شدّاد بن أوس بن ثابت الأنصاريّ الخزرجيّ أبو ثابت البخاريّ	٦٥٢	٣٧٠
١٧٠	يعلىٰ بن عبيد بن أبي أمية الأياديّ الكوفيّ أبو يوسف الطنافسيّ	٥٩٧	٢٤٢
١٧١	يعلىٰ بن عطاء العامريّ (ويقال الليثيّ) الطائفيّ	٥٦٣	١٠٦
١٧٢	يوسف بن ماهَكَ بن مهران الفارسى المكي مولىٰ قريش	٦٥٤	٣٧٥

(الكنىٰ من الرجال)

١٧٣	أبو أحمد محمد بن عبدالله بن الزبير بن عمرو الأسديّ الزبيريّ	٦١٥	٢٩٨
١٧٤	أبو الأحوص عوف بن مالك بن نَضْلَة الجُشَميّ الكوفيّ	٥٥٠	٣٧
١٧٥	أبو الأحوص عوف بن مالك بن نَضُلة الجشميّ الكوفيّ	٥٧٠	١٣٣
١٧٦	أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن الحارث الكوفيّ الفَزاريّ	٦٢٢	٣١٠
١٧٧	أبو الأشهب جعفر بن حيّان السعديّ العطارديّ البصريّ الخزّاز	٦٨٠	٤٢٦
١٧٨	أبو تميلة يحيٰ بن واضح الأنصاري المروَزي	٦٣٦	٣٣٣
١٧٩	أبو ثمامة الحنّاط القمّاح (بائع الحنطة)	٥٦٢	١٠٢
١٨٠	أبو جعفر الأنصاري المدني المؤذن	٦٣٨	٣٣٨
١٨١	أبو جَنَاب يحيٰ بن أبي حَيّة الكلبيّ الكوفيّ	٥٥١	٤١

١٩٨	أبوعلي ثمامةبن شُفيّ (بالتصغير) الأحروجيّ أو الأصبحيّ الهمدانيّ	٥٨٠	١٧٣
١٩٩	أبوعمرو بن محمد بن حريث العذريّ	٦٨٩	٤٤٦
٢٠٠	أبوعون محمد بن عبيدالله بن سعيد الثقفيّ الكوفيّ	٦٥٩	٣٨٤
٢٠١	أبوالقاسم حسين بن الحارث الكوفيّ الجَدَليّ	٦٦٢	٣٩٠
٢٠٢	أبومالك الحارث بن الحارث بن هانئ بن كلثوم (أوعبيد أوعامر)	٦٧٧	٤٢٠
٢٠٣	أبومحمد بن عمرو بن حريث	٦٩٠	٤٥٠
٢٠٤	أبومعمر عبدالله بن سَخُبرة الأزديّ الكوفيّ	٦٧٤	٤١٣
٢٠٥	أبوالمنيب عبدالله أو عبيد الله بن عبدالله العَتَكي المروزيّ	٦٣٦	٣٣٣
٢٠٦	أبوالمقدام هشام بن زياد	٦٩٤	٤٦٠
٢٠٧	أبونَعامة البصريّ (قيل: اسمه عبدربه وقيل: عمرو)	٦٥٠	٣٦٧
٢٠٨	أبوالودّاك جبربن نوف الهمدانيّ البكاليّ الكوفيّ	٧١٩	٥٢٣

باب في النساء

(حرف الألف)

٢٠٩	آمنة أمّ حرام	٦٣٩	٣٣٩

(حرف السين)

٢١٠	سلامة بنت الحُرّ أُختُ خَرَشَة بن الحُرّ الفزاريّة الصحابيةؓ	٥٨١	١٧٦

(حرف الصاد)

٢١١	صفية بنت الحارث بن طلحة بن أبي طلحه العبدي	٦٤١	٣٤٥

(حرف الضاد)

٢١٢	ضُباعة بنت المقداد بن الأسود	٦٩٣	٤٥٧

(حرف العين)

٢١٣	عقيلة مولاة بني فزارة	٥٨١	١٧٦

(حرف اللام)

٢١٤	ليلٰى بنت مالك	٥٩١	٢١٩

(الكنٰى من النساء)

٢١٥	أم ورقة بنت عبدالله بن الحارث بن عويمر بن نوفل الأنصاريةؓ	٥٩١	٢٢٠
٢١٦	أمة الواحد بنت يامين بن عبدالرحمٰن بن يامين	٦٨١	٤٢٨
٢١٧	أمّ حرام الرميصاء أوالغميصاءبنتملحان بن خالدبن زيدالأنصاريةؓ	٦٠٨	٢٧٩

فہرست مضامین (درسِ ابوداؤد ۔ جلدِ ثالث)

تیسیر المنیر شرح مشکاۃ المصابیح (اردو)	1
صحیح البخاری المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	2
صحیح مسلم المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	3
جامع الترمذی المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	4
سنن أبی داؤد المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	5
سنن النسائی المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	6
سنن ابن ماجه المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	7
مؤطامالک المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	8
مشکاۃالمصابیح المترجم تصحیح شدہ (عربی۔اردو)	9
صحیح البخاری المترجم (ہرحدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)	10
صحیح مسلم المترجم (ہرحدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)	11
جامع الترمذی المترجم (ہرحدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)	12
سنن أبی داؤد المترجم (ہرحدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)	13
سنن النسائی المترجم (ہرحدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)	14
سنن ابن ماجه المترجم (ہرحدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)	15

16	مؤطامالک المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)
17	مشکاۃالمصابیح المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح ومختصر تعارفِ رواۃ۔اردو)
18	المفصَّل لرجال صحیح البخاری من کتب الرجال المتداولة(عربی)
19	المفصَّل لرجال صحیح مسلم من کتب الرجال المتداولة(عربی)
20	المفصَّل لرجال جامع الترمذی من کتب الرجال المتداولة(عربی)
21	المفصَّل لرجال سنن ابی داؤد من کتب الرجال المتداولة(عربی)
22	المفصَّل لرجال سنن النسائی من کتب الرجال المتداولة(عربی)
23	المفصَّل لرجال سنن ابن ماجه من کتب الرجال المتداولة(عربی)
24	المفصَّل لرجال مؤطا مالک من کتب الرجال المتداولة (عربی)
25	المفصَّل لرجال مشکاۃ المصابیح من کتب الرجال المتداولة(عربی)
26	المفصَّل لرجال مشکاۃ المصابیح من کتب الرجال المتداولة(اردو)
27	المختصرلرجال صحیح البخاری(عربی)
28	المختصرلرجال صحیح مسلم(عربی)
29	المختصرلرجال جامع الترمذی(عربی)
30	المختصرلرجال سنن ابی داؤد(عربی)

31	المختصر لرجال سنن ابن ماجة(عربی)
32	المختصر لرجال مؤطا مالک(عربی)
33	المختصر لرجال مشکاۃالمصابیح(عربی)
34	المختصر لرجال مشکاۃالمصابیح(اردو)
35	تخریج أحادیث صحیح البخاری من جمیع کتب المتون
36	تخریج أحادیث صحیح مسلم من جمیع کتب المتون
37	تخریج أحادیث جامع الترمذی من جمیع کتب المتون
38	تخریج أحادیث سنن ابی داؤد من جمیع کتب المتون
39	تخریج أحادیث سنن النسائی من جمیع کتب المتون
40	تخریج أحادیث سنن ابن ماجه من جمیع کتب المتون
41	تخریج أحادیث مؤطا مالک من جمیع کتب المتون
42	تخریج أحادیث مشکاۃالمصابیح من جمیع کتب المتون
43	تصحیح صحیح البخاری(النسخة المتداولة فی الهند)
44	تصحیح صحیح مسلم(النسخة المتداولة فی الهند)
45	تصحیح جامع الترمذی(النسخة المتداولة فی الهند)

46	تصحیح سنن أبی داوٗد(النسخة المتداولة فی الهند)
47	تصحیح سنن النسائی(النسخة المتداولة فی الهند)
48	تصحیح سنن ابن ماجه(النسخة المتداولة فی الهند)
49	تصحیح مؤطا مالک(النسخة المتداولة فی الهند)
50	تصحیح مشکاة المصابیح(النسخة المتداولة فی الهند)
51	ترقیم صحیح البخاری المترجم
52	ترقیم صحیح مسلم المترجم
53	ترقیم جامع الترمذی المترجم
54	ترقیم سنن أبی داوٗد المترجم
55	ترقیم سنن النسائی المترجم
56	ترقیم سنن ابن ماجه المترجم
57	ترقیم مؤطا مالک المترجم
58	ترقیم مظاهر حق قدیم
59	ترقیم مظاهر حق جدید
60	ترقیم مشکاة المصابیح المترجم

61	ترقيم تيسير المنير شرح اردومشكاة المصابيح
62	ترقيم صحيح مسلم(النسخة المتداولة فى الهند)
63	ترقيم جامع الترمذى(النسخة المتداولة فى الهند)
64	ترقيم سنن أبى داؤد(النسخة المتداولة فى الهند)
65	ترقيم سنن النسائى(النسخة المتداولة فى الهند)
66	ترقيم سنن ابن ماجة(النسخة المتداولة فى الهند)
67	ترقيم مؤطا مالك(النسخة المتداولة فى الهند)
68	ترقيم مشكاة المصابيح(النسخة المتداولة فى الهند)
69	ترقيم عمدة القارى شرح صحيح البخارى
70	ترقيم إرشادالسارى شرح صحيح البخارى
71	ترقيم صحيح البخارى بشرح الكرمانى
72	ترقيم التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح
73	ترقيم بذل المجهود على سنن أبى داؤد
74	مفتاح صحيح البخارى
75	مفتاح صحيح مسلم

76	مفتاح جامع الترمذی
77	مفتاح سنن أبی داؤد
78	مفتاح سنن النسائی
79	مفتاح سنن ابن ماجه
80	مفتاح مؤطا مالک
81	مفتاح مشکاة المصابیح
82	مفتاح فتح الباری شرح صحیح البخاری
83	مفتاح عمدةالقاری شرح صحیح البخاری
84	مفتاح إرشادالساری شرح صحیح البخاری
85	مفتاح شرح الکرمانی علی صحیح البخاری
86	مفتاح تیسیر الباری شرح صحیح البخاری
87	مفتاح مرقاةالمفاتیح شرح مشکاة المصابیح
88	مفتاح التعلیق الصبیح شرح مشکاة المصابیح
89	مفتاح شرح الطیبی شرح مشکاة المصابیح
90	مفتاح بذل المجهود شرح سنن أبی داؤد

91	مفتاح صحيح البخاری وشروحه
92	مفتاح مشكاة المصابيح وشروحه
93	مفتاح مظاهر حق قديم
94	مفتاح مظاهر حق جديد
95	مفتاح تيسير المنير شرح اردومشكاة المصابيح
96	مفتاح كتب الستة
97	مفتاح صحيح البخاری المترجم(عربی۔اردو)
98	مفتاح صحيح مسلم المترجم(عربی۔اردو)
99	مفتاح جامع الترمذی المترجم(عربی۔اردو)
100	مفتاح سنن أبی داؤد المترجم(عربی۔اردو)
101	مفتاح سنن النسائی المترجم(عربی۔اردو)
102	مفتاح سنن ابن ماجه المترجم(عربی۔اردو)
103	مفتاح مؤطا مالک المترجم(عربی۔اردو)
104	مفتاح مشكاة المصابيح المترجم(عربی۔اردو)
105	الجامع المختصر لرجال الستة

106	الجامع لشروح البخاری المتداولة
107	ذکر الدجال فی الأحادیث (عربی)
108	ذکر الدجال فی الأحادیث (عربی۔اردو)
109	تحقیق أحادیث الدجال مع التوضیح مفصلاً
110	الردُّ علی منکری الدجال
111	مفتاح أحادیث الدجال
112	تحقیق رواۃ أحادیث الدجال
113	الأربعین ج۱ (عربی۔اردو)
114	الأربعین ج۲ (عربی۔اردو)
115	الأربعین ج۳ (عربی۔اردو۔ہندی)
116	الأربعین ج٤ (عربی۔اردو)
117	الأربعین (عربی۔اردو۔انگریزی)
118	الحصن الحصین (تصحیح شدہ)
119	الدعاء بأسماء البدریین (عربی)
120	سلام احادیث کی روشنی میں (اردو)

یادداشت

یادداشت

التماس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاًو مسلماً-أما بعد

محترم علمائے کرام،طلبۂ عزیزاوراس کتاب کا مطالعہ کرنے والے تمام ہی حضرات

السّلام علیکم و رحمة اللّٰہ و بر کاته

وبعدطلبِ خیرعرض ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع یہ کوشش کی گئی ہے کہ غلطیاں کم سے کم رہیں یابلکل ہی نہ رہنے پائیں لیکن چونکہ خطاؤں اورغلطیوں سے مکمل حفاظت تقریباً ناممکن ہے اس لئے آنجناب سے مؤدبانہ التماس وگذارش ہے کہ کسی بھی طرح کی غلطی چاہے اعراب کی ہو، یا ترجمہ کی ہو، یانحوی،صرفی اورلغوی تحقیق کی ہو، یا کتابت کی ہوالغرض کیسی بھی ہومہربانی فرماکراُس کو کتاب کے اخیر میں دئے ہوئے سادے صفحات پرمع حوالۂ صفحہ نمبرتحریرفرمالیں اور درجِ ذیل پتہ پرمطلع فرماکرممنون وماجورہوں نیزاپنے مفیدمشاوراورقیمتی آراء سے نوازنا بھی نہ بھولیں.(جزاك اللّٰہ)

(الملتمس)

محمد یامین منیر أحمد القاسمی

مجمع الحدیث بمرادآباد(الھند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ رب العٰلمین و العاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم أمّابعد. فقد قال رسول اللہ ﷺ "من لایشکر الناس لایشکر اللہ"-رواہ الترمذیّ-

سب سے پہلے میں شکر گذار ہوں اُن تمام علمائے کرام کا جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران پیش آنے والے مشکل مسائل کا حل دریافت کیا۔اور بطورِ خاص شکر گذار ہوں حضرت مولانا **محمد یونس** صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم کا جنہوں نے اپنی علالت و بیماری اور تمام تر علمی مصروفیات کے باوجود میرے لئے مراجعت واستفسار کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا اور مَیں نے جب چاہا اپنی ہر طرح کی علمی مشکل کو حضرتِ والا سے حل کرلیا، اسیطرح میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا **عبدالسّلام** صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا شکریہ بھی بطورِ خاص ادا کروں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران میری سرپرستی ونگرانی قبول فرمائی۔اور بڑی ناانصافی ہوگی اس اظہارِ تشکر کے موقعہ پر اگرمیں اپنے برادرِ اسلامی جناب حاجی **محمد أکرم** صاحب اور جناب مولانا **جمیل الرّحمٰن** صاحب کا شکریہ نہ ادا کروں جنکے خاص اہتمام واعتناء اور عنایت وشفقت کے نتیجہ میں یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی ہے.

اور میں اس موقعہ پر اپنے برادرِ نسبتی جناب حاجی **أنوار حسین** صاحب اور اپنے والدِ محترم جناب حافظ **منیر أحمد** صاحب کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ پندرہ سال علمی ماحول سے دور رہنے کے بعد غالبًا انہیں کی خاص توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہیکہ مجھے اس علمی ماحول نے پھر سے قبول کیا۔اخیر میں اپنی تین بڑی بیٹیوں، دو بڑے بیٹوں **"ذو القرنین** اور **محمد أبو المحاسن"** اور اپنی اہلیہ کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری وغیرہ میں میرا ساتھ دے کر مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس نہ ہونے دیا۔

محمد یامین منیر احمد القاسمی